کتاب التوحید الحکم

توحید حاکمیت واطاعت کا توحید الوہیت وعبادت کے ضمن میں قرآن وحدیث اور
سلف صالحین کے منہج کے مطابق صحیح فہم

محمد عبد الباقی

انتساب

خلافت اسلامیہ کے خالص عقیدہ و منہج، اخلاص و تقوی اور صبر و اثبات کے پیکر مجاہدین کے نام جنہوں نے اسلامی خلافت کے بھولے ہوئے خواب کو شرمندہ تعبیر کر کے مظلوم و مقہور کو گزرے ہوئے شاندار ماضی، عزت و شوکت اور غلبہ سطوت کو دوبارہ حاصل کرنے کی امنگ اور ولولہ عطا کیا۔

فہرست باب

فہرست مضامین

باب اول: توحید کا بیان

باب دوم: توحید حاکمیت

_حکم کی تعریف

_توحید حاکمیت کی تعریف

_توحید حاکمیت کی اقسام

_توحید حاکمیت فی الکونی

_توحید حاکمیت فی الدین والسیاسیۃ

_توحید حاکمیت فی الوہیت

_توحید حاکمیت فی العبودیت

_توحید حاکمیت فی الاطاعت

_توحید حاکمیت فی الربوبیت

توحید حاکمیت اور طاغوت

_توحید حاکمیت اور دین اسلام

_توحید حاکمیت اور شریعت

_توحید حاکمیت اور اسلامی معاشرہ

_ توحید حاکمیت فی الالوہیت

_ توحید حاکمیت فی العبادت

_ توحید حاکمیت اور اللہ کے اسماء وصفات

_ توحید حاکمیت اور تحلیل و تحریم

_ توحید حاکمیت اور ملکیت و بادشاہت

_ توحید حاکمیت اور طاغوت

_ توحید حاکمیت اور جاہلیت

_ اللہ کا نظام حاکمیت خیر و بھلائی ہے

_ اللہ کی حاکمیت اور دین فطرت

_ توحید حاکمیت اور دین اسلام

_ توحید حاکمیت اور کتاب اللہ

_ توحید حاکمیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

_ غیر اللہ کی حاکمیت کے بوجھ سے چھٹکارا

_ غیر اللہ کی اطاعت کرنے والے بھی شرک میں برابر ہیں

_ اللہ کی حاکمیت میں شرک سے دنیاوی عزاب

_ توحید حاکمیت اور حدود اللہ

_ اللہ کی حاکمیت کی پیروی پر دنیا میں ثمرات

_ غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام و معاشرے میں قیام

_ غیر اللہ کی حاکمیت اللہ ورسول سے دشمنی اور جنگ کے مترادف ہے

_ اللہ کی حاکمیت پر اٹھنے والے اہل ایمان کی مدد و نصرت

_ اللہ کی حاکمیت پر چلنے والے ہی ہدایت پر ہیں

فصل سوم: توحید حاکمیت کے حقوق و فرائض (آیات ۱۸۸ تا ۲۴۱)

_ غیر اللہ کی حاکمیت کا انکار

_ اللہ کی حاکمیت میں شرک کرنے والوں سے دوری اور لاتعلقی

_ توحید حاکمیت کی دعوت

_ توحید حاکمیت اور جہاد و قتال

باب چہارم: توحید حاکمیت اور احادیث

باب پنجم: توحید حاکمیت اور صحابہ کرام

باب ششم: اللہ کی حاکمیت اور اسلاف امت

باب ہفتم: توحید حاکمیت اور اطاعت رسول

باب ہشتم: توحید حاکمیت اور جمہوریت

مقدمہ

اس دنیا کی تاریخ میں انسانوں نے مختلف طریقوں سے اللہ کی وحدانیت میں شرک کیا تو اللہ رب العزت نے ان تمام شرک کی اقسام کی تردید فرمائی. شیطان ابلیس مختلف ادوار میں مختلف شرک وکفر کی راہیں انسان کے لیے مزین کرتا ہے تا کہ بنی نوع انسان کو گمراہ کر سکے اور اسے اللہ کی توحید سے دور لے جائے چنانچہ اللہ رب العزت نے انسانوں کو اپنی وحدانیت اور صراط مستقیم کے تعارف کے لیے اور شرک کے ہر رخ کی بیخ کنی کے لیے انبیائ کرام کو مختلف ملکوں اور خطوں کی طرف مبعوث فرمایا تا کہ وہ اللہ کی توحید اور اس کی حاکمیت کو ملکوں پر نافذ کریں اور لوگوں کے سامنے تمام قسم کے شرک وکفر کو واضح کریں جن کو اللہ کے مقابل پوجا جارہا ہے، اور لوگ اللہ کی حاکمیت کو چھوڑ کر ان کی اطاعت میں غرق ہو کر توحید الہی سے گمراہ ہو چکے ہیں.

ارشاد باری تعالی ہے:

ولقد بعثنا فی کل امت الرسولا ان عبدواللّٰہ واجتنبوالطاغوت.النحل: ٣٦

اور یقیناً ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے (جو یہ دعوت دیتے) کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے اجتناب کرو.

ان طواغیت کی بیخ کنی کے لیے مبعوث کیے گئے انبیاء کا سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اوج کمال کو پہنچا جن پر اللہ رب العزت نے آخری کتاب قرآن کو نازل فرمایا جس نے رہتی دنیا تک کے انسانوں میں وقوع پزیر ہونے والے تمام فتنوں اور اقسام کفر و شرک اور طواغیت کو انسانوں کے لیے متعارف کرادیا کہ

شیطان کس کس طریقے اور نئے انداز میں ہر دور میں اللہ کی توحید میں ملاوٹ اور اس کے اندر شرک کی تلبیس کر دیں گے کہ پہچاننا ہی مشکل ہو جائے گا کہ توحید کیا ہے اور شرک کیا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ لوگ شرک اور طاغوت کو توحید کے نام پر قبول کریں گے حالانکہ جہالت اور طغیان میں اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کریں گے اور اپنے جیسے انسانوں کے حکموں اور قوانین کی اطاعت اور بندگی کر کے مشر کین کی صف میں داخل ہو جائیں گے. ایسی صورت میں قرآن مجید ہی وہ روشن راستہ اور کتاب مبین ہو گا جو انسانوں کو شرک سے بچانے کے لیے اس کی تمام اقسام کی پہچان کرائے گا جو کہ سب سے بڑا گناہ عظیم ہے. اور جس کے ہوتے ہوئے نہ کلمے کا اقرار قبول ہے اور نہ اعمال صالحہ کا اظہار مقبول ہے بلکہ ابدی جہنم کو اس کی سزا ٹھرایا گیا ہے لیکن قرآن سے دور اور اسے غلافوں اور تکیوں کی زینت بنانے والی یہ امت قرآن کے سبق توحید اور اس کے مقابل شرک و طاغوت کو کس طرح پہچان سکتی جبکہ اس امت کے سادہ لوح لوگوں پر جدید طاغوتی بھیڑیے اپنے تمام جدید نفسیاتی حملوں کے ساتھ عرصے ہائے دراز سے حملہ آور ہیں اور انھوں نے توحید کی اس رتی بھر رمق کو بھی بجھانے کے لیے اس طرح سے جدید وار کیے ہیں کہ لوگ شرک و طاغوت کی جڑ کو ہی اصل الاصول توحید اور اسلام سمجھ بیٹھے ہیں. عصر حاضر میں اس شرک کو عالمی طاغوت نے جمہوریت کے نام پر مسلمانوں میں پھیلایا ہے اور جسے اسلام سے بے خبر لوگ اسے اسلامی جمہوریت کا نام دے کر مشرف با اسلام کرنے کی کوشش کرتے ہیں. ایسی صورتحال میں انبیاء کے وارث اس امت کے علمائے ربانیین کی یہی ذمہ داری تھی کہ وہ امت کے سامنے انبیاء کے فریضے واجتنبوا الطاغوت کو ادا کرتے اور دین طاغوت جمہوریت سے آگاہ کرتے تاکہ امت اس جدید اور منظم شرک کی یلغار سے بچ سکتی لیکن صد افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا کہ شاید طاغوتی یلغار ہی اس قدر شدید تھی کہ امت کے علماء بھی اس کی رو میں بہہ گئے یا شاید اس کی تلبیس ہی اس قدر مزین تھی کہ امت کے علماء بھی اس جاہلانہ طاغوتی فریب کی چمک دیکھ کر خود بھی جاہل بن کر اس کے ہمنواہ بن بیٹھے یا شاید انھوں

نے اس طاغوتی سمندر کے آگے مسلمانوں کی حیثیت ایک تنکے سی دیکھ کر انھوں نے امت کو اس سے متعارف کرانا ہی فضول سمجھا. آخر کوئی وجہ تو ضرور تھی کہ امت کے علماء نے آج کے دور میں توحید حاکمیت اور انکار بالطاغوت کے نبوی فریضے کو ادا کرنے سے پہلو تہی اختیار کی. خلافت اسلامیہ کے انہدام کے فوراً بعد اغیار نے اہل اسلام کو اس وادی میں جھونک دیا جس کے اندھیروں میں وہ خود بھٹک رہے تھے اہل کلیسا کی طرح مسلمانوں نے بھی مذہب سے آزاد ہو کر سیاست اور حکومتی قوانین کو اللہ کی حاکمیت سے مبرا قرار دے دیا ان کے ہاں ان تمام قوانین کو بنانے میں لوگ مختار ہوں گئے. اس دین اور نظریے کا نام انہوں نے نظام جمہوریت رکھا اور ان کے ہمنوا مسلمان خطوں نے اس کے ساتھ صرف یہ اضافہ کر کے کہ اسلامی قوانین کے مخالف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اسے اسلامی جمہوریت بنانے کی کوشش کی لیکن ان تمام خطوں میں عملی صورتحال یہ ہے کہ تمام قوانین اور اسلامی احکام کو پارلیمنٹ کے پسند و ناپسند پر چھوڑا جا چکا ہے اور وہی تمام قوانین بنانے میں مختار کل ہے. اس طرح یہ نام نہاد اسلامی جمہوریتیں اللہ کی حاکمیت میں شریک ہو کر طاغوت کا روپ دھار چکی ہیں. اس لیے عصر حاضر میں علمائے ربانیین کی یہ پہلی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ توحید کے منافی اس نظام کی حقیقت کو عوام کے سامنے واضح کریں تاکہ وہ اس سے بچ کر اپنے ایمان کی حفاظت کر سکیں. جس طرح کے علمائے سلف اپنے ادوار کے ہر شرک کو واضح کرتے رہے اور اس کے لیے انھوں نے چند اصطلاحات مثلاً توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات کی ذریعے توحید کو واضح کرنے کی کوشش کی علاوہ ازیں چونکہ توحید حاکمیت اور انکار بالطاغوت توحید الٰہی کی بنیاد ہے اور اللہ کی ربوبیت اور الوہیت کا مظہر ہے اس لیے آج کے دور میں اس کی وضاحت کی بھی سخت ضرورت ہے کیونکہ اسلامی جمہوریت کے نام پر عوام کی حاکمیت کے زیر سایہ سیکولر جمہوری نظام نے مسلم خطوں سے اسلامی قوانین کا نفاذ مکمل طور پر عنقا کر دیا ہے اور خود ساختہ غیر اسلامی قوانین کی حکمرانی ہے اگرچہ کچھ دینی جماعتیں اسلامی شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کر رہی ہیں مگر یہی جماعتیں

جمہوری نظام میں مکمل شرکت کرتی ہیں،انتخابات میں حصہ لیتی ہیں اور مجالس قانون سازاسمبلی اور پارلیمنٹ میں جاکر قانون سازی کے عمل میں اپنی رائے دیتی ہیں. اس طرح یہ اسلامی قوانین پر رائے زنی کے جرم کی مرتکب ہوتی ہیں چاہے یہ وہاں اسلامی قوانین کے حق میں ہی کیوں نہ رائے دیتی ہیں. انہی جماعتوں کے کچھ افراد ان طاغوتی قوانین کو پڑھتے ہیں، لاء کالجز میں داخلہ لیتے ہیں، وہاں سے ڈگریاں حاصل کر کے انہی طاغوتی عدالتوں میں وکیل اور جج بن کر خدمات انجام دے رہے ہیں اور کچھ اس طاغوتی نظام کی حفاظت اور اس کی اطاعت کے لیے دفاعی اداروں میں شامل ہو جاتے ہیں اور ان جماعتوں کے قائدین اس طاغوتی نظام کے وزیر و مشیر اور ناظم وغیرہ بننے کو فخر گردانتے ہیں یہ واضح تضاد ہے ان جماعتوں کے کردار میں کہ یہ ایک طرف غیر اسلامی قوانین کے خاتمے کا مطالبہ کرتے ہیں اور دوسری طرف انہی قوانین کی اطاعت کر رہے ہیں اور ان کی ترویج واشاعت کا سبب بن رہے ہیں اس کے علاوہ مسلم عوام بھی اس طاغوتی نظام سے برأت نہیں کرتے اور وہ طاغوتی سیاسی جماعتوں کی حمائت کرتے ہیں اور طاغوتی عدالتوں سے اپنے فیصلے کرانے اور ان کے پاس اپنے مقدمات لے جانے میں پیش پیش ہیں. یہ تمام لوگ اللہ کی توحید الوہیت وحاکمیت کو سمجھنے اور اس کے مقابل شرک اور طاغوت کو پہچاننے کی کوشش نہیں کرتے اور انبیاء کے منہج اور طریقے کی مخالفت کرتے ہیں. ایسے طاغوتی قوانین اور جاھلیت وگمراہی کے عام غلبہ وتسلط کی حالت میں جب کچھ لوگ قیام حق اور شریعت کے نفاذ کے لیے اٹھتے ہیں تو ان کا واسطہ باطل کے اصلی علمبرداروں سے تو پڑتا ہی ہے جو پوری طاقت سے ان داعیان حق کو کچل دینا چاہتے ہیں، عامتہ الناس کا تو کیا کہنا جو الگ کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہوتے ہیں ان کا ووٹ آخر کار اس طاقت کے حق میں پڑتا ہے جس کا پلڑا بھاری ہو خواہ وہ طاقت حق ہو یا باطل، انتہائی افسوس تو ان نام نہاد حق پرست جماعتوں پر ہوتا ہے جو حق کو ماننے کا دعوی کرتے ہیں لیکن حق اور باطل کے درمیان برپا معرکے میں ان کا کام حق والوں کے متعلق لوگوں میں شبہات پیدا کرنا ہوتا ہے. یہ لوگ اسلام پر جمہوریت یا

اشتراکیت کی نقاب ڈالنے کی ذلیل ترین کوشش کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہم اسلام کی خدمت کر رہے ہیں. نیز ان دینی جماعتوں کا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو فروعی اختلاف کے باعث تو کافر ضرور کہیں گے مگر جن معصیتوں پر قرآن مجید کفر کا اطلاق کرتا ہے اس کو برداشت کر لیں گے اور اس کا انکار نہیں کریں گے یہ لوگ نہیں جانتے کہ دین اسلام کی بنیاد ہی انکار بالطاغوت کے فریضے پر کھڑی ہے اور عبادت چند محدود بدنی وظاہری اعمال کا نام نہیں بلکہ وسیع پیمانے پر دین کی اطاعت کا نام ہے، اور توحید صرف فوق الفطری اختیارات میں اللہ کو واحد ماننا نہیں بلکہ سیاسی اور تشریعی قوانین میں اللہ واحد کو ہی حاکم اور مختار سمجھنا اور اس کے قوانین کو اٹل اور مرجع مصدر ٹھہرانا اور ان کی اطاعت واتباع کرنا بھی توحید کی اصل ہے اور یہی قرآن کی اصلی دعوت ہے. لیکن آج کل کے طواغیت بس قرآن کے الفاظ و عبارت کو پڑھوا کر، اس کے لیے مجالس قرآت اور تلاوت کا اہتمام کر کے، خوش الحان قاریوں میں انعام تقسیم کر کے اپنے آپ کو بہت بڑا خادم قرآن واسلام ظاہر کرتے ہیں. زندگی کے شب وروز اور ملکی قوانین میں اس کتاب ہدائت کی ہر قسم کی عملی مخالفت کرنے والے اس پردے میں اپنے آپ کو چھپا لیتے ہیں بلکہ وہ الٹا اسلام اور قرآن کے سرپرست بنے بیٹھے ہیں. لیکن نہیں جانتے کہ سارے قرآن کا بنیادی واصلی مضمون صرف یہی ہے. پس حاکمیت حقہ اور اس کے خصائص ربوبیت، الوہیت اور عبودیت سارے قرآن کا موضوع یہی ہے. اسی لیے اہل حق داعیان اسلام کی جماعت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلام سے راہنمائی لیتے ہوئے اہل طاغوت اور کفر وشرک کا نقاب اتار دیں اور جان لیں کے ان کے گرد ونواح میں کون مومن ہے اور کون کافر ہے، کون نیک ہے اور کون مجرم تاکہ وہ غلبہ اسلام کی کوششوں کو صحیح رخ پر ڈال سکیں.

وکذالك نفصل الایات ولتستبینسبیل المجرمین. الانعام: ۵۵

اور اسی طرح ہم آیتوں کو کھولتے ہیں تا کہ مجرموں کی راہ کھل کر سامنے آجائے.

قرآن کی اسی دعوت کے پیش نظر میں نے اللہ کی توفیق سے یہ کوشش کی کہ قرآن کی وہ تمام آیات یکجا کر دوں جو اللہ کی حاکمیت اور اس کے مقابل اس میں شرک کو واضح کرتی ہیں. نیز عصر حاضر کے مطابق ان کی تفسیر و تشریح بھی کر دی ہے تا کہ لوگ اس طاغوتی نظام جمہوریت کا انکار قرآن کا بنیادی پیغام سمجھ کر کر سکیں. چنانچہ قرآن ببانگ دہل اپنا یہ پیغام یوں سناتا ہے.

ولقد بعثنا فی کل امت رسولا ان اعبد اللہ و اجتنبو الطاغوت. النحل: ۳٦

اور یقیناً ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے اجتناب کرو.

اس کتاب میں توحید حاکمیت اور اس کے مقابل شرک کو موضوع بنانے سے ہر گز کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارے نزدیک صرف توحید حاکمیت کی اہمیت ہے بلکہ اللہ کی توحید کے دیگر پہلوؤں کو بھی وہی اہمیت دیتے ہیں جو توحید حاکمیت کو لیکن صرف اس کو خاص موضوع بنانا اس وجہ سے ہے کہ عصر حاضر میں مسلم عوام توحید حاکمیت کا فہم و ادراک اس طرح نہیں رکھتے جس طرح ہمیں قرآن سمجھانا چاہتا ہے اور علماء میں بھی اس کے متعلق وسیع فہم نہیں پایا جاتا جبکہ توحید اور شرک کی دیگر اقسام پر وہ مکمل عبور یا کافی معلومات رکھتے ہیں. اس کتاب میں ہم خوارج اور مرجئہ کی حاکمیت کے ضمن میں افراط و تفریط اور گمراہیوں کا بھی رد کریں گے. اور اہلسنت اور سلف صالحین کے حاکمیت کے متعلق عقیدے کو واضح کریں گے. اہلسنت حاکمیت میں زیادتی کے مرتکب ہیں اور نہ کمی کے بلکہ وہ اللہ کی حاکمیت میں شریک طاغوت صرف اس کو ٹھراتے ہیں جو اس میں شرک اور کفر تک پہنچتا ہے اور اس کی تکفیر کے قائل نہیں جو حکم فسق کے درجے تک پہنچتا ہے. پس ہمارا یہی مقصد ہے کہ یہ کتاب جو اللہ کی کامل توحید اور انکار بالطاغوت کو واضح کر دے اور

قرآن اور اسلام کا یہ بنیادی عقیدہ توحید لوگوں کی روحوں میں اتر جائے جس کو نکالنے کے لیے طاغوت کا ہر حربہ ناکام جائے. دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کو امت مسلمہ کے لیے نافع بنائے. آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب:۱

توحید کا بیان

توحید دین اسلام کی بنیاد اور اساس ہے. اسلامی عقیدہ توحید کی بنیاد پر ہی دین اسلام کی عمارت استوار ہوتی ہے. عقیدہ توحید کی بنیاد جس قدر گہری'مضبوط اور صحیح ہوگی اس قدر اسلام کی عمارت مضبوط قائم ہوگی. جس طرح بنیاد کے بغیر عمارت قائم نہیں رہ سکتی. جس طرح درخت کی جڑ کے بغیر درخت قائم نہیں رہ سکتا. اس طرح عقیدہ توحید کی صحت کے بغیر اسلام قائم نہیں ہو سکتا. عقیدہ توحید ہی تمام عقائد کی جڑ اور اصل الاصول ہے اور یہ اسلام کا عقیدہ حیات ہے. اللہ تعالیٰ کا ساری کائنات اور تمام جن وانس کو پیدا کرنے کا مقصد توحید تھا.

ارشاد باری تعالیٰ ہے.

وماخلقت الجن والانس الالیعبدون. الزریات: ٥٦

میں نے تمام جن وانس کو اپنی عبادت (توحید) کیلئے پیدا کیا ہے.

توحید دین اسلام کی وہ شہادت ہے جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے جن وانس کی تخلیق سے پہلے لی اور اللہ تعالیٰ نے آدم اور ابن آدم کی تمام روحوں کو اکٹھا کیا اور ان سے فرمایا.

واذاخزربك من م بنی آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوبلى شهدناگ الاعراف: ۱۷۲

اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور انہیں ان کی جانوں پر گواہ بنایا (اور پوچھا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم گواہی دیتے ہیں.

توحید کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں رکھا ہے اگر انسان اپنے ارد گرد کے احوال وظروف سے متاثر نہ ہو تو انسان خالص توحید پر عمل پیرا ہو.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی بنادیتے ہیں. صحیح بخاری: ۱۳۵۷

توحید دین اسلام کا وہ حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے پہلے دیا اور تمام انبیاء بنی نوع انسان کو اسی توحید کی دعوت دینے کیلئے مبعوث کئے گئے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے.

وما ارسلنا من قبلك من رسول الانوحی الیه انه لااله انافاعبدون. الانبیاء

اور آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ بیشک میرے سوا کوئی معبود نہیں لہذا تم میری ہی عبادت کرو.

ہزاروں انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے توحید کی تبلیغ کیلئے مبعوث فرمایا. حضرت آدم علیہ السلام سے لے کے بنی آدم توحید کو ہی اختیار کئے ہوئے تھے. لیکن آہستہ آہستہ وہ توحید کے راستے کو بھلا بیٹھے اور انہوں نے شرک کا راستہ اختیار کرنا شروع کر دیا اور شیطان کے راستے پر چل پڑے. ابلیس شیطان کی انتہائی کوشش ہے کہ انسان کو توحید اصلی بھلا کر کسی نہ کسی طریقے سے شرک کے راستے پر ڈال دے. وہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے اس مزعوم دعوے سے آیا ہے کہ وہ انسان کو ضرور توحید سے گمراہ کر کے رہے گا اور وہ اس میں بہت حد تک کامیاب رہا اور اس نے بنی نوع انسان کی کثیر تعداد کو شرک اور گمراہی میں ڈال رکھا ہے. اس گمراہی اور شرک کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے عظیم انبیاء کا سلسلہ شروع کیا جنہوں نے اپنی قوموں اور قبیلوں کو توحید کا درس دیا. لیکن ان قوموں اور قبیلوں میں شرک کے تاریک راستے پر چلنے والے لوگوں پر اللہ تعالی نے عذاب نازل کئے.

اسی توحید کی خاطر انبیاء نے انتھک محنتیں اور کوششیں کیں اور اسی کی خاطر تکلیفیں اور پریشانیاں جھیلیں اور تعزیب و تشدد کا نشانہ بنے اور کچھ انبیاء نے اسی توحید کی خاطر اپنی جانوں کو قربان کیا. دعوت توحید کا یہ سلسلہ آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اوج کمال کو پہنچا جو ایک دفعہ پھر انسانیت کو جو شرک کی ضلالت اور اندھیر نگری میں گم تھی توحید کی نعمت اور نور سے بہرہ ور فرمانے کیلئے مبعوث کئے گئے. اور انہوں نے اللہ تعالی کی توحید کو خالص انداز میں پیش کیا اسلام کی دعوت پیش کی اور اس دعوت کی بنیاد اور اساس توحید کو قرار دیا. اللہ تعالی نے اس توحید کی دعوت کیلئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا۔

ارشاد باری تعالٰی ہے:

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب. ابراہیم: ۵۲

یہ لوگوں تک پہنچانے کیلئے (کتاب نازل فرمائی ہے) تاکہ اس کے ذریعے سے یہ لوگ خبردار ہو جائیں اور جان لیں کہ وہ الٰہ اکیلا ہے اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے توحید کی دعوت دینے میں ذرا کمی نہ کی اور اس کیلئے قریش مکہ کی طرف سے آنے والی ہر قسم کی سختیوں اور تکلیفوں کا مقابلہ کیا. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی توحید کی خاطر طائف میں پتھر کھائے اور اسی کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شعب ابی طالب میں تین سال تک بھوک وپیاس اور قید وبند جھیلی اور اسی توحید کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہجرت وجہاد کا راستہ اختیار کیا اور تمام انسانیت کے سامنے توحید کا پیغام رکھا اور انہیں اس سے مکمل روشناس کروایا اور ہر قسم کی ہدایت اور دنیا وآخرت میں کامیابی اسی توحید کو قرار دیا اور فرمایا:

قولوا لا اله الا اللّٰہ تفلحوا تملکوا العرب والعجم. مسند احمد: ۳-۴۹۲

لوگو لا الہ الا اللہ کہہ دو کامیاب ہو جاؤ اور عرب وعجم کے حکمران بن جاؤ.

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی دعوت توحید پر صحابہ کرام کی جماعت تیار کی جنہوں نے اس دعوت کو لے کر دنیا پر توحید کو قائم کیا. یہی لوگ تھے جنہوں نے توحید کی اصلیت اور صحیح فہم کو جانا اور شرک کے ہر رنگ اور قسم کو چھوڑ دیا انہوں نے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کو نہ صرف زبان سے ادا کیا بلکہ اس کا اصل فہم ان کے روح وعمل میں اتر گیا.

لیکن آج ہم ہیں کہ کلمہ لاالہ الااللہ کو ۲ ہزار بار ادا کرنے کے باوجود توحید کے اصل فہم اس کے معنی اور حقیقت اور اس کے تقاضوں سے بے خبر ہیں جس پر اسلام کی بنیاد کھڑی ہے اور اس پر باقی تمام اعمال استوار ہوتے ہیں. ان اعمال کی قبولیت اسی پر ہے جب ہماری توحید کامل ہو گی اگر ہماری توحید پوری نہ ہوئی اور اس میں ذرا سا بھی شرک آگیا تو ہمارا کوئی عمل قبول نہیں بلکہ دنیا میں ضلالت و گمراہی اور آخرت میں جہنم اور دردناک عزاب ہوگا. آج امت مسلمہ جو کروڑوں کی تعداد میں ہے جو زبان سے کلمہ لاالہ الااللہ کا اقرار کرتے ہیں مگر ان میں سے اکثر توحید کے فہم سے مکمل عاری ہیں اور شرک اکبر میں گرفتار ہیں لیکن اس کا علم نہیں رکھتے. جبکہ قرآن توحید کے علم اور فہم سے بھرا پڑا ہے. اللہ تعالی نے توحید کو سمجھانے کیلئے نہایت آسان سادہ مثالوں 'عقلی دلائل اور اپنی قدرتوں اور نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کیا ہے تاکہ لوگ اللہ تعالی کی توحید کو جان لیں اور شرک جیسے گناہ سے بچ جائیں.

امت محمدیہ شرک میں ضرور گرفتار ہوگی:

آج امت کا ایک طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ امت محمدیہ میں شرک آ ہی نہیں سکتا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آج امت مسلمہ کی کثیر تعداد شرک جیسی ضلالت و گمراہی کے قعر مزلت میں گر چکی ہے. زیادہ لوگ کلمہ توحید پڑھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ شرک میں مبتلا ہیں اور بہت کم لوگ ہیں جو توحید کے صحیح علم و فہم اور تقاضوں کو جانتے ہیں. ارشاد باری تعالیٰ ہے.

ومایومن اکثرھم باللہ الاوھم مشرکون. یوسف: ۱۰٦

اوران کے اکثر اللہ تعالی پر (اس طرح) ایمان لاتے ہیں کہ وہ مشرک ہی ہوتے ہیں.

اگر یہ امت شرک میں گرفتار نہ ہوسکتی تو اللہ تعالی کو کیا ضرورت تھی کہ وہ شرک اور توحید میں فرق کیلئے قرآن نازل فرماتا. یقیناً یہ امت شرک جیسے قبیح گناہ میں ضرور گرفتار ہو گی جیسا کہ اہل کتاب ہوئے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی ہر بات میں پیروی کروگے اگر وہ گوہ کی بل میں داخل ہوئے تو تم بھی اس میں داخل ہوگئے. صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا (پہلے لوگوں سے مراد) یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مراد نہیں تو اور کون ہے. صحیح بخاری: ۷۳۲۰

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ولا تقوم الساعة حتی یلحق من امتی بالمشرکین وحتی تعبد فئام من امتی الاوثان.

اور قیامت قائم نہیں ہو گی. یہاں تک کہ میری امت کا ایک قبیلہ مشرکوں سے مل جائے گا اور میری امت کے بہت سے لوگ بت پرستی شروع کر دیں گے.

توحید کا علم:

آج امت مسلمہ جو اپنے آپ کو اہل توحید جانتی ہے کہ وہ زبان سے کلمہ لا الہ الا اللہ ادا کرتی ہے انہوں نے توحید و اسلام کو صرف زبان کا اقرار جانا ہے جبکہ یہ نہیں جانتے کہ جس طرح اللہ تعالی نے اسلام میں داخلے کیلئے کلمے کی شہادت کو شرط قرار دیا ہے.

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

من قال لاالہ الااللہ دخل الجنۃ. صحیح بخاری

جس نے لاالہ الااللہ کہا جنت میں داخل ہو گا.

اس کے ساتھ کلمے کے معنی کو جاننا'اس کو سمجھنا'اس کا فہم حاصل کرنااوراس کے تقاضوں پر عمل کرنااسلام میں داخلے کی شرط اور فرض قرار دیا ہے.

ارشاد باری تعالٰی ہے:

الامن شھد بالحق وھم یعملون۔الزخرف: ٨٦

جس نے حق کی گواہی دی اور وہ اس کا علم بھی رکھتے ہیں.

نیز ارشاد باری تعالٰی ہے:

فاعلم انہ لاالہ الااللہ. محمد: ١٩

پس جان لو کہ بیشک اللہ تعالی کے سوا کوئی الٰہ نہیں.

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح کلمہ توحید کی گواہی ضروری ہے اس طرح اس کا مفہوم جانانااور اس کا علم و فہم حاصل کرنا توحید کیلئے لازم ہے. خاص کر توحید سے متضاد عمل شرک کا فہم ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ اس سے بچ سکے. اگر ایک مسلمان توحید کی گواہی کے ساتھ اس کا علم رکھے گا اور اس پر عمل کرے گا تب ہی وہ مسلمان کہلائے گا اور جنت میں جانے کا حقدار ٹھرے گا.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے:

من مات وھویعلم انہ لاالہ الااللّٰہ دخل الجنۃ. صحیح مسلم: ۲٦

جو اس حال میں مرا کہ اس چیز کا علم رکھتا تھا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہو گا.

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے توحید کے علم کو جنت میں جانے کی شرط قرار دیا ہے. امام نووی نے اس حدیث پر باب باندھا ہے فرماتے ہیں:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ توحید کلمہ کے معنی میں ثابت ہوتی ہے صرف کلمے کے تلفظ (ادا کرنے) میں نہیں بلکہ اس کے نقض شرک کے اجتناب کرنے پر. (شرح صحیح مسلم للامام نووی)

جبکہ لوگوں نے ان احادیث کے غلط معنی سمجھ لئے ہیں جن میں صرف کلمہ کے اقرار کو جنت میں جانے کی شرط قرار دیا گیا ہے. جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے:

من قال لاالہ الااللّٰہ دخل الجنۃ.

جس نے لاالہ الااللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو گا.

اس حدیث کے ضمن میں امام نووی فرماتے ہیں:

مزکورہ حدیث مجمل ہے اس کی شرح ضروری ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے حقوق و فرائض ادا کئے. (شرح مسلم للامام نووی)

توحید کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اس کے بغیر آدمی مسلمان نہیں رہتا.

حضرت حسن سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جس نے لاالہ الااللہ کہا جنت میں داخل ہوگا فرمانے لگے جس نے لاالہ الااللہ کہا اور اس کے حقوق وفرائض ادا کئے جنت میں داخل ہوگا.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم. ابن ماجہ: ٢٢٤

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے.

علمائے سلف فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس قول سے مراد توحید ہے اور بلاشبہ اس توحید کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کے معنی یہی ہیں.

اس لئے ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ توحید کا علم و فہم جانے اس کے تقاضوں اور اس کے حقوق وفرائض کا بھی علم حاصل کرے تاکہ وہ اسلام میں داخل ہوسکے. اس طرح ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ شرک کا بھی علم حاصل کرے تاکہ وہ شرک کی تمام انواع واقسام سے بچ سکے.

توحید سے لاعلمی عزر نہیں:

اگر کوئی مسلمان توحید سے لاعلمی اور بے سمجھی کی وجہ سے شرک کا ارتکاب کر بیٹھے تو وہ مشرک ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالی کی طرف سے اس کے پیغام توحید قرآن کے نزول اور انبیاء کے مبعوث ہونے کے بعد اللہ تعالی نے انسانوں پر حجت تمام کر دی ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رسلا مبشرین و منزرین لئلا یکون للناس علی اللّٰہ حجۃ م بعد الرسل. النساء: ١٦٥

اور خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے رسول بھیجے تا کہ رسول کے بعد لوگوں کیلئے اللہؒ کو الزام دینے کی کوئی گنجائش نہ رہے.

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن ابابطین فرماتے ہیں:

آپ پر توحید کو سمجھنالازم ہے وہ توحید جس کیلئے اللہؒ تعالٰی نے جن وانس کو پیدا فرمایا ہے اور یہ بھی انسان پر لازم ہے کہ وہ توحید کے مخالف اور متضاد عمل سے بھی واقفیت حاصل کرے یعنی شرک سے جس کی مغفرت کبھی نہیں ہو سکتی اگر کوئی لاعلمی کی بناپر شرک کر بیٹھے تو یہ بھی نا قابل معافی ہے. اس بارے میں عدم واقفیت کا عزر قبول نہیں ہو گا اس طرح شرک میں کسی کی تقلید و پیروی بھی جائز نہیں جس طرح توحید اسلام کی بنیاد ہے اس طرح شرک اس بنیاد کو ختم کر دینے والا ہے لہذا اس میں کسی قسم کی معزرت قبول نہیں ہوتی اس لئے جو شخص معروف کو جانتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ منکر کو بھی معلوم کرے تا کہ اس سے اجتناب کر سکے خاص کر سب سے اہم معروف اور اہم منکر یعنی توحید اور شرک. (الدرر سنیہ)

توحید کا لغوی معنی:

توحید کا مادہ "وحد" ہے اور اس کے مصادر میں سے "وحد" اور "وحدۃ" زیادہ مشہور ہیں جس کا مطلب ہے اکیلا اور بے مثال ہونا. "وحید" یا "وحد" اس شئے کو کہتے ہیں جو اپنی ذات اور صفات میں اکیلی اور بے مثال ہو. "وحد" کا واؤ ہمزہ سے بدل کر "احد" بنا ہے یہی لفظ اللہ تعالی نے سورہ اخلاص میں استعمال کیا ہے.

توحید کی تعریف:

توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ اپنی ربوبیت (خالق 'مالک 'رازق اور متصرف الامور ہونے) میں 'اپنی الوہیت (عبادت 'اطاعت 'اور حاکمیت) میں اور اسماء وصفات اور افعال میں اکیلا اور خاص ہے. اسی طرح وہ قادر ومختار 'عالم الغیب 'الحہ القیوم 'لازوال اور بے مثال ہے اور ہر قسم کی دعاوندا 'نزر ونیاز 'استغاثہ ووسیلہ 'محبت وخوف اور توکل صرف اسی سے ہے.

توحید کی اقسام:

عام طور پر علماء نے توحید کو قرآن کے بیان کے مطابق تین بنیادی اقسام میں تقسیم کیا ہے:

۱-توحید ربوبیت

۲-توحید الوہیت

۳-توحید اسماء وصفات

توحید ربوبیت:

توحید ربوبیت اس بات کے پختہ اعتقاد کا نام ہے کہ اللہ تعالی ہی خالق 'مالک اور رازق ہے اور تدبیر کائنات کا تنہا مالک ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے.

قل من يرزقكم من السماء والارض امن يملك السمع والابصار ومن يخرج الحی من الميت ويخرج الميت من الحی ومن يدبر الامر فسيقولون اللّٰه فقل افلا تتقون. یونس: ٣١

آپ کہہ دیں کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں کون بے جان سے جاندار کو اور جاندار سے بے جان کو نکالتا ہے کون اس نظم عالم کی تدبیر کر رہا ہے وہ ضرور کہیں گے اللہ تعالی کہو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟

توحید الوہیت:

توحید الوہیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ ہی الہ واحد ہے اور وہی عبادت واطاعت کے لائق ہے. توحید الوہیت بندوں کے افعال سے متعلق ہے کہ وہ اعتقاداًاور عملاً عبادت کی تمام اقسام اور افعال صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کریں. اس کو توحید عبادت اور توحید اطاعت کے نام بھی دیئے گئے ہیں اور حاکمیت بھی توحید الوہیت کی بنیادی قسم ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والهكم اله واحد لااله الاهو الرحمن الرحيم. البقرہ: ١٦٣

اور تمہارا الٰہ بس ایک ہی الٰہ ہے. اس رحمن رحیم کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں.

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الحكم الا للّٰه امر الا تعبدوا الا اياه. یوسف: ٤٠

اللہ کے سوا کسی کی حاکمیت نہیں اس نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اس کی عبادت کرو.

توحید اسماء وصفات:

توحید اسماء وصفات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی کے اسماء وصفات میں اس کو یکتا مانا جائے جس کو اس نے قرآن وحدیث میں ذکر کیا ہے مثلاً العلیم 'السمیع 'البصیر 'الحہ القیوم 'صفت ید عرش پر بلند ہونا وغیرہ کو اسی طرح مانا جائے جیسا کہ اس نے ذکر کیا ہے. اوران میں تحریف 'تمثیل 'تاویل 'تعطیل اور تکیف نہ کی جائے. ارشاد باری تعالیٰ ہے.

وللّٰه الاسماءالحسنی فادعوه بهاوذروالذین یلحدون فی اسمائه.سیجزون ماکانویعملون. الاعراف:۱۸۰

اور اللہ ہی کیلئے اچھے اچھے نام ہیں لہذا تم اسے انہی (ناموں) سے پکارو اور چھوڑ دو ان (لوگوں) کو جو اس کے ناموں میں کج روی اختیار کرتے ہیں وہ جو کچھ کر رہے ہیں جلد اس کی سزا پائیں گے.

شرک کا بیان

اللہ تعالیٰ کی توحید ربوبیت 'الوہیت اور اسماء وصفات میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو شریک کرنا شرک اکبر ہے.

شرک کی تعریف:

شرک سے مراد یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ اللہ تعالی کی توحید ربوبیت(خالق'مالک'رازق اور متصرف الامور ہونے)میں'توحید الوہیت(عبادت'اطاعت اور حاکمیت)میں اور اس کے اسماء وصفات میں کوئی اور بھی شریک ہے.اس طرح اس کے قادر ومختار'عالم الغیب'حی القیوم'لازوال اور بے مثال ہونے میں اس کے ساتھ کوئی اور بھی شامل ہے اور دعاوندا'نزر نیاز'استغاثہ ووسیلہ'محبت وخوف اور توکل کسی اور سے بھی جائز ہے.

علامہ سعری نے توحید اور شرک کی جامع تعریف یوں کی ہے:

شرک یہ ہے کہ بندہ عبادت کا کوئی حصہ یا عبادت کی کوئی قسم غیر اللہ کیلئے انجام دے چنانچہ ہر عقیدہ یا قول یا عمل جس کے بارے میں یہ ثابت ہو کہ شارع نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہے.اسے اللہ وحدہ کیلئے انجام دینا توحید'ایمان اور اخلاص ہے اور اسے غیر اللہ کیلئے انجام دینا کفر وشرک ہے.(القول السدید فی مقاصد التوحید)

شرک کی قباحت:

بیشک شرک سب سے بدترین گناہ اور سب سے بڑی گمراہی ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما.النساء:۴۸

اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے بہت بڑا گناہ کیا.

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یشرك باللّٰه فقد ضل ضلالا م بعیدا. النساء: ١١٦

اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ بہت دور گمراہی میں جاپڑا.

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں شرک کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ومن یشرك باللّٰه فكانما خر من السماء فتخطفه الطیر او تهوی به الریح فی مكان سحیق. الحج: ٣١

اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا' وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندے اس کو اچک لیں یا آندھی اس کو کہیں دور پھینک دے. ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لاتجعل مع اللّٰه الها اخر فتقعد مزموما مخزولا. بنی اسرائیل: ٢٢

اللہ کے ساتھ کسی اور کو الٰہ نہ ٹھہرا ورنہ بد حال اور بے کس ہو کر بیٹھ رہے گا.

اللہ تعالی نے شرک کو سب سے بڑا ظلم قرار دیا ہے. ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الشرك لظلم عظیم. لقمان: ١٣

بیشک شرک سب سے بڑا ظلم ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذین امنوو لم یلبسوا ایمانهم بظلم اولئك لهم الامن وهم مهتدون. الانعام: ٨٢

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں ملایا یہی لوگ امن اور ہدایت والے ہیں.

اس آیت کے نزول پر صحابہ کرام متفکر ہوئے اس وجہ سے کہ کون ہے جو ایمان کے بعد کچھ نہ کچھ ظلم کا مرتکب نہ ہوا نہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس ظلم سے مراد شرک ہے.

اللہ تعالی نے شرک کرنے والے پر ہمیشہ کیلیئے اپنی جنت کو حرام کر دیا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم بنا دیا ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة وماواه النار ومالظلمين من انصار. المائدہ: ٧٦

بیشک جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں.

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لاتجعل مع الله الها اخر فتلقى فى جهنم ملوما مدحورا. بنی اسرائیل: ۳۹

اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ نہ ٹھراؤ ورنہ جہنم میں ڈالے جاؤ گے ملامت زدہ دھتکارے ہوئے.

شرک اس قدر بد ترین گناہ کہ اللہ تعالی شرک کرنے والے کو کبھی معاف نہ فرمائے گا اگر وہ شرک کی حالت میں مر گیا تو اس کی کبھی بخشش نہ ہو گی. ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء. النساء: ٤٨

بیشک اللہ اپنے ساتھ شرک کرنے والے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے.

امام ابن القیم فرماتے ہیں:

شرک کی دو اقسام ہیں شرک اکبر اور شرک اصغر. شرک اکبر کو اللہ تعالی کبھی معاف نہ فرمائے گا سوائے اس کے کہ توبہ کر لی جائے. شرح المنازل

توحید ہی اللہ تعالی کا بندوں پر حق ہے جسے اللہ تعالی نے اختیار کرنے اور شرک سے بچنے پر بندوں سے ان کی بخشش 'مغفرت اور جنت کا وعدہ کیا ہے.

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے آپ کے خچر پر سوار تھا. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالی کا بندوں پر حق کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالی پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھرائیں. اور بندوں کا حق اللہ تعالی پر یہ ہے کہ اگر وہ مشرک نہ ہوں تو ان کو عذاب جہنم سے بچالے. سیدنا معاذ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں لوگوں کو اس کی خوشخبری سنا دوں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایسا ہر گز نہ کرنا کیوں کہ پھر وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہیں گے. صحیح بخاری'٢٨٥٦

ایک حدیث قدسی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ياابن آدم انك لواتيتني بقراب الارض خطايا ثم لقيتني لاتشرك بي شيءلاتيتك بقرابها مغفرة.(ترمزی:٣٥٤٥)

اے آدم کے بیٹے اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ لے کر آئے اور پھر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس زمین (کی وسعتوں) بھر بخشش لے آؤں گا.

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

من مات لايشرك بالله شيئاً دخل الجنة ومن مات يشرك بالله شيئا دخل النار. صحیح مسلم:۹۳

جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شریک کیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا.

شرک نواقض الاسلام:

شرک تمام نیک اعمال کو ضائع اور برباد کر دیتا ہے اور شرک کرنے والے کا کوئی عمل اللہ تعالی کے ہاں مقبول نہیں. اگر کوئی مسلمان دانستہ یا لاعلمی میں شرک کا ارتکاب کر بیٹھے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور مرتد و کافر ٹھہرتا ہے. اس پر بے شمار قرآنی آیات دلالت کرتی ہیں. اور تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے.

ارشاد باری تعالٰی ہے:

ولقداوحی الیك والی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخسرین. الزمر: ٦٥

اور البتہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جاچکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے.

انبیاء کی ذات سے شرک کا صدور ناممکن ہے لیکن اللہ تعالی نے مسلمانوں کو شرک کا انجام سمجھانے کیلئے ارشاد فرمایا کہ اگر بالغرض میرے معصوم عن الخطا انبیاء بھی میرے ساتھ شرک کرتے تو ان کے تمام اعمال بھی رائگاں وضائع ہو جاتے. جب اللہ تعالی نے اپنے محبوب انبیاء کو یہ فرمایا تو آج مسلمانوں کو شرک کی اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ شرک سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور یہ دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا باعث ہے.

اللہ تعالی نے سورہ انعام میں اپنے اٹھارہ انبیاء کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا.

ولواشرکولحبط عنهم ماکانویعملون. انعام: ۸۸

اور اگر انھوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کے سب اعمال ضائع ہو جاتے.

امام محمد بن عبدالوہاب اس مسئلہ کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے اس کے علاوہ سب عبادتوں سے بیزاری کا اعلان کیا جائے. اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرتا ہے وہ شرک اکبر کا مرتکب ہے. اور شرک

اکبر دین سے خارج کرنے والا ہے. یہ بنیادو اصول اللہ نے رسولوں کی یہی بات پہنچانے کیلئے مبعوث فرمایا اور ان پر کتب نازل فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھیج کر لوگوں پر حجت قائم کی. یہی جواب اس مسئلے کا اس دین کی طرف سے ملے گا... لفظ مسلمان ان شرک کرنے والوں کیلئے بولا نہیں جاسکتا کیا شرک کی موجودگی میں بھی کوئی عمل باقی رہتا ہے. اللہ تعالی کا فرمان ہے:

ولایدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط. الاعراف: ٤٠

یہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے. عقیدہ الموحدین: ١٧١

امام بخاری صحیح بخاری میں اس آیت. ان اللّٰہ لایغفران یشرك به ویغفر مادون ذلك لمن یشاء. کے ذیل میں فرماتے ہیں:

باب المعاصی من امرالجاهلیة ولایکفرصاحبهاالابالشرك وقول اللّٰہ تعالیٰ ان اللّٰہ لایغفران یشرك به ویغفرمادون ذلك لم یشاء.

اس بات کا بیان کہ نافرمانیاں جاھلیت کا فعل ہیں اس کے مرتکب کی تکفیر نہیں کی جائے گی سوائے اس کے کہ شرک کرے اور اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ یقیناً اللہ تعالی شرک کو معاف نہیں کرے گا. اس کے علاوہ جسے چاہے معاف کردے.

شرک اکبر سب سے بڑا کفر اور نواقض الاسلام میں سے ہے. جس سے آدمی کا اسلام ٹوٹ جاتا ہے. اور اس کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں. اور وہ ہمیشہ کا جہنمی ہو جاتا ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذين كفروااعمالهم کسراب م بقیعة یحسبه الظمان مآءحتی اذاجآءہ لم یجدہ شیاووجداللّٰہ عندہ فوہ حسابہ. النور:۳۹

جن لوگوں نے کفر کیاان کے اعمال سراب کی طرح ہے پیاسااس(ریت) کو پانی سمجھتارہا حتی کہ جب اس کے پاس پہنچاتو وہاں کچھ بھی نہ پایااور اللہ کو اپنے پاس پایاپس اللہ نے اس کا حساب پوراپوراچکادیا.

نیزارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقدمناالی ماعملوامن عمل فجعلنه ھباء منثورا. الفرقان:۲۳

اورانہوں نے جواعمال کیے تھے. ہم نے ان کی طرف آگے بڑھ کر انھیں پراگندہ ذروں کی طرح کردیا.

نیزارشاد باری تعالیٰ ہے:

اولئك حبطت اعمالھم وفی النارھم خالدون. التوبہ:۱۷

یہی لوگ ہیں جن کے اعمال اللہ نے ضائع کردیئے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے.

امام محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں:

یہ تو واضح بات ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس قدر احکام لے کر تشریف لائے ان سب سے بڑافریضہ توحید ہے جو نماز'زکوۃ'روزہ اور حج سب سے اہم اور بڑافریضہ ہے. توجو شخص ان احکام میں سے کسی ایک کاانکار کرے توکافر قرار پائے گا اگرچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دیگر تعلیمات

پر عمل پیرا ہوا اور اگر وہ توحید کا انکار کرے جو تمام رسولوں کا دین ہے تو وہ کیسے کافر نہ ہو گا. سبحان اللہ یہ عجیب طرح کی جہالت ہے. (کشف الشبہات: ۳۵)

اللہ تعالی نے توحید کو آدمی کے جان ومال کی امن وسلامتی کی شرط قرار دیا ہے اور شرک کے مرتکب مشرک کو جان ومال کا تحفظ نہیں دیا بلکہ اس کے خلاف جہاد وقتال فرض کیا ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذین امنوولم یلبسوایمانهم بظلم اولئك لهم الامن وهم مهتدون. الانعام: ۸۲

جولوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم (شرک) نہ ملایا یہی لوگ امن وسلامتی اور ہدایت والے ہیں.

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شرک جیسے ظلم عظیم کو امن اور جان ومال کی سلامتی نہیں دی بلکہ اس کے خلاف لڑائی کو فرض قرار دیا ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقاتلوهم حتی لاتکون فتنة ویکون الدین کله للّٰه.

اور ان سے لڑائی کرو یہاں تک کہ فتنہ (شرک) باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کیلئے ہو جائے.

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاذانسلخ الاشھرالحرم فاقتلواالمشرکین حیث وجدتموھم وخزوھم واحصروھم واقعدوالھم کل مرصد فان تابواواقاموا الصلوۃ واتواالزکوۃ فخلوا سبیلھم. التوبہ: ۵

جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کروان کو پکڑوان کو گھیر واور ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ بیٹھو پس اگروہ توبہ کرلیں اور نمازادا کریں اور زکوۃ ادا کریں توان کا راستہ چھوڑدو.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدواان لاالہ الااللّٰہ وان محمدالرسول اللّٰہ ویقیموالصلوۃ ویؤتو االزکوۃ فاذافعلواذلك عصموامنی دماءھم واموالھم الابحق الاسلام وحسابھم علی اللّٰہ. صحیح بخاری: ۲۵

مجھے اس بات کا حکم دیا گیاہے کہ میں لوگوں سے لڑتارہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں'جب وہ ایسا کریں توانھوں نے مجھ سے اپنی جان ومال کو بچالیا'سوائے اسلام کے حق کے اوران کا حساب اللہ کے ذمے ہے.

توحید پر عمل اوراس کے حقوق وفرائض:

توحید کا اعتقاد اور علم رکھنا ہی صرف کافی نہیں بلکہ توحید پر عمل کرنا بھی توحید کے اولین تقاضوں اوراس کے حقوق وفرائض میں سے ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل انما یوحی الی انما الھکم الہ واحد فھل انتم مسلمون. الانبیاء:۱۰۸

کہہ دیجئے کہ میری طرف تو یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ بلاشبہ تمہارا الٰہ ایک ہی الٰہ ہے پس کیا تم اطاعت گزار ہو گے.

توحید پر عمل کرنا'شرک سے عملاً بھی اجتناب کرنا اور اہل شرک وطواغیت سے نفرت وبیزاری کا اظہار کرنا بھی توحید کے حقوق وفرائض میں شامل ہے.

شرک سے دشمنی اور برأت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

من قال لا الہ الا اللہ وکفر بما یعبد من دون اللہ حرام مالہ دمہ وحسابہ علی اللہ. صحیح مسلم:۲۳

جس نے کہا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور (عمل سے اس چیز کا) انکار کیا جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی تھی اس کا مال اور خون حرام ہے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے.

شرک اور اہل شرک سے نفرت وبغض اور دوری وبرأت اختیار کرنا توحید کے تقاضوں اور حقوق وفرائض میں سے ہے جس کے بغیر توحید مکمل نہیں ہوتی. توحید کیلئے ضروری ہے کہ غیر اللہ 'طاغوت'شرک اور اہل شرک سے برأت کی جائے. آدمی تب ہی اہل توحید کہلاتا ہے جب وہ مشرکین سے مکمل برأت کرتا ہے. اللہ تعالی نے اسی توحید خالص کو مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی کی طرف دعوت دی ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذان من اللّٰہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبران اللّٰہ بری من المشرکین ورسولہ. توبہ:۳

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے حج اکبر کے دن لوگوں کو صاف اعلان کردو کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بری ہیں.

مشرکین سے برأت اور انکار کرنا توحید اور اسلام کے اصولوں میں سے ہے اور ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی توحید ثابت کرنے کیلئے شرک اور اہل شرک سے برأت کرے لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں میں اس معاملے میں بہت لاعلمی پائی جاتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللّٰہ فقداستمسك بالعروۃ الوثقی لاانفصام لھاواللّٰہ سمیع علیم. البقرہ:۲۵۷

جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا پس اس نے مضبوط کڑے (سہارے) کو تھام لیا جو ٹوٹنے والا نہیں اللہ سننے والا جاننے والا ہے.

طاغوت ہر اس ذات اور چیز کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھرایا جائے اور وہ اپنے شریک ٹھرائے جانے پر راضی ہو.

شیخ عبدالرحمن بن حسن فرماتے ہیں:

اس امت میں توحید کی مخالفین کی قسمیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت والوہیت میں مقابلہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں یا مشرک ہیں جو غیر اللہ کو پکار رہے ہیں اور عبادت کے مختلف طریقوں سے اس کا قرب

حاصل کرنے کی کوشش کررہے ہیں یاوہ جاہل ولاعلم لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ شرک اللہ کاقرب حاصل کرنے کاذریعہ ہے اکثر عوام اس طرح کی ہے یاتووہ جاہل ہیں یااپنے اسلاف کی تقلید کررہے ہیں اس لئے کہ دین سے ناوقفیت زیادہ ہوگئی ہے اورانبیاء کرام کادین بھلادیاگیاہے.(فتح المجید:۳۹۷)

ہرقسم کے شرک اور طاغوت سے برأت وانکار کرناہی توحید کی بنیاد ہے جسے مضبوطی سے تھامنے کاحکم دیاگیاہے اور کلمہ لاالہ الااللّٰہ کایہی معنی ومفہوم ہے کہ ہرشرک اور طاغوت کاانکار کیاجائے.

امام محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں:

میرے بھائیو تمہیں اللہ کاواسطہ اپنے دین کی بنیاد تھام لوشروع سے آخرتک اور یہ بنیاد ہے لاالہ الااللّٰہ اس کامعنی ومطلب سمجھواس سے محبت رکھواس کے ماننے والوں سے محبت رکھوانہیں اپنابھائی بناؤا گرچہ وہ تم سے دورہی کیوں نہ ہوں طاغوت کاانکار کرواس سے نفرت کرو'طاغوت کے ماننے والوں سے نفرت کروان سے بھی نفرت کروجوان کی حمایت کرتے ہیں یاان کوکافرنہیں سمجھتے یایہ کہتے ہیں کہ ہماراانکے کرتوتوں سے کیاواسطہ یایہ کہتے ہیں کہ میری ذمہ داری نہیں کہ میں طاغوت کے پیروکاروں سے دشمنی کروں اگرکوئی ایسی بات کرتاہے تووہ اللہ کی بات کو جھٹلاتاہے بلکہ اللہ پرجھوٹ باندھتاہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پریہ ذمہ داری ڈالی ہے اس پرفرض کردیاہے کہ وہ طاغوت کاانکار کرے اس سے اوراس کے ماننے والوں سے نفرت وبیزاری وبرأت کااعلان کرے اگرچہ وہ اس کے بھائی اوراولاد ہی کیوں نہ ہوں.لہذاان باتوں کومضبوطی سے تھام لوتاکہ تم اللہ کے پاس جاؤتومشرک بن کے نہ جاؤ'اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ ہمیں اسلام پرموت دے اور ہمیں صالحین کے ساتھ یکجاکردے.(مجموعۃ التوحید:١-١٤١)

اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے اس قدر بیزاری کا اعلان کیا ہے کہ مسلمانوں کو مشرکین کیلئے دعائے مغفرت سے منع فرمادیا ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ماكان للنبى والذين امنواان يستغفروالمشركين ولوكانوااولى قربى من بعدماتبين لهم انهم اصحب الجحيم. التوبہ:۱۱۳

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اہل ایمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کیلئے دعائے مغفرت کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ وہ جہنمی ہیں.

اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے میل ملاپ اور دوستی سے منع فرمایا ہے کیونکہ توحید کا تقاضہ ہے کہ مشرکین سے مکمل دوری اختیار کی جائے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولاتنكحوالمشركت حتى يؤمن ولامة مومنة خيرمن مشركة ولواعجبتكم. البقرہ:۲۲۱

مشرکہ عورتوں سے تب تک نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں. مومنہ لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو. مشرک مردوں سے تب تک نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں. مومن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا بری من کل مسلم یقیم بین اظھر المشرکین. ابوداؤد: ۲٦٤۰

میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہائش اختیار کرے.

بیشک دین اسلام اور توحید 'شرک اور اہل شرک سے دشمنی اور برأت سے عبارت ہے جس کا خلاصہ یہ بیان کیا گیا ہے.

الاستسلام للّٰہ بالتوحید ﷺ والانقیاد لہ بالطاعۃ ﷺ والبرأۃ من الشرك واھلہ.

یعنی تن من دھن کے ساتھ اللہ کا ہو جانا بصورت توحید 'اپنی نکیل اس کے ہاتھ میں دے دینا بصورت اطاعت اور ہر قسم کا ناطہ توڑ لینا شرک اور اھل شرک سے.

امام محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں:

دین اسلام کی دو بنیادیں ہیں ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دینا 'لوگوں کو اس کی دعوت دینا جو لوگ توحید پر کاربند ہوں انہیں اپنا دوست اور ولی سمجھنا اور دوسرا جو لوگ اکیلے اللہ کی عبادت کا انکار کریں اور اس کے ساتھ شرک کریں ان کی تکفیر کرنا.

تمام انبیاء نے توحید کی بنیاد پر مشرکین سے برأت اور عداوت کو اختیار کیا اور اس کی دعوت دی کیونکہ عقیدہ توحید کا تقاضہ ہے کہ مشرکین سے بغض و عداوت کے ذریعے اس کا اثبات اور اظہار کیا جائے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه اذقالولقومهم انابراء منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنابكم وبدابيناوبينكم العداوة والبغضاء ابداحتى تومنوبالله وحده. الممتحنہ: ٤

البتہ تحقیق تمہارے لئے ابراہیم اوران کے ساتھیوں (کے طریقے) میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہاہم تم سے اوران سے جن کی تم اللہ کے سواعبادت کرتے ہو بری ہیں ہم نے تمہاراانکار کیااور ہمارے اور تمہارے درمیان اس وقت تک عداوت اور دشمنی ہے یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ.

شیخ اسحاق بن عبدالرحمن فرماتے ہیں:

شرک اوراہل شرک سے محض دل میں نفرت رکھنااللہ کے ساتھ ایمان کو مکمل نہیں کرتا بلکہ دل میں جو نفرت اور بغض ہے اس کادشمنی کی صورت میں اظہار کرنے سے ان سے برأت کاتقاضہ پوراہوتاہے. اس کے بعد سورۃ ممتحنہ کی مزکورہ بالاآیت کے الفاظ وبدابیننا وبینکم العداوۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مشرکین کی تکفیر بہانگ دہل کرنااور عملاًان سے لاتعلق رہنااس آیت کامعنی اور مفہوم ہے.

شیخ حمد بن عتیق اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

اس آیت مبارکہ میں شرک کرنے والے افراد سے اظہار برأت ان کے معبودوں سے پہلے ذکر کیاگیاہے جس میں یہ نکتہ ہے کہ اہل شرک سے برأت ان کے اصنام سے برأت پر مقدم ہے. اہل شرک کی برأت سے خود بخود معبود کی برأت ہو جاتی ہے. (الدرر سنیہ)

شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن فرماتے ہیں:

جو شخص اہل شرک سے عداوت نہیں رکھتا اس کا اہل توحید میں ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا. (الدرر سنیہ)

قرآن مجید شرک اور اہل شرک کی برأت سے بھرا پڑا ہے اور جگہ جگہ اہل شرک سے دشمنی اور عداوت کو بیان کرتا ہے. ارشاد باری تعالیٰ ہے :

یاایھاالذین امنوانماالمشرکون نجس فلایقربواالمسجدالحرام بعدعامھم ھذا. التوبہ :۲۸

اے ایمان والو بیشک مشرک لوگ پلید ہیں اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آئیں.

ہمیں توحید اور شرک سے برأت کی دعوت کو اسی کھرے اسلوب اور خالص انداز میں پیش کرنا چاہیے جس طرح کا اسلوب قرآن نے بیان کیا اور انبیاء کرام نے اختیار کیا. جو شرک پر سیدھا وار کرتا ہے اور اس کی جڑ کاٹ دیتا ہے. نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی توحید کی دعوت کو اسی خالص انداز میں پیش کیا جس سے مشرکین بدکتے' نفرت کرتے اور خوف کھاتے تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے.

کانھم حمرمستنفرۃ فرت من قسورۃ. المدثر: ۵۰

گویا وہ جنگلی گدھے ہیں اور شیر کو دیکھ کر بھاگ اٹھے ہیں.

توحید کی خالص دعوت جو مشرکین سے برأت وعداوت پر مبنی ہوتی ہے. دین اسلام اور کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کی اصل دعوت ہے.

شیخ محمد بن عبداللطیف فرماتے ہیں :

توحید خالص تو یہی ہے یعنی کفار سے اظہار برأت کا اعلان کرنا. اب اگر کوئی جاہل کفار کی طرف سے نماز' روزے اور حج کی اجازت کو اس بات پر محمول سمجھے کہ وہ دین پر چل رہا ہے تو وہ سمجھا ہی نہیں ہے کہ عقیدے کا اظہار کسے کہتے ہیں. بھلا جو شخص شرک اور اہل شرک سے بغض اور دشمنی پالتا ہوا سے کفار اپنے شہروں میں کیسے چلتا پھرتا چھوڑیں گے وہ یا تو اسے مار دیں گے یا پھر اسے جلاوطن کر دیں گے. جب کبھی عقیدہ (توحید) کا اظہار ہوا اس کا یہ نتیجہ ضرور نکلا ہے.

علامہ حمد بن عتیق فرماتے ہیں:

اظہار دین کا مطلب ہے کفار کی تکفیر کی جائے. ان کے دین کو غلط اور معطون ٹھرایا جائے اور ان کی طرف کسی قسم کے میلان اور جھکاؤ کا تاثر نہ دیا جائے. اظہار دین کفار سے دشمنی رکھنے کا نام ہے محض نماز ادا کر کے سمجھ بیٹھنا کہ ہم نے اپنے دین کا اظہار کر لیا ہے کلمہ شہادت کی حقیقت نہ جاننے پر دلالت کرتا ہے.

ہر اہل ایمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ توحید کا علم اور اس کے تقاضوں سے باخبر رہے تا کہ وہ شرک سے بچ سکے اور اپنے دین وایمان کی حفاظت کر سکے. توحید ہی در حقیقت ایمان ہے اگر توحید قائم ہے تو ایمان قائم ہے لیکن اگر توحید میں شرک کی ملاوٹ ہے تو پھر کفر اور گمراہی ہے. بیشک توحید ہی اللہ تعالیٰ کی وہ سب سے عظیم نعمت ہے کہ جس کی حفاظت ہر چیز سے بڑھ کر کی جانی چاہیے اور اس کی اہمیت کو سب سے زیادہ جاننا چاہیے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اوصانی خلیلی ان لا تشرك بالله شیئا وان قطعت اوحرقت. ابن ماجہ: ٤٠٣٤

میرے انتہائی مخلص دوست (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے نصیحت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا خواہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے جائیں یا تجھے جلا دیا جائے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو شرک سے سب سے زیادہ ڈرایا ہے کیونکہ یہ وہ بیماری ہے کہ جس میں آدمی کے شکار ہونے کا سب سے زیادہ خطرہ ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اتقواهذا الشرك فانه اخفى من دبيب النمل. مسند احمد: ٤-٤٠٣

لوگو شرک سے ڈرو' اس لئے کہ شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے.

باب دوم

توحید حاکمیت:

اللہ تعالی نے کائنات کو تخلیق فرمایااور اس کو تخلیق کرنے میں جو مقصد عظیم تھا وہ اللہ تعالی کے حکم کی اطاعت اوراس کی حاکمیت کااقرار تھا. اللہ تعالی نے اپنی حاکمیت کو کائنات پر جاری وساری فرمایا. کائنات کے ستاروں، سیاروں، تمام اجسام فلکی اور زمین وآسمان اسی حاکمیت کے تابع ہیں. یہ کھربوں کی تعداد میں بے آب وجنس سیارے در حقیقت اللہ تعالٰی کی حاکمیت کا مظہر ہیں کہ وہ اللہ تعالٰی کے حکم سے بے چوں چراں حرکت پزیر اور اطاعت گزار ہیں. ان پر یہ توحید'اللہ کا حکم جاری ہونے اور اس کی اطاعت کی صورت میں نافذ ہے. یہ تمام اجسام جو اللہ کی عبادت میں مستغرق ہیں ان کی عبادت یہی ہے. کائنات کے فلکی بھاری اجسام ہی نہیں بلکہ مادے کا چھوٹے سے چھوٹا ذرہ بھی اللہ تعالٰی کے احکامات اور قوانین کے تابع ہے اس طرح اللہ تعالٰی کی توحید حاکمیت کی روح کائنات کے ذرے ذرے میں سمائی ہوئی ہے. اور انہوں نے اللہ تعالٰی کے احکامات اور قوانین سے اپنی پیدائش سے لے کر اب تک ذرہ بھی جنبش نہیں کی. کائنات میں اگراللہ تعالٰی کی حاکمیت سے ذرہ بھر بھی انحراف ہو جائے تو یہ کائنات پاش پاش ہو جائے اوراس کا کوئی وجود اور حقیقت ہی نہ رہے. ان کا وجود اور حقیقت اسی پر قائم ہے کہ وہ اللہ تعالٰی کے حکم کے تابع رہیں. اللہ تعالٰی کی حاکمت تمام زمین وآسمان سے ہم آہنگ ہے.

ارشاد باری تعالٰی ہے:

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا او کرھا والیہ یرجعون. آل عمران:۸۳

کیاوہ لوگ اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین چاہتے ہیں حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے.

اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد کی خاطر جن وانس کو پیدا فرمایا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون. الزاریات: ٥٦

میں نے تمام جن وانس کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے.

اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کی خاطر اس کائنات کو پیدا فرمایا اسی مقصد عظیم کی خاطر جن وانس کو پیدا فرمایا کہ وہ بھی اس کے حکم کی اُسی طرح اطاعت کریں جس طرح یہ کائنات اور زمین وآسمان اللہ تعالیٰ کے حکم کے اطاعت گزار ہیں. اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کرنے کے بعد ان کی پشت سے تمام نسل آدم کی روحوں کو نکالا اور ان سے جو عہد لیا وہ یہی تھا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کریں گے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذ اخز ربك منم بنی آدم من ظھورم ذریتھم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم قالو بلیٰ شھدنا...الااعراف: ۱۷۲

اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور انہیں ان کی جانوں پر گواہ بنایا(اور پوچھا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم گواہی دیتے ہیں.

اللہ تعالٰی جن وانس کو ہوائے نفس دے کر ان سے اپنی اطاعت وحاکمیت کی آزمائش فرمائی. اللہ تعالٰی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ابلیس سے کہا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے لیکن اس نے اپنی عقل پر چل کر اللہ تعالٰی کے حکم کا انکار کیا اور توبہ کرنے کی بجائے اللہ تعالٰی کی حاکمیت کا قلادہ اپنے گلے سے اتار دیا. اللہ تعالٰی نے اپنی حاکمیت کے انکار کی پادش میں ابلیس کو ہمیشہ کیلئے اپنے دربار سے دھتکار دیا. اس کے بعد ابلیس نے عہد کیا کہ وہ ابن آدم کو اللہ تعالٰی کی حاکمیت سے نکالنے کے کیلئے ہمیشہ تگ ودو کرتا رہے گا. کائنات میں سب سے پہلا گناہ اللہ تعالٰی کے حکم سے انکار اور اس کی حاکمیت سے کفر تھا جو ابلیس نے کیا.

حضرت آدم علیہ السلام کی اللہ کے حکم کی پہلی آزمائش جنت میں ہوئی اللہ تعالٰی نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس درخت کے قریب نہ جانا لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو شیطان ابلیس نے اللہ تعالی کے حکم سے پھسلا دیا لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالٰی کی حاکمیت سے انحراف پر شیطان کی طرح تکبر نہ کیا بلکہ اللہ تعالٰی سے اپنی غلطی کی معافی مانگی جسے اللہ تعالٰی نے قبول کرتے ہوئے انہیں دوبارہ آزمائش کیلئے زمین پر بھیجا اور زمین میں انکی آزمائش کیلئے اپنیطرف سے احکامات اور قوانین نازل فرمائے اور ان کی اطاعت کی صورت میں اللہ تعالٰی نے ابن آدم سے وعدہ کیا کہ وہ انہیں جنت میں لوٹا دے گا. اللہ تعالٰی نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ ٹھرایا اس لئے کہ وہ زمین پر اللہ تعالٰی کی حاکمیت کی اطاعت اور اس کے قیام کی ذمہ داری ادا کرتا ہے.

ارشاد باری تعالٰی ہے:

فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون. البقرہ

ہم نے کہا تم یہاں سے اترو پھر اگر تمھارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی تو ان پر کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگیں ہوں گے.

انسانیت نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے سے لے کر اللہ تعالٰی کی حاکمیت اور توحید پر کاربند رہی اور اللہ تعالٰی کی زمین پر اس کے حکموں کو بجالاتی رہی مگر کافی وقت گزرنے کے بعد آہستہ آہستہ ابن آدم علیہ السلام اللہ تعالٰی کی حاکمیت کی اطاعت سے غافل ہوتا چلا گیا. شیطان ابن آدم کو اللہ تعالٰی کی حاکمیت سے پھسلانے میں کامیاب رہا اور اس نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہونے والے احکامات کی اطاعت سے ابن آدم کو غافل کر دیا اور انسانیت اللہ تعالٰی کے احکامات کو چھوڑ کر اپنے قوم و قبیلے کے ہوائے نفس پر مبنی رسوم و قوانین اور احکامات کی تعمیل واتباع میں مصروف ہو گئ. شیطان نے اللہ تعالٰی کے احکام و قوانین کی نافرمانی پر ابن آدم کو لگانے اور اسے مزین کرنے کیلئے ان احکامات کو حضرت آدم علیہ السلام کی قوم کے نیک بندوں سے منسوب کیا. اس طرح انسانیت آہستہ آہستہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت کی اطاعت کی بجائے غیر اللہ کی حاکمیت کی اطاعت میں غرق ہوتی چلی گئی. اور انسان جس شرک میں سب سے پہلے مبتلا ہوا وہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں تھا.

حدیث قدسی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

انی خلقت عبادی حنفاء کلھم وانھم اتتھم الشیاطین فا جتالتھم عن دینھم وحرمت علیھم ما احللت لھم وامرتھم ان یشرکوابی مالم انزل بہ سلطانا. صحیح مسلم: ۲۸٦۵

توحید حاکمیت اور انبیاء کرام:

اللہ تعالٰی نے انسانیت کو اپنی توحید الوہیت و حاکمیت سے روشناس کرانے کیلئے اور انہیں غیر اللہ کی حاکمیت اور شرک سے نکالنے کیلئے پے در پے انبیاء کرام کو نازل فرمایا اور انہوں نے انسانیت کے سامنے اللہ کا پیغام توحید رکھا۔ انبیاء نے اپنی دعوت کا آغاز ہمیشہ توحید الوہیت و حاکمیت سے کیا، ان کی بنیادی اور اول و آخر دعوت توحید حاکمیت ہی تھی اور انہوں نے اس دعوت کو قوموں کی اصلاح کیلئے بنیاد بنایا، انہوں نے اللہ تعالٰی کی توحید اور حاکمیت کو قائم کرنے کی خاطر ان گنت قربانیاں دیں اور تکلیفیں اٹھائیں لیکن ان کی دعوت یہی رہی جس کے متعلق ارشاد باری تعالٰی ہے:

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ۔ النساء: ٣٤

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے

انبیاء کرام کی سب سے پہلی کوشش یہی ہوتی تھی کہ وہ انسانوں کو اللہ تعالٰی کی الوہیت و حاکمیت اور اطاعت پر گامزن کر دیں اور اطاعت اور غلامی صرف ایک اللہ کی کریں اور اپنی قوم کے سرداروں اور پروہتوں کی حاکمیت و غلامی چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی حاکمیت و غلامی اختیار کریں اسی لئے انبیاء کرام اپنی قوموں کو غیر اللہ کی حاکمیت و غلامی سے نکالنے کیلئے ان قوموں کے فرعونوں اور سرداروں سے ٹکراتے رہے انبیاء کرام علیہم السلام کی ان سے جنگ اس بنیاد پر ہوتی تھی کہ وہ انسانیت کو ان کی اطاعت و حاکمیت سے نکال کر اللہ تعالٰی کی اطاعت و غلامی میں دینا چاہتے تھے مگر انسانیت شیطان کی راہ پر گامزن ہو کہ برابر اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں غیر اللہ کو شریک کر کے اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو غصب کرتی رہی۔ اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو غصب کرنے میں قوم کے امراء و سردار اور حاکم و بادشاہ تو ہمیشہ ہمیشہ پیش پیش رہے اور کبھی کاہن و پروہت اور کبھی علماء و رہبان اور کبھی قوم کی خواہش نفس، رسوم و رواج اور قوانین کو اللہ تعالٰی کے احکامات کے مقابل ٹھرا کر کیا گیا۔ الغرض انسانیت اللہ تعالی کی حاکمیت کو چھوڑ کر غیر اللہ کی حاکمیت میں غرق ہو

گئی. آخر کار اللہ تعالٰی نے ایک بار پھر انسانیت کو اپنی توحید اور حاکمیت سے آگاہ کرنے کیلئے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مبعوث فرمایا. جنہوں نے تمام انسانیت کو غیر اللہ کی حاکمیت کے شکنجے سے نکال کر اور غلامی کے بوجھ اور طوق سے آزاد کر کے زمین پر صرف ایک اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو قائم کرنے کیلئے جدوجہد کی. ارشاد باری تعالٰی ہے:

الذین یتبعون الرسول النبی الا می الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والانجیل یامرهم بالمعروف وینههم عن المنکر ویحل لهم الطیبت ویحرم علیهم الخبائث ویضع عنهم اصرهم والاغلال التی کانت علیهم.

وہ لوگ جو اس امی نبی (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں. جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور انہیں برے کاموں سے روکتا ہے اور وہ ان کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام ٹھراتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان پر تھے.

لیکن شیطان جو اللہ تعالٰی کے دربار یوں عہد کر چکا تھا کہ وہ انسانوں کو اللہ تعالٰی کی حاکمیت اور عبادت سے قیامت تک پھسلاتا رہے گا اور غیر اللہ کے حکم کا عبادت گزار بنا کر چھوڑے گا. اس نے امت محمدیہ کو بھی اللہ تعالٰی کی حاکمیت کے شرک وکفر میں مبتلا کر کے چھوڑا. آج امت محمدیہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت سے شرک وکفر کی تمام انواع واقسام میں بالکل غرق ہو چکی ہے. الا ماشاءاللہ. اور اس کے بھی اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں شرک کے وہی پیمانے ہیں جو دوسرے انبیاء کی اقوام نے اختیار کیے تھے. یہ امت کہیں اپنے لیڈروں اور حاکموں کو اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں شریک ٹھرا رہی ہے، کہیں علماء ورھبان کو اور کہیں خواہش نفس پر مبنی دستور و قوانین کو اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں شریک کر رہی ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور مشرکین مکہ کے درمیان بھی اصل تنازع عقیدہ توحید حاکمیت وعبادت اور اتباع الٰہی پر تھا. مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک اور رازق مانتے تھے لیکن حاکمیت وعبادت میں اسے خالص کرنے پر تیار نہ تھے. ہر مشرک قوم نے اسی توحید حاکمیت میں انبیاء کرام کو جھٹلایا ہے اس لئے ہر نبی نے توحید حاکمیت پر اصرار کیا ہے. اور ہر رسالت کی بنیاد یہی عقیدہ رہا ہے. کہ غلامی، اطاعت، حاکمیت اور عبادت کو صرف ایک اللہ تعالیٰ کیلیئے خالص کیا جائے اور اس میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا جائے.

اولوالعزم پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ابراھیم، موسی، عیسٰی، نوحاور دیگر انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے قیام کی خاطر فرعون ونمرود اپنے قوم وقبیلے اور سرداروں سے ٹکراتے رہے. اور حضرت سلیمان، داود اور یوسف علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حاکمیت پر مبنی حکومتیں عطا فرمائیں. اس حقیقت کو دنیا والوں سے منوانے کیلیئے انبیاء کرام نے بے پناہ قربانیاں دیں. ان کی انسانوں کو دعوت اور پیغام یہی تھا کہ انسان صرف اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی توثیق وتصدیق کریں. اور انسانوں کی عبادت نہ کریں انہیں حاکم مطلق اور الٰہ مت بنائیں، قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو دیں اور اطاعت وغلامی صرف اللہ تعالیٰ کے احکام وقوانین کی کریں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید میں داخل ہو سکیں.

توحید حاکمیت میں شرک کی تاریخ:

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک کے مشرکین کے شرک کا اگر مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تمام مشرک اقوام کا پہلا اور بنیادی شرک توحید الوہیت وحاکمیت میں تھا. توحید حاکمیت دراصل توحید الوہیت اور عبادت کی ذیل میں سے ہے. مشرکین کا اصل اود بنیادی

شرک شروع سے اللہ تعالٰی کے حکم کی اطاعت وعبادت میں رہا ہے. توحید ربوبیت جو کہ اللہ تعالٰی کو خالق ،مالک اور رازق ماننے سے عبارت ہے. مشرکین کم و بیش اللہ تعالٰی کی ان صفات پر ایمان لاتے تھے اور چند مشرک اقوام کے علاوہ کم ہی انہوں نے انسانوں یا مظاہر فطرت کو خالق،مالک اور رازق قرار دیا.لیکن مشرکین مکہ اس شرک میں ضرور مبتلا ہو جاتے تھے کہ وہ اللہ تعالٰی کے احکام اور اس کی عبادت کو چھوڑ کر انسانوں کے حکموں کی اطاعت اور عبادت میں مبتلا ہو جاتے تھے.

اگر آپ مشرک اقوام اور ان کے سرداروں خاص کر فرعونوں کے شرک کا مطالعہ کریں تو وہ یہی شرک تھا. ان اقوام کے سرداروں اور فرعونوں نے کبھی اس بات کا دعویٰ نہیں کیا تھا کہ وہ زمین وآسمان کے خالق ومالک اور رازق ہیں بلکہ ان کا شرک یہی تھا کہ وہ حاکمیت وعبادت اور شعائر بندگی وغلامی میں خود کو شریک ٹھراتے تھے جیسا کہ فرعون کہتا تھا کہ میں ہی (رب) حاکم اعلٰی ہوں اس ملک پر میرا اقتدار اور حاکمیت قائم ہے.بتوں کی عبادت کا ڈھونگ تو وہ بیوقوف عوام کے سامنے اس لئے رچاتے تھے کہ وہ عوام سے اپنی غلامی وبندگی کرا سکیں اور ان کا مال وزر بھی بٹور سکیں.دراصل بات یہ ہے کہ شیطان نے انسان کے گلے میں غیر اللہ کی حاکمیت کا قلادہ ڈالنے کیلئے مکروتدبیر سے کام لیا ہے اس نے پہلے قوم کے سرداروں اور مالداروں کے دلوں میں عوام کا مال وزر بٹورے کی ہوس ڈالی.پھر اس کو حاصل کرنے کیلئے اس نے یہ طریقہ سمجھایا کہ وہ اپنی حکومت قائم کرنے کیلئے عوام میں اپنے مزہبی بت خانوں،مزہبی پنڈتوں اور پروہتوں کی خدائی اور حاکمیت کا ڈنکا بجائیں چنانچہ انھوں نے اسے عوام کے دلوں میں راسخ کر کے ان کے نام پر چندہ،قربانی،چڑھاوے اور نزرانے سے عوام کا پیسہ ہڑپ کیا. ان سرداروں اور پروہتوں نے عوام سے مزید مال وزر کے حصول کیلئے احکام و قانون سازی اور رسم ورواج وضع کئے تاکہ عوام کو دونوں ہاتھ سے لوٹا جائے. اس نزرونیاز، قانون سازی اور عبادت کے ذریعے انہوں نے مزہب کے نام پر افترا باندھا جوان کے وسیلہ اور قرب سے اللہ تعالٰی تک پہنچتا ہے.اس طرح یہ مشرکین اللہ تعالٰی

کی حاکمیت کو غصب کرتے ہیں. مختلف زمانوں میں آنے والی ان مشرک اقوام نے اللہ کے احکام و قوانین اور حاکمیت واطاعت کو چھوڑ کر ان سرداروں اور پرہتوں کی یہی عبادت کی ہے اور اللہؐکی ہدائت جو آسمانوں سے نازل ہوئی ہے اور جسے انبیاء کرام لے کر آئے بالکل چھوڑ کر زمین کو کفر و شرک اور غیر اللہ کی حاکمیت سے بھر دیا ہے.

توحید حاکمیت اور اہل کتاب:

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو غصب کرنے کی تاریخ میں اہل کتاب بنی اسرائیل،ان کے مزہبی علماءورھبان، کلیسا، حکومت اور بادشاہوں کا کردار بھی اہم ہے. اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی جو اصل گمراہی اور بنیادی گناہ قرار دیا ہے وہ توحید حاکمیت میں شرک تھا. اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس گمراہی کاذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اتخزواحبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللّٰہ والمسیح ابن مریم ومماامرو الا لیعبدو الہ واحدا.التوبہ: ۳۱

انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور درویشوں کو اپنارب بنالیااور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک معبود کی عبادت کریں.

اس آیت کے نزول پر حضرت عدی بن حاتم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ ہم نے اپنے علماءورھبان کو کبھی رب نہیں بنایا نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تمہارے علماء نے جس چیز کو حلال قرار دیا اس کو تم نے حلال جانااور جس چیزوں کو انہوں نے حرام قرار دیااس کو تم نے حرام جانا یہی ان کی عبادت کرنا(رب بنانا) ہے. ترمزی: ۳۰۹۵

اس حدیثِ رسول سے واضح ہوتاہے کہ اہل کتاب کااصل شرک اور گمراہی یہ تھی کہ انہوں نے معاملات زندگی میں اللہ کے حکم کو چھوڑ کر غیر اللہ کے حکم و قانون کو متعین کر لیا تھا.

اہل کتاب اللہ تعالیٰ ہی کو خالق ومالک مانتے تھے لیکن ان میں جو انحراف اور کجی پیدا ہوئی جس کے باعث ان کے عقائد واعمال اور ساری زندگی بدل گئی اس کا سبب یہ تھا کہ توحید حاکمیت کاخالص تصور دلوں سے مٹ گیا تھا.اس ایک تبدیلی کے بعد ساری تبدیلیاں اور کجیاں پیدا ہو گئیں. انہوں نے اپنی اہواءوخواہشات کو معبود بنا لیا تھااور اس کی خاطر وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات میں تبدیلیاں کرتے ان کے علماءورھبان ان کی کاخاطر یہ سب کام کرتے.اور ان کیلئے آسان اور سہل قوانین اختراع کرتے.ان خودساختہ احکام و قوانین کی اطاعت عوام کیلئے لازم ہوتی تھی اس طرح ان کی عبادت اور حاکمیت غیر اللہ کیلئے مختص ہو گئی.

توحید حاکمیت اور مشرکین مکہ:

دوسری مشرک اقوام اور اہل کتاب کی طرح مشرکین مکہ بھی جس شرک میں لت پت تھے وہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت وحاکمیت میں شرک تھا. مشرکین مکہ توحید ربوبیت پر ایمان لاتے تھے اور اللہ تعالیٰ ہی کو خالق، مالک اور رازق مانتے تھے لیکن دوسری طرف انہوں نے الوہیت کے خصائص یعنی حاکمیت کو اپنے کاہنوں اور پروہتوں کے ہاتھوں مین دے رکھا تھاان کے عباداتی اور معاشرتی احکام و قوانین یہ کاہن وپروہت ہی طے کرتے تھے یعنی مشرکین مکہ کی اصل گمراہی توحید الوہیت وحاکمیت میں شرک تھا جبکہ توحید ربوبیتپر وہ ایمان لاتے تھے جس کااللہتعالی نے قرآن مجید میں ذکر فرمایاہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولئن سالتهم من خلقهم لیقولن اللّٰہ فانٰی یؤفکون. الزخرف: ۸۷

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے! پھر وہ کہاں بہکائے جاتے ہیں.

نیز ارشاد باری تعالٰی ہے:

ولئن سالتهم من خلق السموات والارض لیقولن اللّٰہ قل الحمد للّٰہ بل اکثرهم لایعلمون. لقمان: ۲۵

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا کون ہے تو وہ ضرور کہیں گے اللہ، کہو سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے لیکن ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے.

نیز ارشاد باری تعالٰی ہے:

قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملك السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون اللّٰہ فقل افلا تتقون. یونس: ۳۱

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہہ دیں کون تم کو آسمان اور زمین میں رزق دیتا ہے، یہ سماعت اور بینائی کس کے اختیار میں ہے! کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے اور کون (دنیا کے) کاموں کا انتظام کرتا ہے! تو وہ ضرور کہیں گے اللہ، تو (آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کہہ دیں کہ تم کیوں نہیں ڈرتے.

نیز ارشاد باری تعالٰی ہے:

قل لمن الارض ومن فيها ان کنتم تعلمون سیقولون للّٰہ قل افلا تزکرون قل من رب السموات السبع ورب العرش العظیم سیقولون للّٰہ قل افلا تتقون قل من بیدہ ملکوت کل شیءوھو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تعلمون سیقولون للّٰہ قل فانٰی تسحرون. المومنون : ٨٤۔٨٩

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم (مشرکین سے) پوچھیں اگر تم جانتے ہو (توبتاؤ) کس کی ہے یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے وہ ضرور کہیں گے. اللہ ہی کی ہے، کہہ دیجئے کیا پھر تم نصیحت نہیں پکڑتے؟ آپ پوچھیں ساتوں آسمانوں کا رب اور عرش عظیم کا رب کون ہے؟ وہ ضرور کہیں گے اللہ ہی کے ہیں کہہ دیجئے کیا پھر تم ڈرتے نہیں؟ آپ پوچھیں کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کی بادشاہی، جبکہ وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کسی کو پناہ نہیں دی جاسکتی اگر تم جانتے ہو؟ وہ ضرور کہیں گے (بادشاہی) اللہ ہی کی ہے، کہہ دیجئے پھر کہاں سے تم پر جادو کیا جاتا ہے؟

ان آیات سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالٰی کو ہی رب مانتے تھے اور اس کی توحید ربوبیت پر ایمان لاتے تھے لیکن ان کا اصل شرک توحید الوہیت و حاکمیت میں تھا.

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ اسلام سے پہلے مکہ اور اس کے گردونواح کے علاقوں میں لا قانونیت اور جہالت کا دور دورا تھا. یہ ایک غلط فہمی ہے ان علاقوں میں رہنے والے بدو قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے. قبائل کی تہزیب ایک مخصوص رنگ میں رنگی ہوتی ہے اور اس میں رسم ورواج بہت اہم ہوتے ہیں ہر قبیلے کے رسم ورواج مختلف ہوتے ہیں یعنی ہر قبیلے کا قانون tribal law اپنا ہوتا تھا جس پر بلا چوں چراں عمل کر نالازم ہوتا اور اس کے سے اسی اور معاشرتی قوانین قبیلے کا سردار اور مزہبی کاہن بناتا تھا یعنی حاکمیت کا حق انہیں حاصل تھا.

اسلام نے ان کی حاکمیت اور قوانین کو مٹانے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے کی ان کو دعوت دی. اور اس کی خاطر ان کے خلاف جنگ برپا کی. اور لوگوں کو ان کے کاہنوں اور سرداروں کی غلامی اور حاکمیت سے نکالنے کیلئے اسلام کی صاف دعوت کو ان کے سامنے پیش کیا. اور ان کو اختیار دیا کہ وہ اسے قبول کریں یہ نہ کریں. لیکن اسلام زمین پر کسی شکل میں غیر اللہ کی الوہیت وحاکمیت برداشت نہیں کرتا جو انسانوں کو اپنا غلام بنائے.

اسلام کو اس بات کی شدید حرص ہے اور اس نے بے انتہاء کوشش کی ہے کہ عقیدہ توحید حاکمیت کو مجرد اور خالص کر کے پیش کرے اس کا سبب یہ ہے کہ وجود کائنات جس حقیقت پر قائم ہے وہ یہی عقیدہ ہے. علاوہ ازیں انسانی زندگی اور اسلامی معاشرہ اپنے اصول وفروع سمیت اس عقیدے کے علاوہ کسی اور بنیاد پر کھڑا نہیں ہو سکتا. لہذا یہ بات ضروری ہے کہ یہاں اس عقیدے کی قدر وقیمت پر مفصل بات کریں جس طرح کہ قرآن مجید اور اسلام چاہتا ہے تاکہ لوگ دین کے اس اصل الااصول کو اچھی طرح سمجھ سکیں.

توحید حاکمیت اور آج کے مشرکین:

دور حاضر کے مشرکین کا شرک بھی توحید الوہیت وحاکمیت میں ہے. یہ مشرکین بھی عموماً توحید ربوبیت کو تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق، مالک اور رازق ہے وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے، وہی آسمان سے بارش برساتا ہے، وہی شفا دیتا ہے جسے چاہے اولاد دیتا ہے اور جسے چاہے بے اولاد رکھتا ہے. ان سب کاموں کا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے نہ کہ انسانوں، حاکموں یا کسی اور ہستی کے پاس ہے. لیکن زندگی کے سیاسی اور معاشرتی قوانین اور نظاموں میں حاکمیت کا اختیار ان کے خود ساختہ زمینی خداؤں حاکموں

و بادشاہوں کے ہاتھ میں ہے. غرض آج کے مشرک مشرکین مکہ کہ طرح جاہل ہیں بلکہ ان سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں اور ان کا شرک مشرکین مکہ سے بھی بدتر ہے.

مشرکین مکہ بھی حاکمیت میں اپنے زمینی خداؤں کو شریک کرتے تھے. جن سے وہ رسم ورواج اور عبادتی شعائر لیتے اور جن کو وہ اپنے زمینی خداؤں کے آگے ادا کرتے تھے. جبکہ عصر حاضر کے مشرکین اپنے تمام سماجی، معاشرتی، سیاسی اور معاشی احکام و قوانین ان زمینی خداؤں سے لیتے ہیں. ان لوگوں کی عبادت ہر مسئلے اور قانون میں ان کی اطاعت ہے. یہ لوگ اپنے زمینی خداؤں کے احکام و قوانین کو آج کے زمانے کیلئے اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین سے بہتر سمجھتے ہیں. اس لئے آج کے لوگوں کا شرک مشرکین مکہ سے بھی بدتر ہے. اس سے پہلے بھی لوگ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں شرک کرتے اور قانون سازی خود کر کے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے لیکن آج کے مشرکین نے جمہوری نظام کے ذریعے علی الاعلان اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو انسان کے سیاسی، سماجی، اخلاقی، معاشی اور معاشرتی نظام سے بالکل خارج کر دیا ہے اور چند عبادات کے علاوہ باقی تمام قانون سازی انسان کے ہاتھ میں ہے. آج کے مشرکین کا لوگوں کے مال وزر بٹورنے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو غصب کرنے کا طریقہ وہی ہے جو قدیم مشرکین کا تھا. جس کے لئے وہ بتوں اور غیر اللہ کی حاکمیت کا ڈنکا بجاتے تھے. آج کے مشرکین نے بھی لوگوں کا سرمایہ اور مال بٹورنے کیلئے سرمایہ دارانہ نظام اور جمہوریت کی صورت میں جدید بت متعارف کروایا ہے.

ریاست وجمہوریت کے بت کے پجاریوں کے کے نزدیک بھی انسانی نظام و قوانین کو بنانے والی چیز آسمانی حکم نہیں بلکہ صرف دنیاوی ومالی اور معاشی واقتصادی ضرورت ہے. یہ نظریہ نہائت ابتدائی ہے جس کے ذریعے شروع سے لیکر آج تک انسانوں نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو چھوڑ کر غیر اللہ کی الوہیت وحاکمیت کو

اختیار کیا ہے. آج کا انسان خود ساختہ الٰھوں، طاغوتی حاکموں اور بادشاہوں کا پجاری ہو کر رہ گیا ہے. اور اس نے خدا کی اصل توحید الوہیت و حاکمیت کو بھلا دیا ہے.

مشرکین کیوں اللہ تعالٰی کی حاکمیت غصب کرتے ہیں:

دراصل انسانوں کے اندر مال و ہوا کی ہوس پائی جاتی ہے یہ مادی مفادات اور خواہش پرستی کی ہوس ہے جو انسان کو اللہ تعالٰی کی حاکمیت غصب کرنے پر آمادہ کرتی ہے. علاوہ ازیں ہر انسان میں انفرادی حاکمیت کی طلب پائی جاتی ہے کہ وہ دوسرے انسانوں پر حاکم بن کر انہیں اپنا غلام اور اپنے سے کم تر دیکھنا چاہتا ہے. یہی اسباب ہیں جو اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں شرک کا باعث بنتے ہیں.

اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو غصب کرنے والے طاغوت جانتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت اور اسلام محض عقائد وعبادات کا نام نہیں بلکہ اسلامی زندگی کے ہر معاملے سے بحث کرتا ہے. اور انسانوں کی زندگی کو غیر اللہ کی حاکمیت سے نکال کر اسلام کی حاکمیت قائم کرنا چاہتا ہے. پس ہر دور کے طاغوت اور حکام و بادشاہ اپنی بقا اسی صورت میں سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت اور اسلام کو قائم نہ ہونے دیا جائے. کیونکہ اس کے غلبے اور کامیابی کی صورت میں ان کے مالی مفادات کا خاتمہ ہوتا ہے. اسلام شرک وطاغوت کے ہر حکم کو مٹانا چاہتا ہے اس لئے طاغوت اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ ہمارے مالی مفادات، امتیازات اور سیاسی و معاشی فوائد کو بہالے جائے گا. کیونکہ اسلام محض زبانی عقیدہ نہیں بلکہ منہج حیات ہے جو زندگی کے ہر معاملے کی بات کرتا ہے. پس وہ سود، احتکار، ظلم و تعدی، معاشی ناہمواری اور جاہلیت کی اونچ نیچ برداشت نہیں کرتا. یہی حقیقت ہے جس کے پیش نظر اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو غصب کرنے والے ہر دور کے مشرکین اور آج کے مشرکین بھی اسلام اور شریعت کے خلاف اپنا سب کچھ جھونک دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں. کیونکہ جب

اسلام اور اللہ تعالٰی کی حاکمیت قائم ہو جائے گی تو ان کی حاکمیت ختم ہو جائے گی. جب ایک اللہ کی شریعت اور قانون چلے گا تو طواغیت کا وضع کردہ دستور وآئین نہیں چلے گا. طاغوت جب اللہ تعالی کی حاکمیت اور شریعت کا انکار کرتے ہیں تو اس لئے کرتے ہیں کہ اس میں انہیں اپنی حاکمیت کی موت نظر آتی ہے.

توحید حاکمیت کی اہمیت:

اللہ تعالٰی کی حاکمیت دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس کو اللہ تعالٰی نے اپنی توحید میں ذکر کیا ہے. اللہ تعالٰی نے توحید حاکمیت کو قرآن مجید میں بیان کردہ توحید کی تمام اقسام میں شامل کیا ہے. توحید الوہیت میں اس طرح کہ اللہ تعالٰی ہی حاکم مطلق اور قانون ساز ہے، توحید عبادت میں اس طرح کہ عبادت اللہ تعالٰی کے حکموں کی اتباع کہلاتی ہے، توحید اطاعت میں اس طرح کہ اطاعت اللہ تعالی کے حکم کی ہو گی، توحید ربوبیت میں اس طرح کہ رب ہی پیدا کرنے اور حکم دینے والا ہے، توحید اسماء وصفات اس طرح کہ اللہ تعالٰی کا نام "الحکم" ہے اور اس کی صفت "الامر "ہے. اللہ تعالٰی کے دیگر نام مثلاً القادر، المقتدر، الملک، الجبار، القہار، الباری، الوکیل، العدل، الحکیم،

العلیم، الخبیر، البصیر اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو بھی بیان کرتے ہیں.

دین اسلام اللہ تعالٰی کی حاکمیت پر قائم ہوتا ہے. دین اللہ تعالٰی کے تمام احکام و قوانین کا مجموعے کا نام ہے اور اسلام اللہ تعالٰی کے حکموں کی اطاعت کا نام ہے. دین اسلام میں داخلہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت پر ایمان لائے بغیر ممکن نہیں. توحید الوہیت وحاکمیت ہی تمام انبیاء ورسل کی دعوت کا مقصود تھا. قرآن مجید سب سے زیادہ توحید الوہیت وحاکمیت پر زور دیتا ہے. توحید حاکمیت قرآن مجید میں اللہ تعالٰی کے امر و نہی، احکام

و قوانین اور شریعت الٰہیہ کا بیان ہے. اللہ تعالٰی کے تمام احکام نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت وعبادت کو ظاہر کرتے ہیں. اسی طرح زمین پر اذان واقامت اللہ تعالٰی کی حاکمیت اوراس کی کبریائی کا اعلان ہے. اللہ تعالٰی نے جہاد وقتال کو اپنی حاکمیت کے غلبے اور نفاذ کیلئے مشروع فرمایا ہے. الغرض توحید حاکمیت کو دین اسلام میں کلیدی حیثیت حاصل ہے. توحید حاکمیت کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے. کیونکہ جس قدر علم وفہم قوی اور مضبوط ہوگا اس قدر اعمال اللہ تعالٰی کے ہاں مقبول ہوں گے. توحید حاکمیت کی تعریف وتفصیل سے پہلے ضروری ہے پہلے ضروری ہے کہ ہم حکم کی تعریف جانیں.

حکم کی تعریف:

الحکم خطاب اللّٰه المتعلق بافعال المکفین بالا قتضاءوالتخیر اوالوضع. آمدی، الا حکام فی اصول الاحکام: ١_٦٤١

حکم اللہ تعالٰی کا وہ خطاب ہے جو مکلف افراد کے افعال سے تعلق رکھتا ہے جو بعض امور کے کرنے یا نہ کرنے کی طلب یاان میں اختیار یا محض استقرار واعلان پر مبنی ہوتا ہے.

توحید حاکمیت کی تعریف:

اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں توحید سے مراد یہ عقیدہ ہے کہ تمام کونی اور شرعی امور میں انسانوں کے عباداتی ومعاشرتی اور سیاسی ومعاشی معاملات سے متعلق حکم جاری کرنے اور قانون سازی کرنے کے لائق صرف اللہ تعالٰی کی ذات ہے. اس لئے اطاعت وعبادت صرف اسی کیلئے خاص ہے.

ارشاد باری تعالٰی ہے:

ان الحکم الا للہ .یوسف: ٤٠

بیشک حاکمیت صرف اللہ کے لیے ہے.

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا یشرك فی حکمه احدا. الکھف: ٢٦

اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا.

توحید حاکمیت کی اقسام:

توحید حاکمیت کو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے.

۱. توحید حاکمیت فی التکوین

۲. توحید حاکمیت فی الدین والسایسۃ

توحید حاکمیت فی الکونی:

توحید حاکمیت فی الکونی سے مراد ہے کہ زمین و آسمان کے تمام کونی و قدری امور اللہ تعالیٰ کے حکم اور قانون کے تابع ہیں.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا و کرھا. آل عمران: ۸۳

اور آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے بھی اللہ کا اطاعت گزار ہے.

توحید حاکمیت فی الدین والسیاسیہ:

توحید حاکمیت فی الدین والساسیۃ سے مراد ہے کہ تمام دینی و شرعی احکام اور سیاسی و معاشرتی قوانین میں حکم و قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالٰی کا ہے.

ارشاد باری تعالٰی ہے:

ام لھم شرکاء شرعو لھم من الدین مالم یاذن بہ اللّٰہ. الشوریٰ: ۲۱

کیا یہ لوگ کچھ ایسے شریک خدا رکھتے ہیں جنہوں نے ان کیلئے دین کی نوعیت رکھنے والا ایسا قانون وضع کیا جس کی اللہ نے انہیں اجازت نہیں دی.

توحید حاکمیت کی وضاحت:

توحید حاکمیت کے مطابق صرف اللہ تعالٰی ہے جو انسانوں کیلئے حکم و قانون وضع کر سکتا ہے. احکام و قانون سازی کا حق صرف اسی کے پاس ہے. انسانوں پر احکام لازم کرنے کا اختیار اسی کے پاس ہے. اسی طرح امر و نہی اور حلال و حرام کا حق اسی کے پاس ہے. نیز تمام عبادات اور اس کی جزئیات اور فروعات کے احکام مقرر کرنا اسی کے لائق ہے. الغرض انسانوں کے تمام سماجی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی، جرم و سزا، دیوانی و فوجداری احکام و قوانین بنانے کا حق وہی رکھتا ہے. اسی لئے وہی مطلق اطاعت و اتباع اور عبادت کے

لائق ہے اور ان سب میں اللہ تعالٰی کے علاوہ کوئی اور شریک نہیں یہ تمام خصوصیات اللہ تعالٰی کیلئے خاص ہیں. اور اس کی الوہیت و حاکمیت کا تقاضہ یہی ہے.

اللہ تعالٰی کی حاکمیت پر ایمان لانے کا تقاضہ ہے کہ انسان صرف اللہ تعالٰی کی اطاعت واتباع کرے اور اللہ تعالٰی کے اوامر ونواہی اور اصول و قوانین کو تسلیم کرے جس طرح تکوینی زندگی میں تمام مخلوقات زمین وآسمان، کواکب وافلاک سب اس کے حکم کے تابع ہیں. اسی طرح انسان کیلئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر پہلو میں اللہ تعالٰی کی حاکمیت کی اطاعت واتباع کرے.

علاوہ ازیں حکم و قانون سازی اور مطلق اطاعت واتباع کے لائق صرف وہی ہو سکتا ہے جو ہر چیز کا خالق ومالک ہو ہر چیز کو رزق سے نوازتا ہو، ہر چیز جس کے تابع ہو جو ہر چیز پر مکمل قدرت وغلبہ اور ہر چیز کی تدبیر کا مالک ہو، ہر چیز کا مکمل علم جانتا ہو اور ہر چیز کی فطرت سے آگاہ ہو. یقیناً ان تمام صفات کا مالک اللہ تعالٰی ہے اس لئے صرف وہی ہے جو تمام انسانوں کیلئے حکم و قانون سازی کا حق رکھتا ہے. اور اللہ تعالٰی کے علاوہ کوئی ذات اس قابل نہیں ہے کہ وہ انسانوں کیلئے قانون وضع کر سکے.

انسانوں کیلئے احکام و قانون سازی ایک ایسا بوجھ ہے جس کیلئے ضعیف و محدود علم و عقل والا انسان متحمل نہیں ہو سکتا. اللہ تعالٰی جو ساری انسانیت کا خالق ہے اور اس کی فطرت سے واقف ہے وہی اس کا حق رکھتا ہے کہ وہ انسانوں کیلئے حکم وضع کرے اور ان پر اپنی حاکمیت چلائے اللہ تعالٰی کے علاوہ کوئی اور انسانوں کیلئے بہترین ضابطہ حیات اور نظام ترتیب نہیں دے سکتا. اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ نظام یقیناً تباہی اور فساد پر منتج ہوگا اللہ تعالٰی نے انسانوں کیلئے بہترین نظام حاکمیت قائم کیا ہے جو انسانوں کے درمیان امن و تعاون اور بھائی چارے کا باعث ہے اور اس سے انسانوں کی ہر طرح کی کامیابی و کامرانی وابستہ ہے.

توحید حاکمیت انسانی عقیدہ توحید کا بنیادی جزو ہے جس کی دعوت و تبلیغ کیلئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فر مایا. توحید حاکمیت کا عقیدہ کوئی نیا نہیں بلکہ تمام علماء و محدثین نے اس پر محنتیں کی ہیں اور اس عقیدے کو جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی توحید ربوبیت، الوہیت اور عبادت میں بیان کیا ہے، اس کی وضاحت کی ہے.

توحید حاکمیت کی اعتقادی تطبیق توحید ربوبیت میں ہے اور اس کی عملی تطبیق توحید الوہیت میں ہے. توحید ربوبیت کے مطابق اللہ تعالیٰ ہی مالک حقیقی ہے جس کے معنی ہیں کہ وہی حاکم و قانون ساز ہے. توحید الوہیت کا بنیادی عنصر اور مغز توحید حاکمیت ہے. توحید الوہیت جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کو لازم کرتی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اللہ تعالیٰ کے حکموں کی اتباع کہلاتی ہے. کوئی معاملہ انفرادی ہو یا اجتماعی، عباداتی ہو یا سیاسی ہر معاملہ توحید الوہیت سے وابستہ ہے. ہمارا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے منسلک ہے. توحید حاکمیت، توحید الوہیت و عبادت کی روح ہے جو تمام انبیاء اور توحید کا بنیادی موضوع ہے. عام طور پر علمائے دین نے توحید حاکمیت کو توحید الوہیت یعنی توحید عبادت میں بیان کیا ہے. اور بہت سے علماء نے توحید حاکمیت کو توحید ربوبیت اور اسماء وصفات میں بھی بیان کیا ہے. لیکن کچھ علماء توحید حاکمیت کی اہمیت کے پیش نظر اسے الگ طور پر بیان کرتے ہیں.

امام محمد بن عبد الوہاب اپنی کتاب التوحید میں سورہ توبہ کی آیت اتخذوا احبارھم ورھبانھم ... ،اور عدی بن حاتم کی مشہور حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"لہذا اسے توحید عبادت یا توحید الوہیت یا توحید شرع بالتشریع یا توحید اطاعت یا توحید حاکمیت وغیرہ کہنا برابر ہے. "(کتاب التوحید توحید حاکمیت فی الاالوہیت)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الحکم الا للہ ۔یوسف: ٤٠

بے شک حاکمیت صرف اللہ کی ہے.

الٰہ سے مراد ہے جو الوہیت کی تمام صفات کے ساتھ حاکمیت واقتدار اعلیٰ کے لائق ہو. حاکمیت الوہیت کے خصائص میں سے ہے. اس کے مطابق احکام و قانون سازی کرنے، حکم دینے احکام کو لازم کرنے اور اطاعت واتباع کے لائق صرف وہی ہے. تو جو شخص کسی انسان کے حکم و قانون سازی کو لائق اتباع واطاعت ٹھراتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شرک کا مرتکب ہوتا ہے. شرک صرف غیر اللہ کو الٰہ ماننے کا نام نہیں بلکہ غیر اللہ کو حاکم وفیصلہ ساز ٹھرالینا اور غیر اللہ کے وضع کردہ احکام و قوانین کو اپنا لینا بھی اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شرک ہے.

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

الٰہ "معبود اور مطاع کو کہتے ہیں سو الٰہ کے معنی معبود ہیں اور معبود وہ ہے جو عبادت کا استحقاق رکھتا ہو اور اس کے مستحق عبادت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسے اوصاف سے متصف ہے جن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ آخری درجہ کی محبت کا حقدار ہو اور انتہائی اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار اسی کیلئے ہو.

امام ابن رجب فرماتے ہیں:

الٰہ وہ ذات ہے جس کی ہیبت، جلال، محبت، خوف، امید، بھروسے اور اس سے سوال ودعا کے پیش نظر اس کے (حکم) کی اطاعت کی جائے اور اس کے حکم کی نافرمانی نہ کی جائے. (ہدایۃ المستفید)

امام ابن القیم فرماتے ہیں:

الٰہ اسے کہا جاتا ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے اس کے ڈر، بزرگی، محبت، خوف، توکل، اس سے سوال کرنے، اس سے دعائیں مانگنے اور امید رکھنے کی وجہ سے اس کی معصیت نہیں کی جاتی. لہذا اللہ تعالٰی کے علاوہ کوئی اس کے لائق نہیں کہ اسے اللہ تعالٰی کی ان خصوصیات میں شریک کیا جائے. اگر کوئی ایسا کرے گا تو یہ اس بات کی دلیل ہو گی کہ اس نے لا الہ الا اللہ اخلاص کے ساتھ نہیں پڑھا اور اس میں مخلوق کی عبودیت پائی جاتی ہے.

توحید حاکمیت فی العبودیت:

ارشاد باری تعالٰی ہے:

ان الحکم الا للّٰہ امر الا تعبدو الا ایاہ. یوسف: ۴۰

اللہ کے سوا کسی کی حاکمیت نہیں اس نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اس کی عبادت کرو.

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اپنے لئے حکم و قانون سازی کو خاص کرتے ہوئے آگے فرمایا "امر الا تعبدوا الا ایاہ" یعنی اس نے یہ حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو. اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ جس کا حکم و قانون ہے اس کی اطاعت کی جائے گی اور یہی اس کی عبادت کہلائے گی. باالفاظ دیگر جس عبادت کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالٰی کے سوا کسی اور کی نہ کی جائے. وہ یہی ہے کہ اطاعت واتباع صرف اللہ تعالٰی کے احکام و قوانین کی کیجائے. حکم و قانون سازی اور مطلق اطاعت کا حق

اللہ تعالٰی کے علاوہ کسی اور کو دینا غیر اللہ کے وضع کردہ احکام و قوانین کی اطاعت کرنا اللہ تعالٰی کی عبادت میں شرک ہے.

امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

جن امور کے انجام دینے کا حکم دیا گیا ہے ان پر عمل پیرا ہونے اور جن سے روکا گیا ہے ان کو ترک کردینے کا نام عبادت ہے. یہی دین اسلام ہے کیونکہ اسلام کے معنی ہی یہ ہیں کہ اللہ تعالٰی کے تمام احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے. جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ انسان انتہائی درجے کا تابع فرمان عاجز اور مطیع ہو. (ہدایۃ المستفید)

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

عبادت اللہ تعالٰی کی اس اطاعت کا نام ہے جو رسولوں کی زبانی ہم تک پہنچی اور آپ نے فرمایا عبادت ہر اس چیز کا نام ہے جسے اللہ تعالٰی ہمارے اقوال و اعمال، ظاہر و پوشیدہ کی صورت میں پسند کرے اور راضی ہو جائے. (ہدایۃ المستفید)

نیز فرماتے ہیں:

عبادت ایک جامع لفظ ہے اور بہت وسیع مفہوم کا حامل ہے یعنی ہر وہ کام جو اللہ تعالٰی کو پسند ہو خواہ اس کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے اسے عبادت کہتے ہیں.

نیز فرماتے ہیں:

انسان کمال عاجزی کے ساتھ اللہ تعالٰی کی کمال محبت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے تو یہ عبادت ہے اور عبادت ان تمام اقوال وافعال کو کہتے ہیں. جن کو اللہ تعالٰی پسند فرماتا ہیں جیسے دعا، نماز، روزہ اور قربانی وغیرہ. دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ انسان کے وہ تمام اقوال وافعال جن سے اللہ تعالٰی راضی ہو عبادت کہلاتے ہیں. انفرادی واجتماعی معاشرت اور سیاست سب عبادت میں شامل ہیں. (عقیدہ و منہج)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان تمام عباداتی، معاشرتی اور سیاسی معاملات میں اللہ تعالٰی کے احکامات کو چھوڑ کر غیر اللہ کے احکام و قوانین کی اطاعت کرنا خواہ یہ مزہبی پیشوا ہوں یا سیاسی رہنما ہوں یا ملکی بادشاہ ان کے وضع کردہ دستور و قوانین کی اطاعت اللہ تعالٰی کی عبادت میں شرک ہے. اور یہ ویسا ہی شرک ہے جیسا کہ اللہ تعالٰی کے عباداتی شعائر میں غیر اللہ کو شریک کیا جائے کیونکہ عبادت صرف شعائر عبادت نماز، روزہ کے متعلق اللہ تعالٰی کے حکم کی اطاعت کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالٰی کے تمام احکامات کی اطاعت کا نام ہے.

جو اللہ یہ حکم دے رہا ہے:

اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ. البقرہ: ۴۳

نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو.

وہی اللہ یہ احکام بھی دے رہا ہے:

واحل اللّٰہ البیع وحرم الربٰو. البقرہ: ۲۷۵

اور اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے.

الزانیۃ والزانی کل واحد منہما مائۃ جلدۃ. نور: ۲

زانیہ عورت اور زانی مرد تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو.

والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما. المائدہ:۳۸

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو.

ان تمام احکام کی اطاعت بھی اللہ تعالٰی کی عبادت ہے. لیکن آج کے لوگ معاشرتی اور سیاسی قوانین میں غیر اللہ کی اطاعت کر کے اللہ تعالٰی کی عبادت میں شرک کر رہے ہیں.

توحید حاکمیت فی الاطاعت:

ارشاد باری تعالٰی ہے:

وان الشیطین لیوحون الی اولیئھم لیجادلوکم وان اطعتموھم انکم لمشرکون. انعام ۱۲۱

اور بیشک شیطان اپنے دوستوں کے ذہنوں میں شبہے ڈالتا ہے کہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو بلاشبہ تم بھی ضرور مشرک ہو جاؤ گے.

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکین نے مسلمانوں سے کہا کہ جس جانور کو اللہ تعالٰی مارے یعنی خود ہی مر جائے اسے تم نہیں کھاتے اور جسے تم خود ذبح کرو اسے کھاتے ہو یہ تو عجیب بات ہے. کچھ مسلمان مشرکین کے اس مغالطے کا شکار ہوئے تو اللہ تعالٰی نے آیت نازل فرمائی. اور مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ اگر تم نے اللہ تعالٰی کے حکم کو چھوڑ کر کافروں کی اطاعت کی تو تم بھی ضرور مشرک ہو جاؤ گے.

مطلق اطاعت واتباع کا حق صرف اللہ تعالی کیلئے خاص ہے. اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اس کے احکام کی اطاعت کرنا در حقیقت اللہ تعالیٰ کو عبادت میں تنہا قرار دینا ہے. اور یہ توحید حاکمیت میں شامل ہے. اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس وقت ثابت ہو گی جب مطلق اطاعت کا حق صرف اسی کو دیا جائے. اور اس کی اطاعت کے سوا کسی اور کی اطاعت نہ کی جائے اور اس کی اطاعت پر کسی اور کی اطاعت کو مقدم نہ کیا جائے. غیر اللہ کے قوانین کی مستقل اطاعت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں شرک ہے. چنانچہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اطاعت میں کسی اور کو شریک کرتا ہے وہ اس شرک کی طرح ہے جو اللہ کی عبادت میں کسی اور کو شریک کرتا ہے.

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

اسلام میں یہ بات داخل ہے کہ ایک اللہ کو مانا جائے جو شخص اللہ کو مانتا ہے مگر ساتھ ہی کسی اور کی اطاعت کرتا ہے وہ مشرک ہے. ایک اللہ کو تسلیم کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ اس اکیلے کی عبادت کی جائے اور اس اکیلے کی اطاعت کی جائے. یہ ہے وہ دین اسلام جس کے علاوہ کسی اور دین کو اللہ قبول نہیں کرتا. اس دین سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے اور جب بھی کوئی حکم مل جائے اسے مان لیا جائے. (مجموع الفتاویٰ: ۹۱-۳)

توحید حاکمیت فی الربوبیت:

اتخزو احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللّٰہ. التوبہ: ۳۱

انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا.

اس آیت کے نزول پر حضرت عدی بن حاتم نے (جو عیسائی سے مسلمان ہوئے تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ ہم نے اپنے علماء ورھبان کو کبھی رب نہیں بنایا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان کے حلال و حرام کو مانتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہی تو ان کی عبادت ہے. (ترمزی: ۳۰۹۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس وضاحت سے ثابت ہوتا ہے کہ حاکمیت ربوبیت، کہ خصائص میں سے ہے. توحید ربوبیت کی اولین خصوصیت یہ ہے کہانسان صرف اللہ تعالٰی کو حلال و حرام اور حکم و قانون سازی کا حق دے. اور صرف اُسی کی حکم و قانون کی اطاعت واتباع کرے. غیر اللہ کے قوانین کی اطاعت کرنااللہ تعالٰی کی ربوبیت میں شرک ہے.

شیخ محمد امین شنقیطی فرماتے ہیں:

جب احکام کونیہ، احکام شریعہ اور قانون بنانا صرف ایک اللہؔکی ربوبیت کی خصوصیت ہیں جب کہ آیات سے ثابت ہو چکا ہے. تو پھر اللہ کے قانون وشریعت کے علاوہ کسی اور کے قانون کی پیروی کرنااس قانون ساز کو رب بنانااور اسے اللہ کے ساتھ شریک ٹھرانا ہے. (اضواءالبیان: ۱۳۸-۷)

توحید حاکمیت اور طاغوت:

ارشاد باری تعالٰی ہے:

الم تر الی الذین یزعمون انھم امنو بما انزل الیك و ما انزل من قبلك یریدون ان یتحا کمو الی الطاغوت فقد امرو ان یکفرو ابه. النساء: ٦٠

کیاآپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس پر جو آپ پر نازل کیا گیااور جوآپ سے پہلے نازل کی گیالیکن وہ چاہتے ہیں کہ طاغوت کو حاکم بنائیں حالانکہ تحقیق ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس کاانکار کریں.

حاکمیت کے خصائص حکم و قانون سازی اور اطاعت واتباع ہیں تو جو کوئی اللہ تعالٰی کی حاکمیت کے ان خصائص کو اختیار کرتا ہے تو وہ طاغوت ہے. جس کااللہ تعالٰی نے انکار کرنے کا حکم دیا ہے. غیر اللہ کے قوانین کی اطاعت اور طاغوت کی حاکمیت کو قبول کرنااس کی عبادت ہے اور اس کاانکار کرنااللہ تعالٰی کی الوہیت وحاکمیت کا اقرار ہے. جو اللہ تعالٰی کی حاکمیت کے مقابل اپنی حاکمیت چلائے اسے اللہ تعالی نے گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ ہی نہیں بلکہ شرک سے بھی بڑادرجہ طاغوت کا دیا ہے.

امام ابن القیم فرماتے ہیں:

طاغوت ہر وہ چیز ہے جس کی وجہ سے انسان اپنی حد سے تجاوز کر جائے خواہ عبادت میں یااتباع میں یا اطاعت میں، ہر قوم کا طاغوت وہی ہے جس کی طرف وہ اللہ تعالٰی اور رسول کی بجائے فیصلے کیلئے رجوع کرتے ہیں. یااللہ تعالٰی کے سوااس کی پرستش کرتے ہیں یابلادلیل اس کی اتباع کرتے ہیں یااس کی اطاعت بغیر اس علم کے کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالٰی کی اطاعت ہے.

توحید حاکمیت اور دین اسلام:

اسلام کی دعوت توحید حاکمیت کی دعوت ہے. دین اسلام کا کوئی بھی مسئلہ خواہ انفرادی ہو یااجتماعی، عباداتی ہو یا سیاسی توحید حاکمیت کے عقیدے سے وابستہ ہے. دین اسلام راہبانہ دین نہیں جو صرف چند مواعظ وارشادات، آداب واخلاقاور رسم ورواج پر مشتمل ہو بلکہ اسلام کے پاس ایک دستور کامل ہے. جس کا

تعلق انسانوں کی حقیقی اور واقعاتی زندگی سے ہے. کوئی بھی مسئلہ سماجی ہو یا معاشرتی، معاشی ہو یا سیاسی یہ اس پر اللہ تعالٰی کی حاکمیت قائم کرنا چاہتا ہے. اسلام کے معنی ہیں استسلام واطاعت یعنی اللہ تعالٰی کی حاکمیت کے آگے گردن جھکا دینا، اس کے اوامر ونواہی کیا طاعت کرنا اور اس کے پیش کردہ نظام و قانون کی اتباع کرنا. توحید حاکمیت اور اسلام اس یقین کا نام ہے کہ مخلوقات کا کام صرف یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے حکم کی اطاعت کریں. جس طرح تکوینی زندگی میں تمام مخلوقات زمین وآسمان، کواکب وافلاک سب اس کے حکم کے تابع ہیں اس طرح تشریعی زندگی میں بھی انسان اور جن کا فرض ہے کہ صرف اللہ تعالٰی کے حکم کو بجالائے اور اپنی زندگیوں میں اس دین کی حاکمیت کو قائم کریں. اس دین کو اللہ تعالٰی نے اس لیے بیجھا ہے تاکہ اس دین کہ احکام و قوانین کو زمین پر غالب کرے. اور تاکہ انسانوں کی زندگی میں اسے نافذ کرے. اس دین کی حقیقت اس وقت قائم ہوتی ہے جب اسے انسانوں پر نافذ کیا جائے. لیکن جب اسے انسانوں کے معاشرے پر حاکمیت سے محروم کردیا جائے تو اس دین کی حقیقت نہیں رہتی اس کی اساس مٹ جاتی ہے. اور حقیقت یہ ہے کی اسلام غالب ہونے کیلئے آیا ہے مغلوب ہونے کیلئے نہیں. (الاسلام یعلو ولا یعلی علیہ)

توحید حاکمیت اور شریعت:

توحید حاکمیت اس چیز کا نام ہے کہ زندگی کہ ہر معاملے میں اللہ تعالٰی کے احکامات کی اطاعت کی جائے. یہ اسلام کا عقیدہ اور بنیاد ہے. اور اس بنیاد پر شرائع اور قوانین قائم ہوتے ہیں. عقیدہ تو قلب وضمیر میں پوشیدہ ہے مگر اس کا عملی اظہار اس کے تقاضوں کے مطابق فرض ہے کہ انسان کا نفس واقعاتی و عملی زندگی میں اللہ تعالٰی کا مطیع ہو جائے اور زندگی بھر اس کے مطابق چلتا رہے. مختصراً یہ کہ توحید حاکمیت ایک عقیدہ ہے جس سے شریعت پھوٹتی ہے اور شریعت پر ایک نظام حیات قائم ہوتا ہے. اور اس نظام کی اطاعت اس

عقیدے کے بغیر ممکن نہیں. اسلامی عقیدہ حاکمیت کا امتیاز یہ ہے کہ ساری زندگی پر محیط ہے. اس کے آثار اصول اور قانون میں برابر پائے جاتے ہیں. اس کا پہلا اثر یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی شریعت زندگی کا قانون بنے اور دوسرا اثر یہ ہے کہ اس کی شریعت کی حاکمیت کو زندگی کے ہر معاملے میں نافذ کیا جائے. اگر یہ آثار پیدا نہ ہوں تو عقیدہ توحید ناپید ہے کیونکہ یہ جب پیدا ہوتا ہے تو آثار سمیت قائم ہوتا ہے زندگی کے ہر شعبے اور رکن میں جاگزیں ہوتا ہے. نیز یہی اسلامی عقیدہ ہے جس پر زندگی کا فطری صالح نظام قائم ہو سکتا ہے. جبکہ دوسرے نظریات وعقائد پر کوئی متوازن نظام قائم نہیں رہ سکتا جو زندگی کی تنظیم کر سکے.

توحید حاکمیت اور اسلامی معاشرہ:

جن معاشروں میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین نافذ ہوں وہ اسلامی معاشرہ اور دارالاسلام کہلاتا ہے. یہی معاشرے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی پر قائم ہیں. اور جن معاشروں میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین نافذ نہ ہوں وہ غیر اسلامی معاشرے ہیں یہ طاغوتی اور غیر اللہ کی عبودیت پر مبنی معاشرے ہیں. جن کے الٰہ اور حاکم خدائے واحد کی بجائے طاغوت ہیں.

وہ معاشرہ جس پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم نہ ہو اور شریعت الٰہی کو نافذ نہ کیا جاتا ہو وہ مسلمانوں کیلئے دارالحرب ہے. مسلمان اس کے خلاف لڑتا رہے گا چاہے وہ اس کا آبائی وطن ہو. رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکے کے خلاف تلوار اٹھائی جبکہ مکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پیدائشی اور آبائی وطن تھا. لیکن مکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام کے لئے اس وقت تک دارالاسلام نہ بن سکا جب تک اس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم نہ ہو گئی اور شریعت اسلامیہ نافذ نہ ہو گئی (مسلمانوں پر کامل شریعت کی صورت میں اور کافروں پر جزیہ اور چند قوانین کی صورت میں)

اسلامی معاشرہ غیر اللہ کی حاکمیت اور غلامی سے آزاد ہوتا ہے اور اس میں تمام انسان یکساں اور برابر ہوتے ہیں. اسلامی معاشرہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور شریعت کے قیام کی صورت میں عدل وانصاف اور امن وسلامتی سے بہرہ ور ہوتا ہے.

توحید حاکمیت اور جہاد:

اللہ تعالیٰ نے جہاد و قتال کو اپنی حاکمیت کے قیام کیلئے فرض قرار دیا ہے. اسلامی عقیدہ حاکمیت اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کی حاکمیت کو قائم کیا جائے غیر اللہ کی حاکمیت کو زمین سے مٹایا جائے. لوگوں کو انسانوں کی غلامی اور اطاعت سے نکال کر اللہ کی غلامی کے زیر اثر لایا جائے. لوگوں سے حکم سازی اور قانون سازی کا حق چھین کر اسے اللہ کی طرف لوٹایا جائے اور غیر اللہ کے نظام و قوانین کو مٹا کر اللہ کا نظام و قانون نافذ کیا جائے. اسلام میں جہاد کا یہی مقصد ہے.

اسلام زمین پر غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام کو برداشت نہیں کرتا. نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دور میں غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی کئی نظام اور تہزیبیں موجود تھیں. مثلاً عربی وقبائلی تہزیب، رومی وعجمی تہزیب، ہندی وچینی تہزیب وغیرہ. اسلام نے ان سب تہزیبوں پر کاری وار کیا اور ان کی حاکمیت کو ملیا میٹ کیا. صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے جہاد و قتال کو اسی مقصد کیلئے اپنایا تھا. ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا دین اور شریعت تھی. جس کو قائم کرنے کی خاطر وہ نکلے تھے. وہ مکے سے عربی قومیت اور تہزیب کا عَلَم نہیں بلکہ وہ لوگوں کو بندوں کی غلامی اور حاکمیت سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی غلامی وحاکمیت میں لانے کیلئے نکلے تھے. اللہ تعالیٰ کی اس جماعت نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت وحاکمیت قائم کرنے کیلئے محض تبلیغ اور اپیل سے کام نہیں لیا بلکہ انہوں نے انسانوں کی جھوٹی الوہیت وحاکمیت کے خاتمے کیلئے تلوار بھی اٹھائی جو لوگ اللہ

تعالیٰ کی مخلوق کی گردنوں پر سوار تھے اور انہوں نے اللہ کی حاکمیت پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا تھا انہیں عملی طاقت جہاد بالسیف کے ذریعے الگ کیا اور انہیں توحید حاکمیت کا پیغام دیا.

جیسا کہ ربعی بن عامر نے سالار ایران رستم کے دربار میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے اٹھایا ہے تاکہ لوگوں کو بندوں کی غلامی و بندگی سے نکال کر صرف اللہ تعالیٰ کی غلامی و بندگی میں لے آئیں.

جہاد و قتال کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حاکمیت اور غلبے کیلئے فرض قرار دیا ہے. چنانچہ آج جو بھی معاشرہ جس میں اللہ کی شریعت اور حاکمیت قائم نہ ہو اس کے خلاف جہاد فرض رہے گا، یہاں تک کہ وہ معاشرہ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی حاکمیت کے سائے تلے آجائے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله. الانفال: ۳۹

اور ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کیلئے ہو جائے.

امام ابن تیمیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

تو معلوم ہوا کہ جب تک اسلام کے احکامات کی عملاً پابندی نہ ہو جائے اس وقت تک اسلام کو خالی اپنا لینے سے قتال ساقط نہیں ہو جاتا اس لئے جب تک دین کل کا کل ایک اللہ وحدہ لاشریک کیلئے نہ ہو جائے اور جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے قتال واجب ہے. چنانچہ جب دین غیر اللہ کیلئے ہو جائے تو قتال واجب ہو جاتا ہے. چنانچہ وہ لوگ جو اسلام کے ظاہر و متواتر احکامات و قوانین کی پابندی نہیں کرتے ان سے قتال واجب ہونے پر علمائے اسلام میں کوئی اختلاف نہیں. مجموع الفتاوی

توحید حاکمیت اور عمل:

توحید حاکمیت محض زبان سے اقرار کا نام نہیں بلکہ یہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اپنانے کا نام ہے. توحید حاکمیت سے عملی انحراف ہی اصل فتنہ ہے زمین پر فتنہ اور غیر اللہ کی حاکمیت کا قیام توحید حاکمیت سے عملی انحراف کی وجہ سے ہے جس کی وجہ سے زبان سے اقرار توحید بے معنی ہو کر رہ گیا ہے. حقیقت توحید کیلئے لازم ہے کہ توحید الوہیت و حاکمیت پر عمل کیا جائے اور اللہ تعالٰی کے سوا کسی اور کو حکم ساز اور قانون ساز نہ مانا جائے اور اپنے نظام زندگی میں اس کے احکام و قوانین اور شریعت کو اختیار کیا جائے اور اللہ تعالٰی کے سوا کسی اور کے احکام و قوانین کی اطاعت نہ کی جائے. اگر عملاً ایسا نہیں ہے تو پھر یہ شرک و کفر ہے خواہ زبان سے اقرار توحید کیا جائے. کیونکہ اس زبانی اقرار کا عملی زندگی میں کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا.

دراصل حاکمیت الوہیت کا ہی دوسرا نام ہے کیونکہ اللہ تعالٰی کو ماننا اعتقادی اور عملی دونوں طور پر مرکب ہے اور توحید ان دونوں چیزوں کا نام ہے. اس طرح اگر کوئی اعتقاد میں اللہ تعالٰی کو ہی حاکم و قانون ساز اور قابل اطاعت واتباع مانے لیکن عمل میں غیر اللہ کو بھی قانون سازی کا اختیار دے اور ان کے وضع کردہ نظام و قوانین کی اطاعت کرے تو وہ اللہ تعالٰی کی الوہیت و حاکمیت میں شریک ٹھہراتا ہے.

اس کی مثال ربوبیت میں اس طرح ہے کہ اگر کوئی اعتقاد میں رب کو ہی خالق، مالک اور رازق مانے لیکن اس کے ساتھ غیر اللہ کو پکارے ان سے رزق اور مدد مانگے تو وہ رب اور اس کی ربوبیت میں شرک کر رہا ہے.

مشرکین کا صرف اللہ تعالیٰ کی توحید پر اعتقاد انہیں اللہ کے عذاب اور شرک سے نکالنے کیلئے کافی نہیں جب تک وہ توحید میں عملی طور پر بھی شرک سے بچ نہیں جاتے. یعنی آج کے مشرکین کا بھی اللہ تعالیٰ کی توحید میں شرک عملی طور پر ہے. جس طرح کہ مشرکین مکہ کا تھا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فاذا ركبوفي الفلك دعوا الله مخلصين له الدين فلما نجهم الى البر اذا هم يشركون. العنكبوت: ٦٥

پھر جب وہ (مشرکین) کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو وہ خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے اسے پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو خشکی پر آتے ہی وہ شرک کرنے لگتے ہیں.

یعنی مشرکین مکہ کا شرک بھی عملی طور پر تھا وہ توحید ربوبیت کو مانتے تھے. اس طرح آج کے مشرکین بھی توحید حاکمیت کو مانتے ہیں لیکن عملی طور پر غیر اللہ کے نظام و قوانین کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی الوہیت و حاکمیت میں شرک کر رہے ہیں.

توحید حاکمیت اور ایمان:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فلا و ربك لا يو منون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدو فى انفسهم حرجا مما قضيت ويسلمو تسليما. النساء۔ ٦٥

آپ کے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلوں پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آئے اور وہ اس پر سر تسلیم خم کر دیں.

اللہ تعالٰی نے اپنی حاکمیت پر عمل کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے. اللہ تعالٰی نے اپنی ذات کی قسم کھا کر کہا کہ وہ لوگ ایمان والے ہو ہی نہیں سکتے جو اللہ کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کے احکام و قوانین کو اپنی زندگی کے تمام معاملات میں نافذ نہیں کرتے. ایمان اللہ تعالٰی کی حاکمیت کے اقرار و عمل پر قائم ہوتا ہے. ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ایمان کو مکمل کرنے کیلئے اللہ تعالٰی کی حاکمیت پر ایمان لائے. اللہ تعالٰی کی حاکمیت کا فہم حاصل کرے اور اس کو اپنی زندگی میں لاگو کرے. صرف عبادات و شعائر میں ہی نہیں بلکہ تمام معاشرتی، سیاسی و معاشی معاملات میں اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو قبول کرے تب اس کا ایمان مکمل ہو گا. اگر اس کی زندگی اللہ تعالٰی کی حاکمیت سے خارج ہے تو وہ ایمان و اسلام سے خارج ہے. اللہ تعالٰی کی حاکمیت پر ایمان و عمل توحید کا اثبات ہے اور اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں شرک سے ایمان خارج ہو جاتا ہے. آج مسلمانوں کو یہ بتانا نہائت ضروری ہے کہ ایمان کا دارومدار اللہ تعالٰی کی حاکمیت پر مبنی ہے. اور نماز، روزہ، رسوم و شعائر اور مساجد و مدارس کے باوجود ایمان و اسلام باقی نہیں رہتا جب اللہ تعالٰی کی حاکمیت انسانوں کی انفرادی و اجتماعی معاشرت، عدالت و سیاست اور حکومت سے خارج ہو جائے. جب معاشروں میں خود ساختہ قوانین نافذ ہو جائیں تو ایسے معاشرے ایمان و اسلام پر قائم نہیں رہتے. ایسے ملک و معاشرے کے متعلق نام نہاد علماء و مفتیان جتنا مرضی ڈھنڈورا پیٹتے رہیں کہ ایمان و اسلام اب بھی موجود اور قائم ہے. درحقیقت یہ لوگ دین اسلام سے انتہائی ناواقف ہیں اور انہوں نے صحیح اسلام اور اللہ کی حاکمیت کو لوگوں سے چھپانے کی کوشش کی ہے اور اسلام کو سب سے زیادہ نقصان انہوں نے پہنچایا ہے.

اللہ تعالٰی کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین کی اطاعت اللہ تعالٰی سے محبت اور ایمان کی علامت ہے. اللہ تعالٰی کی حاکمیت پر ایمان انسان میں سکون و اطمینان پیدا کرتا ہے اور اسے غیر اللہ کے خوف سے بے نیاز کر دیتا ہے. اللہ تعالٰی کی حاکمیت پر ایمان و توکل ایمان والوں کو جابر طاغوتوں کے سامنے سینہ سپر کر دیتا

ہے. اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر ایمان بندے میں اسلام پر تکالیف و مصائب کو شرح صدر، اطمینان قلب سے برداشت کرنے اور احکامات الٰہی و تقدیر کو تسلیم و رضا سے جھیلنے کے قابل بناتا ہے.

توحید حاکمیت اور خوارج:

توحید حاکمیت دین اسلام کی اساس ہے. لیکن آج توحید حاکمیت سے ناواقفیت کی وجہ سے جو بھی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اس کے احکام و قوانین اور شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کرے اور اس کیلئے جدوجہد کرے اسے خوارج کا لقب دیا جاتا ہے.

خوارج جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ظاہر ہوئے ان کا نعرہ اور مطالبہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو سیاست و حکومت میں قائم کیا جائے اور اس کے احکام و قوانین کے مطابق فیصلے کئے جائیں. اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نعرہ اور شریعت کو ملکی سیاست و قوانین میں قائم کرنے کا مطالبہ خوارج کا نہیں بلکہ دین اسلام کا ہے. اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب خوارج کی یہ بات سنی تو فرمایا:

كلمة حق اريد بها الباطل. صحیح مسلم: ١٠٦٦

کلمہ تو حق ہے لیکن مقصود اس سے باطل ہے.

خوارج کی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں اصل گمراہی غلط حکم لگانے میں تھی. خوارج نے حکم الرجال یعنی انسانوں سے فیصلہ کرانے اور ان کو ثالث بنانے، چاہے وہ کتاب اللہ کو حکم ٹھرا کر اس کی طرف ہی رجوع کیوں نہ کریں، یا وہ فیصلہ میں غلطی یا ناانصافی کے مرتکب ہوں اسے کفر قرار دیا. اور اس طرح خوارج نے حاکمیت کے اس غلط نظریے پر مسلمان حکام اور ان کی حکومتوں کے خلاف خروج کیا. جو کہ در حقیقت اللہ

تعالیٰ کی حاکمیت سے کفر و شرک میں مبتلا نہ ہوئے تھے کیونکہ نہ تو انہوں نے غیر اسلامی قوانین کو حکم ٹھرا کر اس کی طرف رجوع کیا، نہ غیر اسلامی قوانین وضع کیئے اور نہ ہی غیر اسلامی قوانین نافذ کیئے.

خوارج نے کبیرہ گناہوں کے مرتکب مسلمانوں کو کافر قرار دیا. یہ خوارج کی اللہ تعالیٰ کے حکم کو منطبق کرنے کے متعلق گمراہیاں تھیں. اور یہ اہلسنت کے عقائد نہیں ہیں.

اہلسنت توحید حاکمیت میں شرک اسی کو قرار دیتے ہیں جو غیر اسلامی قوانین کو اپنے لئے حکم اور قانون ٹھرا کر انہیں نافذ کرے تو اہلسنت اس کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں کفر قرار دیتے ہیں. جبکہ اللہ کی شریعت کو حکم ٹھرا کر اور نافذ کر کے انفرادی طور خواہش نفس کے زیر اثر اس سے رو گردانی، ظلم اور ناانصافی اہلسنت کے نزدیک کبیرہ گناہ کی نوعیت میں سے ہے. اس پر اہلسنت کا اجماع ہے.

لیکن افسوس کہ جو لوگ اہلسنت کے اس منہج کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور شریعت کے نفاذ کیلئے جدوجہد کرتے ہیں. انہیں وہ لوگ خوارج قرار دیتے ہیں جو حاکمیت سے متعلق اہلسنت اور خوارج کے نظریات میں صحیح فہم اور فرق نہیں کر پاتے.

توحید حاکمیت اور مرجئہ:

جہاں خوارج نے توحید حاکمیت سے افراط کیا. وہاں مرجئہ نے توحید حاکمیت کی اہمیت میں تفریط سے کام لیا. فرقہ مرجئہ کا نظریہ یہ ہے کہ ایمان کیلئے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر ایمان لانا اور اس کا اقرار کرنا ہی اصل ایمان ہے. اس لئے یہ لوگ اعتقاد میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر ایمان لاتے ہوئے عمل میں غیر اسلامی قوانین کو حکم اور قانون ٹھرا لینے کے کفر کو ایمان سے خارج ہونے کا باعث نہیں سمجھتے. اس طرح یہ لوگ بھی حاکمیت میں اہلسنت کے عقیدے کی مخالفت کرتے ہیں. اسی وجہ سے ان لوگوں نے ہمیشہ اللہ

تعالیٰ کی حاکمیت،اس کے احکام و قوانین اور شریعت سے ہر سطح کے عملی انحراف کرنے والی حکومتوں اور بادشاہوں کا دفاع کیا ہے. جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور شریعت سے منہ موڑ لیا ہے بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا حق حاکمیت قانون سازی کو اختیار کیا اور غیر اسلامی قوانین وضع کر کے انہیں لوگوں پر نافذ کیا. جیسا کہ آج کے نظام جمہوریت کو بھی تحفظ فراہم کیا.

ان خوارج اور مرجئہ نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں افراط و تفریط سے کام لیا ان کے مقابل اہلسنت کو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حفاظت کیلئے منتخب کیا اور انہیں دین میں افراط و تفریط سے محفوظ رکھا. چنانچہ انہوں نے توحید حاکمیت کو دین اسلام میں اس جگہ رکھا جہاں اس کا حق تھا. اور انہوں نے توحید حاکمیت کیلئے ہمیشہ قربانیاں دیں اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو غصب کرنے والے بادشاہ و حکام کے سامنے ڈٹے رہے. اسی ہر دور میں انہیں ان بادشاہ و حکام کے ظلم و ستم اور عتاب کا سامنا رہا.

توحید حاکمیت اور جمہوریت:

آج کے دور میں جمہوری نظام حکومت نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو سب سے زیادہ غصب کیا ہے. جمہوریت نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر سیدھا وار کر کے اس سے کفر و شرک کا ارتکاب کیا ہے. کیونکہ یہ مخلوق کی الوہیت و حاکمیت کی بنیاد رکھتی ہے اور فیصلہ و قانون سازی اور تشریع کی خاصیت اللہ تعالیٰ کی بجائے مخلوق کے سپرد کرتی ہے. یہ نظام عوام کی حاکمیت کا اعلان ہے اور عوام کی اکثریت کو حاکم قرار دیتا ہے. اس میں احکام و قان سازی کا اختیار عوام کے منتخب نمائندوں کو دیا جاتا ہے جو عوام کی خواہش اور ملکی مفاد دیکھ کر قانون سازی کرتے ہیں. اسمبلی اور پارلیمنٹ جمہوریت کے قانون ساز ادارے ہیں جو اکثریتی

ووٹ سے قانون پاس کرتے ہیں اور ہر ایک پر ان کی اطاعت لازم ہوتی ہے. اس طرح جمہوری نظام نے اکثریت کی رائے اور خواہش کو معبود بنا رکھا ہے. جبکہ ارشاد باری تعالی ہے:

وان تطع اکثر من فی الارض یضلوك عن سبیل اللّٰہ. الانعام: ١١٦

اور اگر تم نے زمین میں اکثریت کی اطاعت کی تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے گمراہ کردیں گے.

جمہوریت نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت وشریعت اور اس کے دین کو پرے پھینک دیا ہے اور اس نظام نے دین کو سیاست سے علیحدہ کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو صرف عباداتی شعائر تک محدود کر دیا ہے. اس نظام کی رو سے معاشرتی ومعاشی قانون سازی انسان کے ہاتھ میں ہے. جمہوریت میں اقتدار اعلیٰ (sovergnity) اللہ تعالیٰ کی بجائے عوام کو حاصل ہے. جن میں نیک وبد سب برابر ہیں اور یہ جمہوری نظام معاشرے کے فاسق وفاجر لوگوں کو قانون سازی کا حق دیتا ہے.

جمہوری نظام مغرب کی پیداوار ہے جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر مبنی نظام خلافت کے متضاد اور توحید کے منافی ہے. اس لئے اس کو قبول کرنا اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں واضح شرک ہے. جمہوری نظام ایک سرمایہ دارانہ نظام ہے جس نے کمزوروں پر ظلم واستحصال کیا ہے. یہ وقت کا سب سے بڑا فتنہ اور منبع شر وفساد ہے جس نے انسانیت کو طاغوت کی عبادت میں مبتلا کر دیا ہے. آج جمہوریت عصر حاضر کا وہ بت بن چکا ہے جس کا انکار کرنا ہر مسلمان کے ایمان وتوحید کے اثبات کیلئے ضروری ہے.

توحید حاکمیت اور اطاعت رسول:

توحید حاکمیت کے مطابق صرف اللہ تعالٰی ہی حاکم و قانون ساز ہے. جس طرح قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالٰی کا ہے اسی طرح مطلق اطاعت کا حق بھی صرف اسی کا ہے. وہی حاکم اعلٰی اور مطاع اعلٰی ہے. توحید الوہیت و حاکمیت کا بنیادی تقاضہ یہ ہے کہ مجرد و مستقل اور لازم و جامد اطاعت کا حق صرف اللہ تعالٰی کو دیا جائے. اس طرح اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کو بھی مستقل فرض قرار دیا ہے جن کی اطاعت اللہ تعالٰی کی اطاعت ہے اور ان کو اللہ تعالٰی نے معصوم عن الخطاء ٹھرایا ہے. اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت فرض کی گئی ہے. جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کسی کی بھی غیر مشروط اطاعت جائز نہیں. اگر کوئی اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کسی اور کو مستقل مطاع ٹھراتا ہے تو اسے ثابت کرنا ہو گا کہ اللہ تعالٰی نے اس کے معصوم عن الخطاءاور مطاع ہونے پر کوئی سند نازل کی ہے! ایسا شخص انبیاء ورسل کے علاوہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا جن کی اطاعت کو اللہ تعالٰی نے اپنے حکم سے فرض قرار دیا ہے.

ارشاد باری تعالٰی ہے:

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ.

اور ہم نے جو کوئی بھی رسول بھیجا تو صرف اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے.

چونکہ مطلق اطاعت کا حق صرف اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے. اس لئے اللہ تعالٰی اور اس کے دسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی مجرد و مستقل اور لازم و جامد اطاعت کرنا، اللہ تعالٰی کی الوہیت و حاکمیت اور اطاعت میں شرک ہے.

کچھ لوگوں نے ائمہ دین کی محبت اور اطاعت میں غلو سے کام لیا ہے ان کا نظریہ یہ ہے کہ ہر خاص وعام مسلمان کیلئے کسی خاص امام کی مجرد و مستقل اور لازم وجامد اطاعت ضروری ہے اور ان کی غیر مشروط تقلید واجب ہے. یہ نظریہ اصول دین اور سلف صالحین کے عقیدے کے واضح طور پر مخالف ہے. ان تمام ائمہ دین پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے انہوں نے اپنی لازم وجامد اطاعت کا حکم نہیں دیا بلکہ قرآن وحدیث کی اتباع کا حکم دیا اور کہا کہا گر ہمارا کوئی حکم اور فتویٰ قرآن وحدیث کے خلاف ہو تو اس کی اطاعت نہ کرنا. خلفائے راشدین نے بھی اسی بات کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مطابق چلیں تو ہماری اطاعت کرو اگر ہم ان کے حکم سے رو گردانی کریں تو ہماری اطاعت نہ کرنا.

اللہ تعالی اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور قرآن وحدیث کی اطاعت کو مستقل ٹھرانا دین اسلام اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت وحاکمیت اور اطاعت کا بنیادی مسئلہ ہے. لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جیسی اطاعت کسی اور کی کرتے ہیں اور علم رکھتے ہوئے بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم پر کسی کے قول اور فتوے کو ترجیح دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی اور کی غیر مشروط مجرد و مستقل اور لازم وجامد اطاعت واجب قرار دیتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت وحاکمیت میں شرک کے مرتکب ہوتے ہیں.

توحید حاکمیت سے پہلو تہی اور اس کے نتائج:

عصر حاضر میں لوگوں نے توحید حاکمیت کو بالکل بھلا دیا ہے وہ اس کا صحیح علم وفہم نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اطاعت میں غیر اللہ کو شریک کرتے ہیں. ان میں سے بعض حکام و بادشاہوں کو قانون سازی کا حق دے کر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت واطاعت میں شریک کرتے ہیں. بعض نے سرداروں اور

علماء ورھبان کی حاکمیت اور اطاعت کو لازم قرار دے کر "اربابا من دون اللہ" بنایا ہے. بعض قوم وملک اور جماعت و پارٹی کے اشعار واصول اور قوانین کی اتباع کر کے اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں شرک کر رہے ہیں. اور بعض جمہوریت واشتراکیت کو معبود بنا چکے ہیں. لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ ہم توحید کی بنیاد اللہ تعالٰی کی الوہیت وحاکمیت اور عبادت میں شرک کر رہے ہیں. ان کے نزدیک اللہ تعالٰی کی حاکمیت اور عبادت کا صرف یہ فہم پایا جاتا ہے کہ شعائر عبادت نماز، روزہ وغیرہ میں اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو اختیار کیا جائے. لیکن غیر اللہ کی اطاعت اور ان کے نظام و قوانین کو اختیار کرنا ان کے نزدیک اللہ تعالٰی کی الوہیت وحاکمیت میں شرک نہیں.

لوگ تو لوگ آج کے علماء دین نے بھی توحید حاکمیت کے مسئلے کو بیان کرنے سے پہلو تہی کی ہے جس کی وجہ سے عوام کی اکثریت اس شرک میں گرفتار ہے اور لوگوں نے غیر اللہ کے نظام و قوانین کو قبول کر لیا ہے اور طاغوتی حکومتوں کی اطاعت وعبادت میں مصروف ہیں. ہمارے آج کے داعیان توحید کا سارا زور قبروں اور مزاروں کے شرک پر ہے. ان کے نزدیک جو آدمی اللہ کے سوا کسی کو نزر ونیاز نہ دے، کسی کو حاجت روانہ جانے اور اللہ کے سوا کسی کو مدد کیلئے نہ پکارے تو وہ مؤحد ہے چاہے وہ اللہ کے سوا کسی کے بھی احکام و قوانین کا اطاعت گزار ہو. معاشرتی اور معاشی قانون و قاعدے اور نظام مملکت خواہ غیر اللہ کا ہو تو یہ ان لوگوں کے ہاں شرک کے دائرے میں نہیں آتا. آج کے علماء وضو، نماز اور روزے کے احکام ومسائل اور ان کی شرائط ونواقض ضرور بیان کریں گے لیکن توحید کی حقیقت اس کا علم وفہم، شرائط ونواقض اور احکام نہیں بیان کریں گے. انہوں نے لوگوں کو فروعی اختلافات میں الجھا کر ایمان کی اساس اللہ تعالٰی کی حاکمیت اور خالص توحید سے محروم کر دیا ہے. آج امت جس خلافت اسلامیہ اور شریعت الٰہی سے محروم ہے اس کی وجہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت سے پہلو تہی ہے. حاکمیت میں شرک ایسی بیماری ہے جس نے امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے. جب مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالٰی اور اس کے دین کی

حاکمیت کی تڑپ موجود تھی تو انہوں نے جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اللہ تعالٰی کی حاکمیت کا دنیا میں ڈنکا بجا دیا. اور اب مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ارب سے زائد ہے مگر دنیا میں زوال و پستی کا شکار ہیں اور طواغیت کے آلہ کار ان پر حاکم ہیں.

اس امت کی بقا اور خلافت اسلامیہ کا قیام اللہ تعالٰی کی حاکمیت کے غلبے میں ہے. توحید حاکمیت کے عقیدے اور فکر سے ہی طاغوتی نظام پاش پاش ہوں گے. اس لئے جو لوگ اور جماعت اللہ تعالٰی کی حاکمیت اور شریعت کا نعرہ بلند کرتے ہیں کفار و طواغیت کے نزدیک سب سے بڑا خطرہ وہی ہیں.

ہم توحید کے اس پہلو کی اہمیت پر زور دیتے ہیں اور اس کا خاص طور پر تذکرہ کرتے ہیں کیونکہ عصر حاضر میں امت مسلمہ اس جہت سے فتنے کا شکار ہے کہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں شرک کیا جا رہا ہے اور اللہ تعالٰی کے احکام و شریعت سے روگردانی کر کے طاغوت کے احکام و قوانین کو اپنایا جا رہا ہے. اس لئے لوگوں کو طواغیت کی عبادت و اطاعت سے بچانا اور ان کی حقیقت کو بے نقاب کرنا نہائت ضروری ہے. تا کہ لوگ اللہ تعالٰی کی توحید میں شرک سے بچ سکیں. اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں شرک اس لئے ضروری ہے کہ اکثر لوگ اس میں مبتلا ہیں اور ان کو اس کا علم تک نہیں کہ وہ شرک کے مرتکب ہو رہے ہیں. جب ہمارے بیان کرنے سے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان کا فلاں کام شرک ہے اس سے ان کے اعمال باطل ہو رہے ہیں اور اس کا مرتکب ہمیشہ کیلئے جہنمی ہوتا ہے تو شاید وہ اس شرکیہ عمل سے باز آجائیں اور اپنی دنیا و آخرت سنوار لیں. و باللہ التوفیق

شرک ہی سب سے بڑا کفر اور ناقض اسلام ہے جس سے آدمی کا اسلام ٹوٹ جاتا ہے. اور نہ ہی توحید حاکمیت کی صورت میں لاعلمی اور جہالت عزر ہے. کیونکہ اللہ تعالٰی نے اس توحید کی وضاحت کیلئے ہزاروں انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا. اللہ کے بندو! کامل توحید کو اپنالو اور توحید اور اس کے تقاضوں

سے اعراض اور طاغوت وشرک کی نصرت وتائید کر کے ہلاکت کا لقمہ بننے سے بچ جاؤ اور یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ نے توحید کو ہی اصل دین قرار دیا ہے اور جو اس توحید کے ساتھ آئے گا فوز وفلاح پا جائے گا. اور جو اس کے بغیر آئے گا تباہ وبرباد اور جہنم کا ایندھن بن جائے گا.

توحید حاکمیت کا مسئلہ اہل حق کو بیان کرتے رہنا چاہیے تاکہ ان کے دل مطمئن ہو جائیں کہ وہ اس میدان میں برسرپیکار ہیں کہ جن میں انبیاء ورسل اور ان کے پیروکار اور ہر دور کے اہل حق مصروف رہے. یہ عقیدے کے مسائل میں سے بنیادی مسئلہ ہے جس کو سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا.

توحید حاکمیت اور قرآن

توحید حاکمیت قرآن کا بنیادی موضوع ہے اور اس پر قرآن مجید میں سب سے زیادہ تفصیل سے بات ہوئی ہے. قرآن کی بنیادی دعوت توحید عقیدہ الوہیت اور حاکمیت پر مشتمل ہے.

قرآن نے عقیدہ حاکمیت کو سمجھانے کیلئے ٹھوس مدلل اور واضح انداز میں پیش کیا ہے. اور پوری کائنات میں اللہ کی حاکمیت کے عظیم حقائق پیش کئے ہیں. یہ عظیم حقائق اللہ تعالیٰ نے انسانی دل ودماغ میں عقیدہ حاکمیت راسخ کرنے کی خاطر نازل فرمائے ہیں. قرآن نے عقیدہ حاکمیت کو انسان کی فطرت اور عقل کے لحاظ سے ہر جانب اور انداز سے بیان کیا ہے تاکہ انسان بآسانی اسے سمجھ سکے.

عقیدہ حاکمیت اسلام کا اساسی تصور ہے اور اس بنیادی اصول کو تسلیم کئے بغیر توحید کا وجود ممکن نہیں. قرآن اسی عقیدہ حاکمیت کو بنیاد بنا کر اس کے ذریعے دین اسلام اور اللہ کا عباداتی نظام قائم کرنا چاہتا ہے، اور چاہتا ہے کہ لوگ اس کے ذریعے غیر اللہ کی حاکمیت اور عبادت سے نکلیں. قرآن کریم توحید، دین اسلام اور شریعت الٰہی کی بنیاد عقیدہ حاکمیت اس لئے بتاتا ہے کیونکہ اس کی نظر میں یہ عقیدہ، توحید اور انسانی زندگی کے تمام مسائل کی بنیاد ہے. یہ اللہ کی الوہیت وحاکمیت کا نظریہ اور انسان کی اطاعت وعبدیت کا نظریہ ہے. اس لئے انسانی زندگی کے تمام مسائل اسی کے تقاضے میں پیدا ہوتے ہیں اور ان کی حیثیت اس کی تفصیلات اور جزئیات کے سوا کچھ نہیں.

قرآن عقیدہ حاکمیت کے ضمن میں انسان کی معاشرتی وسماجی اور معاشی وسیاسی زندگی کے قواعد و قانون اور امر و نہی کے بہت سے اصول بیان کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت وحاکمیت اور احکام و قانون سازی اور اطاعت واتباع کو اللہ کیلئے خاص کیا جائے.

قرآن کا یہ نظریہ محض انسانی معاشرت وسیاست اور نظام حکومت ہی کا نہیں بلکہ دین وشریعت، احکام وقوانین اور فقہ اسلامی کی بھی بنیاد ہے. بلکہ اس سے بھی بڑھ کر توحید، ایمان اور اسلام کی بنیاد ہے. اسی لئے قرآن نے اس عقیدے کو موضوع عبادت واطاعت اور الوہیت وحاکمیت کے ضمن میں بار بار سمجھایا ہے. تاکہ لوگ اللہ کی توحید میں شرک سے بچ سکیں. قرآن کریم میں عقیدہ حاکمیت کے مخالف تمام عقائد ونظریات اور نظام وفلسفے کا رد موجود ہے چاہے وہ کسی بھی دور میں نئے نام اور لیبل سے ظاہر ہو. قرآن مجید میں عقیدہ حاکمیت کے مخالف آج کے سیاسی نظام اور نظریات چاہے وہ جمہوریت، اشتراکیت، بادشاہت وملوکیت، قومیت ووطنیت یا نظام اقوام عالم وانسانیت پسندی یا نظریہ آزادی کے نام سے مشہور ہو سب کا رد موجود ہے.

عقیدہ حاکمیت کے متعلق قرآن مجید کا لب ولہجہ روز اول ہی سے قطعی اور فیصلہ کن رہا ہے اور اس میں اللہ نے کہیں بھی مداہنت ومصالحت اختیار نہیں کی. اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت وحاکمیت میں شرک کی تمام اقسام کی واضح اور سختی سے تردید کی گئی ہے سارا قرآن اسی عقیدہ توحید کے اعلان اور وضاحت سے بھرا پڑا ہے.

امام ابن القیم فرماتے ہیں:

قرآن کی ہر آیت توحید کو متضمن ہے اور اس پر گواہ ہے اور اس کی طرف دعوت دیتی ہے. قرآن میں یا تو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت اور اس کے سوا ہر ایک معبود کو چھوڑ دینے کی دعوت ہے اسے توحید ارادی طلبی کہتے ہیں یا پھر احکامات ومنہیات ہیں جو توحید کو ثابت اور مکمل کرتے ہیں یا پھر اہل توحید کیلئے دنیا وآخرت میں انعامات کی سند ہے یہ توحید کا صلہ ہے یا پھر مشرکوں کیلئے دنیا وآخرت میں اس کی ناراضگی اور عذاب کی خبر ہے تو یہ توحید کے حکم سے خارج ہونے والوں کی خبر ہے. "

قرآن مجید اللہ رب العزت نے اس لئے نازل کیا کہ وہ انسانیت کو غیر اللہ کی حاکمیت، شرک اور گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر توحید اور ہدائت کی روشنی میں لے آئے اور اللہ کی حاکمیت غصب کرنے والے مشرکوں اور گمراہوں پر دلیل و برہان قائم کرے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یایھاالناس قد جاء کم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نور مبینا (النساء: ۱۷٤)

اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک دلیل آگئی ہے اور ہم نے تمھاری طرف ایک واضح نور نازل کیا ہے.

اس آیت کی تفسیر میں امام رازی فرماتے ہیں:

جب اللہ تعالیٰ نے تمام فرقہ ہائے ضالہ منافقین کفار، یہود و نصاریٰ پر دلائل قائم کر دیے اور ان کے شبہات کی بھی مکمل طور پر تردید فرمائی تو اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی عام دعوت دی ہے۔ یہاں برھان سے مراد آنحضرت کی ذات ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کام یہی اثبات حق اور ابطال باطل ہے اور نور مبینا سے مراد قرآن پاک ہے جو انسانوں کو ضلالت کے اندھیروں سے نکال کر ہدائت کی روشنی کی طرف لاتا ہے اور دل میں نور ایمان پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے. (تفسیر رازی)

قرآن کریم غیر اللہ کی حاکمیت کو مٹانا چاہتا ہے ان کی حاکمیت کو گرا کر اللہ کی حاکمیت قائم کرنا چاہتا ہے. اس لئے وہ ہر دور میں اللہ کی حاکمیت غصب کرنے والے سردار و لیڈر، پنڈت و پروہت، علماء و رھبان، آمر

وفرعون، طاغی بادشاہت وریاست اور نظام ومعاشرے پر وار کرتا ہے. ان کے شرک وکفر کو واضح کرتا ہے اوراللہ کی حاکمیت سے گمراہ تمام لوگوں پر دلیل، نص اور برہان قائم کرتا ہے. قرآن کا یہ بیان اس لئے ہے کہ وہ لوگوں کو غیر اللہ کی حاکمیت، شرک اور گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر توحید وہدائت کی روشنی میں لے آئے.

قرآن غیر اللہ کی حاکمیت کے آگے بند باندھنے اور ان سے مقابلہ کرنے میں کافی ہے. چاہے وہ مقابلہ دلائل وبرہان کے میدان میں ہو یا اصل میدان معرکہ میں یہی قرآن ہی کفایت وراہنمائی کرتا ہے. اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم ملا کہ وہ اس قرآن کے ذریعے ان کا مقابلہ کریں. ارشاد باری تعالی ہے:

وجاھدھم بہ جہادا کبیرا (الفرقان: ۵۲)

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس قرآن کے ذریعے سے کفار کے ساتھ زبردست جہاد کریں.

قرآن کریم اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو غصب کرنے والے طاغوت اور معبودان باطلہ سے جہاد کا حکم دیتا ہے اور حق وباطل اور ایمان وطغیان کے درمیان اس بنیاد پر معرکے کی تصویر کشی کرتا ہے. قرآن میں ان آیات اور مضامین کے باعث یہ فضا تو میدان معرکہ کی فضا ہے. جو طاغوتوں اور اہل ایمان کے درمیان برپا ہوتا ہے. قرآن کریم عقیدہ حاکمیت کو بیان کرنے والی آیات اور سورتوں کے ذریعے ایسی جماعت تیار کرنا چاہتا ہے جو قرآن کے اس پیغام کو سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہوئے زمین میں اللہ کی حاکمیت اور اس کا دین قائم کرے. انسانوں کے خودساختہ احکام وقوانین اور نظام کو بدل کر قوانین الٰہی اور اللہ کے قرآن کو ان پر قائم ونافذ کرے. یہ جماعت اللہ کی ایک تقدیر ہے جس کو اس نے زمین پر مسلط اور قائم فرمادیا ہے. نبی

کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس جماعت کو تیار کیا جس نے دنیا میں اللہ کے حکم سے اللہ کی حاکمیت اور اس کے قانون کو قائم کیا. دنیا کو غیر اللہ کی حاکمیت اور اطاعت سے نکال کر اللہ کی حاکمیت اور اطاعت میں لے آئے. یہ قرآن اب بھی لوگوں سے یہی مطالبہ کرتا ہے. اس کلام الٰہی میں اب بھی یہ قوت موجود ہے بشر طیکہ کوئی جماعت اس عقیدے کو اپنا کر اس پر عمل پیرا ہو جائے. قرآن کریم ایک نظام اور معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جو اللہ کی حاکمیت کو معاشرے کے تمام پہلوؤں چاہے وہ سماجی، معاشی یا سیاسی ہوں پر قائم کرے. اس معاشرے میں اللہ کے سوا کسی کی حاکمیت و غلامی اور عبودیت نہ پائی جائے. قرآن کریم کے پاس معاشرے کیلئے مکمل نظام قانون اور دستور ہے. جس کا تعلق انسان کی حقیقی اور واقعاتی زندگی سے ہے. قرآن اس لیے آیا تھا کہ اس کا ایک ایک حرف اور کلمہ نافذ اور جاری وساری کیا جائے اور انسانیت کی معاشرتی وسیاسی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا جائے. قرآن ایک کتاب انقلاب ہے جس نے قرون اولٰی کے مسلمانوں میں فی الواقع اخلاقی، روحانی، معاشی اور سیاسی انقلاب برپا کر دیا. قرآن ہر نظام و قوم پر اپنا غلبہ چاہتا ہے. قرون اولٰی کے مسلمانوں نے اسی قرآن کے عقیدہ و منہج کو اختیار کر کے تمام دوسری اقوام اور یہود و نصارٰی پر غلبہ پایا تھا. قرآن نے اس سے پہلے جاہلیت عرب میں غلبے اور انقلاب کیلئے جاری کشمکش میں جس طرح فیصلہ کن کردار ادا کیا تھا. آج بھی قرآن کریم اسلام اور طاغوت کی کشمکش میں فیصلہ کن کردار ادا کر سکتا ہے. اگر ہم مسلمان قرآن کا اللہ کی حاکمیت پر مبنی پیغام سمجھ لیں لیکن آج مسلمان جو مغلوب ہیں تو اس کا سبب یہی ہے کہ قرآن اور اس کے پیغام سے غافل ہیں اور یہود و نصارٰی نے مسلمانوں کو مغلوب کرنے کیلئے اور اپنے سیاسی نظام اور حاکمیت قائم کرنے کیلئے مسلمانوں کو سب سے پہلے قرآن سے غافل کیا ہے.

آج مسلمان قرآن کی اس دعوت سے مکمل غفلت کا شکار ہیں اور قرآن کو بالکل چھوڑ دیا ہے. جیسا کہ قرآن کہتا ہے:

وقال الرسول یرب ان قومر اتخزوھزالقرآن مھجورا ۔ الفرقان

آج مسلمان قرآن کی اصل دعوت وپیغام اور عقائد و منہج پر زور نہیں دیتے بلکہ انہوں نے قرآن کو ادبی اور ثقافتی کتاب بناڈالا ہے کہ جس کی قرآت ونغمات سے لطف اندوز ہو لیا جائے اور صرف عبادت اور ثواب کا کام سمجھ کر تلاوت وقرآت کی جائے ۔ وہ قرآن پر تدبر اور اس کا فہم حاصل نہیں کرتے جبکہ قرآن اپنے تدبر اور غور وفکر کی دعوت دیتا ہے ۔

افلایتدبرون القرآن ولوکان من عند غیر اللّٰہ لوجدو فیہ اختلافا کثیرا ۔ (النساء: ۹ ٤)

یہ قرآن میں تدبر کیوں نہیں کرتے اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے ۔

جب قرآن میں کفار و منفقین کو تدبر کی ترغیب دی گئی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کے معنی و مفہوم کو سمجھ سکتے ہیں ۔ لیکن افسوس آج کے مسلمانوں کے نام نہاد مفتیان مسلمانوں کو قرآن پر تدبر سے روکتے ہیں کہ اس کیلئے چودہ علوم پر ماہر ہونا ضروری ہے ۔ آج مسلمان قرآن کی اصل اور بنیادی دعوت الوہیت وحاکمیت سے بلکل غافل ہیں ۔ ان مسلمانوں نے قرآن کی ان آیات کی یقیناً کئی بار تلاوت کی ہو گی مگر غفلت اور عجلت کے ساتھ ، اگر وہ قرآن کی ان آیات پر تدبر و فہم حاصل کرتے تو اس کے معنی اور توجیہات کو حاصل کر لیتے اور اللہ کی حاکمیت اور توحید و شرک کو سمجھ جاتے تو ان کی کایاپلٹ جاتی ۔ ایمان ان کے سینوں میں داخل ہو جاتا اور وہ دین اسلام ، اللہ کی شریعت و قوانین کی حاکمیت کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے ۔ جس کی مسلمانوں کو آج سخت ضرورت ہے ، جو مسلمانوں کی غلامی و محرومی اور زوال کو ختم کر کے انھیں پھر خلافت اسلامیہ کی نعمت سے نواز سکتی ہے ۔

اسی لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو بیان کرنے والی آیات کو ان کے صحیح معنی ومفہوم اور سلف صالحین کی تشریحات اور تفاسیر کے ساتھ سمجھا جائے. کیونکہ یہ بات بھی اہلسنت کے مسلک کے خلاف ہے کہ قرآن کے ظاہری مفہوم کو دیکھ کر وہ معنی پہنا دیے جائیں جو اسلاف امت سے ثابت نہیں. اللہ تعالیٰ نے قرآن میں توحید حاکمیت کو اپنی توحید الوہیت، عبادت، اطاعت، ربوبیت اور اسماء وصفات اور دیگر مباحث میں بیان کیا ہے جس کا ہم تفصیل سے ذکر کریں گے. اللہ کی توحید، اس کی حاکمیت اور شریعت کے حوالے سے قرآن حکیم پر غور وفکر اور مختلف اوقات میں جو دلائل میسر آئے میں نے ان کو محض اللہ کی خاص توفیق سے تحریر کیا ہے.

فصل اول: توحید حاکمیت کا فہم

توحید حاکمیت، اولین عہد وامانت

آیت: ۱

واذاخذ ربك من م بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالو بلی شھدنا ان تقولوایوم القیمۃ اناکناعن ھذاغافلین.(اعراف: ۷۲)

اور جب لیا تیرے رب نے (عہد) بنی آدم سے ان کی پشتوں سے ان کی اولاد کو اور ان کو خود ان پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں. انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم گواہ ہیں یہ اسلئے کہ تم قیامت کے دن یہ (نہ) کہو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالی نے بنی آدم کے اس عہد کا ذکر فرمایا ہے جو اس نے ان کی روحوں سے لیا وہ عہد اللہ تعالیٰ کی توحید کا عہد تھا. اللہ کی بندگی اور اطاعت وہ اولین عہد ہے جو اللہ نے بنی نوع انسان سے سب سے پہلے لیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت کی ذمہ داریاں سپرد کرنے کے ساتھ یہ کہہ دیا گیا کہ جب تمہارے پاس میری ہدائت پہنچے تو جو اس کی اتباع کرے اسے کوئی خوف و غم نہ ہو گا.

انسانوں کو جس مقصد کیلئے پیدا کیا گیا ہے وہ اللہ کی توحید تھی یعنی اللہ کی ربوبیت وعبادت اور الوہیت وحاکمیت میں واحد ماننا اور صرف اس کے نازل کئے گئے احکام و قوانین کی بندگی واطاعت کرنا اور اس میں

کسی کو شریک نہ ٹھہرانا یہی وہ وعدہ تھا. جو اللہ نے انسانوں سے لیا تھا. یہی وہ امانت ہے جو انسانوں کو سونپی گئی اور اس عہد کو توڑ ڈالنا یہ ہے کہ اللہ کی ربوبیت و حاکمیت میں شریک ٹھہرایا جائے. اسلام کے نظام شریعت جو اللہ تعالی نے اپنی اطاعت و عبادت کیلئے اتارا ہے اس کو اپنے لئے شرع و قانون اور نظام زندگی نہ مانا جائے اور غیر اللہ کے احکام و قوانین کی اطاعت کی جائے، اگر غیر اللہ کے احکام دینے والے طاغیوں کی اطاعت ہو گی تو یہ اللہ کے سوا اوروں کو رب بنانا ہو گا اور اللہ کی ربوبیت و حاکمیت میں شرک ہو گا اور یہ اللہ کے اس عہد کو توڑنا ہو گا جو اس نے انسانوں سے سب سے پہلے لیا ہے.

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اپنی ربوبیت، عبادت اور حاکمیت کے اقرار سے اور اس کی پاسداری کی ضرورت نہیں اور نہ اس کہ بندگی سے اس کی سلطنت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اپنی ربوبیت اور حاکمیت کا اعتراف اس لئے کراتا ہے کہ خود ان کے ایمان و توحید کے عقائد و تصورات صحیح ہو جائیں جس کی بنیاد پر ان کی ہدائتِ اسلام اور عمل صالح کی مقبولیت موقوف ہے.

آیت: ۲

فامایاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون. (البقرۃ: ۳۸)

ہم نے کہا: تم یہاں سے اترو اگر تمھارے پاس میری طرف سے کوئی ہدائت آئے تو جس نے میری ہدائت کی پیروی کی تو ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگیں ہوں گے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عقیدہ حاکمیت کا اصول بیان فرمایا ہے جس عقیدہ حاکمیت کی وفا کا عہد اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو زمین پر بھیجنے سے پہلے لیا تھا۔ اللہ تعالی کا انسان کو زمین پر بھیجنے کا مقصد اس کا امتحان لینا ہے کہ وہ اللہ کی حاکمیتٗ اس کی نازل کردہ ہدائت اور احکام و قوانین کی اطاعت و اتباع کرتے ہے یا نہیں ساری کائنات تو بالجبر اللہ کی حاکمیت اور اس کے قانون کی مکمل تابع ہے. مگر اشرف المخلوقات انسان سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنی آزاد مرضی اور اختیار کے ساتھ اس راستے کو خوشی سے اختیار کرے اس کے صاحب عقل اور صاحب حواس و علم ہونے کا تقاضا یہی تھا اس لئے اس سے روز قیامت حساب ہو گا کہ اس نے اطاعت خداوندی کو اختیار کیا یا اوروں کو اس میں شریک ٹھہرا لیا.

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حاکمیت کا منبع بیان فرمایا ہے کہ صرف وہی ہے جو انسانوں کیلیئے احکام و قانون سازی اور صحیفہ ہدائت اور دستور وآئین سازی کرنے اور اطاعت واتباع کے لائق ہے. انسانوں کیلیئے ضروری ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام و قوانین اور شریعت کی اطاعت کریں اور رشد وہدائت صرف اسی سے حاصل کریں. اگر وہ اس راستے پر گامزن رہے تو وہ ہدائت اور توحید پر ہیں اگر نہیں تو گمراہی اور شرک کے راستے پر ہیں. انسانیت زمین پر جا کر اپنا کنبہ وقبیلہ اور اپنی حکومت و معاشرہ ضرور ترتیب دے گی. لیکن اس معاشرے اور حکومت کے رسم ورواج اور قوانین آسمان سے جاری ہوں گے. یہ زمین پر رہتے ہوئے بھی اللہ کی حاکمیت اور احکام و قوانین کے تابع ہو گا اور اس زمین پر اپنی یا دوسروں کی حاکمیت اور دستور وآئین کے تابع نہیں ہو گا. انسانوں نے بڑی دیر تک اللہ کے اس وعدے کا وفا کیا اور آسمانوں سے نازل ہونے والے رب کے احکام و قوانین پر عمل پیرا رہا لیکن آہستہ آہستہ انسان کے دشمن شیطان نے جو خود اللہ کی حاکمیت کا قلادہ اپنے گلے سے اتار چکا ہے انسان کو بھی مکر وفریب سے اس راہ پر ڈال چکا ہے. انسان اپنے جیسے انسانوں کی حکم و قانون سازی احکام و قوانین کا متبع بن کر رہ گیا. آج کے انسانوں کا وضع کردہ نظام جمہوریت انسانوں کے یہ حق دیتا ہے کہ وہ خود افکار واقدار تخلیق

کرلے شرائع و قوانین وضع کرے اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کیلئے جو چاہے نظام تجویز کرے اور اس معاملے میں انہیں یہ معلوم کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کیلئے کیا نظام اور لائحہ عمل تجویز کیا ہے. اس نظام و نظریے سے انسانیت ہدایت سے ذلالت اور توحید سے شرک میں مبتلا ہو چکی ہے لیکن اسے معلوم نہیں کہ وہ اللہ کے نظام اور شریعت کو چھوڑ کر غیر اللہ کی حاکمیت واطاعت اور عبادت میں غرق ہو چکی ہے.

اانسانیت اب بھی اس گمراہی اور شرک سے نکل سکتی ہے. اگر وہ اسلامی نظام شریعت کو اپنا کر صرف اللہ تعالیٰ کے متبع ہو جائیں. اسلامی نظام شریعت ہی ایک ایسا نظام حیات ہے جس میں انسان صرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کرتا ہے، اسی کے آگے جھکتا ہے اور اطاعت و عبادت کو اسی کیلئے خاص کرتا ہے. اگر انسان نے اس نظام ہدایت کو اپنا لیا تو وہ دنیا میں بھی کامیاب و کامران ٹھہرے گا اور آخرت میں بھی خوف و پریشانی سے آزاد ہو گا.

آیت: ۳

یاایھاالذین امنولاتخونوااللّٰہ و رسولہ وتخونوا منتکم وانتم تعلمون. (الانفال: ۲۷)

اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو اور تم آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو، جبکہ تم جانتے ہو.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اس عہد اور امانت کاذکر فرمایاہے جو اس نے انسانیت سے سب سے پہلے لیااور اس کاتذکرہ دیگر آیات میں بھی ملتاہے۔انسانوں سے جو عہد لیا گیاوہ الست بربکم کا تھا۔یعنی اللہ تعالٰی کواس کی الوہیت وحاکمیت میں کسی کو شریک نہ ٹھرانااللہ تعالٰی نے انسانوں کواس دین اسلام،قرآن مبین اور اپنے احکام وقوانین کی اطاعت کیلئے پیدا کیاہے اوران کو پیدا کرنے سے پہلے اس کاوعدہ لیاکہ وہ اس کی امانت کی وفاکریں گے۔یہ امانت اللہ کی نازل کی گئی ہدایت،عقیدے،احکام وقوانین پر استقامت کی امانت ہے۔ یہ شریعت کی امانت ہےاوراس کواپنے اوپراوراپنے ارد گرد کی زمین پر قائم ونافذ کرنے کی امانت ہے کہ معاشرے کوعقیدہ توحید کی اسلامی بنیادوں پر قائم کیاجائے۔یہی وعدہ اور امانت تھی جسے اللہ تعالٰی نے انسانوں کو سونپا تھااوراس میں خیانت کا پہلو یہ ہے کہ اسلام کا نظام جواللہ تعالٰی نے اپنی عبادت اور توحید کے اثبات کیلئے اتارااس کواپنے شرع وقانون ماننے میں انکار کیاجائے،اسلامی شریعت سے انحراف کیا جائے۔

اگراللہ تعالٰی کی حاکمیت اوراطاعت کی بجائے غیراللہ کے احکام دینے والوں کی اطاعت ہوگی تواللہ کی توحید میں شرک اور خیانت ہوگی۔اگراسلام کودنیاکا قانون ونظام بنانے میں کوتاہی ہوگی تو یہ بھی توحید وعبادت میں خیانت ہوگی ان سب امانتوں کی ادائیگی ایمان والوں پر فرض ہے۔اگر کوئی ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرتاہے تووہ خیانت کارہے اور اللہ ورسول سے خیانت کرنے والاہے۔جب کہ ایمان والے اللہ سے کیے گئے عہدوں اور امانتوں کو پورا کرتے ہیں۔اللہ تعالٰی کافرمان ہے:

والذین هم لامنتهم وعهدهم راعون

اور وہ جواپنی امانتوں اور عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

آیت: ٤

الذین یوفون بعهد اللّٰه ولا ینقضون المیثاق والذین یصلون ما امر اللّٰه به ان یوصل ویخشون ربهم ویخافون سؤ الحساب. (الرعد: ٢١-٢٠)

اور جو پورا کرتے ہیں اللہ کا عہد اور پختہ وعدہ نہیں توڑتے اور جو جوڑتے ہیں ان چیزوں کو جن کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے ڈرتے ہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان مومنین کا ذکر فرمایا ہے جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں، یہ اللہ کا عہد اور وعدہ جو آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد سے لیا گیا وہ یہ تھا کہ صرف اللہ وحدہ کی عبادت کریں گے، صرف اس کی اطاعت اختیار کریں گے اور ضابطہ حیات کو صرف اسی سے حاصل کریں گے. اہل توحید صرف اللہ سے حکم و قانون حاصل کرتے ہیں اور صرف اس کے نظام شریعت کی اطاعت واتباع کرتے ہیں اور اللہؐ سے عہد کو پورا کرتے ہیں.

والذین یصلون ما امراللّٰه به ان یوصل

اور جو ملاتے ہیں ان چیزوں کو جن کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے.

یہ ایک مجموعی حکم ہے جو انسانی زندگی کے تمام معاملات پر محیط ہے وہ اللہ کے حکم سے ہر وہ چیز ملاتے ہیں جس کا حکم ملا. یعنی وہ اللہ کے احکام و قوانین کی کامل اطاعت اور دائمی استقامت دکھاتے ہیں. اس ملانے سے مراد حکم الٰہی پر چلنا اور سنت رسول ﷺ پر عمل کرنا ہے. وصل 'ملانے کے معاملات جن کی تفصیل اللہ

نے نہیں دی کیونکہ اس حکم الٰہی کی تفصیل بہت طویل ہے مقصد تو یہ ہے کہ لوگ زندگی کے تمام معاملات میں اس کیاطاعت واستقامت اختیار کریں. اللہ کے احکام و قوانین اور اس کے احکام کی کامل اطاعت اور صرف اس کے حکم خاص کی حاکمیت سے متعلق ہے. جس کا عہد اور وعدہ اللہ نے انسانی پیدائش اور خلافت ارضی کی حوالگی سے پیشتر بھی لیا تھا کہ دنیا میں صرف میرے حکماور ہدایت کی اطاعت کروگے.

امر وحاکمیت صرف اللہ کیلئے خاص ہے:

آیت: ۵

یقولون هل لنا من الامر شيء قل ان الامر كله لله .(آل عمران: ١٥٤)

لوگ پوچھتے ہیں کہ کیاامر میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہے کہہ دوامر سارا کا سارااللہ کیلئے مخصوص ہے.

وضاحت:

اس قرآنی آیت میں ان لوگوں کا سوال نقل کیا گیاہے کہ جن پر اللہ کے اٹل احکام و قوانین کی اطاعت کرنا مشکل ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ دین کے کچھ احکام و قوانین جنہیں ہمارا نفس پسند نہیں کرتاان سے ہمیں چھٹکارامل جائےاس لئے وہ پوچھتے ہیں کہ امر وحاکمیت میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہے کیاکسی حکم اور قانون میں ہم اپنی مرضی کرسکتے ہیں لیکن اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کی زبانی یہ صاف اعلان فرمادیا کہ امر وحاکمیت ساری کی ساری صرف اللہ کیلئے ہے. حکم و قانون سازی صرف اس کا حق ہے. زندگی کے ہر معاملے میں اس کی حاکمیت تسلیم کی جائے گی. اور کسی ایک معاملے میں بھی انسانوں کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے کوئی قانون بنائیں چہ جائیکہ آج حاکمیت اور قانون سازی کا کلی اختیار اللہ کی بجائے انسانوں کو دے

دیاجائے۔انسانوں کی بنائی ہوئی اسمبلیوں کو قانون ساز قرار دیا جائے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام میں سارے کے سارے معاملات زندگی کے فیصلے کر دیئے ہیں۔اب کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان میں نئے سرے سے اللہ کے احکام کو جدید دور کیلئے ناموزوں ٹھرا کر اپنے دنیاوی مفادات کیلئے ان میں قانون سازی اور اصطلاحات کا مطالبہ کرے۔اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین سے چھٹکارے کیلئے اللہ کی حاکمیت پر تعدی یہ کوئی نئی چیز نہیں بلکہ ہر دور میں انسانیت نے اللہ کی حاکمیت سے بغاوت کی ہے اسلام کی بنیادی تعلیم ہی یہی ہے کہ زندگی کی ساری کی ساری حاکمیت کو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں دے دیا جائے۔اگر کوئی شخص کوئی ایک امر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم و قانون کے مخالف ٹھراتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کلی کا انکار کرنے والا ہے۔

آیت: ٦

بل للّٰه الامر جمیعا۔(الرعد: ۳۱)

سارے کا سارا حکم اللہ ہی کیلئے ہے۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ حاکمیت کا مکمل حق صرف اسے حاصل ہے۔انسانی زندگی کے ہر معاملے پر اس کا حکم اور قانون چلے گا۔انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں کہ جس میں انسان کو انسان پر حاکمیت کا حق حاصل ہو اور انسان انسان کے ذاتی حکم اور فیصلے کو قبول کرے۔ انسانی زندگی کا کائی بھی پہلو ہو چاہے تہذیب و معاشرت ہو یا سیاست و تجارت غرض زندگی کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام و قوانین نازل فرمائے ہیں اور جن معاملات زندگی کے متعلق کوئی حکم نہیں ہے۔اس کی قانون سازی

بھی اصول دین کے مطابق ہو گی کہ وہ دین کے اصول و قیاس کے مطابق ہو. کیونکہ زندگی کے ہر گوشے پر ساری کی ساری حاکمیت اللہ تعالی کو حاصل ہے.

آیت: ۷

واللّٰہ یحکم لامعقب لحکمہ.(الرعد: ٤١)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے توحید حاکمیت کو نہائت ٹھوس انداز میں پیش کیا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہے جو مطلق حاکم اور قانون ساز ہے. وہی احکام و قوانین دینے کا حق رکھتا ہے کوئی انسان اس کے علاوہ یہ رویہ نہیں اپنا سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر قبضہ جمائے. اور اللہ کے احکام و قوانین چھوڑ کر اپنے احکام و قوانین جاری کرے. اس کے اٹل احکام و قوانین کو تبدیل کرے. اور حاکمیت کے خصائص قانون سازی خود اختیار کرے تو جو کوئی ایسا کرے گا وہ اللہ کی حاکمیت میں شرک کرے گا لیکن آج لوگوں نے اللہ کی حاکمیت سے منکر ایسا نظام جمہوریت ترتیب دیا ہے جس میں انسانوں کو قانون سازی کا حق دیا گیا ہے. انسانوں کو وقت کے مفاد کے پیش نظر اللہ کے احکام پر رائے زنی کا بھی حق دے دیا ہے یہ اللہ کے احکام پر رائے زنی کر کے اسے تبدیل کرتے ہیں اور نئے اور جدید قوانین بناتے ہیں. ایسا کرنے سے ان کا مقصد یہ باور کرانا ہوتا ہے کہ وہ معاشرے کیلئے اللہ کے احکام سے بہتر احکام ترتیب دے سکتے ہیں. ان کا یہ عمل صریح کفر ہے اور یہ لوگ اللہ کی حاکمیت کو جھٹلاتے ہیں اللہ کے احکامات معاشرے کیلئے قیامت تک کیلئے اٹل ہیں. اور اللہ تعالیٰ مخلوق سے بہتر جانتا ہے کہ مختلف اوقات اور زمانوں میں انسان کیلئے کونسے احکام

بہتر ہیں۔اور اس نے یہ احکام قیامت تک کیلئے غیر متبدل ٹھرائے ہیں اسی لئے ان کو تبدیل کرنا اللہ کے حکم کا انکار کرنا اور اس کی حاکمیت سے کفر ہے۔

آیت: ۸

الاله الحکم وھواسراع الحاسبین۔(الانعام: ٦٢)

خبر دار حکم کا سارا اختیار اسی کو حاصل ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خبر دار کیا ہے کہ حاکمیت اور قانون سازی کا حق صرف اسے حاصل ہے۔انسانوں پر صرف اس کا حکم اور قانون چلے گا۔تو جو کوئی غیر اللہ کے قوانین کی پیروی کر کے انھیں اللہ کی حاکمیت میں شریک کرتے ہیں انھیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کہ وہ انسانوں سے جلد حساب لینے والا ہے اور وہ جانتا ہے کہ کس نے اللہ کی حاکمیت سے تعدی کی اور کسنے اللہ کی حاکمیت میں شریک کیا اور وہ انھیں جلد اللہ کے حکم و قانون سے بغاوت کا مزہ چکھائے گا۔قرآن مجید کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بار بار توحید حاکمیت کا مختلف پہلوؤں سے ذکر فرمایا ہے کیونکہ دین اسلام کی اساس اسی پر قائم ہوتی ہے اور تاکہ لوگ توحید حاکمیت کی اہمیت کو جان کر اس میں شریک ٹھرانے سے بچ جائیں۔

آیت: ۹

له الحکم والیه ترجعون۔(القصص: ۸۸)

حکم کا سارا اختیار اسی کو حاصل ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ دوبارہ حاکمیت اور قانون سازی کو اپنے لئے خاص کرتے ہوئے انسان کو ڈرا رہا ہے کہ وہ اس کی حاکمیت کو اس کیلئے خاص کرے اور صرف اس کے حکم و قانون کی اطاعت کرے کیونکہ اسے جلد اللہ کی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ کے دربار میں پیش ہو کر اس چیز کا حساب دینا ہے کہ انھوں نے دنیا میں کس کی حاکمیت اور قوانین کی پیروی کی تھی، کس کو حکم اور قانون ساز بنایا تھا، کس کی غلامی اور بندگی اختیار کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا ہی اس آزمائش کیلئے کیا ہے کہ وہ دیکھے کہ وہ کس کی حاکمیت اور بندگی اختیار کرتا ہے تو قیامت والے دن اس سے پہلے حساب بھی اس چیز کا ہوگا۔

آیت: ۱۰

ان اللہ یحکم مایرید۔ (المائدہ: ۱)

بے شک اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ انسانوں کیلئے جو حکم اور قانون چاہتا ہے نازل کرتا ہے پوری کائنات میں صرف ایک ہستی ہے جس کو مطلق حاکمیت حاصل ہے اس کا حکم اور ارادہ کائنات کے ہر ذرے پر قائم ہے۔ اس لئے انسانوں کیلئے بھی اس نے جو چاہا وہ حکم اور قانون نازل کیا۔ جب تمام انسانوں کا خالق

ومالک اور رازق وہ ہے تو یہ اس کا حق ہے کہانسانیت اس کے حکم کے مطابق چلے اور اس کی حاکمیت کو بے چوں چرا اس تسلیم کرے.

توحید حاکمیت فی الربوبیت

آیت: ۱۱

اتخزواھبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الالیعبدو الھاواحدا لاالہ الاھو سبحنہ عمایشرکون. (التوبہ: ۳۱)

انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی (اطاعت) کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا وہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں.

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اربابا من دون اللہ سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کے مقابلے انہیں اپنا سردار بناتے ہیں اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی اطاعت کرتے ہیں. پس اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو ان کیلئے حلال قرار دیتے ہیں. اور اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو ان کیلئے حرام قرار دیتے ہیں. اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ جو فرمان ہے: وما امروا الالیعبدو الھا واحدا؛ اس کے معنی یہ ہیں کہ علماء و درویشوں اور مسیح کو رب بنالینے والے ان یہود و نصاریٰ کو تو یہی حکم تھا

کہ یہ معبود واحد کی عبادت کریں.اس اللہ کی اطاعت کریں جس کی اطاعت ہر شئے کرتی ہے جس کی اطاعت کی ہر مخلوق پابند ہے جو اس بات کا مستحق ہے کہ تمام مخلق اسی کا دین اختیار کریں اور اسی کی واحدانیت وربوبیت کے سامنے سر تسلیم خم کریں. لاالہ الا ھو؛یعنی الوہیت کے لائق صرف وہی ذات خدا ہے جس نے مخلوق کو اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اور تمام بندوں پر جس کی اطاعت لازم ہے. پھر فرمایا سبحانہ عما یشرکون؛پاک ہے وہ اس شرک سے جو یہ اس کی جناب میں کرتے ہیں. یعنی اللہ تعالیٰ پاک اور منزہ ہے اس بات سے کہ اطاعت کے معالے میں اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کیا جائے.(تفسیر طبری: ۱۰ـ۱۱٤)

امام ابو بکر الجصاص اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا کہ انہوں نے انھیں رب بنالیا کیونکہ انھوں نے انھیں اپنے رب اور خالق کے قائم مقام قرار دیا اس چیز کی حلت وحرمت میں جسے اللہ نے حلال یا حرام نہیں کیا.اور کوئی اس بات کا حقدار نہیں کہ اس کے جیسی اطاعت کسی اور کی کیجائے سوائے اللہ تعالیٰ کے جو ان کا خالق ہے اور مکلفین سارے اس کی عبادت کی فرضیت اور اس کے حکم کی اطاعت اور ہر ایک کو چھوڑ کر صرف اسی کی عبادت کرنے میں برابر ہیں.(احکام القرآن للجصاص: ۲۹۷-۲)

امام ابن تیمیہ اس آیت کے ذیل میں عدی بن حاتم کی مشہور حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضاحت کی ہے کہ ان کی ان کیلئے عبادت ان کے خلاف شرائع حلت وحرمت میں اطاعت ہے. جبکہ انھوں نے کیلئے نمازیں پڑھیں نہ روزے رکھے نہ ہی انھیں پکارا،تو یہ

بندوں کی عبادت کرنا ہوا. اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان لاالہ الاھو سبحانہ عما یشرکون؛ میں اسے شرک قرار دیا ہے. (مجموع الفتاوٰی: ۷_۷٦)

امام ابن القیم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

آیت کریمہ اتخذوا احبارھم و رھبانھم... سے مراد لوگوں کی اپنے پیروں اور علماء کی ان احکامات میں تابعداری ہے جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی. (اعلام الموقعین)

امام شوکانی فرماتے ہیں:

اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب انہوں نے ان کے امر و نہی میں اطاعت کی تو وہ انہیں رب بنانے والے ہی ہوئے کیونکہ انہوں نے ان کی اس طرح اطاعت شروع کر دی جس طرح اطاعت رب کی ہوتی ہے. (فتح القدیر: ۲_۲۳۵)

امام سدی اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

ان علماء اور درویشوں نے اہل کتاب کو یہ حکم نہیں دیا تھا کہ وہ انہیں سجدہ کریں بلکہ انہوں نے اللہ تعالی کی نافرمانی کا حکم دیا تھا اور انھوں نے ان کی اطاعت کی اور اسی بناپر اللہ تعالیٰ نے انہیں رب قرار دیا ہے.

امام سیوطی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

آیت میں ربوبیت کے معنی یہ ہیں کہ لوگ اپنے بڑوں سرداروں کی اطاعت کریں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اگرچہ یہ لوگ ان کی طرف نماز نہیں پڑھتے. (در منشور: ۲_٤٠)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

خزیفہ بن یمان اور عبداللہ بن عباس وغیرہ بھی اس آیت اتخزوا ھبارھم و رھبانھم... کی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں کہ انہوں نے تحلیل و تحریم میں ان کی اتباع کی. اور سدی کہتے ہیں کہانہوں نے لوگوں سے رائے لینی شروع کردی اور کتاب اللہ کے قوانین کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پینک دیا.(تفسیر ابن کثیر: ۲_۳۴۸)

شیخ حامد محمود فرماتے ہیں:

سو قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ یہی ہے کہ کسی کا قانون تسلیم کرنا دراصل اس کی عبادت ہے اگرچہ اس کام کو عبادت اور بندگی کا نام نہ بھی دیا جائے چاہے یہ کام کرنے والوں کو معلوم تک نہ ہو کہ بندگی اور عبادت یہی ہے. جیسے عدی بن حاتم کو معلوم نہ تھا قرآن کی رو سے یہ بھی ضروری نہیں کہ کوئی انسان خدا کہلا کر ہی خدائی کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے جیسا کہ احبار ورھبان خدا نہ کہلاتے تھے مگر قرآن نے ان کو اربابا من دون اللہ کہا چنانچہ ہر وہ انسان جو انسان کیلئے قانون صادر کرنے کا حق رکھتا ہو وہ اللہ کا شریک ہے. زمین کے جھوٹے خداؤں میں اس کا شمار ہو گا اگرچہ اس کا لقب فرعون نہ ہو. اگرچہ وہ عوام کا نمائندہ یا عوام کا خدمت گار کہلاتا ہو. کیا ووٹ مقدس امانت ہے

شیخ امین شنقیطی فرماتے ہیں:

نبی کی یہ تفسیر تقاضہ کرتی ہے کہ جو حلال و حرام میں اللہ تعالٰی کے قانون کی مخالفت کرے اور قانون ساز کی بات مانے وہ گویا اس کی عبادت کر رہا ہے اسے رب سمجھتا ہے اسے اللہ کا شریک ٹھرا کر اللہ کے ساتھ کفر کرتا ہے. پھر فرماتے ہیں: بھائیو جان لو کہ اللہ کے ساتھ حکم میں شریک کرنا یا اس کی عبادت میں

شریک کرنااس کاایک ہی یہی مطلب ہے اور اس میں سرے سے کوئی فرق ہی نہیں جو اللہ کے نظام اور قانون کے علاوہ کسی اور نظام یا قانون یا مخالف شریعت کی پیروی کرتا ہو جو کسی انسان نے بنایا ہو اس آفاقی نور سے اعراض کر کے جو اللہ نے اپنے رسول کی زبان پر جاری کیا تو ایسا کرنے والا اور بتوں کو سجدہ کرنے والا دونوں برابر ہیں ان میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں یہ دونوں ہی مشرک ہیں. یہ عبادت میں شرک کرتا ہے وہ حکم میں اور ان دونوں میں شرک کرنا برابر ہے. (اضواءالبیان)

وضاحت:

اس آیت کی تفصیل میں حدیث میں مزکور ہے کہ عدی بن حاتم طائی جو پہلے عیسائی تھے انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے استفسار کیا کہ اس آیت میں ہم پر اپنے علماء اور درویشوں کو خدا بنا لینے کا جو الزام عائد کیا گیا ہے اس کی حقیقت کیا ہے. جبکہ ہم نے انھیں کبھی بھی رب اور خدا نہیں کہا. تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلی انهم حرموعليهم الحلا ل واحلوالهم الحرام فاتبعوهم فزلك عبادتهم واياهم؛ بلکہ بیشک انھوں نے تم پر حلال کو حرام قرار دیا اور حرام کو حلال قرار دیا. پس تم نے ان کی اتباع کی پس یہی ان کی عبادت ہے اور ان کو رب بنانا ہے. (ترمزی)

نص قرآنی اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ اہل کتاب علماء و درویشوں کی پوجا پاٹ نہیں کرتے تھے بلکہ انھوں نے اللہ کے قانون کو چھوڑ کر ان کے وضع کردہ قانون کو اختیار کر لیا تھا اس بناپر انھیں طاغوت کی بند گی کرنے والا اور مشرک کہا گیا. اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عبادت قانون و شریعت کی اتباع کا نام ہے. یہود و نصاریٰ نے علماء و رھبان کو اس معنی میں رب نہیں بنایا تھا کہ وہ ان کی الوہیت کا عقیدہ رکھتے تھے یا مراسم عبادت کو ان کے سامنے یا ان کیلئے بجالاتے تھے. اس کے باوجود اس آیت میں ان پر شرک کا حکم لگایا گیا اور اگلی آیت میں کفر کا حکم لگایا گیا ہے محض اس لئے کہ انھوں نے علماء

ودرویشوں سے قوانین حاصل کیے ان کی اطاعت واتباع کی پس یہ فعل شرک ہے اور اس کا بجالانے والا بھی مشرک باللہ ہے. خواہ وہ اس کی الوہیت اور ربوبیت کا عقیدہ نہ رکھے، نہ اس کے آگے رکوع وسجود ادا کرے، یہ وہ شرک ہے جو اسے مسلمانوں کی صف میں سے نکال کر مشرکوں کی صف میں داخل کر دیتا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دور میں کلیسا کو قانونی حاکمیت حاصل تھی جب کہ قیصر وکسریٰ بادشاہوں کو بھی سیاسی وعدالتی حکمرانی اور قانونی حاکمیت حاصل نہ تھی. اقتدار اعلیٰ چرچ کو حاصل تھا. پوپ اور پادری مذہب کے نام پر اپنی حاکمیت چلاتے تھے. ملک کے اصل حاکم اور بادشاہ یہی کہلاتے تھے اس لئے قرآن نے اتخذو اھبارھم ورھبانھم کی آیت سے اہل کتاب کو ان کے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور عبادت میں شرک سے آگاہ کیا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور میں جن غیر مسلموں مشرکین، یہود اور نصاریٰ کے ساتھ مسلمانوں کا میدان جنگ میں مقابلہ ہوا وہ بنیادی طور پر اس شرک میں مبتلا تھے کہ انسان کو انسان کا غلام سمجھتے تھے وہ اپنے بادشاہوں کے غلام تھے اس معنی میں نہیں کہ انہیں خدا جانتے تھے اور ان کے آگے مراسم عبادت بجالاتے تھے بلکہ اس معنی میں کہ ان کی مرضی اور ان کے قوانین کو اپنے اوپر اور دوسروں پر چلاتے تھے. اس حقیت کا اعلان ربعی بن عامر نے رستم کے دربار میں کیا جب اس نے پوچھا کہ تم ہمارے ملک میں کیا لینے آئے ہو توانہوں نے کہا ہم بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکالنے آئے ہیں. ربعی نے یہ اعلان کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ رستم اور ان کی قوم ان معنوں میں کسریٰ کی عبادت نہیں کرتی کہ اس کو خالق کائنات اور معبود مانتی ہو اور نہ اس معنی میں کہ عبادت کے رسوم ان کے آگے ادا کرتی ہو. بلکہ ان کی عبادت اس معنی میں تھی کہ وہ اس سے قوانین وشعائر اخز کرتے

تھے اور اس معنی میں ان کی عبادت اسلام کی بتائی ہوئی توحید کے برعکس تھی. پس بقول ربعی اسلام اس لئے آیا تھا کہ بندوں کے خود ساختہ نظام اور طور طریقے مٹا کر خدائی نظام نافذ کیا جائے. جس نے غیر اللہ کو قانون ساز مانا اس نے الٰہی خصوصیت کو غیر اللہ کے حوالے کر دیا. جس بشر کو جس حد تک قانون سازی کا اختیار سونپا جائے گا وہ اسی حد تک سونپنے والے کا خدا ہو گا. وہ خود بھی اگر زندہ ہو اور برضا و رغبت ایسا کرے تو اللہ کے مقابل طاغوت (جھوٹا رب) اور باغی ہے اور اسے یہ اختیار دینے والے بھی مشرک اور خدا کی حاکمیت کے باغی ہیں.

ساری انسانی تاریخ میں حق اور باطل کے درمیان معرکہ قائم و دائم رہا اس کی وجہ اختلاف یہی تھی کہ انسانوں کا رب آیا اللہ وحدہ ہے یا طاغوت؟ کس کی شریعت و قانون چلے گا؟ انسانوں کی زندگی کے معاملات کس کے حکم پر چلیں گے؟ کون اپنی اطاعت بندوں سے منوائے گا؟ آیا ایک اللہ وحدہ یا طاغوت؟ پس یہی فیصلہ کن سوال تھا جس پر ہمیشہ اسلام اور جاہلیت کا معرکہ برپا ہے اور آج بھی یہی معرکہ زور و شور سے جاری ہے جس کے ایک طرف اسلام اور دوسری طرف اور دوسری طرف خود ساختہ جمہوری نظام ہے جو انسانوں کو اپنی زندگی کیلئے اپنی عقل و تجربے اور مصلحت کے مطابق قانون سازی کا حق دیتا ہے. یعنی اس نظام میں انسان خود اپنے رب ہیں یا ان میں سے بعض دوسروں کے الٰہ ہیں. اس طرح یہ نظام طاغوت ربوبیت کے خصائص انسانوں کی طرف لوٹا دیتا ہے. جبکہ توحید ربوبیت کی اولین خصوصیت یہ ہے کہ انسان اللہ کے بندے ہیں اور ان بندوں پر اسے یہ حق حاصل ہو کہ وہ ان کا نظام زندگی وضع کرے، ان کی شریعت، ان کا قانون، ان کا اخلاق اور قدریں متعین کرے. لیکن نظام جمہوریت میں انسانوں نے یہ حق حاصل کیا ہوا ہے اور اس طرح لوگ انسانوں کے بنائے ہوئے اقتدار و قوانین کی پابندی کر کے انہیں اپنا رب تسلیم کیے ہوئے ہیں اور اس طرح اللہ کو چھوڑ کر انسانوں کی عبادت کر رہے ہیں لیکن اس نظام جاہلیت کے پیروکار عبادت کو بہت تنگ اور محدود معنوں میں لیتے ہیں. ان کے نزدیک دین صرف ایک

عقیدہ اور چند عباداتی رسوم و شعائر ہیں. یہ لوگ چند رسوم عبادت نماز، روزہ ادا کر کے سمجھتے ہیں کہ عبادت کا حق ادا ہو گیا. اگر ایسا ہوتا تو عقیدہ اور تعبدی شعائر تو یہودی بھی اللہ ہی کیلئے ادا کرتے تھے جیسا کہ اس نص قرآنی نے اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تفسیر نے واضح کیا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ ورسول نے انہیں مشرک باللہ قرار دیا ہے. محض اللہ کی الوہیت کو مان لینا ہی دین نہیں بلکہ اس کے اوامر و نواہی اور قوانین و شرائع پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا ہی اصل عبادت ہے.

آج کل دنیا کے ہر ملک کا یہی حال ہے جو نظام طاغوت جمہوریت کے سائے تلے ہیں یہ غلط طور پر اپنے آپ کو دین خداوندی میں جانتے ہیں۔ وہ مراسم عبودیت اللہ کیلئے ادا کرتے ہیں مگر ارباب غیر اللہ کو مانتے ہیں. رب تو وہی ہے جو ان کو دین و قوانین پر چلاتا ہے، اور یہ اس کے احکام و قوانین کے آگے جھکتے، اس کا اقتدار تسلیم کرتے اور اس کے قوانین مانتے تو یہی ان کی عبادت ہے. رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ فاتبعوھم فزلك عبادتہ م؛ انہوں نے ان کی اتباع کی یہی ان کی عبادت ہے. اس طرح آج کوئی شخص قوم یا نظام اللہ کے قوانین کی بجائے کسی اور کے قوانین کی اطاعت، نوکری اور غلامی اختیار کرے اس پر بھیوہی لقب صادق آئے گا جو یہود و نصاریٰ پر صادق آیا تھا یعنی مشرک باللہ گو ایسے لوگ ایمان کے مدعی ہوں، غیر اللہ کے قانون کو اپنانے سے وہی وصف شرک و کفران پر صادق آئے گا.

دین کیلئے آج کا دور بڑا نازک ہے جنہیں اللہ ورسول مشرک ٹھراتے ہیں وہ دھڑلے سے مومن باللہ بلکہ اہل ایمان کے لیڈر اور اسلام کے مخلص خادم بنے پھرتے ہیں ان کے فریب کے پردے کو پھاڑنا اور ان کی اصل حقیقت لوگوں کو دکھانا آج کل اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہے. دین کا حکم تو یہی ہے کہ اللہ واحد کی ہی عبادت کی جائے.

حقیقت توحید کیلئے لازم ہے کہ ربوبیت اور عبودیت میں توحید تسلیم کی جائے اور خدا کے سوا نہ کسی کی عبادت کی جائے اور نہ اطاعت کی جائے اور قانون زندگی معاشرت، تجارت، سیاست اور عدل کے بارے میں تمام تر راہنمائی اسی سے حاصل کی جائے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر شرک و کفر ہے خواہ زبان سے اقرار توحید ہی کیا جائے۔ کیونکہ اس زبانی اقرار کا دین اسلام میں کچھ اہمیت نہیں ہے۔ بندوں کے لحاظ سے عبودیت کے اہم خصائص یہ ہیں کہ بندے صرف اسی کی عبادت کریں، اسی کے بنائے ہوئے قانون پر چلیں اور اسی کے وضع کردہ پیمانوں کو اختیار کریں اگر انسان خود یہ کام کرنے لگیں تو گویا وہ ربوبیت کے خصائص اختیار کر کے خود ربوبیت کے دعویدار بن بیٹھے اور انا ربکم الاعلیٰ پکارنے لگے۔ انسان کو ان خصائص کا حامل سمجھنا ہی شرک و کفر اور بد ترین فساد ہے۔ اسلام بندوں کو بندوں کی غلامی سے نجات دلاتا ہے اور اسلامی نظام اس آزادی کو بروئے کار لاتا ہے۔ جبکہ دنیا کہ تمام خود ساختہ نظاموں میں انسان انسانوں کے رب بنے بیٹھے ہیں۔ جدید جمہوریتوں میں بھی اور قدیم آمریتوں میں بھی جبکہ آج تو دنیا کے کچھ خطوں میں نام نہاد جمہوریتیں بھی شدید آمریتوں کا روپ دھار چکی ہیں۔ یہ سب نظام رب تعالیٰ سے بغاوت پر مبنی ہیں اور یہ لوگ اللہ کی حدود اور اس کی شریعت و قوانین کے احکام کے مخالف ملک و قوم کے استحصال کیلئے اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں میں عملاً قانون سازی کرتے ہیں اور یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ یہ قانون ساز ادارے ہیں اور ہمیں جمہوریت کے مطابق اس کا حق حاصل ہے۔ تو یہ لوگ دراصل خدائی کے مقام پر بزعم خود متمکن ہیں اور سرکش ترین کافر و مشرک اور طاغوت ہیں اور وہ بھی جو لوگ ان کے اس حق قانون سازی کو تسلیم کرتے ہیں ان قوانین کی اطاعت اور نوکری اختیار کرتے ہیں، اور لوگوں کو بھی اپنے جبر اور طاقت سے ان قوانین کی اطاعت و پابندی کروا کر طاغوت کا بندہ بناتے ہیں۔ نیز وہ بھی جو ان خود ساختہ قوانین کے مطابق فیصلے کرتے اور کرواتے ہیں تو وہ ان طاغوتوں کو اللہ کے مقابل رب اور خدا بناتے ہیں اور انہیں اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ پھر وہ چاہے ان کو زبان سے رب کہیں یا نہ کہیں، دل سے

اسے شرک تسلیم کریں یا نہ کریں اور چاہے وہ ان غیر اسلامی قوانین کو دل سے باطل ہی ٹھرائیں. لیکن عملاً بغیر کسی جبر واکراہ کے برضا ورغبت ان قوانین کی اطاعت ونوکری کرتے ہیں تو قرآن کے واضح فیصلے کے مطابق وہ ان کو اللہ کی ربوبیت اور عبادت میں شریک ٹھرا رہے ہیں. اور ان کی ہی عبادت کر رہے ہیں.

آیت: ۱۲

قل یاھل الکتاب تعالوا الی کلمتہ سواء م بیننا وبینکم الا نعبد الا اللّٰہ ولا نشرك بہ شیاء ولا یتخذ بعضنا بعض اربابا من دون اللّٰہ فان تولوا فقولوا اشھد وبانا مسلمون. (آل عمران: ٦٤)

آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے ہی کو رب بنائیں پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں.

امام سدی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

انہوں (اہل کتاب) نے آدمیوں (علماء و بادشاہ) کو نصیحت (اطاعت) کا ذریعہ بن لیا تھا اور کتاب اللہ کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا تھا اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ انھیں صرف میری عبادت کا حکم دیا گیا تھا. (تفسیر ابن کثیر: ٢_٥٤٤)

امام ابن جریج اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ولا یتخذ بعضنا بعض اربابا من دون اللہ کے معنی یہ ہیں کہ ہم اللہ کی نافرمانی میں ایک دوسرے کی اطاعت نہیں کریں گے.

امام شوکانی فرماتے ہیں:

یعنی اہل کتاب کو اس مشترکہ عقیدہ کی طرف دعوت دو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب ہرقل کو خط لکھا تو یہی آیت لکھ کر اس کے سامنے دعوت اسلام پیش کی. اور آپس میں ایک دوسرے کو رب بنانے کے مفہوم میں سجدہ کرنا بھی شامل ہے اور یہ بھی کہ کسی کے قول کو بلا دلیل اسی طرح مان لینا کہ جس چیز کو حلال کہے اسے حلال سمجھا جائے اور جس چیز کو حرام کہے اسے حرام خیال کیا جائے اور کتاب وسنت سے صرف نظر کر لی جائے. (تفسیر ل-شوکانی)

وضاحت:

یہ آیت اہل کتاب کے اس طرز عمل پر نازل ہوئی جس کے مطابق مزہب اور حکومت کے احکام و قوانین کو اہل کتاب کے علماء ور ھبان اور پادری و بادشاہ وضع کرتے تھے. لوگ اپنی معاشرت اور سیاست میں ان کے ہی احکام و قوانین کی اتباع کرتے تھے. اہل کتاب کی مملکت شام وروم میں علماء ور ھبان اور بادشاہوں کو مطلق اطاعت، لازم اتباع اور حاکمیت کا حق حاصل تھا.

اس آیت میں اہل کتاب کو اس بات کی دعوت دی جا رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ ایک کلمہ پر متفق ہو جائیں اور وہ کلمہ توحید حاکمیت پر مشتمل ہے. جس کے علاوہ کوئی اور کلمہ اللہ کے ہاں قبول نہیں. اس کلمے کی بنیادی دعوت توحید ہے کہ اللہ کو حاکمیت وعبادت اور اطاعت و فرمانبرداری میں یکتا مان لیا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے. جس نے احکام و قوانین میں اللہ کے علاوہ کسی اور کی اطاعت کر لی تو اس نے اس کو ربوبیت اور عبادت میں شریک بنالیا. اللہ رب العزت نے صرف اپنی خالص عبادت کا حکم دیا ہے کہ بندے صرف اسی کی عبادت کریں، اسی کے بنائے ہوئے احکام و قوانین پر چلیں، صرف اسی کی

اطاعت کریں اور اس کی ربوبیت پر ایمان لائیں. کیونکہ توحید اطاعت ربوبیت کے خصائص میں سے ہے کہ وہی انسانوں کیلیئے لازم اطاعت اور احکام و قوانین وضع کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور ان احکام و شریعت کی اطاعت کرنا ہی اس کی عبادت کرنے اور اس کے رب ہونے پر ایمان لانا ہے.

لیکن اگر انسانوں نے خود یا اپنے میں سے بعض انسانوں کو احکام و قانون سازی کا اختیار دے دیا، تو اس نے خدا کی ربوبیت کے حق کو غصب کیا، اور اگر اس نے انسانوں کے وضع کردہ قانون و دستور کی اطاعت کی تو ایسا ہے جیسے اس نے انسانوں کی عبادت کی اور ان کو اللہ کے مقابل ٹھرایا! یہی وہ شرک ہے جس سے اس آیت میں منع کیا گیا ہے.

اہل کتاب کا سب سے بڑا شرک یہی تھا کہ انھوں نے کتاب الٰہی کے مخالف اپنے علماء ورھبان کی اطاعت وعبادت کر کے ان میں سے بعض کو بعض کا رب بنالیا تھا. لیکن آج کے دور اور معاشرے میں بھی یہی سب سے بڑا شرک رائج ہے. آج کے دور میں انسان انسانوں کے رب بنے بیٹھے ہیں انسان اپنے جیسے انسانوں کی اطاعت کر کے ان کی عبادت کر رہا ہے. اور آج کے دور میں جمہوری نظام انسانوں کو ربوبیت اور عبادت کے عہدے پر فائز کرتا ہے. اس میں انسانوں اور جمہور پارلیمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوسروں کیلیئے قانون وضع کرے اور اس طرح لوگ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین و قدار کی پابندی و اطاعت کر کے انہیں رب تسلیم کئے ہوئے ہیں. اس طرح اللہ کو چھوڑ کر انسانوں کی عبادت اور شرک میں مبتلا ہیں.

طاغوتی نظام و معاشروں کی بنیاد اللہ کی ربوبیت اور حاکمیت میں شرک ہے. اس میں انسان دوسرے انسان کا الٰہ اور رب بنا بیٹھا ہے اس میں بندے بندوں کی اطاعت اختیار کرتے ہیں. جبکہ اسلامی معاشرہ خدا کی ربوبیت اور حاکمیت پر قائم ہوتا ہے. اس میں بندوں کی بندوں کیلیئے اطاعت ممکن نہیں جو اللہؐ کے حکم کے

منافی ہو۔ اسلام وہ منفرد اور یگانہ طرز حیات ہے جو انسانوں کو انسانوں کی بندگی سے بجات دلاتا ہے اور اللہؐ کے نازل کردہ اصولوں، اقدار اور قوانین سے انسان کو روشناس کراتا ہے اور انسانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ جب بھی سر جھکائے تو اللہ کے سامنے جھکائے۔ اگر کسی قانون کی پیروی کرے تو اللہ کے قانون کی پیروی کرے۔ اور جب کوئی نظام حیات اختیار کرے تو وہ نظام حیات اختیار کرے جو اللہ نے اس کیلئے پسند فرمایا ہے۔ اور یہی وہ واحد طریقہ ہے جس سے انسان اللہ کے بندے بن کر غیر اللہ کی بندگی سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے احکام و شریعت کی اطاعت اختیار کریں تو ان کا رب اللہ ہے ورنہ ان کے رب وہ ہیں جن کی وہ مستقل اطاعت کرتے ہیں۔

کائنات کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ کوئی شخصؒ گروہ یا قوم اللہ کی ربوبیت و حاکمیت غصب کر کے دوسروں کا رب بن بیٹھے، ان پر اپنی خواہش کی دھونس مسلط کرے اور انہیں اپنی مرضی کے احکام و قوانین پر چلانے کی کوشش کرے۔ انسانوں اور مقتدر بادشاہوں کی اس کوشش میں لاکھوں انسانوں کا خون بہا ہے اور اب تک انسانیت ایک مسلسل اور متواتر عزاب میں مبتلا ہے۔ انسانیت کی سب سے بڑی بد بختی یہی ہے جس میں اہل کتاب بھی مبتلا ہوئے جنہوں نے اللہ کی حاکمیت اور شریعت کو چھوڑ کر دوسروں کی غلامی اور بندگی اختیار کی مگر ہم مسلمان جو دین اسلام کے حامل تھے ہم کیوں دین و شریعت چھوڑ بیٹھے۔ اسلام تو ہمیں انسانوں کی غلامی سے آزادی اور حریت عطا کرتا ہے اور اپنی غلامی اور بندگی کے علاوہ ہر غلامی کی زنجیر کاٹتا ہے۔ ہم اسلام اور شریعت سے کیوں متنفر ہو گئے اور اہل کتاب اور اہل مغرب کی تقلید میں آنکھیں بند کئے دوڑے چلے گئے۔

غیر اللہ کی حاکمیت خواہ کسی رنگ یا قومیت کی ہو انسانوں کو مختلف گروہوں اور فرقوں میں تقسیم کرتی ہے. انسانوں میں تفاوت اور سرکشی جاری رہتی ہے. اگر سب لوگ انسانی حاکمیت کو چھوڑ کر الٰہی تسلط وحاکمیت کے آگے جھک جائیں توانسانیت اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کرسکتی ہے.

اللہ کی توحید ربوبیت وحاکمیت اور اس کی شریعت و خلافت ایک ایسا مشترک مرکز ہے جو تمام انسانیت اور تمام مسلمانوں کو اکھٹا کرسکتا ہے جس کا اللہ تعالٰی نے اس آیت میں حکم دیا ہے.

آیت: ۱۳

وقال للذی ظن انه ناج منهما اذکرنی عند ربك.(یوسف: ٤٢)

اور کہا(یوسف نے) جس کے متعلق خیال تھا کہ وہ بچ جانے والا ہے کہ اپنے رب(فرعون) سے میرا ذکر کرنا.

وضاحت:

اس آیت میں حضرت یوسف فرعون کے متعلق رب کا لفظ استعمال کررہے ہیں. اس کی وجہ یہ ہے کہ فرعون حاکمیت کے خصائص کا دعویٰ کرتا تھا جسے لوگ تسلیم کرتے تھے. رب سے مراد فرعون کی ربوبیت نہیں چرواہے بادشاہ فرعون ربوبیت کا دعویٰ نہ کرتے تھے بلکہ وہ خود دیوی دیوتوں کی پرستش کرتے تھے. ان کیلئے ربوبیت کے مظاہر میں حاکمیت کے سوا کچھ نہ تھا. مصری جاہلیت میں احکام پرستی رائج تھی. حاکمیت کے حقوق فرعون کو حاصل تھے اور اس کا حکم اور قانون چلتا تھا. اسی لئے مصری زبان میں

رب حاکم و آقا کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا. اسی لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے مصری قیدیوں کو دعوت حاکمیت دیتے وقت رب کا لفظ استعمال کیا.

آیت: ١٤

يصاحبى السجن ءارباب متفرقون خير ام الله الواحد القهار. ما تعبدون من دونه الا اسماء سميتموها انتم واباؤكم ما انزل الله بها من سلطان. ان الحكم الالله امرالاتعبدو الااياه ذلك الدين القيم ولكن اكثرالناس لايعلمون. (یوسف: ٤٠)

میرے قید خانے کے ساتھیو بھلا کئی جدا جدا رب بہتر ہیں یا ایک اللہ زبردست تم اس کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ نام ہی تو ہیں جو خود تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ دیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی سند نازل نہیں کی. بیشک حکم صرف اللہ ہی کیلئے ہے. اس نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اس کی عبادت کرو یہی سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ علم نہیں رکھتے.

وضاحت:

اس آیت میں حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں اپنے ساتھیوں کو توحید باری تعالیٰ کی دعوت دے رہے ہیں. حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں لوگ جہاں بتوں کی عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت و عبادت میں شرک کرتے تھے وہاں وہ ربوبیت و عبادت کے خصائص حاکمیت اور اطاعت کے شرک میں مبتلا تھے.

حضرت یوسف علیہ السلام کے دور کے چرواہے بادشاہ فراعین مصر اپنے آپ کو الٰہ نہ کہلاتے تھے بلکہ وہ خود بتوں کو اللہ کی عبادت میں شریک کرتے تھے اور اس کے ساتھ انہوں نے اللہ کی حاکمیت کو غصب کرر کھا اور لوگوں کو اپنے احکام و قوانین کا غلام بنار کھا تھا.اس طرح لوگ ان کی حاکمیت مان کر انہیں ربوبیت وعبادت میں شریک کررہے تھے. حضرت یوسف علیہ السلام اپنی قوم کو اس خاص شرک سے نکالنا چاہتے تھے.اسی لئے وہ پہلے توحید ربوبیت وعبادت بیان کرنے کے بعد اس ضمن میں توحید حاکمیت کاذکر کرتے ہیں.ان الحکم الاللہ... بیشک حاکمیت صرف اللہ ہی کی ہے... .

آیت: ۱۵

الاله الخلق والامر تبارك اللّٰه رب العالمين.(الاعراف: ٥٤)

آگاہ رہو! پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا اسی کیلیئے رواہے اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے.

امام ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں:

اس آیت میں لفظ "الا" تنبیہ کیلیئے ہے مطلب یہ ہے کہ جان لو خلق اللہ تعالٰی کیلیئے خاص ہے. وہی ذات ہے جس نے دنیا اور ہر چیز کو پیدا کیا اسی لئے اسی کا حکم و قانون ان میں نافذ ہو گا.(تفسیر بحر العلوم)

امام نیشاپوری فرماتے ہیں:

اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی پر کسی بات کو لازم کرے.(تفسیر النیسابوری)

وضاحت:

اللہ تعالیٰ کی الوہیت وحاکمیت اور مخلوق کی عبودیت واطاعت توحید کا وہ بنیادی مسئلہ ہے جو قرآن میں بیان ہوا ہے. اللہ تعالیٰ نے اسے مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے. حق وباطل اور اسلام وکفر کا تصادم دراصل دو حاکمیتوں کا تصادم ہے جو ہمیشہ سے جاری ہے. مشرکین اللہ کی ربوبیت اس کے خالق ورازق ہونے کا تو اعتراف کرتے تھے مگر اپنے معاملات زندگی، معاشرتی قوانین، حلال وحرام، سیاست ومعیشت میں حاکمیت اور قانون سازی اپنے خودساختہ کاہنوں، علماء ورھبان اور سرداروں وحاکموں کو دیتے تھے اور آج کے دور میں جمہوریت نے یہ اختیار جمہور اکثریت کو دے رکھا ہے.

ربوبیت وحاکمیت فقط اللہ کیلئے خاص ہے جب وہی اکیلا پروردگار تمام انسانوں کا خالق ورازق ہے تو اس کی ربوبیت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہی پوری انسانیت کیلئے قانون بنائے اور ضابطہ حیات متعین کرے یہ بات بیان کر کے قانون سازی اور اقتدار عقیدہ توحید کے ساتھ مربوط کر دیا گیا ہے. قرآن میں اللہ وحدہ نے اپنی ربوبیت، خالقیت اور رازقیت سے اپنی حاکمیت مطلقہ پر استدلال کیا ہے. جب خالق اس کے سوا کوئی نہیں اور اسے مشرکین بھی مانتے تھے. رازق اس کے سوا کوئی نہیں اسے بھی مشرک تسلیم کرتے تھے تو پھر حاکم وآمر بھی اس کے سوا کوئی اور کیوں کر ہو سکتا ہے. اقتدار وسلطنت اسی کی ہے جو خالق ہے. خلقت خدا کی ہے تو حکم وقانون بھی اسی کا ہے. کوئی مخلوق خواہ کتنی بھی محترم کیوں نہ ہو وہ دوسروں کیلئے یا اپنے لئے حکم الٰہی کے بغیر کوئی قانون وضع نہیں کر سکتی. اپنے بندوں کیلئے قانون اور آئین وضع کرنا اللہ وحدہ کا کام ہے. جو اپنی مرضی ومشیت کے ساتھ مخلوق کی مصلحت کیلئے قانون بناتا ہے اور انہیں محو کرتا ہے.

اللہ ہی اس کائنات کا خالق وموجد ہے اور خلق وامر اسی کا ہے. اس نے کائنات اور مخلوق پیدا کرنے کے بعد اسے آزاد نہیں چھوڑ دیا کہ وہ اس میں اپنا حکم وامر چلائیں. لہذا اس کی زندگی پر بھی وہی قانون چلنے چاہیں جو

اللہ تعالٰی نے بنائیں ہیں. زمین اللہ کی ہے بندے اللہ کے ہیں تو ان پر حاکمیت اور قانون بھی اسی کا نافذ ہونا چاہیے. لیکن طواغیت اللہ کے قانون سے سرکشی اختیار کرتے ہیں اور اس کی شریعت کے خلاف یا اس کے بغیر حکومت کرتے ہیں. لوگوں پر اپنا خود ساختہ حکم وامر چلاتے ہیں اور اس کی اطاعت واجب قرار دیتے ہیں. اس طرح یہ لوگوں کو غلام بنا کر اللہؑ کی مخلوق پر ظلم و جبر کر کے ربوبیت و حاکمیت کے خصائص خود اختیار کر کے اللہ سے بغاوت کے مرتکب ہوتے ہیں. یہی حال فرعون کا تھا جو اپنی حاکمیت اور امر کا دعوٰی کرتا تھا.

قال فرعون ما اریکم الا ما ارٰی وما اهدیکم الا سبیل الرشاد. (غافر: ۲۹)

فرعون نے کہا میں تمہیں وہی سمجھاتا ہوں جو خود سمجھتا ہوں اور میں تمہیں ہدائت کا ہی راستہ دکھاتا ہوں.

حضرت موسی علیہ السلام نے توحید کی دعوت کو خلق وامر کی خصوصیت میں بیان کیا ہے. جب فرعون نے موسٰی سے پوچھا:

فمن ربکما یموسٰی. (طہ: ٤٩)

تمہارا رب کون ہے.

تو موسٰی علیہ السلام نے جواب دیا:

ربنا الذی اعطی کل شیء خلقه ثم هدی. (طہ-۵۰)

ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز پیدا کی اور پھر اس کی راہنمائی کی.

قرآن مجید میں ربوبیت کے ضمن میں خالق اور حاکم ہونے کو ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے. حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خلق وامر کی صفت کو یوں بیان کیا ہے.

الذی خلقنی فھو یھدین.(شعراء: ۷۸)

جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھے ہدایت دیتا ہے.

توحید حاکمیت فی الوہیت

آیت: ۱٦

ان الحکم الالله امر الاتعبدو الاایاہ ذالك الدین القیم ولکن اکثرالناس لایعلمون.(یوسف: ٤٠)

اللہ کے سوا کسی کی حاکمیت نہیں اس نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اس کی عبادت کرو یہی سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ علم نہیں رکھتے.

وضاحت:

دین اسلام جب سے اس دنیا میں آیا ہے ہمیشہ انسانیت کے سامنے دو ہی سوال رکھے گئے ہیں. اس روئے زمین پر کس کی حاکمیت قائم ہے؟ اور انسانوں کا الٰہ اور حاکم کون ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ الوہیت وحاکمیت صرف اللہ کیلئے ہے اور اس الوہیت وحاکمیت میں کوئی شریک نہیں ہے یہ توحید اور اسلام ہے. دوسرا جواب یہ ہے کہ اس الوہیت وحاکمیت میں اللہ کے ساتھ اللہ کی مخلوق بھی شریک ہے یا مخلوق ہی کے پاس الوہیت وحاکمیت کا اختیار ہے، یہ شرک وکفر ہے.

پس اولین معرکہ جسے اسلام نے برپا کیا تھا وہ حاکمیت کا معرکہ تھا. یہ انکار الٰہ کا معرکہ نہ تھا. مشرکین مکہ اپنے کاہنوں اور سرداروں کو قانون سازی اور تحلیل و تحریم کا اختیار دے کر اللہ کی حاکمیت میں شریک کرتے تھے اور یہودی و عیسائی اپنے علماء ورھبان کو قانون سازی کا اختیار دے کر اللہ کی حاکمیت میں شریک کرتے تھے. ہمیشہ سے دنیا کی مشرک اقوام میں اللہ کی ذات میں جو اکیلی قوانین حیات مقرر کرنے کی مجاز اور اطاعت کی مستحق ہے اور جسے دنیاوی معاملات میں قانون سازی اور فرمانروائی کے مطلق اختیارات حاصل ہیں. اس حاکمیت کو انہوں نے اللہ سے قریباً ہر زمانے میں سلب کر کے اپنے سیاسی اور مزہبی سرداروں، راہنماؤں، بادشاہوں اور حاکموں میں تقسیم کر دیا ہے اور آج کے دور میں اللہ کی حاکمیت کو غصب کرنے کیلیئے انسانوں نے جمہوریت کے نام پر یہ حق اور اختیار جمہور عوام اور اکثریت کو دے رکھا ہے.

بندوں کا اللہ کے سوا کسی اور کی الوہیت و حاکمیت مان لینا یا اللہ کی الوہیت و حاکمیت میں کسی کو شریک تصور کر لینا غیر اللہ کی پرستش، غیر اللہ کی عبودیت اور غیر اللہ کی اطاعت ہے اور اللہ کے بتائے ہوئے نظام شریعت اور قانون کو ترک کر کے انسان کا اپنے لیے نظام زندگی، قانون اور شریعت وضع کر لینا بھی غیر اللہ کی الوہیت و حاکمیت کو تسلیم کر لینا ہے اس لئے یہ بھی شرک ہے.

ان الحکم الا للّٰہ؛ اللہ تعالٰی کی تمام کائنات میں حاکمیت کا اعلان ہے آسمان میں بھی اور زمین میں بھی. اس طرح اللہ کی حاکمیت دو معنوں میں ہے ایک آسمانی اور فوق الفطری معنوں میں اور دوسری زمینی اور تمدنی، سیاسی، مزہبی اور تشریعی معنوں میں. آسمانی اور فوق الفطری معنوں میں حاکمیت سے مراد یہ ہے کہ تمام کائنات خدا کے حکم کے تابع فرمان ہے. لیل ونہار کی گردش، سورج، چاند اور تارے خود کسی اختیار کے مالک نہیں بس وہی کام کیے جا رہے ہیں جو خدا انہیں حکم دے رہا ہے. اس طرح زمین پر ہونے والے

فطری امور بارشیں، زلزلہ، سیلاب، موت وحیات اور انسان کا رزق سب اللہ کے ہاتھ میں ہے. حتیٰ کہ بیج سے اگنے والا پوداا ور درخت سے گرنے والا پتا بھی اللہ کے حکم سے گرتا ہے. اس طرح کائنات کی ہر چیز اللہ کی حاکمیت کے دائرے میں گھوم رہی ہے. اللہ کے ان امور میں کوئی بھی شریک نہیں اور وہ اس حاکمیت میں اکیلا ہے. عام مسلمان حاکمیت کے اس تصور کو سمجھتے ہوئے صرف اللہ سے اپنی حاجات اور مشکلات میں دستگیری کیلئے رجوع کرتے ہیں لیکن وہ اللہ کی حاکمیت کے دوسرے پہلو میں غلطی کھاتے ہیں. چونکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک حد تک اختیار وارادہ اور آزاد مرضی دی ہے اور اس میں اس کی آزمائش کی ہے لیکن انسان اس آزمائش میں ناکام رہا ہے (الا ماشاء اللہ) اس نے اللہ کی الوہیت وحاکمیت پر ڈاکہ ڈالا ہے اور اس کے اقتدار کو چھینا ہے. یہ دوسری حاکمیت تشریعی حاکمیت ہے یعنی یہ کہ خدا محض خالق ہی نہیں آمر اور حاکم بھی ہے اس نے اپنی خلق کو پیدا کر کے نہ تو دوسروں کے حوالے کر دیا ہے کہ وہ اس میں حکم چلائیں اور نہ پوری خلق کو یا اس کے کسی حصہ کو خود مختار بنادیا ہے کہ جس طرح چاہے اپنے لیے خود نظام زندگی اور احکام و قوانین بنائے اللہ تعالیٰ چونکہ انسان کا خالق ومالک ہے اسی لئے وہی انسان کا حاکم اور قانون ساز بھی ہے اسی کا یہ حق ہے کہ وہ انسان کو دین اور شریعت دے، حلال وحرام اور جائز وناجائز بتائے اور انسانی اختلافات کا فیصلہ کر کے بتائے کے حق کیا ہے اور ناحق کیا ہے. دوسری کسی ہستی کو اللہ کی اس حاکمیت میں دخل دینے اور انسان کیلئے قانون ساز بننے کا سرے سے حق ہی نہیں ہے. الو ہیت کی سب سے بڑی خصوصیت اللہ کا اپنے بندوں کیلئے قانون سازی کا حق ہے اور بندے کی بھی عبودیت کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ بندہ اپنے معبود کے احکام کی تعمیل کرے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر ایمان لائے بغیر الوہیت پر ایمان کا دعویٰ مضحکہ خیز ہے باالفاظ دیگر فوق الفطری اور آسمانی حاکمیت کی طرح زمینی اور تشریعی حاکمیت بھی اللہ کیلئے مخصوص ہے انسان یا کوئی غیر اللہ اس حاکمیت کا حامل نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی اللہ کی اس حاکمیت کو عملاً نہیں مانتا اور غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی جمہوری نظام

کے تحت بادشاہ، پارلیمان اور عوام اللہ کی حاکمیت سے آزاد اور خود مختار ہو کر اپنی سیاسی اور قانونی حاکمیت، پسند وناپسند اوررائے زنی کے مدعی ہیں وہ خواہ سرچشمہ قانون اور صاحب امر ونہی کسی بادشاہ کو مانیں یا قوم اور پارلیمان کی مرضی کو بہر حال اس صورت میں ان کا اللہ کی تشریعی حاکمیت سے کفر وشرک ثابت ہوتاہے اور ایسی صورت میں ان کا محض اللہ کی فطری حاکمیت پر ایمان لانالا حاصل ہے.

آگے فرمایا: امر الا تعبدو الا ایاہ؛اس نے یہ حکم دیاہے کہ اس کے سواتم کسی کی عبادت نہ کرو.

یہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ جس کے فیصلے اور قانون کا حتمی مان کر اس کی اطاعت کی جائے گی یہ اس کی عبادت شمار ہے باالفاظ دیگر جس عبادت کے متعلق حکم ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی نہ کی جائے وہ یہی ہے کہ قانون سازی اور اطاعت اللہ کے قانون کی ہو، کسی اور کیلیئے نہ ہو، قانون سازی اوراطاعت کے لائق کسی اور کوماننا ہی شرک اور غیر اللہ کی عبادت ہے.

حاکمیت الوہیت کے خصائص میں سے ہے جس نے اس کے بارے میں اللہ سے جھگڑا کیا گویااس نے الوہیت کی سب سے بڑی خصوصیت کے متعلق اللہ کے ساتھ نزاع کیا.اس سے فرق نہیں پڑتا کہ یہ دعویٰ کرنے والا کوئی فرد ہے یاجماعت، نظام ہے یا حکومت جو بھی اس کاارتکاب کرے گاوہ مشرک اور طاغوت ہے.

توجو شخص باطل نظاموں اور حاکمیتوں پر اپنے عمل کی بنیاد رکھے گااور خدا کی اس کائنات میں اپنے آپ کو خدا کے حکموں کی بندگی واطاعت سے آزاد فرض کر کے اور خدا کے سوا کسی اور قانون ساز کی اطاعت کرے گاتواس کی تمام نیکیاں اور ایمان اللہ کی الوہیت میں اس شرک کی وجہ سے ضائع ہو جائے گا. کیونکہ قانون سازی میں اللہ کے علاوہ کوئی آزاداور خود مختار نہیں اس سے معلوم ہوا کہ جولوگ اللہ کی حدود اور

شریعت کے احکام کے مخالف ملک و قوم کیلیئے اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں میں بیٹھ کر عملاً قانون سازی کرتے ہیں اور اس کا دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ یہ قانون ساز ادارے ہیں اور ہمیں جمہوریت کے مطابق یہ حق حاصل ہے. تو یہ لوگ اللہ کی حاکمیت میں شریک ہو کر دراصل خدائی کے مقام پر بزعم خود متمکن ہوتے ہیں. اس طرح ان کے خود ساختہ قانون کی پابندی کرنا اور ان کی مقرر کی ہوئی حدود کو واجب الاطاعت ماننا انھیں اللہ کی الوہیت وعبادت میں شریک کرنا ہے. یہ دونوں افعال بہر حال شرک ہیں خواہ ان کا مرتکب ان لوگوں کو زبان سے الٰہ کہے یا نہ کہے، دل سے الٰہ مانے یا نہ مانے اور چاہے وہ ان کے وضع کردہ قوانین کو دل سے باطل ہی ٹھرائے لیک عملاً برضا ور غبت ان قوانین کی اطاعت کر کے اور لوگوں کو بھی ان قوانین کی اطاعت اور احترام کا درس دے کر قرآن کے فیصلے کے مطابق وہ معبودان باطلہ ہی کی عبادت کر رہے ہیں اور ان کو اللہ کی الوہیت وحاکمیت میں شریک ٹھرا رہے ہیں.

ان آیات کی رو سے بنی آدم میں سے کسی کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ اللہ کے مقابل اپنے آپ کو باختیار حاکم ٹھرا کر لوگوں پر مسلط ہوا نھیں جو چاہے حکم دے اور جس چیز سے چاہے روکے. اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ انسانی افراد میں سے کوئی فرد قانون سازی کے منصب پر مسلط ہو جائے تو یہ ناحق اللہ تعالیٰ کے خلاف زمین میں تکبر ہے، اس کے حکم کے سامنے اکڑنا ہے، مقام الوہیت پر زبردستی قابض ہونا ہے. فرد یہ کام کرے قوم یہ کام کرے، جماعت یہ کام کرے معاملہ بہر حال برابر ہے. جو لوگ اس قسم کے طاغوتوں کو اپنا امیر اور بادشاہ بخوبی مانتے ہیں وہ اللہؐ کے ساتھ انھیں شریک بناتے ہیں. زمین کے فساد کی جڑ یہی ہے اور یہیں سے شر وطغیان کے چشمے پھوٹتے ہیں.

اس کے بعد فرمایا: ذلك الدين القيم ولكن اكثرالناس لا يعلمون؛ یہی سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ علم نہیں رکھتے.

سیدھااور صحیح دین تو یہ ہے کہ اللہ کو ہی الٰہ اور حاکم مان کر صرف اس کی شریعت اور قوانین کی اطاعت کی جائے. اور اللہ کے قوانین اور شریعت کے مخالف ہر قانون اور صاحب قانون کی اطاعت وعبادت سے انکار کر دیا جائے، اور اس کی الوہیت وحاکمیت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے لیکن زیادہ تر لوگ اللہ کی الوہیت وحاکمیت کو نہیں پہچانتے اور اس کے اندر شرک کرتے ہیں.

آیت: ١٧

لاالہ الاھو کل شیء ھالك الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون.(القصص: ٨٨)

اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے، حکم اسی کا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید الوہیت وحاکمیت کا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ اور حاکم نہیں. ہر چیز پر اس کی حاکمیت اور بادشاہت قائم ہے. اور صرف اس کی حاکمیت اور بادشاہت ہمیشہ قائم رہنے والی ہے. اور اللہ کے علاوہ ہر چیز فنا اور ہلاک ہونے والی ہے. ہر چیز پر حکم اسی کا چل رہا ہے. اس لئے انسانوں کو بھی چاہیے کہ وہ اس کے حکم کی اتباع کریں کیونکہ انھیں بھی اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے.

اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید الوہیتٰ لاالہ الاھُو کا ذکر کرنے کے بعد اپنی توحید حاکمیت کا ذکر فرمایا. اور فرمایا: لہ الحکم؛ حکم اسی کا ہے. توحید الوہیت کا تقاضہ ہے کہ حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی مانی جائے. صرف اسی کو حکم و قانون ساز ٹھرایا جائے، اور صرف اس کے احکام و قوانین کی اطاعت کی جائے. اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر

ایمان لانااور اس کے احکام و قوانین کی اتباع کرناتوحید الوہیت پر ایمان لانا ہے. کلمہ الوہیت لاالہ الااللہ کا تقاضہ ہے کہ انسان صرف اس کے نظام شریعت کی اتباع کریں. لاالہ الااللہ محض اقرار کا نام نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کے نظام و قانون کی اتباع کا نام ہے. اور غیر اللہ کی حاکمیت اور اس کے نظام و قوانین سے انکار کانام ہے. آج کروڑوں مسلمان صرف زبانی کلمہ پڑھتے ہیں. یہ بے اثر ہے کیونکہ یہ صرف ہونٹوں سے ادا ہوتا ہے اور اس کی حاکمیت انسانی جسم اور اس کی معاشرتی وسیاسی زندگی میں قائم نہیں ہوتی. جب تک یہ حقیقت انسانی زندگی پر جاگزیں نہ ہو جائے آدمی مومن و مسلمان نہیں ہو سکتا ان کا توحید الوہیت پر زبانی اقرار نا قابل قبول ہے. صرف زبان سے لاالہ الااللہ کی شہادت اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں.

مکی زندگی میں اسلام اور مشرکین کے درمیان بنیادی تنازعہ توحید الوہیت وحاکمیت کا تھا. مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو خالق ورازق مانتے تھے. لیکن الوہیت کے خصائص میں سے حاکمیت میں اللہ تعالیٰ کو خاص کرنے کیلئے تیار نہ تھے. اور اپنے پروہتوں اور سرداروں کے وضع کردہ احکام ورسوم پر چل کر انھیں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں شریک ٹھراتے تھے. قرآن مجید میں توحید الوہیت کی تفصیل توحید حاکمیت کو بیان کیا گیا ہے تاکہ انسان اس کے اندر شرک سے بچ سکیں.

آیت: ۱۸

ولکل امة جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللّٰه علی ما رزقهم من بهیمة الانعام والهکم اله واحد فله اسلموا وبشر المخبتین. (الحج: ۳۴)

اور ہم نے ہر امت کیلئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ ان چوپائے مویشیوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انھیں دیے پھر تمہارا الہ ایک ہی الٰہ ہے لہذا تم اسی کی اطاعت کرو اور عاجزی کرنے والوں کو بشارت دیجئے۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام حلت و حرمت میں ایک حکم قربانی کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے اس حکم کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: فالھکم الہ واحد؛ کہ تمہارا الٰہ (حاکم) صرف خدائے واحد ہے۔ انسانوں پر احکام و قانون سازی اور حلال و حرام کرنے کا حق صرف اسی کیلئے خاص ہے۔ اور یہ اس کی الوہیت کا تقاضہ ہے کہ حاکمیت کے خصائص صرف اس کیلئے خاص کیے جائیں اور اس کے بعد فرمایا: فلہ اسلمو؛ کہ اس کی الوہیت و حاکمیت کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ اطاعت و اتباع کا مطلق حق بھی اس کیلئے خاص کیا جائے اور صرف اس کے احکام و قوانین اور حلال و حرام کی اطاعت کی جائے۔ اس آیت میں توحید حاکمیت کی وضاحت پر زبردست روشنی پڑتی ہے کہ اس الٰہ واحد کے علاوہ قانون سازی اور اطاعت کا حق کسی اور کو دینا اور اس کے قوانین کو چھوڑ کر غیر اللہ کے احکام و قوانین کی اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں واضح شرک ہے۔

آیت: ۱۹

قل انما یوحی الی انما الھکم الہ واحد فھل انتم مسلمون۔ (الانبیاء: ۱۰۸)

کہہ دیجئے کہ میری طرف تو یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ بلاشبہ تمہارا الٰہ ایک ہی الٰہ ہے پس کیا تم اطاعت گزار ہو گے۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے نہائت واضح طور پر اپنی توحید الوہیت وحاکمیت اور اطاعت کی دعوت دی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف وحی کی گئی وہ دعوت توحید الوہیت کی تھی۔ الوہیت صرف ایک اللہ تعالٰی کیلئے خاص ہے جس کے مطابق حاکمیت واطاعت کا حق صرف اللہ تعالٰی کا ہے۔ اللہ تعالٰی نے اپنی الوہیت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: فھل انتم مسلمون؛ پس کیا تم اطاعت گزار ہو گے۔ اس کا مطلب ہے کہ حاکمیت واطاعت کو صرف اس کیلئے خاص کرو۔ حاکمیت، حکم و قانون سازی اور مطلق اطاعت کا حق صرف اللہ کو دو۔ اور اس کے علاوہ کوئی حاکمیت اور مطلق اطاعت و تقلید کا حق نہیں رکھتا۔ پس اللہ تعالٰی نے اپنی الوہیت کے بعد اپنی کامل اطاعت کا ذکر کر کے واضح فرمادیا کہ الوہیت کا سب سے بڑا تقاضہ یہ ہے کہ صرف اللہ تعالٰی کی حاکمیت تسلیم کی جائے اور صرف اس کو اطاعت واتباع کا حقدار مانا جائے۔ یہی وہ بنیادی دعوت توحید تھی جو انبیاء کی طرف وحی کے ذریعے پہنچائی گئی کہ وہ انسانوں کو اللہ کی الوہیت سمجھائیں اور انسانوں کو غیر اللہ کے احکام و قانون، اطاعت وفرمانبرداری سے نکال کر صرف ایک الٰہ اور حاکم کا اطاعت گزار بنائیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ توحید الوہیت صرف عقیدہ میں نہیں ہے، کہ اللہ کو صرف اعتقاد میں اکیلا حاکم اور اطاعت کے لائق مانا جائے بلکہ عمل میں بھی توحید الوہیت کو ثابت کیا جائے، اور اللہ کے احکام و قوانین اور شریعت کی اپنی زندگی اور معاشرے میں پیروی کی جائے تب ہی وہ اللہ کی الوہیت پر ایمان والے اور اطاعت گزار مسلمان ثابت ہوں گے جس کا اللہ تعالٰی نے مطالبہ کیا ہے۔

لاالہ الااللہ؛ نہیں ہے کوئی الہ سوائے اللہ کے۔ اس میں ایک اللہ کے ساتھ تمام خود ساختہ انسانی یا غیر انسانی الٰہوں کی الوہیت کی نفی اور انکار ہے۔ الٰہ اور الوہیت کے معنی الوہیت کی تمام صفات کے ساتھ عبودیت کی تمام اقسام کے لائق حاکمیت واقتدار اعلٰی کے لائق قانون ساز حاکم کے ہیں۔

الوہیت وحاکمیت فقط اللہ کی ہے۔ قانون کا سرچشمہ اور منبع اللہ تعالیٰ ہے، شریعت و قانون سازی صرف اسی کیلئے خاص ہے۔ یعنی لاالہ الااللہ دوسروں کی خود ساختہ حاکمیت اور قانون سازی کی نفی ہے۔ الوہیت کی توحید اور اس کو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا دوسرے انسانوں کی بندگی اور حکم و قانون ساز ہونے کی نفی اور انکار کیا جائے۔

انسانیت نے اللہ اور اس کی الوہیت وحاکمیت کا سرے سے انکار کبھی نہیں کیا۔ ان کا شرک دوسری قسم کا تھا۔ انسانیت نے ہمیشہ اللہ کے ساتھ خود ساختہ انسانی الٰہوں کو شریک کیا اور اللہ کے ساتھ ان کی الوہیت وحاکمیت اور قانون کو بھی مانتی رہی کبھی تو اعتقاد میں اور کبھی بندگی اور اطاعت میں۔ مشرکین مکہ کے الٰہ صرف بت اور مورتیاں نہ تھیں بلکہ وہ ان کے ساتھ انسانوں کو بھی الٰہ اور حاکم مانتے تھے۔ ان کا انسانوں (کاہنوں اور سرداروں) کو اللہ کا شریک بنانا اس معنی میں تھا کہ وہ انہیں معاشرے کیلئے قانون سازی اور تحلیل و تحریم کا حق دیتے تھے وہ انسان ان کیلئے راہیں مقرر کرتے، قواعد ٹھراتے، قوانین وضع کرتے، ان کے تنازعات میں فیصلہ اور رائے دیتے اور یہ اس رائے اور فیصلے کو تسلیم کر کے اور اس کی اطاعت کر کے ان کی عبادت کے مرتکب ہوتے تھے۔ اسلام نے اسے اللہ کی الوہیت میں شرک قرار دیا ہے۔ لوگ جس کو فیصل اور فیصلہ ساز مانیں وہ ان کا الٰہ ہے۔ اللہ نے جس طرح مورتیوں اور بتوں کو سجدہ کرنا اور انہیں بااختیار ماننا شرک قرار دیا ہے اسی طرح انسانوں کو بھی بااختیار اور قانون ساز ماننا شرک قرار دیا ہے۔ یہ دونوں اسلام کی نگاہ میں شرک ہیں۔

آج کے سیاسی نظام جمہوریت کے حاملین جو زبان سے کلمہ لاالہ الااللہ کے اقرار کے بعد اپنے آپ کو موحد اور مسلمان گمان کیے بیٹھے ہیں۔ یہ اللہ کی الوہیت اور اس کے شرک کو نہیں پہچانتے اور اول الذکر بتوں اور مورتیوں کی الوہیت کی نفی تو کرتے ہیں۔ لیکن انسانوں کی اللہ کے مقابل الوہیت، عبودیت، اطاعت اور

حاکمیت کے دعوایدار ہیں. یہ جمہوری نظام انسانوں، پارلیمان اور اکثریت کو رائے اور قانون سازی کا حق دیتا ہے گویا یہ نظام اللہ کے ساتھ اور الٰہ بھی ثابت کرتا ہے اور ان کو اللہ کی الوہیت وحاکمیت میں شریک کرتا ہے. اس طرح یہ نظام کلمہ توحید اور کلمہ حاکمیت کے بالکل متضاد ہے. اور غیر اللہ کی الوہیت وحاکمیت اور عبودیت پر مبنی ہے. در حقیقت اس نظام پر ایمان لانے والوں کا کلمہ لا الہ الااللہ کی بجائے لا الہ الا الجمہور ہے. جبکہ کلمہ لا الہ الااللہ بندوں پر بندوں کی الوہیت کا خاتمہ ہے.

محمد رسول اللہ اور رسالت کا مطلب یہ ہے کہ محمد ہی وہ پیغمبر اور لیڈر ہیں جن کے ذریعے سے اللہ تعالٰی نے اپنا قانون تمہارے پاس بھیجا ہے. محمد رسول اللہ اس بات کا اقرار ہے جو قوانین وآئین اور ضابطہ حیات رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بتایا ہے اس کی پیروی اور اطاعت کی جائے گی اور جو قانون اس کے خلاف ہے اس پر بغض ولعنت بھیجی جائے گی اور اس کا انکار کیا جائے گا. اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کسی شخصیت اور نظام کے قوانین جو رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مخالف ہوں ناقابل اطاعت ہوں گے. اور اگر محمد رسول اللہ کے اقرار کے بعد بھی دنیا اور ملک وسلاطین کے قوانین کو مانتے رہے تو تمہارا محمد رسول اللہ اور رسالت کا اقرار بے معنی اور فضول ہے.

کلمہ کے صرف چند لفظ بول دینے سے یہ فرق نہیں پڑتا کہ آدمی کافر سے مسلمان ہو جائے بلکہ یہ اس وقت فائدہ دے گا جب ان کا مطلب اور مفہوم سمجھو گے پھر اس کے فہم اور تقاضے پر عمل کرو گے. اس کلمے کے اقرار کے بعد تم اپنی زندگی کے قوانین میں مالک ومختار نہیں رہے بلکہ یہ کلمہ تمہارا حاکم ہے اور صرف اسی کا قانون تمہارے لئے قابل اتباع ہے اور اس کی حاکمیت کے علاوہ ہر قانونِ دنیا باطل اور قابل نفرت ہے. لیکن تمہیں احساس نہیں کہ اس کلمے کا کیا تقاضہ ہے اور یہ کتنی بڑی اور پر مشقت ذمہ داری ہے کہ اس کلمے کے اقرار کے بعد تمہیں اس کلمے کی الوہیت وحاکمیت سے مخالف ہر نظام و قانون چاہے وہ اشتراکی شکل

میں ہو یا جمہوری نظام کی صورت میں یا کسی اور قومی وملی بت کی صورت میں، اس کا انکار کرنا ہو گا. یہی کلمہ اور اس کی یہ دعوت انسانوں کے درمیان حد فاصل اور تفریق ہے. یہی کلمہ ہے جو قوم وملت اور ملک وسلطنت اور رشتوں وناطوں میں تفریق کی بنیاد ہے کہ جو قوم وملت اور رشتہ ناطہ اس کلمہ الوہیت کے تقاضے اور اس کی قانونی حاکمیت کو قبول کرے گا وہی مسلمان ہے جو تمہاری محبت ومودت کے لائق ہے اور جو اس کلمے کی دعوت سے مخالف ہے وہ مشرک ہے اور وہ تمہاری نفرت اور حقارت کے لائق ہے.

یہ کلمہ اللہ کی الوہیت کے مخالف ہر انسانی اقتدار، طاغوت اور جھوٹے الٰہ کے خلاف اعلان بغاوت وسرکشی ہے. یہی اس کلمہ توحید کے مطلب اور معنی ہیں. لیکن افسوس کہ لوگ ان کا فہم نہیں رکھتے لیکن مشرکین مکہ جن کی مادری زبان عربی تھی وہ لاالٰہ الااللہ کی دعوت کا حقیقی مدلول جانتے تھے اور الوہیت وحاکمیت کا مطلب خوب پہچانتے تھے وہ جانتے تھے کہ الوہت کی توحید اور اس کے صرف اللہ کیلئے خاص کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تسلط واقتدار کو کاہنوں، قبائل کے سرداروں اور امراء وحکام سے چھین کر فقط ایک اللہ کی طرف لوٹایا جائے یہی سبب تھا کہ انہوں نے لاالٰہ الااللہ کی انقلابی دعوت کا جواب شدید انکار اور زبردست مقابلے کی صورت میں دیا. اسی لئے ایک عربی مرد نے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعوت سن کر کہا:

یہ ایک ایسا امر ہے جسے بادشاہ ناپسند کرتے ہیں اور تب تو عرب وعجم آپ سے جنگ کریں گے.

اس کلمہ الوہیت کی دعوت کا اعلان بیعت عقبہ کے ایک شخص عبادہ بن فضلہ نے یوں کیا:

جانتے ہو اس شخص سے کس چیز پر بیعت کر رہے ہو تم اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے دنیا بھر سے لڑائی مول لے رہے ہو پس اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ جب تمہارے مال تباہی کے اور تمہارے اشراف ہلاکت کے

خطرے میں پڑ جائیں تو تم اسے دشمنوں کے حوالے کر دو گے تو بہتر ہے آج ہی اسے چھوڑ دو، کیونکہ خدا کی قسم یہ دنیا اور آخرت کی رسوائی ہے اور اگر تمہارا ارادہ یہ ہے کہ جو بلاوا تم اس شخص کو دے رہے ہو اس کو اموال کی تباہی اور اشراف کی ہلاکت کے بدلے برداشت کرو گے تو بیشک اس کا ہاتھ تھام لو کہ خدا کی قسم یہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے.

یہ لوگ کلمے کی دعوت کو پہچان گئے لیکن آج لوگ اس کلمہ الوہیت کے سو بار اقرار کے باوجود اس کلمے کے فہم، دعوت اور تقاضے سے ناواقف ہیں اور اس کلمے کے اقرار کے ساتھ غیر اللہ کی حاکمیت اور ان کے نظام اور قوانین قبول کر کے اللہ کی الوہیت و حاکمیت میں شرک و کفر کر رہے ہیں.

آج جمہوریت کی شکل میں ہر طرف غیر اللہ کی الوہیت کا ڈنکا بج رہا ہے ہر طرف جاہلی قیادتیں اور جاہلی قوانین حاکم و کار فرما ہیں. ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگوں کو کلمہ توحید کا پیغام اور اللہ کی الوہیت و حاکمیت کی دعوت پھر سے سنائی جائے اور دنیا میں قائم خود ساختہ الٰہوں اور نظاموں کو اللہ کی الوہیت، عبودیت اور قانون کے سامنے سرنگوں کیا جائے ورنہ راستے سے بزور قوت ہٹا دیا جائے. یہی اللہ کی الوہیت کا معنیٰ اور کلمے کا پیغام ہے. جو لوگ انسانوں کے بنائے ہوئے نظام قوانین و ضوابط کی بندگی، اطاعت اور غلامی کر کے انھیں اللہ کی الوہیت و حاکمیت میں شریک کرنے کے باوجود اس کلمہ الوہیت کے دعوایدار ہیں وہ سراسر جھوٹے ہیں.

الغرض جمہوریت اللہ کی الوہیت و حاکمیت پر ڈاکا ڈال رہی ہے اور غیر اللہ اور انسانوں کی الوہیت و حاکمیت کی طرف دعوت دیتی ہے. اس طرح جمہوریت مکمل طور پر اللہ کی الوہیت و حاکمیت اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ سے بغاوت پر مبنی ہے. کلمہ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ کی الوہیت کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کی الوہیت کی نفی کی جائے. اللہ کے حکم و قانون کے سوا ہر حکم و قانون کا ابطال کیا جائے اور اس کے اقتدار و حاکمیت کے علاوہ ہر

اقتدار وحاکمیت کو مٹایا جائے۔ جو قانون اپنی سند اللہ کی شریعت سے نہیں رکھتا وہ باطل ہے اور اس کا مٹانا مقصد توحید اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے عین متقاضی ہے۔

آیت: ۲۰

ھوالزی فی السماء الہ وفی الارض الہ۔ (الزخرف: ٨٤)

وہی ذات ہے جو آسمان میں الٰہ ہے اور زمین میں بھی الٰہ ہے۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے واضح فرمایا کہ جس طرح پوری کائنات میں الوہیت وحاکمیت صرف ایک اللہ کی ہے اور ساری کائنات اللہ کے حکم کی تابع اور اطاعت گزار ہے۔ اس طرح زمین میں بھی الوہیت وحاکمیت صرف اللہ تعالٰی کی ہے۔ انسانوں کی زندگی کے معاملات بھی زمین کے امور میں سے ہیں۔ پس جو الٰہ آسمان اور زمین کا حاکم ہے وہی بندوں کی زندگی اور معاملات میں حاکم ہے۔ جس طرح اللہ تعالٰی آسمان میں الٰہ اور حاکم ہے اسی طرح لازم ہے کہ زمین میں اس کی شرع و قانون اور خود اسے الٰہ اور حاکم تسلیم کیا جائے۔ زمین میں غیر اللہ کو قانون سازی، آزاد حکمرانی، اطاعت مطلقہ اور عبادت کا حق دینا اس کی الوہیت میں شرک ہے۔ مشرکین مکہ کی طرح آج کے مشرکین بھی آسمان میں اللہ کی الوہیت وحاکمیت تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن زمین میں احکام و قانون سازی میں اپنے زمینی خداؤں کی الوہیت وحاکمیت تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن اس کو بھی شرک قرار دیتا ہے۔ اور قرآن توحید الوہیت وحاکمیت سمجھانے کیلئے اسے ہر مثال اور انداز سے پیش کرتا ہے تاکہ انسان کی فطرت اسے بآسانی معرفت کے ساتھ قبول کرسکے۔

آیت:۲۱

وقال اللّٰہ لا تتخزو الٰھین اثنین انما ھوالہ واحد فایای فارھبون ولہ ما فی السموت والارض ولہ الدین واصبا افغیراللّٰہ تتقون.(النحل:۵۱)

اور اللہ نے فرمایا دو الٰہ مت بناؤ پس وہ اکیلا الٰہ ہے. لہذا تم مجھی سے ڈرو اور اسی کیلئے جو آسمان اور زمین میں ہے اور اسی کا دین (قانون) لازم ہے. کیا تم غیر اللہ سے ڈرتے ہو.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اپنی الوہیت میں شرک سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے. اللہ کے علاوہ دوسرا الٰہ نہ بناؤ. کیونکہ الٰہ وہ صرف اکیلا ہے. اور اس کی الوہیت وحاکمیت زمین وآسمان پر قائم ہے. اس لئے اس کی الوہیت کا تقاضہ ہے ولہ الدین واصبا؛ حکم واطاعت بھی صرف اسی کی اختیار کرو. اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اپنی الوہیت کا تذکرہ کرنے کے بعد زمین وآسمان پر اپنی حاکمیت کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے بعد اپنے دین کی اطاعت کا حکم دیا ہے. اس سے ثابت ہوتا ہے اللہ کی توحید الوہیت اور زمین وآسمان پر اس کی حاکمیت کا اولین تقاضا ہے کہ حاکمیت واطاعت صرف اس کی اور اس کے دین کی اختیار کی جائے. اور جس نے اللہ کے علاوہ غیر اللہ کی حاکمیت واطاعت تسلیم کی اور غیر اللہ کے نظام و قوانین کی پیروی کی تو اس نے اللہ کی الو ہیت میں شرک کیا. اور اس طرح اس نے اللہ کے علاوہ دوسرا الٰہ بنالیا.

توحید حاکمیت فی العبادت

آیت: ۲۲

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون. (الذاریات: ٥٦)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کیلئے پیدا کیا ہے.

امام مجاہد اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الا لامرھم وانھاھم؛ میں نے ان لوگوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ ان کو کچھ چیزوں کا حکم دوں اور کچھ اعمال سے روکوں.

کچھ علماء نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے:

کہ وہ میری وحدانیت تسلیم کریں اور میں ہی انھیں حکم کروں گا اور میں ہی منع کرنے کا اختیار رکھوں گا.

وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں واضح فرما دیا ہے کہ اس نے اپنی تمام مخلوق کو اپنی حاکمیت تسلیم کرنے اور صرف اپنی اطاعت اور عبادت کیلئے پیدا کیا ہے. حقیقت عبادت یہی ہے کہ انسان صرف اللہ کے احکام و قوانین کی اطاعت اور بندگی کریں اس کی الوہیت و حاکمیت پر ایمان لائیں اور اس کے احکام دین اور شریعت کی پابندی کریں. اللہ تعالیٰ کا جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد یہی امتحان تھا کہ آیا وہ اللہ کی حاکمیت و عبادت اختیار کرتے ہیں یا غیر اللہ کی حاکمیت و عبادت تسلیم کرتے ہیں. اللہ کے احکام و قوانین کو زندگی کا حصہ بناتے ہیں یا غیر اللہ کے وضع کردہ احکام و قوانین پر چلتے ہیں. اللہ کے احکام و قوانین اور

شریعت پر چلنا اللہ کی عبادت اور غیر اللہ کے وضع کردہ نظام و قوانین پر چلنا غیر اللہ کی عبادت ہے. یہ چھوٹی سی قرآنی آیت ایک بہت بڑی حقیقت پر مشتمل ہے. جس کی اصل حقیقت جانے بغیر انسان اپنے مقصد حقیقی اور عبادت کے تصور کو نہیں جان سکتے. یہ عبادت دراصل اللہ کی الوہیت و حاکمیت کی اساس ہے. جس پر انسانی زندگی اور اس کے معاشرے کا قیام ہے. جو شخص عبادت کی اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے اس کا اللہ کی عبادت و حاکمیت سے نکل کر غیر اللہ کی عبادت و حاکمیت میں داخل ہو جانا یقینی ہے چونکہ اللہ کی عبادت صرف انفرادی زندگی میں شعائر عبادت نماز، روزہ ادا کرنے کا نام نہیں بلکہ اس سے مراد انسان کے تمام اجتماعی معاملات، معاشرت اور سیاست کو اللہ کی حاکمیت کے مطابق چلانے کا نام ہے. عبادت اللہ کے ہر حکم و قانون کی مستقل اطاعت ہے تو جس نے غیر اللہ اور انسانوں کے بنائے ہوئے احکام و قوانین کی مستقل اطاعت کی تو وہ غیر اللہ کی عبادت کا مرتکب ہوا اللہ کے احکام و قوانین کی اطاعت بندے کی عبودیت اور اس کی معبودیت کو ظاہر کرتی ہیں شعائر عبادت نماز، روزہ جس کو ہم عاجزی اور خشوع سے ادا کرتے ہیں عبادت کے ایک حصے کا نام ہیں اور عبادت کے دوسرے حصے میں کئی قسم کے احکام ہیں جو انسان کی زندگی کے زیادہ تر حصے پر محیط ہیں. اس میں عبادت کے دوسرے انسانی مظاہر مثلاً عدالت، معیشت، معاشرت، جرم و سزا، جنگ و جدل، حقوق العباد اور انسانی زندگی کے بے شمار بنیادی احکام ہیں. عبادت کی اس عظیم حقیقت سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ انسان کا مقصد تخلیق اللہ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین اور شریعت کا انسانی زندگی میں قیام ہے. زمین پر اللہ کی شریعت اور خلافت کا قیام انسان کے فریضہ عبادت میں داخل ہے.

اسلام اللہ کی حاکمیت اور عبودیت زمین پر قائم کرنے کا نام ہے تاکہ زمین سے غیر اللہ کی حاکمیت اور عبودیت کو مٹا کر اللہ کی بندگی اور عبادت کا نظام قائم کیا جا سکے اور تاکہ اللہ کے بندے غیر اللہ کی عبودیت سے چھٹکارا پا کر صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک کے عبادت گزار بن جائیں اور اس کی عبادت میں شرک کی

ہر قسم اور وضع سے بچ سکیں اور اللہ کی ہدایت اور توحید پر قائم رہتے ہوئے کامیابی و کامرانی اور اپنا مقصد تخلیق پورا کر سکیں.

آیت: ۲۳

ان اعبدوالله واتقوه واطیعون.(نوح:۳)

اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی بنیادی دعوت پیش کی ہے. انبیاء کی بنیادی دعوت ہمیشہ عقیدہ توحید پر مشتمل ہوتی تھی. عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کو اس کی حاکمیت اور اطاعت میں خاص کر دینے کا نام ہے. جس کو اس آیت میں عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے. مرکز اطاعت واتباع صرف اللہؐ کی ذات ہے اور صرف اسی کے احکام و قوانین کی اطاعت کرنا عبادت کو اس کیلئے خاص کرنا ہے. اطاعت واتباع کا تمام حق اللہ ہی کو حاصل ہے. مطلق اطاعت واتباع کو اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کر دینے سے آدمی اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار اور موحد کہلاتا ہے. اور اگر اطاعت واتباع میں غیر اللہ کو بھی شریک کر دیا جائے تو آدمی غیر اللہ کا عبادت گزار اور مشرک ہو جاتا ہے. اس آیت میں اللہ تعالی نے اپنی توحید کو نہایت واضح کر کے پیش کیا ہے. اسی عقیدہ توحید پر اسلامی نظام زندگی قائم ہوتا ہے. تمام انبیاء اسی دعوت توحید کو انسانیت تک پہنچانے کیلئے مبعوث کئے گئے جنہوں نے غیر اللہ کی اطاعت واتباع میں غرق انسانیت کو صرف اللہ کی عبادت واطاعت کرنے کا حکم دیا. لیکن آج انسانیت پھر غیر اللہ کی اطاعت واتباع میں غرق ہو کر ان کی عبادت گزار ہو چکی ہے.

اسلامی عقیدہ کا یہ اصول صرف شعائر عبادت میں اللہ کی اطاعت کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ اصول ساری انسانی زندگی کے وجود پر محیط ہے. زندگی کیلئے احکام و قوانین وضع کرنا، نظام معاشرت ترتیب دینا صرف اللہ تعالٰی کا حق ہے اور ان تمام احکام و قوانین میں صرف اللہ تعالٰی کی اطاعت واتباع کو جائز قرار دینا، یہ سب چیزیں اسلامی عقیدہ توحید کی شرح بسط ہیں اور اللہ کی عبادت سے متحقق ہیں. لیکن آج لوگ اسلامی نظریہ عبادت سے ناآشنا ہیں یہ لوگ یہ عقیدہ شعائر عبادت میں تو اپناتے ہیں. لیکن اپنے نظام زندگی، معاشرتی، سیاسی اور عدالتی نظام میں انسانوں کے وضع کردہ احکام و قوانین کی اطاعت واتباع کر کے غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہیں. اللہ کے بتائے ہوئے نظام شریعت اور قانون کو ترک کر کے انسان کا اپنے لئے نظام زندگی اور قانون وضع کر لینا بھی اللہ کی عبادت میں شرک ہے.

اسلامی نظام اور معاشرے کے متعلق تمام احکام و قوانین اس لئے ہیں کہ انسان کی زندگی میں عبادت کے معنی کو ثابت کیا جائے. انسان کا مقام عبودیت اسلام کے سوا کسی اور نظام میں نہیں. دوسرے انسانوں کے وضع کردہ تمام نظام بندوں کی عبودیت پر قائم ہیں.

توحید عبادت کا معنی جب ہم اللہ وحدہ کی اطاعت لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انسانی زندگی میں اس کے آثار کیا ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ اللہ کی اطاعت سے مراد ہر غیر اللہ کی غلامی اور اطاعت سے انسانی آزادی اور ہر دوسری ذات اور شخصیت کی مطلق اطاعت کی نفی ہے. کیونکہ مطلق اطاعت واتباع صرف اللہ تعالٰی کیلئے ہے. دوسری شخصیات کی اطاعتیں اللہ تعالٰی کی اطاعت واتباع سے مشروط ہیں. امراؤ احکام، علمائے دین اور والدین کی اطاعت بھی اللہ تعالٰی کی اطاعت واتباع سے مشروط ہے اور غیر مشروط اور مطلق اطاعت کا حق اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں اور امراؤ حکام اور علمائے دین کی بات اللہ ورسول کے حکم کے مطابق ہو گی تو قبول کی جائے گی ورنہ ان کی اطاعت اور حکم بھی رد کیا جائے گا حقیقی حاکم اور لائق اطاعت صرف اللہ تعالٰی

کی ذات ہے. اور تمام احکام شریعت میں اللہ کی اطاعت واتباع فرض ہے. اطاعت واتباع کے اس اسلامی عقیدے پر عقیدہ توحید اور اللہ کی عبادت کا تصور قائم ہے.

آیت: ٢٤

قال یقوم اعبدوا اللّٰہ مالکم من الہ غیرہ. (ھود: ٨٤)

اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی دعوت کا خلاصہ بیان کیا ہے. انبیاء کی ساری دعوت کا خلاصہ جس جملے میں بیان ہوتا ہے وہ یہی آیت ہے. اسی لئے تمام انبیاء کرام کا اپنی قوم سے اول وآخر یہی مطالبہ تھا کہ صرف ایک اللہ کی عبادت اختیار کی جائے. ایک اللہ کی عبادت سے مراد یہ ہے کہ عبادت کے تمام خصائص الوہیت وحاکمیت اور تمام احکام کی اطاعت کو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کیا جائے. اللہ کی توحید صرف اسلامی شعائر عبادت نماز، روزہ وغیرہ کو جاننے اور اس پر عمل کرنے سے مکمل نہیں ہوتی بلکہ توحید اس نظریے کا نام ہے جس میں ہر قسم کی اطاعت وحاکمیت صرف اللہ کی ہو.

انبیاء کرام کی نبوتوں اور اسلام کے ابتدائی دور میں جب شعائر عبادت نماز، روزہ وغیرہ کے احکام نازل نہ ہوئے تھے توحید تو اس وقت بھی مکمل تھی. کیونکہ صرف ایک اللہؐ کی عبادت وحاکمیت اور اطاعت کا عقیدہ اپنانے سے توحید مکمل ہو گی. قوموں اور قبیلوں کے سردار اس کلمہ توحید کا انکار اس لیے کرتے تھے کہ اس سے ان کی حاکمیت واطاعت اور سرداری ختم ہو جاتی تھی. ہر زمانے کے ارباب واقتدار جانتے تھے کہ

رسولوں کے اس اعلان قال یقوم اعبد واللہ کا مطلب کیا ہے. انھیں معلوم تھا کہ اس اعلان کا مقصد اقتدار کو ان کے ہاتھوں سے چھیننا ہے اس سے مراد پوری اطاعت اور کامل حاکمیت ہے. یہی وہ کلمہ طیبہ ہے جو اسلامی عقیدے کی بنیاد ہے کہ انسانوں کی ساری زندگی اللہ کی حاکمیت اور عبادت کے دائرہ کار میں آجائے اور انسان غیر اللہ کی حاکمیت اور عبادت سے چھٹکارہ حاصل کریں. اس آیت کے پہلے صیغے میں اللہ کے احکام کی اطاعت و عبادت کا حکم دیا گیا ہے اور دوسرے صیغے میں غیر اللہ کی عبادت واطاعت کی نفی کی گئی ہے.

اللہ تعالیٰ کا غیر اللہ کی عبادت کی نفی کو ایک الگ نص میں بیان کرنے سے مطلوب تاکید ہے. اور لوگوں کی یہ روش ہے کہ لوگ کچھ احکامات میں اللہ کی اطاعت کریں گے اور کچھ میں غیر اللہ کی اطاعت کریں گے یہ لوگ اللہ کا انکار نہ کریں گے اور اس کی عبادت کو ترک نہ کریں گے مگر اس کے باوجود اوروں کی بھی عبادت کریں گے. ان کے متعین کردہ احکام و قوانین کی اطاعت کریں گے. غیر اللہ کی حاکمیت اور عبودیت پر مبنی نظاموں کی پیروی کریں گے. پس وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہوئے بھی مشرک بنالیں گے.

اس آیت سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ اطاعت واتباع اور حاکمیت جس کو اس آیت میں لفظ عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے دونوں باتوں کے مجموعے سے مکمل ہوتی ہے، اور ان دونوں پر ہی عمل کی صورت میں شرک سے نجات ہوتی ہے اور یہ دونوں اثبات و نفی توحید عبادت کیلئے لازم وملزوم ہیں.

آیت:۲۵

قال يقوم اعبدوالله مالكم من اله غيره قدجاءتكم بينة من ربكم فاوفوالكيل والميزان ولا تبخسو الناس اشيآءهم ولا تفسدو فی الارض بعد اصلاحها ذلكم خيرلكم ان كنتم مومنين.(اعراف:۸۵)

اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرواس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے پس تمہارے پرور دگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے. پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت پھیلاؤ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے انبیاء کی بنیادی دعوت کا ذکر فرمایا ہے جو اللہ تعالٰی کی عبادت کا حکم دیتی ہے اس کے فوراً بعد اللہ تعالٰی نے اس کے ضمن میں ان کو معاشرتی، معاشی اور سیاسی احکام دیے ہیں اس سے عبادت کے مطلب کی وضاحت ہوتی ہے. یہ عبادت صرف شعائر اسلام نماز، روزہ کا نام نہیں بلکہ اللہ کے تمام احکام و قوانین کی اطاعت اللہ کی عبادت ہے. انسانی زندگی کے تمام معاملات کا اللہ تعالٰی کی حاکمیت مطلقہ کے سامنے جھکنا واجب ہے اور یہی اللہ تعالٰی کی عبادت ہے. جس کو انسانی زندگی میں قائم کرنے کی انبیاء کرام نے اپنی قوموں کو دعوت دی اور یہ قومیں انبیاء کی دعوت اللہؒ کی عبادت کی حقیقت کو جانتی تھیں کہ اس سے مراد صرف پوجا و پرستش کے شعائر نہیں بلکہ ان کی ساری تمدنی و معاشی اور معاشرتی و سیاسی زندگی کے احکام ہیں اور وہ کسی صورت یہ گوارہ نہ کرتے تھے کہ کوئی ان کی زندگی کے معاملات و خواہشات میں مداخلت کرے اور ان کی زندگی کی تمام حاکمیت اپنے ہاتھ میں لے لے. اس لئے انہوں نے انبیاء کی دعوت کو ٹھکرا دیا. لیکن آج کے لوگ عبادت کی اصل حقیقت کو نہیں جانتے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کا عبادت گزار بھی کہتے ہیں اور دوسری طرف اپنی ساری زندگی کے احکام و قوانین اور نظام غیر اللہ سے

حاصل کرتے ہیں۔اور اللہ کی شریعت کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے سے انکاری ہیں اور نہیں جانتے کہ وہ اس خاص شرک کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جس کا ارتکاب دیگر انبیاء کی مشرک اقوام نے کیا تھا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم شعیب علیہ السلام جس شرک میں گرفتار تھی اور عبادت لغیر اللہ کا شکار تھی وہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت اور اقتدار و سلطنت میں دوسروں کو شریک کرنا تھا۔وہ اپنے معاملات اور تجارت میں اللہ کے قانون کو حاکم اور فیصلہ کن نہ مانتے تھے اور باہمی معاملات میں خود ساختہ قوانین کی پابندی کرتے تھے۔ان کا یہی طرز عمل عبادت لغیر اللہ کہلایا۔ غرض قرآن کریم میں عبادت صرف نماز، روزے کا نام نہیں بلکہ زندگی کے تمام معاملات میں الٰہی احکام و قوانین ک اتباع عبادت ہے۔یہ نہیں کہ اخلاق و اداب میں ہم اللہ کے احکام و قوانین کی اطاعت و اتباع کریں اور اقتصادی و سیاسی معاملات میں کسی اور کے احکام و قوانین کی اطاعت و اتباع کریں تو یہ اللہ کی عبادت اور حاکمیت میں شرک ہے۔

آیت: ٢٦

وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا ﮒ ۔(الاسراء:٢٣)

اور تیرے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو۔

وضاحت:

قرآن کریم کی اس آیت کا پہلا حصہ توحید عبادت کا حکم دیتا ہے۔اس توحید کی بنیاد حاکمیت پر ہے جب آیت کے پہلے حصے میں مجموعی طور پر اس کا ذکر کر دیا گیا تو اگلے حصے میں انفرادی و اجتماعی احکام و قوانین کی تفصیل شروع ہوتی ہے۔والدین کے ساتھ نیکی کا سلوک، قرابت داروں، مساکین اور مسافروں کی خبر گیری

زنااور قتل کی حرمت اور دیگر احکام وغیرہ. کیونکہ یہ تمام احکام توحید عبادت وحاکمیت کی شاخیں ہیں. یہ تمام امر ونہی عقیدہ توحید کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں. اللہ تعالیٰ نے توحید عبادت کے اعلان کے بعد اپنے احکام وقوانین کا حکم دے کر اس کو عقیدہ توحید حاکمیت کے ساتھ مربوط کر دیا ہے. مندرجہ بالا آیت سے یہ بات سمجھانا مقصود ہے کہ اسلام کے تمام پہلو باہم مربوط ہیں۔ تمام احکام اسی عقیدے سے ابھرتے ہیں. سب کا تعلق توحید الٰہی سے ہے اور سب کی غایت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جس نے اس دنیا میں انسان کو اپنی عبادت کیلئے بھیجا ہے کہ لوگ اس پر ایمان لائیں صرف اسی کی عبادت کریں اور زندگی کے ہر معاملے میں اس کے احکام وقوانین پر چلیں یہی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے.

عام مسلمان کے خواہش نفس کے زیر اثر احکام الٰہی سے پہلو تہی تو گناہ میں آئے گی لیکن اگر انسانوں کے احکام وقوانین کی تشکیل انسانوں کے ہاتھ میں دے دی جائے اور انسانوں کے خود ساختہ قوانین کو اپنی معاشرت اور عدالت میں حاکم اور قابل اطاعت ٹھرالیا جائے تو یہ گناہ نہیں بلکہ غیر اللہ کی اطاعت وعبادت ہے. اس کی حاکمیت میں شرک ہے جس کے ارتکاب میں آج کے کثیر لوگ شریک ہیں. مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کی عبادت وحاکمیت کی حقیقت کو سمجھنا نہائت ضروری ہے تاکہ مسلمان طاغوت اور غیر اللہ کی عبادت سے بچ سکیں.

آیت:۲۷

ولا يشرك بعبادة ربه احدا. (الکھف:۱۱۰)

اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کر.

امام محمد بن عبد الوہاب اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت کا مطلب اس طرح سمجھنا کہ اس سے مکمل فائدہ حاصل ہو یہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو تو حید ربوبیت اور توحید الوہیت میں مکمل تمیز کر سکتا ہو اور اس بارے میں لوگوں کے ان عقائد سے بھی واقف ہو جو وہ طواغیت کے بارے میں رکھتے ہیں. اسی طرح وہ ان طواغیت سے بھی باخبر ہو جو اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت میں خود کو شریک سمجھے ہیں حالانکہ یہ شرک ایسا ہے جس تک مشرکین عرب بھی نہ پہنچ سکے تھے اور ایسے شخص سے بھی واقف ہو جو خود تو طاغوت نہیں مگر طاغوت کا تابع ہے اور ایسے شخص سے بھی واقفیت رکھتا ہو جو اپنے دین کے بارے میں شکوک میں مبتلا ہو اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور نصاریٰ کے دین میں فرق نہیں کر سکتا. جو شخص ان تمام باتوں کی معلومات رکھتا ہے وہی دراصل توحید کی حمائت اور شرک کی مزمت والی آیات کا مفہوم و مطلب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید الوہیت و عبادت اور حاکمیت واطاعت کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ محمد بن عبدالوہاب کی تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے. عبادت دراصل اللہ کے احکام و قوانین کی حاکمیت اور اطاعت میں اسے خاص کر دینے کا نام ہے.اس لیے حکم و قانون سازی اور اطاعت میں اللہ کا کوئی شریک نہیں. مشرکین توحید ربوبیت پر ایمان لاتے تھے. مگر توحید الوہیت اور عبادت میں اللہ کا شریک ٹھراتے تھے. اللہ کے علاوہ دوسروں سے احکام و قوانین لیتے تھے اور ان کو لائق اطاعت واتباع جانتے تھے یہی اللہ کی عبادت میں شرک ہے. لیکن آج توحید عبادت کے فہم سے عاری لوگ مختلف طاغوتوں کے خود ساختہ احکام و قوانین کی اطاعت میں مصروف ہیں. اس طرح وہ اللہ کی عبادت میں شرک کے مرتکب ہیں. لیکن اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ اس کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں. قرآن مجید کی یہ آیت ولا یشرک فی حکمہ احدا اسے متماثل ہے کہ اللہ کے حکم و قانون اور اس کی اطاعت و عبادت میں کوئی شریک نہیں.

آیت:۲۸

قل انی امرت ان اعبد اللّٰہ مخلصا لہ الدین و امرت لان اکون اول المسلمین.(الزمر:۲۱)

مجھے حکم ملا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں دین کو اس کیلئے خالص کر کے. مجھے یہ بھی حکم ملا ہے کہ میں اول درجے کا مسلم (اطاعت گزار) بن جاؤں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اور یہ عبادت متحقق ہوتی ہے اللہ کے دین اور شریعت کو خالص کرنے سے، اللہ تعالٰی نے حکم دیا ہے کہ اس کے دین اور شریعت کو خالص کیا جائے. یعنی احکام و قوانین صرف اللہ تعالٰی کے نازل کردہ اختیار کیے جائیں اور اس کے علاوہ اوروں کے وضع کردہ احکام و قوانین اور ادیان کی اطاعت نہ کی جائے. چنانچہ اس کا خاص طود پر حکم ملا: وامرت لان اکون اول المسلمین؛ کہ اطاعت صرف ایک اللہ کی اختیار کی جائے. اللہ تعالٰی نے حکم دیا ہے کہ عبادت کو اللہ کیلئے خالص کرنے کیلئے ضروری کہ صرف اللہ کے دین اس کے نظام شریعت اور قانون کی اطاعت کو خاص کردو. اسلام زندگی کے تمام معاملات کے احکام و قوانین دیتا ہے. اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ساری زندگی کے ایک ایک لمحے کو اللہ کی حاکمیت اور اطاعت و عبادت میں دے دیتا ہے تاکہ انسان زندگی میں غیر اللہ کی اطاعت و عبادت سے آزاد ہو جائے.

یہ آیت توحید حاکمیت کے خالص عقیدے کو پیش کرتی ہے. چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خالصتاً اسی عقیدے کے اعلان کرنے کا حکم ملا کہ انسان کی زندگی میں صرف اللہ اور اس کے دین و شریعت کی اطاعت و عبادت کو خاص کیا جائے. آج لوگ نام تو اللہ کی عبادت اور دین کا لیتے ہیں لیکن اس عبادت

اور دین کو اس کیلئے خاص نہیں کرتے اور غیر اللہ کے وضع کردہ نظام اور ان کے دین، دستور اور آئین کی اطاعت میں مستغرق ہیں. انہوں نے مختلف ناموں، نظام اور نظریات سے اس خالص دین اور اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت میں ملاوٹ کر دی ہے.

آج انسان پھر انہی پہلے باطل ادیان اور باطل معبودوں کی طرف جھک چکا ہے اور ان کی عبادت کرتے ہوئے اوضاع، ملک، اقدار، قوانین، اشخاص اور حکام کو اپنا معبود بنالیتا ہے. انہیں کارساز اور لائق اطاعت قرار دیتا ہے. انہیں اللہ کے احکام پر ترجیح دیتا ہے اور ان کی اطاعت اس طرح کرنے لگتا ہے گویا وہ اس کے خدا ہیں. مثلاً وطنیت، علاقائیت، رنگ، نسل اور خون کے معبود 'جدید مشرکوں کے یہی معبود ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے. اور خدائے واحد سے منہ موڑا جاتا ہے. وہ انسان اس وقت اللہ کے دین اور شریعت کی مخالفت میں اپنے ملک، دستور، آئین، قانون، حکام و سربراہ، مزہبی و سیاسی لیڈروں، سرداروں اور گدی نشینوں وغیرھم کو پوجتا ہے. ان کی اطاعت و عبادت اللہ کی طرح یا اس بھی زیادہ شدت سے کرتا ہے. ان کی محبت اسے معبود برحق سے چھڑا دیتی ہے.

شرک اور غیر اللہ کی عبادت کی کئی اقسام وانواع اور رنگ ہیں جنہیں بالعموم نہیں سمجھا جاتا حالانکہ درحقیقت شرک حقیقی وہی ہے اور اس کا انجام اللہ کی راہ سے بھٹک جانا ہے کیونکہ اللہ کی راہ ایک ہے متعدد نہیں ہے. صرف اسی کی اطاعت وعبادت کرنا اور اس سے اور اس کے دین و شریعت سے محبت رکھنا اس کا راستہ ہے. اور دل میں اگر اللہؔ کی توحید کا عقیدہ ہو تو وہ اللہؔ کے ساتھ غیر اللہؔ کی کسی بھی قسم کی شرکت کو برداشت نہیں کرتا. پس یہ انسانی آئین ودستور و قوانین، حکام، وطن، سرزمین اور شخصیات کی شرکت برداشت نہیں کرتا. پس جس کے دل اور عمل میں اس قسم کی جو شرکت بھی قائم ہو جائے وہ شرک باللہ اور ضلالت عن سبیل اللہ ہے.

جب زمین، ملک، وضعی دستور و قوانین، حکام اور شخصیات آدمی کے دین میں حائل ہو جائیں تو اس حالت میں اللہ کے دین کو چھوڑ کر ان سے چمٹے رہنا شیطان کا ایک وسوسہ ہے۔ اس صورت میں اللہ کی عبادت واطاعت اور اس کا دین خالص نہیں رہتے اور یہ بھی شرک کا ہی ایک رنگ ہے۔

آیت:۲۹

انا انزلنا الیك الکتاب بالحق فاعبد اللہ مخلصا له الدین.(الزمر:۲)

یقیناً ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے پس تو اللہ کی عبادت کر دین کو اسی کیلیئے خالص کر کے۔

وضاحت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے اور وہ حق جس کے ساتھ کتاب کو اتارا گیا ہے وہ توحید مطلق یعنی فاعبد' توحید عبادت، اطاعت اور حاکمیت ہے اور وہی ساری کائنات کے وجود کی بنیاد ہے۔ یہ خطاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف ہے جن پر یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری گئی ہے۔ یہی اللہ کی راہ اور توحید خالص ہے جس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ساری کائنات کو دعوت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف اللہ وحدہ کے احکام و قوانین کی اطاعت و عبادت کی جائے اور صرف اسی کی عبادت پر مبنی نظامِ قانون کو دنیا میں قائم کیا جائے۔ اس کے دین کو خالص کیا جائے مراد یہ ہے کہ صرف اللہ کے دین اس کی شریعت اور اس کے نظام و قانون کی اطاعت کی جائے اور اس دین اور شریعت کے علاوہ نظام اور قوانین جو غیر اللہ کے ہیں، انسانوں

نے بنائے ہیں، ان کے وضع کردہ ہیں، ان کی اللہ کے دین میں ذرا بھی ملاوٹ نہ کی جائے، نہ ان کو مانا جائے اور نہ ان کی اطاعت کی جائے۔

اگر تم نے غیر اللہ کے نظام و قوانین کی اطاعت کی تو تم نے اللہ کی اطاعت وعبادت میں شرک کیا اور تمہارا دین (نظام زندگی) خالص نہ رہا۔

اللہ کی توحید اس کی اطاعت وعبادت اور اسی کیلئے دین کو خالص کرنا صرف زبان سے کلمہ ادا کر لینے کا نام نہیں بلکہ یہ زندگی کا کامل نظام ہے۔ جو دل اللہ کی توحید کو مانتا ہو وہ صرف خدائے واحد کی اطاعت کا قائل ہوتا ہے۔ اور اپنی گردن کو اس کے سوا کسی کے حکم کے سامنے نہیں جھکاتا۔ توحید پر ایمان کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ بندہ اللہ کی پسندیدہ کتاب حق اور اس میں بیان کردہ نظام حق تسلیم کرے، اس کی اطاعت کرنے میں انسانیت کا بھلا ہے۔ الغرض اللہ کا مقرر کردہ نظام ہی حاکم اور کار فرما مانا جائے۔ چنانچہ توحید پر اور اللہ کی کتاب حق پر ایمان لانے والا اسی چیز کو پسند کرتا ہے جس کو اللہؐ نے اس کیلئے اختیار کیا ہے اور وہ اپنی سیاسی اور معاشرتی زندگی میں صرف اللہ کی حاکمیت اور اس کی کتاب قانون اور شریعت کا پیرو ہوتا ہے۔

توحید کا اثر انسانی تصور وعقیدے میں جس طرح ظاہر ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح اعمال و تصرفات میں بھی واضح ہوتا ہے۔ آثار توحید پوری زندگی کا راستہ اور عمل بنتے ہیں اس وقت توحید صرف زبان سے کہا جانے والا ایک لفظ بھی نہیں بنتا۔ یہی سبب ہے کہ مسئلہ توحید اللہ کی عبادت اس کی اطاعت اور اس کی کتاب حق کی حاکمیت کو بطور عقیدہ اللہ کی نازل کردہ کتاب میں بار بار وضاحتوں، مثالوں اور تلمیحات واشارات میں بہت زور سے بیان کیا گیا ہے۔ کہیں فرمایا الا للہ الدین الخالص؛ خبردار خالص دین (نظامِ قانون) اللہ ہی کا ہے۔

لوگ جب کبھی اسلام کی پیش کردہ خالص توحید سے منحرف ہوتے ہیں تو وہ فطرت کی منطق اور عقل کی دلیل سے روگردانی کرتے ہیں. حالانکہ ہر رسول اسی خالص توحید کا پیغام لایا تھا لیکن آج ہم ہر جگہ اللہؕ کے دین اس کی کتاب،اس کے احکام و قانون کو چھوڑ کر غیراللہ اور انسانوں کے بنائے ہوئے قانون، بدعات، تقالید اور رسم ورواج دیکھتے ہیں اور لوگ ان انسانوں کے بنائے ہوئے ان رسوم وشعائر اور قوانین زندگی کی اس طرح اطاعت کرتے ہیں جیسے یہی ان کے لائق اطاعت احکام اور دین ہیں. اس کا دفاع کرتے ہیں،اس کو اپنی سیاسی ومعاشرتی زندگی پر لاگو کرتے ہیں. ایسے لوگ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن یہ لوگ اللہ کی خالص اطاعت وعبادت،اس کے خالص دین اور اس کی خالص توحید کو چھوڑ کر شرک و کفر کی بھول بھلیوں میں سرگرداں اور گمراہ ہیں.

اب لوگ اس قسم کے شرک اور طاغوت کی حاکمیت اور اطاعت میں زندگی گزار رہے ہیں جس کا مقابلہ کرنے کیلئے قرآن نازل ہوا تھا. لیکن مسلمان قرآن کے اس پیغام حقیقی کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ وہ قرآن کو سمجھ کر اس کے صحیح مطالب پر ایمان لاتے اور اس کے مقاصد کی خاطر طاغوت کے مقابلے میں کھڑے ہو جاتے. قرآن کے اس اصل معنی ومفہوم اور اصطلاحات وتصورات جو آج کے مسلمانوں کی نظروں سے اوجھل ہو چکے ہیں. عہد نبوی کے مسلمان بہت اچھی طرح پہچانتے تھے اس لیے اسلام نے ان کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا اور انہوں نے اللہ کے احکام و قوانین کو دنیا میں نافذ کرنے کیلئے ہر قسم کی قربانیاں دیں.

آیت:۳۰

وماامروا الالیعبدواللّٰہ مخلصین لہ الدین.(البینہ:۵)

انہیں نہیں حکم دیا گیا تھا سوائے اس کے کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اس کیلئے دین کو خالص کرتے ہوئے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس دین کو خالص کرتے ہوئے اس کو عبادت میں خاص کریں. اس آیت سے توحید حاکمیت کا تصور نہائت دلنشیں انداز میں واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کو خاص کرنے کیلئے اپنے دین کو خالص کرنے کا حکم دیا. دین کو خالص کرنے سے مراد صرف اس دین کے احکام و قوانین کی اطاعت کی جائے صرف اس کے دین کی اتباع کرنا اور اللہ تعالیٰ کو اس کی حاکمیت اور احکام و قوانین کی اطاعت میں خاص ٹھہرانا اللہ تعالیٰ کو اس کی عبادت میں خاص کرنا ہے اور غیر اللہ کی حاکمیت اور ان کے وضع کردہ احکام و قوانین کی اطاعت کرنا اللہ کے دین اور اس کی عبادت میں ملاوٹ اور شرک ہے. قرآن مجید کی ان آیات سے اہل طواغیت کو جان لینا چاہیے کہ وہ اللہ کے دین اور قوانین کو چھوڑ کر اور غیر اللہ کے نظام و قوانین پر چل کر غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہیں.

آیت:۳۱

فکلو مما رزقکم اللّٰہ حللاً طیبا و اشکرو نعمت اللّٰہ ان کنتم ایاہ تعبدون.(البقرۃ:۱۷۳)

پس اللہ نے جو کچھ حلال اور پاک رزق تم کو بخشا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کے احسان کا شکر ادا کرو اگر تم واقعی اس کی خاص عبادت کرنے والے ہو.

وضاحت:

اس آیت میں توحید حاکمیت اور عبادت کے درمیان تعلق پر روشنی پڑتی ہے. اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ کی عبادت کرنا چاہتے ہو اور صرف اس اکیلے کی عبادت کرنا چاہتے ہو اور اس کی عبادت کے اندر شرک سے بچنا چاہتے ہو، تو اللہ نے تم پر رزق میں سے جو کچھ حلال اور جو کچھ حرام کیا ہے اس میں خاص اس کی اطاعت کرو، اس کے اندر اپنی طرف سے تحلیل و تحریم کرنے میں خود مختار نہ بنو کیونکہ یہ اس اکیلے کی عبادت کا حق ہے کہ اس نے جو احکام و قوانین نازل کیے ہیں اور جو حلال و حرام ٹھرایا ہے اس میں کوئی تغیر و تبدیلی نہ کی جائے.

رزق عربی زبان میں صرف کھانے پینے کی چیزوں کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ہر اس چیز کیلئے بولا جاتا ہے جو اللہ نے دی ہے اور ہر اس حکم کیلئے بھی جو اس نے نازل کیا ہے.

اس لئے اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کی چیزوں اور اس کے اندر حلت و حرمت کی اطاعت کو اپنی عبادت سے تعبیر کیا ہے. اسہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رزق کی حلت و حرمت اور دوسرے احکام میں اللہ کے احکام و قوانین کی اطاعت کرنا اس کی عبادت ہے. اور غیر اللہ کے احکام و قوانین کو ماننا ان کی عبادت کرنا ہے.

آیت: ۳۲

فقالوا انؤمن لبشرین مثلنا وقومهما لنا عابدون. (المومنون: ٤٧)

پس (فرعون) نے کہا کہ کیا ہم ایمان لائیں اپنے جیسے دو بندوں (موسیٰ وھارون) پر جب ان کی قوم ہماری عبادت گزار ہے.

وضاحت:

قرآن مجید کی اس آیت سے اسلام کا تصور عبادت اور حاکمیت نہائت واضح ہوتا ہے کہ عبادت صرف شعائر عبادت اور پوجا پاٹ کے مراسم ادا کرنے کا نام نہیں ہے. بلکہ عبادت وسیع معنوں میں اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی اطاعت ہے. اس آیت میں فرعون موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے متعلق کہتا ہے کہ ان کی قوم میری عبادت گزار ہے. حالانکہ بنی اسرائیل اور مصر کے لوگ ان معنوں میں فرعون کی عبادت نہ کرتے تھے کہ اس کے حضور میں عباداتی مراسم وشعائر بجالاتے. پوجا پاٹ کیلئے مصریوں کے اپنے معبد خانے اور بت تھے اور فرعون کے بھی بت اور معبود تھے. وہ فرعون کی عبادت ان معنوں میں کرتے تھے کہ وہ اس کے حکم اور ارادے کے سامنے جھکتے تھے اس کے ہر حکم کی اطاعت بجالاتے تھے اور اس کی نافرمانی نہ کرتے تھے. عبادت کا اصطلاحی معنی یہی ہے پس جس کسی نے قانون کسی انسان سے حاصل کیا تو اس نے اس کی عبادت کی اور اسے اللہ کے سوا الٰہ بنالیا. فرعون جب لوگوں سے کہتا تھا.

ماعلمت لکم من الہ غیری. (القصص:۳۸)

کہ میں نہیں جانتا کہ میرے سوا بھی کوئی تمہارا الٰہ ہے.

اس سے اس کی مراد تھی کہ میں ہی تم پر حاکم وصاحب اقتدار وتسلط ہوں جس طرح چاہتا ہوں تمہیں چلاتا ہوں اور تم میرے احکام کو بے چوں چرا مانتے ہو اور حقیقت میں دیکھا جائے تو یہی الوہیت ہے کیونکہ الٰہ وہی ہوتا ہے جو لوگوں کیلئے قانون وضع کرے اور اپنا حکم ان پر چلائے. اور زمین پر اپنی حاکمیت اور اقتدار قائم کرے اس بات کی تصدیق فرعون کی اس بات سے بھی ہوتی ہے.

الیس لی ملك و مصر هزه الانهر تجری من تحتی افلا تبصرون. (الزخرف:۵۱)

کیا میرے لیے مصر کی بادشاہی اور یہ نہریں نہیں جو میرے محلات کے نیچے بہتی ہیں.

فرعون دراصل اپنے جبر سے مصریوں کو اپنی حاکمیت کا مکمل اطاعت گزار بنا چکا تھا اسی لیے وہ دعویٰ کرتا تھا کہ یہ میرے عبادت گزار ہیں. قرآن مجید عبادت کے اس معنیٰ کو پیش کرتا ہے کہ جس کی کامل اطاعت کی جائے وہ اس کی عبادت ہے. لیکن آج مسلمانوں میں عبادت کا معنی محض شعائر عبادت نماز، روزہ رہ گیا ہے. آج مسلمانوں میں سب سے بڑا فتنہ ارتداد یہی ہے جس سے شیطان وار کرتا ہے اور ان میں یہ غلط فہمی ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں کی احکام سازی ماننے اور ان کے قانون و نظام پر عمل کرنے کے باوجود آدمی اللہ کا عبادت گزار اور مسلمان رہ سکتا ہے لیکن قرآن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی مستقل پیروی و اتباع اور غلامی و اطاعت کرنے کا دوسرا نام عبادت غیر اللہ ہے.

جبکہ اللہ کے علاوہ کسی انسان کی غلامی اور اطاعت اختیار کرنے سے انسان اپنا مقام عبودیت اور انسانی شرف و کرامت کھو بیٹھتا ہے. غیر اللہ کی عبودیت انسان کے اعزاز و اکرام کو کھا جاتی ہے. ہر دور میں کوئی نہ کوئی طاغوت کھڑا ہوتا ہے جو انسانیت کو اللہ کی بجائے اپنا اطاعت گزار بنانے کی کوشش کرتا اور عوام کو اپنا غلام اور متبع بنانے کیلئے چاپلوسی اور طاقت دونوں سے کام لیتا ہے اور دل میں ان سے نفرت رکھتا ہے. اور جاہل عوام طاغوت کے غلام اور نوکر بنتے ہیں تو ان میں آہستہ آہستہ تمام انسانی خصائص ختم ہو جاتے ہیں وہ ڈھور ڈنگر بن جاتے ہیں. اب ان کا کام اپنے جعلی خدا کی خوشامد، غلامی و ذلت ہوتا ہے. یہ عبودیت کا نہائت ذلیل مقام ہوتا ہے. پھر یہ لوگ طاغوت کیلئے اپنا وقت اور جان و مال کی قربانیاں بھی پیش کرتے ہیں کہ ان کے جعلی خدا کی حاکمیت اور بندگی قائم رہے. اور اپنے علاوہ دوسرے انسانوں اور تمام معاشرے کو بھی طاغوت اور غیر اللہ کی عبادت میں دھکیلتے ہیں.

آیت: ۳۳

وتلك نعمة تمنها علی ان عبدت بنی اسرائیل.(الشعراء:۲۲)

(کیا یہی ہے)وہ احسان جو تو مجھ پر احسان جتلاتا کہ تونے بنی اسرائیل کو اپنا عبادت گزار بنا رکھا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں حضرت فرعون کے اس دعویٰ پر کہ میں تمہاری اور تمہاری قوم کی پرورش کرکے احسان کررہا ہوں، حضرت موسی علیہ السلام نے کہا کہ یہ تمہارا احسان نہیں بلکہ ظلم ہے کہ تونے بنی اسرائیل کو اپنا عبادت گزار بنا رکھا ہے. قوم بنی اسرائیل حالانکہ فرعون کو اپنا معبود اور رب نہیں مانتی تھی لیکن وہ فرعون کے ہر حکم کی غلام اور اطاعت گزار تھی اور آدمی جس کی حاکمیت کی اطاعت کرے اس کی عبادت کہلاتی ہے. اس لیے موسی علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ تونے ان پر احسان نہیں بلکہ سب سے بڑا ظلم کیا ہے جو ان کو اللہ کی اطاعت سے پھیر کر تو ان سے اپنی حاکمیت تسلیم کروا کر اپنی عبادت کروا رہا ہے.

آیت: ۳٤

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریك له وبذلك امرت وانا اول المسلمین.(انعام:۱۶۳)

کہہ دیجئے میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کیلئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا اور میں سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والوں میں سے ہوں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک موحد اور مسلمان کی ساری زندگی اللہ کی حاکمیت اور اطاعت میں صرف ہوتی ہے. یہی اسلام کا عقیدہ توحید ہے کہ صرف نماز، روزہ اور دیگر شعائر عبادت میں اللہ کی اطاعت فرض نہیں بلکہ زندگی اور موت کے تمام معاملات اجتماعی احکام و قوانین، حلال و حرام، حدود اللہ ، معاشرت و سیاست میں بھی اللہ کی اطاعت فرض ہے. یہی عبادت باللہ کہلاتی ہے.

آج کا مشرک شعائر عبادت نماز، روزہ کو چھوڑ کر دوسری قسم کے مراسم عبودیت میں الجھا ہے یعنی معاملات زندگی میں دوسرے ارباب سے احکام و قوانین حاصل کرنا اور ان کی اطاعت وعبادت اختیار کرنا ہے جبکہ اہل توحید اور مسلمان اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ کی حاکمیت اور اطاعت میں اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ پوری زندگی کے مطلقہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی اطاعت کرتے ہیں یہی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جس کا اللہ نے انہیں حکم دیا ہے.

آیت: ۳۵

اياك نعبد واياك نستعين. (الفاتحہ۔ ٤)

تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں.

وضاحت:

قرآن کی اس عظیم سورت کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے توحید الوہیت وعبادت کے دو بنیادی خصائص کا ذکر فرمایا ہے. ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی و غلامی اور عبادت و حاکمیت اختیار کرنا اور دوسرا صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد و نصرت کی امید رکھنا اور اسی سے دعا و التجا کرنا ہے.

ہم مسلمان قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت روزانہ کئی دفعہ کرتے ہیں لیکن توحید کے اس بنیادی تصور کا فہم نہیں رکھتے جس سے توحید باری تعالیٰ شروع ہوتی ہے. توحید باری تعالیٰ کی بنیادی شاخ توحید الوہیت وعبادت ہی ہے جس میں اکثر لوگ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں. قرآن شرک کی تمام اقسام وانواع کی پہچان کراتا ہے اور شرک کے ہر رخ سے بچنے کی تلقین کرتا ہے. جس کے مطابق اطاعت وبندگی اور حاکمیت و قانون سازی صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے. اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ذات نہیں جس کے حکم کی ہم پر بندگی واطاعت لازم ہو. اللہ کے تمام احکام کی اطاعت کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کہلاتا ہے. تمام احکام و قوانین میں صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت وغلامی اختیار کی جائے گی اور اللہ کے علاوہ ہر ایک کی حاکمیت اور غلامی وبندگی کا انکار کیا جائے گا.

آج مسلمان زبان سے تو اللہ کی الوہیت وعبادت کا اعلان کرتے ہیں مگر اپنے سر غیر اللہ کے احکام و قوانین کے آگے جھکاتے ہیں یہ لوگ درحقیقت غیر اللہ کی بندگی اور عبادت کا شکار ہیں، لوگوں کے بنائے ہوئے احکام و قوانین کے پابند ہیں اور اس کیلئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں جبکہ اسلام احکام و قوانین سازی اور ان کی اطاعت واتباع کو صرف اللہ کیلئے خاص کرتا ہے. اسلام زندگی کا مکمل دستور اور آئین ہے وہ انسانی زندگی کے تمام اوزاع واطوار، سیاست ومعاشرت کے متعلق ایک ایک حکم اور قانون دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انسان کی ساری زندگی کے ایک ایک لمحہ کو اللہ کی بندگی وعبادت اور حاکمیت وغلامی میں دینا چاہتا ہے تاکہ انسان زندگی میں غیر اللہ کی عبادت وبندگی سے آزاد ہو جائے.

قرآن کی یہ آیت ہر قسم کی بندگی وغلامی سے مکمل آزادی، بندوں کی عبادت اور غیر اللہ کی اطاعت کی نفی ہے. غیر اللہ کے نظام واحکام کی اطاعت وبندگی کرنا غیر اللہ کی عبادت اور شرک ہے. اس لیے اللہ تعالیٰ انسانوں کو صرف اپنی عبودیت پر مبنی نظام و قوانین کی اتباع کا حکم دیتا ہے اور اسے اپنے نظام زندگی میں قائم

کرنے کا حکم دیتا ہے. گویا جب تک اللہ کے نظام شریعت اور اس کے احکام و قوانین کی اتباع اور کتاب اللہ کا عملاً زندگیوں میں نفاز نہ ہو تو اللہ کی عبادت و بندگی وجود میں نہیں آتی.

اسلام جس توحید کا تصور پیش کرتا ہے وہ تو یہ ہے کہ تمام انسان اللہ کے غلام اور بندے ہیں، اس کے مطیع ہیں، ان پر اسی کا قانون جاری ہے وہی ان کے اقدار و پیمانے وضع کرتا ہے جس کے مطابق وہ فیصلے کرتے اور اپناتے ہیں. اس طرح انسانوں کی زندگی میں ان کے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت و حاکمیت کا عہد قائم ہو جاتا ہے جس کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے.

توحید حاکمیت اور اطاعت

آیت: ۳۶

وان الشیطین لیوحون الیٰ اولیئھم لیجادلوکم وان اطعتموھم انھم لمشرکون. (الانعام: ۱۲۱)

اور بیشک شیطان اپنے دوستوں کے ذہنوں میں شبہے ڈالتا ہے تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو بلاشبہ تم بھی ضرور مشرک ہو جاؤ گے.

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وان اطعتموھم انھم لمشرکون یعنی جب بھی تم نے اللہ کے احکامات اور اس کی شریعت کو چھوڑ کر دوسرے کا قول اختیار کیا اور اللہ کی شریعت پر مقدم ٹھرایا تو یہی عین شرک ہے۔(تفسیر ابن کثیر: ۲:۱۷۲)

شیخ امین شنقیطی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قرآن جو سب سے بہتر راہنمائی فراہم کرتا ہے اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے علاوہ کسی اور کی شریعت یا قانون کی پیروی کرے جو کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف ہو تو وہ واضح کفر و شرک ہے اور ملت اسلامیہ سے خارج کرنے والا ہے۔(اضواء البیان: ۳۔ ٤٤١)

سید قطب اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

جو لوگ کسی بت پرست سے فیصلہ کرانے یا اس کا حکم ماننے کو شرک سمجھتے ہیں مگر اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر کسی اور قانون کے مطابق فیصلے کو شرک نہیں سمجھتے۔ پہلی صورت سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اسے غلط کہتے ہیں اور دوسری صورت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تو یہ لوگ شاید قرآنی تعلیمات اور دین اسلام کے مقاصد سے واقف نہیں انہیں چاہیے کہ قرآن کی یہ آیت پڑ ہیں وان اطعتموھم انھم لمشرکون۔(تفسیر فی ظلال القرآن)

وضاحت:

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت علماء یہود کی اپنی عقل پرستانہ سوچ کی بنیاد پر اٹھنے والے اس اعتراض پر اتری جو انہوں نے مسلمانوں پر اٹھایا کہ جانوروں میں سے جسے خدا مارے یعنی طبعی موت مر جائے وہ تو حرام ہو اور جس کو تم مارو یعنی ذبح کرو وہ حلال ہو. یہ وہ شبہ تھا جو انہوں نے پھیلایا تاکہ وہ مسلمانوں میں شبہات ڈال کر اللہ کے واضح حکم سے دور لے جائیں. قریب تھا کہ مسلمان اس شبے کا شکار ہو جاتے اور اس معاملے میں ان کی اطاعت کر کے اللہ کے حکم کو چھوڑ بیٹھتے. لیکن اللہ تعالیٰ نے فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعے ان مسلمانوں کو تنبیہ کر دی کہ اگر تم نے اس معاملے میں ان کی بات مان کر ان کی اطاعت کر لی تو تم توحید کے اقرار کے باوجود اس معاملے میں غیر اللہ کی سوچ، رائے اور حکم کی اطاعت کی وجہ سے مشرک ہو جاؤ گے. کیونکہ ایک طرف اللہ کی حاکمیت اور اللہ کے حلال و حرام کا اقرار کرنا اور دوسری طرف اللہ سے پھرے ہوئے لوگوں کے احکام پر چلنا اور ان کے مقرر کیے ہوئے طریقوں کی پابندی کرنا شرک ہے. توحید یہ ہے کہ زندگی سراسر اللہ کی اطاعت میں بسر ہو اللہ کے ساتھ اگر دوسروں کو اعتقاداً مستقل بالذات مطاع مان لیا جائے تو یہ اعتقادی شرک ہے اور اگر عملاً ایسے لوگوں کی اطاعت کی جائے جو اللہ کی ہدایت سے بے نیاز ہو کر خود قانون سازی کے مختار بن گئے ہوں تو یہ عملی شرک ہے اور غیر اللہ کی اطاعت و عبادت ہے. کیونکہ اللہ کے کسی بھی واضح حکم کے مقابل کسی دوسرے حکم کو قابل اتباع اور واجب الاطاعت سمجھ کر یا باطل بھی سمجھ کر اس کو مستقل حکم و قانون ٹھہرانا اور اس کی غیر مشروط اطاعت کرنا شرک اور غیر اللہ کی عبادت ہے. الغرض قرآن کی اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ غیر اللہ کی اطاعت ہی اس کی عبادت اور شرک ہے.

اس طرح عقیدے و نظریے کی صورت میں یا محض اطاعت واتباع کی صورت شرک فی الحاکمیت اور اطاعت کی تین قسمیں بنتی ہیں.

اعتقاد اور دل میں شرک:

یعنی انسان دل میں یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی ہے جسے قانون سازی کا حق حاصل ہے اور اس کا حکم ہر حال میں واجب الاطاعت ہے چاہے وہ اللہ کے حکم کے مخالف ہی کیوں نہ ہو.

قول اور زبان سے شرک

یعنی انسان زبان سے اس بات کا اقرار کرے کہ اس کو قانون سازی کا حق حاصل ہے اور اس کا حکم واجب الاطاعت ہے.

عمل اور اطاعت میں شرک

یعنی کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے بنائے ہوئے اللہ کے مخالف قوانین میں اس کی غیر مشروط اطاعت کر کے اسے کسی ایسے منصب پر فائز کر دینے کی وجہ بنے کہ اسے علی الاطلاق قانون سازی اور غیر مشروط اطاعت کا حق حاصل ہو جائے حالانکہ یہ تو صرف اللہ کا حق ہے کہ اس کی غیر مشروط اطاعت کی جائے اور اس کی ہدایت اور حکم کو صحیح اور غلط کا معیار مانا جائے اور کسی ایسی اطاعت اور نوکری کا حلقہ اپنی گردن میں نہ ڈالا جائے جو اللہ کی اطاعت سے آزاد ایک مستقل اطاعت ہو اور اس کی اطاعت میں اللہ کے حکم کی سند نہ ہو ان حقوق میں کوئی بھی حق جس کسی غیر اللہ کو دیا جائے گا وہ اللہ کا شریک اور طاغوت ٹھہرے گا اور اس کی اطاعت طاغوت کی عبادت ہو گی.

یہ ساری وضاحت اس طاغوتی نظام کو مشرکانہ اور اس کے پیروکاروں کو مشرک ثابت کرنے کیلئے کافی ہے جو جمہوریت کے نام سے بہت سے ملکوں میں نافذ العمل ہے اور یہ اللہ کے واضح احکام و قوانین اور شریعت کی اطاعت اور نفاذ میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور اس کے مقابل انسانوں کے خود ساختہ احکام و قوانین کو ملک کیلئے عصر حاضر میں بہترین سمجھ کر نافذ العمل کرتا ہے اور لوگوں سے بھی ان کی اطاعت کرواتا ہے. لیکن نہیں جانتے کہ وہ یہ عمل کر کے شرک جیسا قبیح ظلم کر رہے ہیں اور عوام کو بھی اس میں جھونک رہے ہیں. ایسے میں قرآن ہی ہے جو شرک اور اس کے تمام متعلقات کے متعلق ہماری راہنمائی فرماتا ہے اور صرف ایک اللہ کے حکموں کو سچ مان کر اس کی اطاعت اور اسی اکیلے کی عبادت کرنے کا حکم دیتا ہے. اور بتاتا ہے کہ مسلمان کا زندگی کے قوانین میں سے کسی قانون میں غیر الٰہی اطاعت کرنا، اللہ کی شرع کے علاوہ کسی اور کی بات ماننا، خدائی قانون کے سوا کسی اور قانون پر اعتماد کرنا، نظام الٰہی کی حاکمیت کو نہ اپنانے والوں کی اطاعت کرنا یہ سب شرک کی اقسام ہیں چنانچہ اس شرک میں ملوث شخص اگر مسلم تھا تو اپنے اس فعل سے اسلام سے نکل کر شرک میں جا داخل ہوا خواہ وہ کلمہ لاالہ الااللہ کا ورد کرتا رہے اور اسلام کا اعلان کرتا پھرے، بہرحال جب تک یا جب کبھی ایسا شخص غیر اللہ کا قانون مانے گا اور اس کی برضا ورغبت دنیاوی مفاد کی خاطر مستقل اطاعت اختیار کرے گا تو وہ شرک فی الاطاعت کا مرتکب ہو گا. جو شخص زندگی کے معاملات میں اللہ کی شریعت کی اطاعت کو لازم کرے وہ اللہ کا عبادت گزار ہے. جو کسی غیر اللہ کے قانون کی اطاعت کو لازم کرے وہ غیر اللہ کا عبادے گزار ہے. اللہ تعالٰی کی شریعت کو مرجع بنائے بغیر فیصلہ کرنے والا حاکم جو بھی فیصلہ کرے اور لوگ اللہ تعالٰی کی شریعت کے خلاف اس کے فیصلے کو تسلیم کر لیں تو وہ ان کا معبود بن جاتا ہے. کیونکہ لوگ اللہ تعالٰی کی شریعت کو چھوڑ کر اس کی غیر مشروط اطاعت کرتے ہیں. اور غیر مشروط اطاعت کرنا عبادت کے زمرے میں آتا ہے. یہ صرف اللہ ہی کا حق ہے کہ اس کی غیر مشروط اطاعت کی جائے.

توحید حاکمیت کی بنیاد صرف اور صرف اللہ ورسول کی اطاعت پر قائم ہوتی ہے. وہ اس کے سوا ہر اس اطاعت کی منکر ہے جو اللہ کے حکم سے مخالف ہو چاہے وہ اطاعت حکام وبادشاہوں کی ہو، سرداروں ولیڈروں کی ہو، علماء ورھبان کی ہو یا کسی خود ساختہ دستور وآئین کی ہو. وہ اطاعت اللہ کی توحید حاکمیت اور اس کی اطاعت میں شرک کہلائے گی.

اللہ کی حاکمیت واطاعت سے لاعلمی انسان کے عقیدہ توحید میں بگاڑ پیدا کرتی ہے. زندگی میں غیر اللہ کی اطاعت کو رائج کرتی ہے خواہ یہ اطاعت پتھر کی ہو یا درخت کی یا ستارے کی یا پھر اطاعت کسی انسان کی ہو خواہ وہ کاہن ہو یا راھب ہو یا راہنماء ہو یا حاکم یا دستور وآئین کی ہو ہر صورت میں وہ دین توحید اور فطری اسلام سے انحراف اور شرک ہے اور جو کسی بھی پہلو سے غیر اللہ سے قوانین ورسوم حاصل کرے وہ مشرک ہے اور اللہ کی عبادت واطاعت اور حاکمیت واتباع میں شرک کرنے والا ہے. کیونکہ غیر اللہ کے کسی بھی ایک حکم کی مستقل اطاعت غیر اللہ کی عبادت اور شرک ہے.

پس ہم موجودہ انسانیت کی حالت دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ واضح محسوس ہوتا ہے کہ آج انسانیت کی کثیر تعداد شرک میں مبتلا ہے. اللہ کے نظام اطاعت خلافت وشریعت سے اس نے ارتداد کا راستہ اختیار کیا ہے. اسلام نے جس شرک اور غیر اللہ کی اطاعت سے انسانیت کو نکالا تھا. اب انسانیت پھر نظام جمہوریت کے سائے تلے غیر اللہ کی اطاعت کی طرف واپس جاچکی ہے. اسلامی عقیدہ توحید کی دعوت دینے والوں کا یہ اولین کام ہے کہ پہلے خود اسلام کو سمجھیں اور انسانیت کو بھی از سر نو ایک بار پھر اسلام اور توحید سے روشناس کرائیں.

آیت: ۳۷

اتبعو ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء قلیلا ما تذکرون. (الاعراف ۳)

تم اس کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور تم اس کے علاوہ اوروں کی پیروی نہ کرو تم بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حاکمیت اور اطاعت میں شرک سے منع کیا ہے. اور فرمایا ہے کہ مطلق اطاعت واتباع کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے اور اس کے علاوہ خواہ کوئی بھی ہو اسے مطلق اطاعت واتباع کا حق حاصل نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے سوا ہر دوسرے کی اطاعت کو غیر کی اطاعت قرار دیا ہے. اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو چاہے وہ بڑے سے بڑا امام وعالم یا دانشور ہو کی اطاعت کو لازم و مستقل قرار دینا اللہ تعالیٰ کی حاکمیت واطاعت میں اسے شریک کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ صرف اس کے نازل کردہ احکام و قوانین کی پیروی کی جائے اور غیر اللہ کے وضع کردہ احکام و قوانین کی پیروی نہ کی جائے چنانچہ غیر اللہ کے نظام و قوانین کی پیروی واتباع اللہ تعالیٰ کی حاکمیت واتباع میں شرک ہے.

حاکمیت واطاعت کو اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کرنا در اصل توحید الوہیت کا تقاضہ ہے. اللہ تعالیٰ نے اسی توحید کو آزمانے کیلئے انسانوں کو پیدا کیا کہ وہ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں یا غیر اللہ کی یہ دین کا اساسی معاملہ ہے. لوگوں کی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین کی اتباع ہو گی تو ایمان و توحید قائم ہے اور اگر غیر اللہ کا نظام اطاعت و قانون رائج ہو تو کفر و شرک ہے. اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ انسان اس کی خالص توحید کو اپنائیں اور صرف اس کی اطاعت وبندگی کریں اور اس کی اطاعت وبندگی کے سوا انسان ہر شخص کی حاکمیت واطاعت اور بندگی سے نکل جائے. لیکن اللہ تعالیٰ کی اس نصیحت کے باوجود انسانیت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت واطاعت چھوڑ کر غیر اللہ کی حاکمیت واطاعت میں غرق ہے.

آیت:۳۸

یاایھاالذین امنوااطیعواللّٰہ واطیعوالرسول والواالامرمنکم.(النساء:۵۹)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحب امر ہوں.

امام ابن القیم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس نکتے پر خیال فرمایئے کہ اطیعو کے لفظ کو جس طرح اللہ تعالٰی نے اپنے لیے فرمایا اسی طرح اپنے نبی کیلئے بھی فرمایا اس کے ساتھ یہ قید نہیں رکھی کہ جب فرمان رسول کتاب الٰہی کے مطابق ہو، بلکہ اپنے رسول کی اطاعت مستقل واجب التعمیل ہے. خواہ وہ حکم کلام اللہ شریف میں ہو یا نہ ہو. نبی ﷺ کو جہاں کتاب اللہ دی گئی وہاں اسی طرح اور چیز دی گئی وہ خود آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اپنی حدیثیں ہیں. یہی وجہ ہے کہ اولوالامر کی اطاعت مستقل فرض نہیں کی گئی بلکہ فعل کو یہاں خزف کر کے یعنی اطیعو کا لفظ نہ کہہ کر ان کی فرمانبرداری اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کے ماتحتی میں کردی ہے.(اعلام الموقعین:۵۰)

دیگر مفسرین سے مروی ہے کہ اولوالامر سے مراد حکام اور علمائے کرام ہیں.

وضاحت:

اللہ تعالٰی نے عقیدہ توحید الوہیت وحاکمیت کو قرآن میں جگہ جگہ بیان فرمایا ہے اسی عقیدے کا تقاضہ ہے کہ اطاعت واتباع کو صرف اللہ اور اس کے رسول کیلئے خاص کر دیا جائے. اطاعت و پیروی کا معاملہ توحید الو

ہیت وحاکمیت اور ایمان کے ساتھ. اس لیے ایمان والوں کو حکم ملا ہے کہ وہ اللہ ورسول کی اطاعت کریں، حکم سازی اور مطلق اطاعت واتباع کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کو مانیں اور اس کے علاوہ کسی کو بھی مطلق اطاعت واتباع اور تقلید کے لائق نہ گردانیں.

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت کو بھی فرض قرار دیا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے ہر حکم کے اطاعت گزار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم میں خطا نہیں کرتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم معصوم عن الخطاء ہیں. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات کو بھی اطاعت کے لائق ٹھرایا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر طریقے اور سنت کی اطاعت کو فرض قرار دیا گیا ہے. اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے. ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ. (النساء: ۸۰)

جس نے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی.

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کے علاوہ کسی کی بھی اطاعت مسلمانوں پر لازم نہیں اسلام اللہ ورسول کے علاوہ کسی دوسرے انسان کو مطلق اطاعت وتقلید کا حق نہیں دیتا سوائے اس صورت کے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم دے رہا ہو. اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ باقی ہر کسی کی اطاعت مشروط ہے. اس لئے اللہ تعالیٰ نے اولوالامر (حکام وعلماء) کے ساتھ اطیعو کا لفظ نہ بول کر ان کو مطلق اطاعت کا حق نہیں دیا. بلکہ ان کی اطاعت نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت سے مشروط کر دی ہے. غیر مشروط

اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول کی ہے. اور اللہ اور اس کے رسول کے سوا کسی اور کو غیر مشروط مطاع اور لازم اطاعت ٹھرانا انہیں اللہ اور اس کے رسول کا حق دینے کے برابر ہے جو کسی بھی صورت جائز نہیں.

جو کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ حکام و بادشاہ، علماء وعقلا یا پارلیمان کو اطاعت واتباع کا مطلق حق دیتا ہے وہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حق غصب کرتا ہے اور قرآن کے بیان کردہ عقیدہ حاکمیت اطیعواللہ و اطیعوالرسول کی مخالفت کرتا ہے.

آیت:۳۹

ی ایھاالذین امنوا طیعواللّٰہ و رسولہ ولا تولوعنہ وانتم تسمعون.(انفال:۲۰)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس سے منہ نہ پھیرو جبکہ تم سن رہے ہو.

وضاحت:

قرآن مجید میں اللہ تعالٰی نے اہل ایمان کو بار بار اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے. اس سے مقصد یہ ہے کہ وہ توحید اور ایمان کی حقیقت کو جان لیں. اللہ تعالٰی کا اپنے اور رسول کی اطاعت کو خاص ٹھرانے سے مقصد یہ ہے کہ مسلمان توحید حاکمیت کے تقاضوں کو پورا کریں. حاکمیت اور قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالٰی کو دیں، مطلق اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول کی ٹھرائیں، صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول کے احکام و قوانین کی اطاعت کریں. توحید حاکمیت صرف قلبی اعتقاد کا نام نہیں بلکہ اس کیلئے ضروری ہے کہ عملاً اپنے نظام زندگی میں اللہ تعالٰی کے احکام و قوانین کی اطاعت کی جائے. اس سے

آدمی کا ایمان پورا ہوتا ہے. اللہ اور اس کے رسول کی خاص اطاعت سے توحید اور ایمان مکمل ہوتا ہے. اللہ ورسول کے علاوہ کسی بڑے سے بڑے عالم وفاضل کو مطلق اور غیر مشروط اطاعت کا حق دے دینا توحید اور ایمان کے منافی ہے.

آیت: ٤٠

واطیعواللّٰہ واطیعوالرسول واحزرو فان تولیتم فاعلموا انما علی رسولنا البلاغ المبین.(المائدہ: ٩٢)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم نے منہ پھیر لیا تو جان لو ہمارے رسول پر کھول کر پہنچا دینے کے سوا کچھ نہیں ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکام کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اس سے ڈرایا ہے کہ اگر تم نے اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی اطاعت کو ترک کر دیا تو تمہیں اللہ کے عزاب سے ڈرنا چاہیے. اس آیت میں اللہ تعالٰی نے صرف اپنی اور اپنے رسول کی مطلق اطاعت کا حکم دیا ہے توحید الوہیت وحاکمیت کا تقاضہ ہے کہ مطلق اطاعت کا حق صرف اللہ کو دیا جائے اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت بھی فرض کی گئی ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی اتباع کر کے دکھانے والے ہیں اور ان کی اطاعت اللہ تعالٰی کی اطاعت ہے. اور وہ معصوم عن الخطا ہیں. اللہ اور رسول کے علاوہ مطلق اور غیر مشروط اطاعت کا حق کسی اور کو دینا اللہ کی الوہیت وحاکمیت میں شرک ہے.

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے عقیدہ توحید کی اس دعوت کو کھول کھول کر بیان کیا ہے تا کہ لوگ صرف اللہ کے حکم کی اطاعت کریں اور اطاعت واتباع کے لائق اور مطاع حقیقی اسے ٹھرائیں اور اللہ اور رسول کے علاوہ کسی اور ذات کو اطاعت کے لائق ٹھرالیا یا عملاً اللہ کے احکام و قوانین اور شریعت کی اطاعت سے پہلو تہی کی تو ایسے لوگوں پر اللہ ورسول کی حجت تمام ہو چکی ہے.

آیت: ٤١

واتبع مايوحى اليك من ربك ان الله كان بما تعملون خبيرا.

اور اس وحی کے پیچھے چل جو تیری رب کی طرف بھیجی جاتی ہے. بلاشبہ اللہ تمہارے اعمال سے خبر دار ہے.

وضاحت:

اسلامی عقیدے کے مطابق امر و نہی کا منبع اطاعت خداوندی ہے یہی ایک مصدر ہے جو اطاعت واتباع کے لائق ہے. پس اسی کا حکم انسانوں کیلیئے ایسا ہے جس کو مانا جائے کیونکہ وہی ان کے اعمال سے خبر دار ہے وہ جو حکم دے گا اور جس. چیز سے روکے گا اپنے علم و خبر اور انسان کی فطرت کے مطابق ہو گا. کیونکہ ان کو پیدا کرنے والا وہی ہے اور وہ جانتا ہے کہ کونسے احکام اس کی فطرت اور دنیا و آخرت میں اس کی بھلائی کیلیئے ہیں. اسلیئے انسان کو چاہیئے کہ وہ صرف مصدر اتباع اللہ تعالیٰ کو قرار دے. اطاعت کے لائق صرف اسی کو ٹھرائے اور اس کے احکام کی اطاعت واتباع کرے جو اس نے انسانوں کیلیئے نازل فرمائے ہیں.

آیت: ٤٢

وما اتکم الرسول فخزوہ ومانھکم عنه فانتھو.(الحشر:۱۷)

اور جو کچھ تم کو رسول دے اس کو لے لو اور جس سے تم کو روکے اس سے رک جاؤ.

وضاحت:

اس آیات سے صراحتاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیم میں مصدر قانون صرف ایک ہے یہ اسلامی دستور و آئین کی بنیادی شرط ہے. قانون صرف وہ ہے جسے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خدائے حاکم کی طرف سے پیش کیا. یہ قرآن بھی ہے اور سنت بھی کوئی شخص چاہے وہ امام ہو یا حکمران یا شوریٰ یا پارلیمان سب مل کر بھی ان احکام کو اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتے جو رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیش فرمائے اس سے ہٹ کر جو قانون سازی ہو گی وہ باطل ہے کیونکہ سند صرف اسی کو حاصل ہے. اگر کسی قانون کیلئے قرآن و سنت خاموش ہوں تو وہاں انہی کے اصول پر قانون سازی ہو سکتی ہے اور اس استثنا سے اصل نظریہ نہیں ٹوٹتا بلکہ اس میں اس کی گنجائش موجود ہے اور یہ اسی اصول کی فرع ہے.

اس آیت سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ صرف رسول کی ذات ہے جو مطلق اطاعت واتباع کا حق رکھتی ہے. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے گی اور روکے سے رکا جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کوئی شخصیت نہیں جس کو مطلق اطاعت اور امر و نہی کا حق حاصل ہو کہ اس کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے اور روکے سے رکا جائے. اس کی بات لی بھی جا سکتی ہے اگر وہ رسول ؐ کے اوامر و نواہی کے مطابق ہے اور اس کی بات رد بھی کی جا سکتی ہے اگر وہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قول اور حدیث سے مخالف ہے.

آیت: ٤٣

فاتقواللہ واطیعون ولا تطیعو امر المسرفین الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون.(الشعراء:١٥٠)

پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور مسرفین کے حکم کی اطاعت مت کرو. جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے توحید حاکمیت اور اطاعت کا مکمل عقیدہ پیش کیا ہے. توحید جو اثبات اور نفی دونوں سے مکمل ہوتی ہے. اللہ تعالٰی نے عقیدہ حاکمیت کے ضمن میں ان دونوں کا ذکر فرمایا ہے. توحید حاکمیت کا اولین تقاضہ ہے کہ اللہ رب العزت سے ڈر کر اس کی حاکمیت واطاعت اختیار کی جائے اور اس کی حاکمیت پر عمل تب ہی ہو گا جب اس کے رسولوں نے جو احکام و قوانین بتائے ہیں ان کی مکمل اطاعت کی جائے. اس لئے رسولوں کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے اس کے ساتھ حکم ہوا ہے کہ غیر اللہ کی ہر حاکمیت اور اطاعت کا انکار کیا جائے اور اللہ کی حاکمیت اور شریعت سے باغی مسرفین جباروں اور سرکشوں کی بات نہ مانی جائے ان کی غلامی و نوکری اور اطاعت اختیار نہ کی جائے.

اسلام اور شرک کے درمیان یہی دوراہا ہے. جس کے ایک طرف اللہ کی حاکمیت اور دوسری طرف غیر اللہ کی حاکمیت ہے. دعوت توحید کا سب سے پہلا اصرار اسی پر ہے کہ غیر اللہ کی حاکمیت واطاعت اور عبادت کا انکار کیا جائے. اللہ سے ورے شخصیات کی اطاعت کی نفی کی جائے چاہے وہ جس قدر ہی عالم

وفاضل ہوں. طاغی نظام وحکام کے خلاف سرکشی کی جائے اور متکبر سرکش احکام و بادشاہوں کی اطاعت واتباع اسلام کے نزدیک شرک ہے. اور انسانوں کی حاکمیت اور جبر سے آزادی اسلام کے مزاج کے عین مطابق ہے.

اس سے واضح ہوتا ہے کہ دین صرف عباداتی شعائر کو اللہ کے آگے بجالانے اور صرف ان کی اطاعت کرنے کا نام نہیں. بلکہ اس کا مطالبہ ہے کہ زندگی کے ہر معاملے میں نظام طاغوت اور سرکش ومتکبر اور جابر کی اطاعت واتباع کو ختم کیا جائے اور ساری زندگی میں اللہ کے احکام وقوانین اور شریعت کی اطاعت اختیار کی جائے. جو لوگ عباداتی شعائر کو چھوڑ کر باقی معاملات زندگی میں متکبر اور سرکش طاغوت کی اطاعت اختیار کرتے ہیں تو وہ غیر اللہ کے اطاعت گزار اور عبادت گزار ہیں.

رسولوں نے جو بے پناہ قربانیاں انسانوں کو بندوں کی اطاعت واتباع سے نکالنے ہی کیلئے دی ہیں تاکہ انسانوں کی پوری زندگی کو اللہ کے احکام وقوانین کا پابند بنایا جائے اور زندگی میں اللہ کا حکم اور شریعت نافذ کی جائے. انسان اس وقت اللہ کا عبادت گزار بنتا ہے جب وہ عقیدہ وعمل میں اپنی زندگی کو اللہ کی حاکمیت واطاعت میں دے. انبیاء کرام جب لوگوں کو اپنی اطاعت کا درس دیتے اور ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیتے. يقوم اعبدوا اللّٰہ مالکم من الہ غیرہ؛ تو اس سے مراد یہی ہوتا ہے کہ زندگی کے تمام معاملات میں غیر اللہ کی غلامی اور اطاعت کا انکار کیا جائے اور ایک اللہ کی اطاعت وعبادت کا اعتراف کیا جائے، سب سے بڑا شرک اور زمین میں واقع ہونے والا سارا فساد غیر اللہ اور انسانوں کی حاکمیت اور اطاعت کرنے سے وقوع پذیر ہوتا ہے. اس سے لوگوں اور معاشرے کے عقائد واعمال، اخلاق وتصورات اور زندگی کے تمام شعبے بگڑ جاتے ہیں. طاغوت اپنی حاکمیت اور اطاعت قائم کرنے کیلئے زمین میں ظلم وفساد مچاتے ہیں تاکہ

لوگوں کو اپنا غلام اور اطاعت گزار بنایا جائے غیر اللہ کی غلامی اور اطاعت اختیار کرنا ہی زمین میں فساد کی سب سے بڑی وجہ ہے اور اس کا نتیجہ ہمہ گیر خرابی اور فساد ہوتا ہے.

آیت: ٤٤

ثمہ جعلنك علی شریعة من الامر فاتبعها ولاتتبع اھواء الذین لا یعلمون.(الجاثیہ: ١٨)

پھر ہم نے تجھ کو امر دین کی ایک شریعت پر مقرر کیا پس تو اس کی اتباع کر اور ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کر جو علم نہیں رکھتے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے واضح فرمادیا ہے کہ اس نے مسلمانوں کیلئے ایک دین اور شریعت مقرر فرمائی ہے. دین اور شریعت کو بنانا اور احکام و قوانین کو وضع کرنا صرف اللہ تعالٰی کا حق ہے. یہ بھی اللہ تعالٰی کا حق ہے کہ اللہ تعالٰی کی اطاعت اور حاکمیت مطلقہ کے سامنے گردن جھکادی جائے. زندگی کے ہر معاملے اور حیات دنیاوی کے ہر مسئلہ میں شریعت کو فیصل سمجھا جائے،اس کی اتباع کی جائے اور اس کی حاکمیت کو قائم کیا جائے. زندگی کا کوئی پہلو اللہ تعالٰی کی اطاعت وحاکمیت سے خارج نہیں ہے. عبادت وسیاست، معیشت و معاشرت،احکام و قوانین، نکاح وطلاق،لباس،رسمورواج اور ذکر واذکار کے متعلق کوئی شخص اپنی طرف سے کوئی شرع اور طریقہ مقرر نہیں کر سکتا. اگر کوئی ایسا کرے گا چاہے دین کے نام پر ہی اپنی طرف سے لوگوں کو طریقہ اصلاح واذکار جاری کرے گا تو وہ بدعت وشرک ہوگا. اس طرح طریقت یا کسی اور نظام اطاعت کا اسلام میں کوئی جواز نہیں. اللہ تعالٰی نے اپنی حاکمیت اور شریعت مکمل

فرمادی ہے اب کوئی شخص انسانوں پر صاحب امر اور راہنماء شریعت نہیں بن سکتا جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو .اپنے بندوں کیلئے احکام اور شریعت کا اجراء،اصول وضوابط کا تعین اور اطاعت واتباع کا حق صرف اس کا ہے.اور اس کے علاوہ لوگوں کے اہواء وخواہشات پر چلنا ان کے وضع کردہ احکام وقوانین اور شریعت کی اتباع کرنا اور انہیں اطاعت وحاکمیت کا حق دینا جائز نہیں.

اسلام کا یہی عقیدہ حاکمیت اور اطاعت ہے جس کے تحت شریعت الٰہی غیر متبدل ہوتی ہے اور انسانی خواہشات ومیلانات کے ساتھ ساتھ تبدیل نہیں ہوتی لیکن جب لوگ شریعت الٰہی سے بغاوت اختیار کرتے ہیں اور اللہ کے احکام وقوانین کو اپنی خواہشات کے تابع بنا لیتے ہیں،اور اللہ کی حاکمیت واطاعت کو چھوڑ کر غیر اللہ کی اطاعت واتباع میں مصروف ہو جاتے ہیں.

یعنی صورتیں دو ہیں یا تو کوئی اللہ کی شریعت اور قانون پر چلے گا یا غیر اللہ اور لوگوں کی خواہشات اور قانون کی اطاعت کرے گا.خواہشات کی پیروی کرنے والے لوگ لیڈر وراہنماء ہیں یا علماء ورھبان ہیں یا پھر آج کے دور میں عقل اور اکثریت کے پجاری اہل پارلیمان ہیں.جو اللہؐ کی شریعت وقانون کو چھوڑ کر غیر اللہ کی اطاعت واتباع کی دعوت دیتے ہیں.جن کی اطاعت واتباع سے اللہ تعالٰی نے منع فرمادیا ہے.ایک اللہ کی شریعت اور قانون کی اطاعت ایک طرف اور غیر اللہ کی شریعت اور قانون کی اطاعت دوسری طرف ہے.تیسری کوئی صورت نہیں یا اللہ کی شریعت پر چلو یا غیر اللہ کی شریعت کی اتباع کرو.اللہ کی شریعت سے قدم نکالنے پر پاؤں غیر اللہ کی شریعت اور خواہشات کی پیروی کرتے ہیں جو کہ جاہل اور لاعلم لوگوں کا راستہ ہے جنہوں نے اللہ کی حاکمیت اور اطاعت میں شرک کیا ہے.جب کہ مسلمان اللہ کی حاکمیت اور شریعت پر ایمان لاتے ہیں اور صرف اسی کے احکام وقوانین کی اطاعت واتباع کرتے ہیں اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی سے بچتے ہیں یہی اسلامی عقیدہ توحید ہے جس سے انسان اپنے تصورات،شرائع

اور قوانین حاصل کرتا ہے. اس سے انسان کی زندگی میں سے ہواء ہوس اور مصلحت خارج ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ اللہ کی حاکمیت و شریعت اور عدالت لے لیتی ہے.

آیت: ٤٥

یایھاالنبی اتق اللّٰہ ولا تطع الکفرین والمنفقین ان اللّٰہ کان علیما حکیما. واتبع مایوحیٰ الیك من ربك ان اللّٰہ کان بما تعملون بہ خبیرا. (احزاب: ۲-۱)

اے نبی اللہ سے ڈرو اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانو، بیشک اللہ علیم و حکیم ہے. اور اتباع کر تو اس وحی کی جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف وحی کی جاتی ہے. بیشک اللہ تمہارے کاموں سے پورا خبر دار ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ کافروں اور منافقوں کی اطاعت مت کرو. ان کے رسم رواج، تہزیب، دنیاوی و معاشرتی قوانین و نظام، امر و نہی اور ان کی خواہشات و رائے اور ترغیب و تحریص پر عمل نہ کرو بلکہ اس وحی کی پیروی کرو جو تیرے رب کی طرف سے کی جاتی ہے. اس شریعت اور قانون کی اطاعت کرو جو اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے.

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بالواسطہ مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ کافروں کی خواہشات و آراء اور نظام و قانون کی پیروی نہ کریں. اور غیر اللہ کی حاکمیت و اطاعت سے پرہیز کریں بلکہ صرف ان احکام و قوانین

کی اطاعت کریں جو اللہ نے وحی کے ذریعے نازل فرمائے ہیں. کیونکہ اللہ کے نازل کردہ قوانین کی اطاعت اللہ تعالٰی کی علم و حکمت اور اس کی توحید الوہیت و حاکمیت کا اقرار واعتراف ہے.

آیت: ٤٦

ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطا.(کھف:٦٨)

اور اس کی اطاعت نہ کریں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے دین سے باغی لوگوں کی اتباع نہ کریں. جن کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے. جنہوں نے اللہ کے دین کو بالکل پرے پھینک دیا ہے. قرآن مجید میں دیگر جگہ جو بار بار اللہ کے دین کی نافرمانی کرنے والے لوگوں کی اطاعت سے منع کیا گیا ہے یہ اس لئے کہ اللہ تعالٰی لوگوں سے اپنی خالص اطاعت چاہتا ہے. کیونکہ یہ اللہ تعالٰی کی توحید الوہیت وحاکمیت اور عبادت کا مسئلہ ہے. اور جب انسان اللہ کے احکام و قوانین کو چھوڑ کر غیر اللہ کے قوانین کا متبع ہو جائے تو یہ اسلام کے عقیدہ توحید کے منافی ہے. لیکن آج لوگ اس ضمن میں ذرا خیال نہیں رکھتے کہ وہ کس نظام و شخصیات کی پیروی کر رہے ہیں. ان کو صرف اپنے دنیاوی مفادات سے عرض ہے. جس کیلئے وہ اللہ کے دین کے مخالف ہر طاغی و باغی کی اطاعت قبول کر لیتے ہیں. لیکن اللہ تعالٰی قرآن مجید میں اس

اصول دین اور عقیدہ اطاعت وحاکمیت کو بار بار بیان فرماتا ہے تاکہ لوگ اس بارے میں فکر مند ہوں اور غیر اللہ کی اطاعت واتباع سے باز آجائیں.

آیت: ٤٧

افغیر دین اللّٰہ یبغون ولہ اسلم من فی السموت والرض طوعاا و کرھا.(آل عمران: ۸۳)

کیا میں اللہ کے دین کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کروں جبکہ زمین وآسمان میں خوشی وناخوشی ہر چیز اس کی اطاعت کر رہی ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے زمین وآسمان پر اپنی حاکمیت مطلقہ سے انسانوں پر حاکمیت کا استدلال کیا ہے کہ جس طرح زمین وآسمان اور ساری کائنات پر اللہ تعالٰی کی حاکمیت قائم ہے. اور وہ اس کی بے چوں چرا اس اطاعت گزار ہے. اس طرح انسان کو بھی چاہیے کہ وہ اس کی حاکمیت اختیار کرے اور صرف اس کے احکام و قوانین کی اطاعت کرے. ساری کائنات کو اللہ تعالٰی نے اپنی حاکمیت اور عبادت کیلئے پیدا کیا ہے. اور ان کی عبادت یہی ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے اطاعت گزار ہیں. انسان کو بھی پیدا کرنے کا مقصد اللہ تعالٰی کا اسے اپنی حاکمیت اور اطاعت میں آزمانا تھا. کہ وہ اللہ کے دین اور نظام قانون کی اطاعت وعبادت کرتے ہیں یا نہیں. ساری کائنات اللہ کے حکم کے تابع ہے مگر ساری کائنات کے اندر صرف ایک انسان ہے جو زمین وآسمان جیسی اطاعت سے سرکشی کرتا ہے. اور اس کے نظام قانون اور شریعت کو چھوڑ کر غیر اللہ کے وضع کردہ قوانین کی اطاعت کرتا اور ان کی حاکمیت وعبادت اختیار کئے ہوئے ہے. لیکن ایمان وتوحید کا حامل

شخص اللہ تعالیٰ کے ان منطقی دلائل زمین وآسمان اور انسان کے مقصد تخلیق کو جانتے ہوئے ہرگز اس کے دین اور نظام کے علاوہ کوئی اور نظام قانون اختیار نہیں کرتا بلکہ صرف اللہ کے دین اور نظام و قانون کی حاکمیت واطاعت کو اپنے معاشرے میں قائم کرتا ہے.

آیت: ٤٨

ومن الناس من یجادل فی اللّٰہ بغیر ویتبع کل شیطان مرید کتب علیه انه من تولاہ فانه یضله ویهدیه الیٰ عزاب السعیر.(حج:۳)

اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے متعلق بغیر علم کے جھگڑتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کی اتباع کرتے ہیں. اس پر لکھ دیا گیا ہے جس نے بھی انھیں دوست بنایا تو وہ انھیں یقیناً گمراہ کردے گا اور اسے جہنم کے عزاب کی طرف راہ دکھائے گا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو اللہ کے حکم کی بجائے شیطان کی اتباع کرتے ہیں. اس شیطان سے مراد صرف شیطان ابلیس ہی نہیں بلکہ ہر وہ شخص سرکش شیطان ہے جو اللہ کی حاکمیت اور شریعت سے بغاوت کرتا ہے. شیطان کی راہ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی بجائے اپنی یا اوروں کی اطاعت کی طرف بلاتا ہے. جو لوگ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین اور شریعت کو چھوڑ کر انسانوں کے وضع کردہ دستور و قوانین اور نظام کی اطاعت کرتے ہیں وہ دراصل شیطان کی پیروی اور عبادت کرتے ہیں انھیں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اطاعت و عبادت میں شریک کرتے ہیں. ایسا وہ اپنی لاعلمی

وجہالت کی بناپر کرتے ہیں. لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی جہالت کو عزر نہیں تسلیم کیااور واضح فرمادیاہے کہ جو بھی غیر اللہ کے نظام و قوانین کی اتباع کرے گا وہ شیطان کا دوست اور گمراہی کے راستے پر گامزن ہے جو اسے جہنم میں لے جانے کا سبب بنے گا.

آیت: ٤٩

وان هزا صراطى مستقيما فاتبعوه ولا تتبع السبل فتفرق بكم عن سبيله ذلكم وصكم به لعلكم تتقون.(انعام:۱۵۳)

اور یہ میر اراستہ ہے جو سیدھاہے پس اس کی اتباع کرواور دوسرے راستوں کی اتباع نہ کروورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے پھیر دیں گے. یہ ہے جس کااللہ نے تمہیں حکم دیاہے تاکہ تم نافرمانی سے بچو.

وضاحت:

اللہ کاراستہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کواس کی حاکمیت اور اطاعت میں واحد اور یکتا سمجھا جائے. اس کے تمام انبیاء کرام کو اطاعت میں یکتار کھا جائے. اللہ کی حاکمیت میں کسی کو شریک نہ کیاجائے اور رسول کی اطاعت میں کسی دوسری مخلوق کو برابر نہ کیاجائے. اللہ کی توحید اور اتباع رسول میں کسی دوسرے کو نہ ملایاجائے. اللہ کے دین اور شریعت کے علاوہ کسی دوسرے نظام و قانون کو اختیار نہ کیاجائے. یہی اللہ اور رسول کا سیدھا راستہ ہے اور اس راستے کے علاوہ باقی تمام راستے غیر اللہ کی حاکمیت اور اطاعت کے راستے ہیں جو صراط مستقیم اور اللہ کی راہ کی بجائے گمراہی اور طاغوت کی اطاعت وعبادت کاراستہ ہے.

توحید حاکمیت اور اللہ کے اسماء وصفات

آیت: ۵۰

ذلکم حکم اللّٰہ یحکم بینکم واللّٰہ علیم حکیم. (ممتحنہ: ۱۰)

یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہارے مابین کیا ہے اور علم والا حکمت والا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم نازل کرنے کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ وہ علم اور حکمت والا ہے. اس نے جتنے بھی احکام و قوانین نازل فرمائے ہیں وہ اپنے علم و حکمت سے انسانوں کیلئے خیر و بھلائی سے بھرپور فرما دیے ہیں. اس لیے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین کی اطاعت اس یقین سے کرنی چاہیے کہ صرف اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین ایسے ہیں جو اللہ کے غیر محیط اور لامحدود علم کے مطابق انسانوں کیلئے خیر و بھلائی کا منبع ہیں. اور انسانوں کے وضع کردہ احکام و قوانین جو انسانوں نے اپنے محدود علم وضع کیے ہیں وہ کسی بھی صورت میں انسانوں کیلئے خیر و بھلائی کا باعث نہیں بن سکتے. انسانوں کے پاس علم و حکمت نہائت محدود ہے جو انسانوں کیلئے احکام و قوانین سازی کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی. حاکمیت و قانون سازی اسی ذات کا حق ہے جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے وہ ہر چیز کی فطرت اور انجام سے باخبر ہے. اسی لئے اس ذات باری تعالیٰ نے اپنے علم و حکمت کا ذکر کر کے اپنی حاکمیت کے ماننے کا حکم دیا ہے.

آیت: ۵۱

فریضة من اللّٰہ ان اللّٰہ کان علیما حکیما. (النساء: ۱۱)

یہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے بیشک اللہ تعالٰی خوب جاننے وال اور بڑی حکمت والا ہے.

وضاحت:

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں اس آیت کا تذکرہ بار بار کیا ہے. اور اس میں اپنی صفات علیم اور حکیم کا تزکرہ کیا ہے. اللہ تعالٰی کی ان صفات کو ماننا ایمان کیلیئے لازم ہے. یہ صفات حاکمیت کے ضمن میں اس بات کا تقاضہ کرتی ہیں کہ اللہ تعالٰی نے انسانوں پر جو احکام و قوانین نازل فرمائے ہیں ان میں انسانوں کے تمام مصالح و فطرت کے علم کو مد نظر رکھا گیا ہے اور صرف اللہ تعالٰی اپنی ان صفات علیم و حکیم کی وجہ سے انسانوں کیلیئے بہترین احکام و قوانین وضع کر سکتا ہے. کیونکہ وہ علیم و حکیم ہے. اور اس کے علاوہ کوئی انسان اپنے محدود علم کی بناپر انسانوں کیلیئے قوانین وضع نہیں کر سکتا. انسان جب قانون سازی اس لیے کرتا ہے کہ دور حاضر میں یہ بہتر ہے تو ایک صورت میں یہ اللہ کے علم محیط سے کفر ہے کہ اللہ نے جب اپنی شریعت نازل کی اس وقت اسے کوئی علم نہ تھا کہ آگے چل کر انسانیت کیا رخ اختیار کرے گی. اس کا لازمی نتیجہ ہوگا کہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ سے زیادہ جانتا ہے اس کی تدبیر اللہؐ کی تدبیر سے خوب تر ہے.

اس طرح دوسرے الفاظ میں اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں شرک اس کے اسماءوصفات سے کفر وانکار کے مترادف ہے.

آیت: ۵۲

ذلم ازکی لکم واطہر واللّٰہ یعلم وانتم لا تعلمون. (البقرہ: ۲۳۲)

تمہارے لئے بہت بہتر اور پاکیزہ طریقہ یہی ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے.

وضاحت:

اس آیت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار ذکر فرمایا ہے. اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات زمین اور آسمان کا خالق ہے وہی اللہ انسان کی فطرت سے واقف ہے اسل لیے اللہ تعالیٰ ہی حق رکھتا ہے کہ وہ انسان کی زندگی اور معاشرے کے متعلق احکام و قوانین اور شریعت مرتب کرے جو انسانی معاشرے کو امن اور عدل وانصاف پر چلا سکے. اس قسم کے نظام اور شریعت کیلئے غیر محدود علم کی ضرورت ہے ایسا علم جو زمانے کی بندشوں اور حاضر وغائب کی گرفت سے آزاد ہو. جس میں قریب و بعید اور محسوس وغیر محسوس کا فرق نہ ہو. یہ علم علم مطلق ہو اور ایسا علم خالق کائنات ہی کو حاصل ہے. جب کہ انسان کا علم نہائت محدود ہے اور وہ اس چیز کی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ اپنے معاشرے کیلئے احکام و قوانین وضع کر سکے. اس لیے اللہ تعالیٰ کے کلی علم و حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان شریعت اور قوانین اسی سے حاصل کرے. یہ اس کے علم و حکمت کا تقاضا ہے کہ اس کے احکام و شریعت کو قبول کیا جائے اور اسے اپنے نظام و معاشرے پر نافذ کیا جائے خواہ اس کی علت معلوم ہو سکے یا مخفی رہے. اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانا اور لوگوں کیلئے احکام و قوانین وضع کرنا اللہ کے علیم و حکیم ہونے اور اس کی الوہیت و حاکمیت کے انکار کے مترادف ہے.

آیت: ۵۳

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا. (الاسرا: ۸۵)

اور تمہیں تو بہت ہی تھوڑا علم دیا گیا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ انسان کو بہت ہی کم اور محدود علم و عقل دی گئی ہے. لہذا انسان کیلئے ممکن نہیں کہ وہ اپنے علم پر اپنے لیے ضابطہ حیات اور احکام و قوانین وضع کرے. انسانی عقل کا دائرہ بہت محدود ہے. یہ اللہ کے احکامو قوانین کی تمام حکمتوں اور جملہ مصالح کا احاطہ نہیں کر سکتی. اس لیے انسان سے مطلوب صرف یہ ہے کہ اللہ کی حاکمیت و قانون سازی اور احکام و قوانین کو من و عن تسلیم کرے اور اس کی اطاعت کرے جو کہ کلی علم رکھنے والا ہے.

آیت: ٥٤

انتم اعلم ام اللہ .(البقرہ: ١٤٠)

کیا تم زیادہ علم رکھتے ہو یا اللہ.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے انسانوں کو جو اللہ کے احکام پر اس کے علم اور حکمت پر یقین کرتے ہوئے من و عن عمل نہیں کرتے اسے ملک کا قانون و آئین نہیں بناتے بلکہ اس کے احکام کے فوائد اور نتائج پر غور شروع کر دیتے ہیں کہ معاشرے میں اس کے فائدے ہوں گے یا نقصان. اللہ تعالٰی نے ایسے لوگوں کو متنبہ کیا ہے کہ تمہارا علم تو اللہ کے مقابلے میں نہایت ناقص ہے تم اس کے احکام کی حکمتوں تک نہیں پہنچ

ہی نہیں سکتے۔ اس لیے تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ تم اللہ کے علم وحکمت پر ایمان لاتے ہوئے اس کے احکام و قوانین پر اس یقین کے ساتھ عمل پیرا ہو جاؤ کہ اسی میں تمہارے لیے بھلائیاں اور فائدے ہیں۔

توحید حاکمیت اور تحلیل و تحریم

آیت: ۵۵

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکو بہ شیاء وبالوالدین احسانا ولا تقتلو اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم ولا تقربو الفواحش ما ظھر منھا وما بطن...(انعام: ۱۵۱)

کہہ دیجئے آؤ میں پڑھ کر سناتا ہوں جو کچھ تمہارے رب نے تم پر حرام کیا تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھراؤ اور والدین کے ساتھ نیکی کرو اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تمہیں بھی اور انھیں بھی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے ہوں۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اپنے حلال و حرام اور احکام و قوانین ماننے کا حکم دیا ہے اس کے بعد اللہ تعالٰی نے شرک سے منع کیا ہے۔ اور اس کے بعد اپنے مزید احکام نازل فرمائے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت و قانون سازی اور اس کے حلال و حرام کو ماننا توحید ہے اور غیر اللہ کی قانون سازی اور تحلیل و تحریم کو ماننا اللہ تعالٰی کے ساتھ شرک ہے۔ اس لیے اللہ تعالٰی نے اپنے مزید احکام نازل کرنے کے بعد فرمایا: وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبع السبل فتفرق بکم عن سبیلہ؛ اور یقیناً یہ میرا

سیدھا راستہ ہے لہذا تم اس کی اطاعت کرو اور تم دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں گے.

اللہ تعالیٰ کے ان احکام حلال و حرام اور نظام و قانون کو اختیار کرنا ہی توحید کا سیدھا راستہ ہے. اور اللہ کے احکام و قوانین کو چھوڑ کر غیر اللہ کے نظام و قانون کی اتباع کرنا توحید کے سیدھے راستے کو چھوڑ کر اللہ تعالی کی الوہیت و حاکمیت میں شرک ہے.

آیت: ٥٦

انما النسیء زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما لیواطئوا عدۃ ما حرم اللّٰہ فیحلوا ما حرم اللّٰہ زین لھم سوء اعمالھم واللّٰہ لا یھدی القوم الظلمین. (التوبہ: ٣٧)

بے شک مہینوں کا آگے پیچھے کرنا کفر میں زیادتی ہے جس سے یہ کافر لوگ زیادتی میں مبتلا کیے جاتے ہیں کسی سال ایک مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال اس کو حرام کر دیتے ہیں تا کہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد پوری بھی کر دیں اور اللہ کا حرام کیا حلال بھی کر لیں ان کے برے اعمال ان کیلئے خوشنما بنا دیے گئے ہیں اور اللہ کافروں کو ہدائت نہیں دیتا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے بنائے گئے فطری قوانین کو تبدیل کرنے والوں کے کفر کو واضح کیا ہے اور اسے کفر میں زیادتی سے تعبیر کیا ہے. جبکہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ اللہ کے بنائے ہوئے فطری قوانین حق ہیں اور ان کی اتباع میں انسانیت کیلئے خیر و بھلائی ہے. لیکن پھر بھی یہ اپنی عقل

کے گھوڑے دوڑا کر اپنے لئے اور دوسروں کیلئے ان قوانین کو تبدیل کرتے ہیں ان کو تبدیل کرنے میں ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے ملک کی معاشی حالت کو بہتر بنا سکیں اور اپنی عوام کی طبعی مشکلات اور بدحالی دور کر کے دنیا کا مال ومتاع اکٹھا کر سکیں. اپنے تئیں یہ اسے معمولی سا گناہ خیال کرتے ہیں لیکن اللہ نے واضح فرما دیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کے مترادف ہے اور سب سے بڑا کفر ہے. اس کفر کی وجہ سے ان کی ان برائیوں کو ان کیلئے خوشنما بنادیا جاتا ہے اور وہ ان برائیوں کو ثواب اور عوام کی خدمت سمجھتے ہیں. اس طرح کسی ناصح کی نصیحت جو انھیں اللہ کی شریعت اور قانون کی طرف ذرا اثر نہیں کرتی اور وہ اپنے کفر پر اڑ جاتے ہیں. چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کیلئے ہدایت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں.

نسئ سے مراد مہینوں کو آگے پیچھے کرنا ہے جو اہل عرب حج کے مہینوں کو ہمیشہ خوشگوار موسم میں ہر سال کرنے کیلئے کرتے تھے تاکہ گرمی اور سردی کے مشکل مہینوں سے نجات مل سکے اور حج کیلئے لوگوں کو سفر کرنے میں آسانی ہو اور اس طرح انھیں تجارتی اور معاشی فوائد مل سکیں. اس کیلئے شمسی اور قمری مہینوں کو آگے پیچھے کر دیتے یا حرام مہینوں کو حلال کر دیتے اور حلال کو حرام بنا دیتے.

اللہ تعالیٰ نے ان کے بتوں کی عبادت اور شرک کے علاوہ ان کے اس کفر اور شرک کو بھی واضح کیا جو وہ اللہ کے احکامات میں ترمیم اور قانون سازی کر کے کرتے تھے. اور اسے کفر و شرک میں زیادتی اور سرکشی سے تعبیر کیا کیونکہ جس طرح اللہ کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں اس طرح احکام کا تعین کرنا، حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی حدیں مقرر کرنا بھی اللہ ہی کیلئے خاص ہے اور اس کا تعلق توحید حاکمیت سے ہے. تو جو کوئی بھی کسی بھی دنیاوی تاویل، دنیاوی مصلحت اور کسی بھی طریقے سے حلال و حرام اور اللہ کے احکام و قوانین کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ اللہ کی حاکمیت میں شرک اور صریح کفر کا مرتکب

ہو گا. بلکہ اللہ نے اس فعل کو کفر میں زیادتی قرار دیا ہے. اور ایسا کفر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا.

آیت: ۵۷

ولا تقولو لما تصف السنتکم الکزب ھزا حلل وھزا حرام لتفتروا علی اللّٰہ الکزب ان الذین یفترون علی اللّٰہ الکزب لا یفلحون. (النحل: ۱۱٦)

اور یہ جو تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے تو اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھا کرو جو لوگ اللہ پر جھوٹ اور افتراء باندھتے ہیں وہ ہر گز فلاح نہیں پایا کرتے.

وضاحت:

یہ آیت صاف واضح کرتی ہے کہ خدا کے سوا قانون سازی اور تحلیل و تحریم کا حق کسی کو بھی نہیں بالفاظ دیگر قانون ساز صرف وہی ہے دوسرا جو شخص بھی قوانین پر رائے زنی کرے گا اور اس کے حق اور اختیار کو اپنے ہاتھ میں لے کر جمہوری اصول کی بنیاد پر خود کو قانون ساز متصف کرنے کی جرأت کرے گا کہ فلاں قانون میری رائے میں عوام کیلئے بہتر ہے یا نہیں ہے، جائز ہے یا ناجائز ہے، یا اکثریت اس کو مانتی ہے تو وہ اپنی حد سے تجاوز کر کے اللہ کے حق قانون ساز حاکم اور اختیار تحلیل و تحریم میں شرکت کرنے کی کوشش کر کے کفر کا مرتکب ہو گا. الا یہ کہ وہ قانون الٰہی کو سند مان کر اس کے فرامین سے استنباط کرتے ہوئے کہے کہ فلاں چیز اللہ کے حکم کے مطابق جائز اور حلال ہے اور فلاں چیز ناجائز اور حرام ہے.

اس خود مختارانہ قانون سازی اور عملاً تحلیل و تحریم کو اللہ پر جھوٹ اور افتراء اس لئے فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اس طرح کے احکام نافذ کرتا ہے اس کا یہ فعل اس بات سے خالی نہیں ہو سکتا کہ وہ اس بات میں اللہ پر جھوٹ بولتا ہے کہ جسے وہ کتاب الٰہی کی سند سے بے نیاز ہو کر جائز یا ناجائز کہہ رہا ہے. اس طرح کا عمل لا محالہ اللہ کی الوہیت وحاکمیت کا انکار اور اس پر جھوٹ اور افتراء باندھنا ہے.

آیت: ۵۸

قل ارءیتم ماانزل اللّٰہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحللا قل اللّٰہ اذن لکم ام علی اللّٰہ تفترون.(یونس:۵۹)

اے نبی ان سے کہو تم لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ جو رزق اللہ نے تمہارے لیے اتارا تھا اس میں سے تم نے خود ہی کسی کو حرام اور کسی کو حلال ٹھرا لیا، ان سے پوچھو اللہ نے تم کو اس کی اجازت دی تھی یا تم اللہ پر افتراء کر رہے ہو.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رزق کی حلت و حرمت (قانون سازی) میں انسانوں کی رائے اور خواہش نفسانی پر وحی الٰہی کے برعکس کچھ چیزوں کو انسانوں کے لیے جائز اور قابل عمل ٹھرانے اور کچھ کو اپنی سوچ اور عقل پر ناجائز اور ناقابل اتباع ٹھرانے پر تنبیہ کی ہے.

یہاں غلط فہمی یہ پیدا ہوئی کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ گرفت صرف اس قانون سازی پر ہو گی جو دستر خوان کی چھوٹی سی دنیا میں مزہبی اختلاف واوہام یا رسم ورواج کی بنا پر لوگوں نے کھانے پینے کی چیزوں کے

متعلق کی ہے. اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اردو زبان میں لفظ رزق کا اطلاق صرف کھانے پینے کی چیزوں پر ہوتا ہے حالانکہ عربی زبان میں لفظ رزق محض خوراک تک محدود نہیں ہے. بلکہ عطا، بخشش، نصیب اور امر واحکام کے معنی میں عام ہے. اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جو کچھ عطا کیا ہے وہ سب رزق ہے جیسا کہ قرآن میں ہے. و مما رزقنھم ینفقون؛ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں. مشہور دعا ہے. اللھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعہ؛ یعنی ہم پر حق واضح کر اور اس کی اتباع کی توفیق دے. محاورے میں بولا جاتا ہے. رزق علماء؛ فلاں شخص کو علم دیا گیا ہے.

پس رزق کو محض دستر خوان کی سرحدوں تک محدود سمجھنا اور یہ خیال کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو صرف ان پابندیوں اور آزادیوں پر اعتراض ہے جو کھانے پینے کی چیزوں کے معاملے میں لوگوں نے بطور خود اختیار کرلی ہیں. یہ کوئی معمولی نہیں بلکہ بہت بڑی غلطی ہے. اسی وجہ سے خدا کے دین کی ایک بہت بڑی اصولی اور قانونی تعلیم واحکام لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل اور ان کی زندگیوں اور معاشرے سے ناپید ہو گئے ہیں.

یہ اسی غلطی کا نتیجہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں حلت و حرمت اور جواز و عدم جواز کا معاملہ تو ایک دینی معاملہ سمجھا جاتا ہے لیکن تمدن و نظام اور حدود کے وسیع تر معاملات میں اگر یہ اصول طے کرلیا جائے کہ انسان خود اپنے لیے حدود مقرر کرنے کا حق رکھتا ہے اور اسی بنا پر خدا کے قانون سے بے نیاز ہو کر قانون سازی کی جانے لگے تو عامی تو در کنار علمائے دین اور مفتیان قرآن و حدیث تک کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ چیز بھی دین سے اس طرح ٹکراتی ہے اور اللہ کے حکم سے کفر وانکار اور اس کی حاکمیت میں شرک ہے. جس طرح کھانے پینے کی چیزوں میں اللہ کے حکموں سے برعکس خود اور عوام کیلئے بھی جائز و ناجائز کی حدود مقرر کرلینا کفر ہے.

آیت: ۵۹

سیقول الذین اشرکوالو شاءاللّٰہ ما اشرکنا ولا اباؤنا ولا حرمنا من شیء.(انعام:۱۴۸)

یہ مشرک لوگ کہیں گے کہ اگراللہ چاہتاتونہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ داداا ور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھراتے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تشریعی حاکمیت یعنی قوانین سازی اور حلال وحرام کے تعین میں شرک کو واضح فرمارہے ہیں. اس شرک کے متعلق جس سے مسلم عوام بہت کم وقفیت رکھتے ہیں اور علماء بھی اس کو بیان نہیں کرتے لیکن قرآن شرک کی اس حقیقت کو کھول کھول کر بار بار بیان فرماتا ہے کہ جس طرح غیراللہ کو فوق الفطری امور میں اللہ کا شریک سمجھنا اور ان امور میں دعا والتجا کرنا شرک ہے. اس طرح انسانی امور میں قوانین واحکام سازی میں اپنے آپ کو اللہ کے علاوہ دوسروں کو اختیار دینا اور شریک کرنا بھی شرک ہے.

اس سے آج کے مشرکین کا شرک واضح ہوتا ہے جو اعتقاداً تو اللہ کے احکام و قوانین کو مانتے ہیں لیکن عملاً خود اپنی خواہش اور اکثریت سے اللہ کے احکام و قوانین کے برعکس قوانین بناتے ہیں یا انگریزوں کے بنائے ہوئے قوانین اور حلال و حرام کو اپنے لیے اور لوگوں کیلئے بھی واجب الاطاعت ٹھراتے ہیں. پہلے کے مشرکین اللہ کے حلال و حرام کو مانتے ہی نہ تھے تو وہ کفر جہالت اور کفر تکذیب کے مرتکب ہوتے تھے. لیکن آج کے مشرکین دین اور شریعت کے قوانین کو پہچان کر بھی اسے ٹھوکر مارنے کی وجہ سے کفر

انکار اور کفر سرکشی کے مرتکب ہو رہے ہیں. یہ ان مشرکین سے بھی بد ترین ہیں اور اللہ کے مقابل طاغوت ہیں جو لوگوں سے اپنے وضع کردہ قوانین اور تبدیل کردہ حلال و حرام کی اطاعت وعبادت کرتے ہیں. تو ایسے طاغوتوں اور مشرکوں کو پہچاننا اہل ایمان کا فرض ہے تاکہ وہ ان کا انکار کر کے اللہ کے دین اور شریعت کی طرف رجوع کر سکیں اور اللہ کی توحید اور اپنے ایمان کی حفاظت کر سکیں.

آیت: ٦٠

قاتلوا الذین لا یو منون باللّٰہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ماحرم اللّٰہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون.(التوبہ: ۲۹)

ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اس چیز کو حرام نہیں ٹھراتے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام ٹھرایا ہے اور دین حق کو قبول نہیں کرتے وہ جو اہل کتاب میں سے ہیں یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حرام کردہ کو حلال اور حلال کردہ کو حرام ٹھرانے والوں اور شریعت اور دین حق کے احکام و قوانین کو نہ ماننے والوں سے قتال کا حکم دیا ہے. اللہ کے احکام و قوانین کو نہ ماننا یا انھیں تبدیل کر دینا صریح کفر و شرک ہے اور اللہ کی الوہیت و حاکمیت کا انکار ہے جس سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے. اللہ کے حرام کردہ کو حلال اور اس کے حلال کردہ کو حرام ٹھرانے والوں میں مختلف قسم

کے لوگ شامل ہیں وہ بھی جو حکم شریعت کو مکمل طور پر کسی دوسرے قانون سے بدل ڈالیں اور وہ بھی جو حکم شریعت میں ترمیم کردیں. اس لیے اس موضوع کو تفصیل سے سمجھنا ہوگا.

یہ تفصیل بہت اہم ہے کیونکہ موجودہ شرک شرعی احکامات کا کلی انکار کی بجائے اس کی حدود میں ہے. شرعی احکام میں ترمیم سے مراد ہے کہ اللہ کے حرام کردہ کو حلال نہ کہا جائے مگر اس پر شرعی سزا نہ مقرر کی جائے یا سزا مقرر تو کی جائے مگر اسے بدل دیا جائے مثلاً زنا کی سزا سنگساری اور کوڑوں کی بجائے قید و بند رکھ دی جائے تو یہ اس حرام کو مباح قرار دینے ہی کے مترادف ہے. الغرض اس تبدیلی کا نتیجہ بھی وہی نکلے گا یعنی شرکیہ قانون سازی اللہ کے حرام کو حلال کرنا یہ وہ عظیم جرم ہے جسے قرآن نے کفر و شرک قرار دیا ہے.

مستشار علی جریشہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

قرآنی آیات جب اللہ کے حرام کردہ کو حلال اور اس کے حلال کردہ کو حرام ٹھرانے والوں کی مزمت کرتی ہیں تو وہاں ان دونوں قسم کے لوگوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے...وہ جو حکم شریعت کو مکمل طور پر کسی دوسرے قانون سے بدل ڈالیں...اور وہ بھی جو حکم شریعت میں ترمیم کریں. مثلاً جس شخص نے شراب حرام کی بجائے مباح قرار دی تو گویا اس نے اللہ کے حکم کو حرام سے بدل کر حلال میں تبدیل کر دیا اور یوں وہ صریح کفر و شرک کا مرتکب ہوا پھر جس طرح یہ ممکن ہے کہ حرام کو سیدھا سیدھا حلال قرار دے کر پورا حکم ہی بدل دیا جائے اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ اس حکم میں بعض ضمنی تبدیلیوں سے حرمت کو حلت میں تبدیل کر دیا جائے. مثلاً شراب کی حرمت نص اور اجماع دونوں سے ثابت ہے. پس اگر خود سے کوئی قانون بنایا جائے جس میں شراب نوشی کو صراحتاً حلال تو نہ کیا جائے لیکن اس پر کوئی سزا مقرر نہ ہو تو یہ شراب کو مباح قرار دینے کے مترادف ہے اور مباح بھی حلال کی ایک قسم ہے. الغرض اس تبدیلی کا

بھی وہی نتیجہ نکلے گا کہ اللہ کا حرام کردہ امر حلال ٹھرے گا. اس طرح اگر کوئی خود ساختہ قانون محض مخصوص شخصیات کو بعض مخصوص حالات میں شراب نوشی کی شرعی سزا سے مستثنی رکھتا ہے تو گویا وہ شراب نوشی کو ان مخصوص حالات میں مباح قرار دیتا ہے یعنی دوسرے لفظوں میں وہ مخصوص حالات میں اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال ٹھراتا ہے پس یہ صورتیں حکم شریعت کو مکمل طور پر کسی دوسرے قانون سے بدل ڈالنے میں داخل ہیں.

جبکہ دوسری صورت یہ ہے کہ اصل حکم تو اپنی جگہ باقی رکھا جائے، حرام کو حلال نہ کہا جائے لیکن اللہ نے اس جرم پر جو سزا مقرر کی ہے اس میں ترمیم کر دی جائے. مثلاً کسی فعل کو حرام تو کہا جائے اور اس فعل کے مرتکب کو سزا بھی دی جائے لیکن جو سزا شریعت نے مقرر کی ہے.... مثلاً کوڑے یا سنگساری اس میں ترمیم کر کے اسے سزائے قید میں بدل دیا جائے. یہ کہنا بھی غلط نہ ہو گا کہ ایسے خود ساختہ قوانین جو حکم شرعی میں ترمیم کرتے ہوں دراصل حکم شرعی کو کسی دوسرے قانون سے بالکلیہ بدل ڈالنے ہی کے مترادف ہیں جب رب حکیم نے جو اپنی مخلوق سے خوب آگاہ اور باریک بین و باخبر ہے. اس کہ کسی حکم اور سزا کو کسی دوسری سزا سے بدل دینا ایک طرح کا عدول ہی ہے. لہذا یہ عدول و تعدیل (یعنی حکم شرعی کو بالکلیہ بدل دینا یا اس میں جزوی ترمیم کرنا) دونوں ہی اللہ کی راہنمائی سے آزاد ہو کر چیزوں کو حلال و حرام قرار دینے میں داخل ہیں اور یہ وہ عظیم جرم ہے جسے قرآن نے کفر و شرک قرار دے کر ملیامیٹ کرنے کا حکم دیا ہے...اور بلاشبہ یہ مخالفت شرع کی انتہائی صورتیں ہیں. "

اس لئے ایسا جرم کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے قتال کا حکم دیا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور یوم آخرت پر ایمان نہ لانے کے برابر قرار دیا ہے. اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا. ولایدینون دین الحق؛ وہ دین حق، اللہ کی شریعت اور اس کے احکام و قوانین کو تسلیم نہیں کرتے اس کو اپنے ملک و معاشرے پر قائم

نہیں کرتے اور اس کے نفاذ میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں. اس طاغوتی گروہ کے خلاف جہاد و قتال کرنا اور اللہ کے دین کو سربلند کرنا، چاہے وہ سیاسی قیادت ہو یا اجتماعی و اقتصادی کوئی فرقہ ضلالہ ہو یا مشرک گروہ کے خلاف جہاد و قتال کرنا اور اللہ کے دین کو سربلند کرنا اور ان پر اللہ کے احکام و قوانین اور حلال و حرام کو نافذ کرنا فرض ہے. وھم صاغرون؛ یہاں تک کہ وہ اللہ کی حاکمیت اور اس کے حلال و حرام کو تسلیم کر لیں.

توحید حاکمیت اور ملکیت و بادشاہت

آیت: ٦١

وللّٰہ ملك السموت والارض وما فیھن وھو علی کل شیء قدیر. (المائدہ: ١٢٠)

اور آسمانوں اور زمینوں کی اور جو کچھ ان میں ہے اس کی بادشاہت اللہ ہی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے.

وضاحت:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ اپنی ملکیت، بادشاہت اور حاکمیت و اقتدار کو بیان فرمایا ہے. پوری کائنات اللہ کی ملک ہے اور اس کے احاطہ واقتدار میں ہے. اس لیے حکومت، قدرت، بادشاہت اور قانون اسی کا ہے. اور اسی نے حق و عدل کے ساتھ وہ قواعد و ضوابط انسانوں کیلئے وضع کیے ہیں جو فطرت کائنات سے ہم آہنگ ہیں اور اسی میں انسانیت کیلئے خیر و فلاح ہے کہ وہ اللہ کی بادشاہت اور غلامی کو قبول کریں اور اس کے حکم و قوانین کے اطاعت گزار اور عبادت گزار ہوں. اور اس کے حکم کے خلاف کسی کی بادشاہت اور اطاعت قبول نہ کریں.

الوہیت وحاکمیت فقط اللہ کی ہے۔ حکم وامر اسی کا ہے، فیصلہ اسی کا ہے، وہی بادشاہ مطلق ہے، اسی کے قبضہ قدرت میں آسمان اور زمین کی ہر چیز ہے اسی کا نام توحید ہے۔ توحید اسلام ایجابی توحید ہے۔ یعنی یہ ہی نہیں کہ خدا واحد مالک اور بادشاہ ہے۔ بلکہ اسی کا حکم پوری کائنات میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ تمام کائنات اسی کی ہے اور وہ اس کا واحد مالک و مختار ہے۔ اس نے انسانیت کیلئے ایک ہی شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے، انسان کو جملہ مسائل حیات میں اس کی غلامی اور پیروی کرنی چاہیے اور قانون میں اسے یکتا تسلیم کرنا چاہیے کیونکہ ہر شئے کا مالک وہ ہے اور در حقیقت دونوں امر متلازم ہیں کہ جو مالک ہوگا وہی حاکم وسلطان بھی ہوگا۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ساری کائنات کا مالک ہے اس لیے ساری کائنات کا مقتدر وسلطان بھی وہی ہے اور انسان بھی اسی کائنات میں ہے اور اسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی باشاہت، حکم اور قانون کو انسان پر نافذ کرے اور کسی اور کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اللہؐ کی زمین پر اپنی بادشاہت وملکیت جمائے اور اس پر اپنا حکم و قانون وضع اور نافذ کرے بلکہ اللہؐ کی ملکیت اور بادشاہت کو تسلیم کرے اور خلیفۃ الارض ہونے کی حیثیت سے اس کی بادشاہت اور حکم و قانون کو نافذ اور قائم کرنے کیلئے تگ ودو کرے۔

انسان نے اللہ کو آسمان اور آخرت کا مالک و بادشاہ مانا ہے لیکن زمین کا مالک و بادشاہ اور حاکم ہونے کی نفی کر کے توحید کی افادیت اور فاعلیت ختم کردی ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو آسمان کا الٰہ تو مانتے ہیں زمین کا نہیں یعنی وہ زمین میں کسی اور کے احکام پر چلنے کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک اللہ نظام وکائنات میں تصرف کا اختیار تو رکھتا ہے اور آخرت میں مالك يوم الدين؛ لوگوں کے حساب کے دن کا بھی مالک ہے مگر وہ انسانی زندگی کا مالک والٰہ نہیں ہے۔ آسمان میں حکومت و بادشاہت تو اسی کی ہے مگر زمین میں لوگوں کی زندگی میں حکم کسی اور کا چلنا چاہیے۔ انسانوں کو اپنی زندگی کیلئے اپنی عقل و تجربے اور مصلحت وجمہوریت کے مطابق قانون سازی کا حق حاصل ہے۔ حالانکہ انسانیت کے معاملات صرف اسی وقت سنور سکتے ہیں جب وہ اس حقیقت پر ایمان لائے۔ قانون سازی اور جزاوسزا کا اختیار صرف اللہ ہی کو حاصل ہے۔ ایک ہی

سلطنت ہے، ایک ہی بادشاہت ہے جو قانون ساز بھی ہے اور جزاوسزا کی مالک بھی ہے. اس کی بادشاہت اور ملکیت ہر شئے پر محیط ہے اور انسانی حیات کا کوئی معاملہ اس سے باہر نہیں.

سہل اور آسان معنوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری جان اپنی نہیں، تمہارا مال اپنا نہیں، تمہاری جائیداد اپنی نہیں، تمہارا ملک وعلاقہ اپنا نہیں بلکہ یہ سب اللہ کی ملکیت ہے اس لئے اللہ کی ملکیت ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ تم نے اگر اللہ کے قوانین کے مطابق ان پر تصرف کیا تو تم اللہ کو اپنا مالک کہلانے میں حقدار ہو لیکن اگر تم نے اپنی جان ومال اور ملک وسلطنت پر غیر الٰہی قوانین کا نفاذ کیا تو پھر تم چاہے اللہ کے مالک ہو نے کا جس قدر بھی اقرار کرتے رہو لیکن عملًا تم اللہ کو ہر چیز کا مالک ماننے سے انکاری ہو تمہارا سیاسی نظام، معاشی نظام، قوانین ودستور تو تمہاری اپنی خواہشات اور جمہوری نظام وقوانین کے تابع ہو پھر تم دعویٰ کرو کے ہمارا مالک اور حاکم اللہ ہے اور ہم اس کے غلام ہیں ایک منافقانہ اور جھوٹا اقرار ہے جو اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں پھر تمہارے دنیا کے کاغزوں میں تمہارا مزہب اسلام اور اللہ کا غلام لکھا ہو لیکن اللہ کے رجسٹر میں تمہارا مالک اور دین وہی لکھا ہے جس کے نظام اور قوانین پر تم چل رہے ہو. اللہ کے دربار میں تمہارا مالک تمہارا بادشاہ ہے اور تمہارا دین اسلام کی بجائے دین بادشاہی ہے.

آیت: ٦٢

قل لمن الارض ومن فیھا ان کنتم تعلمون گ سیقولون للّٰہ قل افلا تزکرون.

(المومنون: ٨٤)

کہو کس کی ہے یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے. وہ ضرور کہیں گے اللہ ہی کی ہے کہہ دیجئے کیا پھر تم نصیحت نہیں پکڑتے.

نیز ارشاد فرمایا:

قل من مربیدہ ملکوت کل شیء گ سیقولون للّٰہ قل فانی تسحرون.

(المومنون:۸۸-۸۷)

کہیے کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے...وہ کہیں گے کہ یہ اللہ ہی کے ہے تو کہیے پھر کہاں تم کو جادو کیا جاتا ہے.

بل اتینهم بالحق و انهم لکزبون. (المومنون؛۹۰)

بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے اور بلاشبہ وہ تکزیب کرنے والے ہیں.

وضاحت:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنی ملکیت و بادشاہت کا تزکرہ فرمایا ہے. کون ہے جو زمین کا مالک ہے زمین اور اس میں جو کچھ ہے اس کا خالق ہے اور کس کے قبضہ قدرت اور حاکمیت میں یہ ساری زمین ہے تو مشرکین ضرور کہیں گے کہ یقیناً یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا زمین پر اپنی ملکیت اور حاکمیت بیان کرنے کا مقصد اور ہے. وہ مقصد یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آگے ذکر فرمادیا ہے. جب زمین پر ملکیت و حاکمیت اللہ کی ہے تو انسان اور ان کے معاملات پر بھی حاکمیت دین حق اور اللہ تعالیٰ کی ہے. لیکن

مشرکین اس کا انکار کرتے ہیں. بل اتینھم بالحق وانھم لکذبون؛ بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے اور بلاشبہ وہ تکذیب کرنے والے ہیں.

مشرکین زمین پر اللہ تعالیٰ کی ملکیت تسلیم کرتے تھے لیکن اپنی زندگی میں اللہ کی ملکیت وحاکمیت کو قبول نہیں کرتے تھے وہ مانتے تھے کہ ہر چیز کی ملکیت وحاکمیت اللہ کی ہے. مگر اس کے باوجود حکم، اطاعت اور عبادت میں غیر اللہ کی طرف رخ کرتے تھے. سیقولون لله قل افلا تذکرون؛ وہ کہیں گے (زمین کی ملکیت) اللہ کی ہے تو کہو تم یاد کیوں نہیں رکھتے.

اس آیت کا مطلب یہی ہے جب ہر چیز پر تسلط و بادشاہت اسی کی ہے تو وہی دنیا کا حقیقی بادشاہ اور حاکم ہے. وہ کہتے تھے کہ اللہ ہی خالق ومالک ہے لیکن اس کے باوجود اپنے رسم ورواج میں اپنے سرداروں اور کاہنوں کے آگے سر اطاعت خم کرتے تھے. ان کی حاکمیت کو قبول کرتے تھے. اور اللہ تعالیٰ کے احکام وقوانین اور دین حق کی اطاعت اور حاکمیت قبول نہیں کرتے تھے. جب زمین کی ہر چیز کی بادشاہت اور ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہے تو انسانوں کی زندگی میں بھی اس کی بادشاہت اور حاکمیت قائم ہونی چاہیے.

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور صفات کے بیان میں دل اور عقل کو توحید الٰہی کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے کیا اس کائنات میں کوئی اور بھی ہے جس کی یہ صفات اور اختیارات ہوں. پھر مشرکوں نے یہ خود ساختہ شریک کیوں گھڑ لیے ہیں. جو انہیں دستور حیات اور احکام وقوانین دیں. وہ اللہ کو چھوڑ کر ان باطل معبودوں اور طاغوتوں کی اطاعت کیوں کرتے ہیں. اپنے حقیقی حاکم اور الٰہ کے حکموں اور قوانین سے روگردانی کیوں کرتے ہیں. اس سے بغاوت اور انکار کیوں کرتے ہیں. اللہ تعالیٰ کی قرآن مجید میں ان بے شمار واضح آیات ودلائل کے باوجود ان کا اللہ کی حاکمیت اور اس کے نظام وشریعت سے روگردانی کرنا نہایت افسوس ناک ہے.

آیت: ٦٣

لم یکن شریك فی الملك. (الاسراء:١١١)

اس کی ملکیت میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید ملک و حکم کا ذکر فرمایا اور واضح اعلان فرمایا ہے کہ اس کی ملکیت اور حکومت میں کوئی شریک نہیں. زمین و آسمان اللہ ہی کی ملکیت ہیں ہر چیز پر اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت اور اقتدار قائم ہے اور ہر چیز اللہ تعالی کی حاکمیت اور اس کے حکم کی اطاعت گزار ہے. اس کے علاوہ کوئی بھی نہ زمین و آسمان کی ملکیت و قدرت رکھتا ہے اور نہ حکومت و حاکمیت میں تصرف رکھتا ہے. اللہ تعالیٰ کی زمین و آسمان کے ہر ذرے پر ملکیت و حاکمیت قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کی جس طرح فوق الفطری معنوں میں زمین و آسمان پر ملکیت و حاکمیت قائم ہے. اسی طرح تشریعی معنوں میں بھی زمین پر وہی حکومت و حاکمیت کا حق رکھتا ہے اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں. زمین پر انسانی زندگی کے تمام معاملات پر ملکیت و تصرف اور حاکمیت و قانون سازی کا حق صرف اس کے پاس ہے. جب ہر چیز کا مالک و خالق وہ ہے تو ہر چیز کا حاکم و قانون ساز بھی وہی ہے اور اطاعت کے لائق بھی صرف اسی کی ذات ہے. اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی حاکمیت و اطاعت کرنا اسے اللہ کے ساتھ شریک کرنا ہے.

شرک صرف ان سادہ صورتوں پر ہی موقوف نہیں جن کو قدیم مشرکین جانتے تھے. بہت سے مشرک وہ ہیں جو ہر دور میں اللہ کی حکومت و اقتدار میں شریک بناتے ہیں اور اللہ کے علاوہ اوروں کو اس کی ملکیت

وحاکمیت اور قانون سازی واطاعت میں متصرف کرتے ہیں.اس شرک کے مرتکب آج کل بہت زیادہ لوگ ہیں مگران کو شعور نہیں.قدیم مشرک اقوام کاانجام ہلاکت وبربادی سب کے سامنے ہے اب کیایہ جدید مشرک بھی ایسے ہی وقت کے انتظار میں ہیں. یقیناً مشرکوں کاانجام یہی ہوتاہے.

آیت: ٦٤

ذلکم اللّٰہ ربکم له الملك لااله الاهوا فانی تصرفون.(الزمر:٦)

یہ ہے اللہ تمہارارب اسی کی بادشاہی ہے اس کے سواکوئی معبود نہیں پھر تم کہاں بہکے جاتے ہو.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے کہ وہی اللہ تمہارارب ہے.اس لیے له الملك؛حکومت اور بادشاہت بھی اسی کی ہے.لااله الاھوا؛اور اس کی حکومت وبادشاہت میں کوئی شریک نہیں.الوہیت وحاکمیت صرف اسی کیلئے خاص ہے.جب ساری زمین وآسمان کی ملکیت وبادشاہت اس کی ہے توانسان اللہ کی الوہیت وحاکمیت میں کسی اور کو شریک کیوں ٹھراتاہے.اس کے علاوہ حاکم وقانون ساز کسی اور کو کیوں ٹھراتا ہے اوراس کے احکام وقوانین کو چھوڑ کر غیراللہ کے احکام وقوانین کی اطاعت کیوں کرتا ہے.الغرض اللہ کی ربوبیت والوہیت کاتقاضہ یہ ہے کہ انسان اس کی حاکمیت واطاعت میں کسی کو شریک نہ ٹھرائے.

آیت: ٦٥

ان الارض لله.(الاعراف:۱۲۸)

بیشک زمین تواللہ کی ہے.

وضاحت:

یہ آیت معنوی طور پر قرآن مجید کی آیت ان الحکم الاالله کے متماثل ہے. یہ آیت واضح کرتی ہے کہ جب زمین کی ساری ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہے تو زمین پر حاکمیت کا حق بھی صرف اسی کیلئے ہے. یہ زمین اللہ کی ہے تو اس پر قانون بھی اللہ کا ہونا چاہیے. صحابہ کرام اس آیت کی تشریح یہی سمجھتے تھے. اس لیے وہ زمین پر اللہ کی حاکمیت اور اس کے دین کے قیام کیلئے مصروف جہاد رہے کہ زمین پر صرف اللہ کا کلمہ اور حکم نافذ ہو سکے.

توحید حاکمیت اور طاغوت

آیت: ٦٦

ولقد بعثنا فی کل امة رسول ان اعبدوالله واجتنبوالطاغوت.(النحل:٣٦)

اور یقیناً ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو.

امام ابن القیم فرماتے ہیں:

طاغوت ہر اس معبود یا مطاع یا متبوع کو کہتے ہیں جن کی وجہ سے بندہ اپنی حد سے تجاوز کر جائے اور ہر قوم کا طاغوت وہ ہے کہ جس کی طرف وہ اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ وہ فیصلے کیلئے جاتے ہیں یا اللہ کے سوا اس کی عبادت کرتے ہیں یا اللہ کی جانب سے کسی بصیرت کے بغیر وہ اس کی اتباع کرتے ہیں یا جن کی وہ ان امور میں اطاعت کرتے ہیں جن کے متعلق انہیں معلوم نہیں کہ وہ اطاعت تو اللہ کی ہونی چاہیے اور جب ان طاغوتوں اور ان کے ساتھ لوگوں کے معاملات پر غور و فکر کرو گے تو تم دیکھو گے کہ ان کی اکثریت اللہ کی عبادت سے اعراض کر کے طاغوت کی عبادت میں لگی ہوئی ہے. اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف فیصلے کے لیے جانے کی بجائے طاغوت کی طرف فیصلے کیلئے جاتے ہیں اور اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اتباع سے ہٹ کر طاغوت اور اس کی اتباع میں مشغول ہیں. (اعلام الموقعین)

وضاحت:

ساری انسانی تاریخ میں اسلام اور کفر کے درمیان جو معرکہ قائم و دائم رہا، حق اور باطل کے درمیان جو اختلاف ہمیشہ برپا رہا اس کی وجہ اختلاف یہی تھی کہ کائنات اور زمین پر کس کی الوہیت و حاکمیت قائم ہے. خدائے واحد کی یا طاغوتوں کی. انسانوں کا الٰہ اللہ وحدہ ہے یا طاغوت. کس کی حاکمیت قائم ہو گی. کائنات کا معاملہ اور انسانوں کی زندگی کے معاملات کون چلائے گا اور کس کی شریعت و قانون چلیں گے. کون اپنی اطاعت بندوں سے منوائے گا. آیا ایک اللہ وحدہ یا طاغوت پس یہی فیصلہ کن سوال تھا جس پر ہمیشہ سے اسلام اور کفر کا معرکہ بپا رہا جو آج بھی جاری ہے.

انبیاء کی دعوت ہمیشہ سے ایک رہی اور اس کا مقصد بھی ایک تھا کہ لوگوں کو ان کے الٰہ واحد کی پہچان کرانا، اس کی الوہیت و حاکمیت کا تعارف کرانا، لوگوں کو اللہ وحدہ کا عبادت گزار اور اطاعت گزار بندہ بنانا، مخلوق کی بندگی اور اطاعت کو باطل ٹھہرانا اور اللہ کی الوہیت، حاکمیت اور عبادت کے حق کو صرف اسی

کیلئے خالص کرنا. لیکن مجرم طاغوت اللہ تعالیٰ کے اس حق پر ڈاکہ مارتے ہیں، انسانوں کی زندگی میں اللہ کی حاکمیت کے مقابل اپنی حاکمیت چلاتے ہیں، انسانوں کو اللہ کی بندگی اور اس کے قوانین سے ہٹا کر اپنا غلام وبندہ بناتے ہیں اور اپنے خود ساختہ قوانین ان پر چلاتے ہیں. رسول اور ان کی دعوت ہمیشہ اس چھینے ہوئے حق کو طاغوتوں کے ہاتھوں سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس کو اس کے شرعی مالک یعنی اللہ سبحانہ کی طرف لوٹایا جائے. یہ دعوت سب سے پہلے ان لوگوں کی جڑ کاٹنا چاہتی ہے جو الوہیت وحاکمیت کی چوٹی پر چڑھ بیٹھتے ہیں. ان میں سے بعض کاہن اور سردار ہیں، بعض علماء ورھبان ہیں، اور بعض حکومت وامر پر قبضہ جما چکے ہیں یہ سب خدائی اختیارات کے مدعی ہیں، قانون سازی اور تحلیل وتحریم پر مسلط ہیں، آج کے دور میں اہل جمہوریت اور پارلیمان سب طواغیت ہیں جو اللہ کے اس حق کو غصب کرتے ہیں اور اپنے وضع کردہ احکام وقوانین کی اللہ کے بندوں سے اطاعت وعبادت کرواتے ہیں.

اگر ہم تاریخ کی طرف نظر دوڑائیں تو ہمیں علم ہوگا کہ اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا ہر نبی دعوت دین کو انفرادی سطح سے شروع کر کے اجتماعی سطح پر ریاست کی صورت میں لے جانا چاہتا تھا یہ اور بات ہے کہ کچھ نبی ریاست کے قیام کے ہدف تک پہنچ سکے اور کچھ کو ان کے حالات اور وقت نے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی. اس لئے اللہ کی حاکمیت اور عبودیت پر مبنی نظام قائم کرنے کی خواہش رکھنے والے مسلمان داعیوں کو سب سے پہلے عوام کو توحید اور انکار بالطاغوت کا سبق اور دعوت دینی چاہیے.

ہر رسول کی دعوت کا مرکزی نکتہ یہی تھا کہ سب انسانوں کو رب واحد رب العالمین کا بندہ بنایا جائے کیونکہ یہ عبودیت خدائے واحد ہی کیلئے ہے اور ان طاغوتوں سے سارا اقتدار چھین کر اللہ کیلئے قائم کیا جائے جو اپنی حاکمیت اور اقتدار کے دعوے دار ہوں. اس ضمن میں بادشاہ، رؤسا، لیڈر اور حکام آتے ہیں جو الوہیت کے مخصوص ترین خصائص حاکمیت اور عبودیت کو غصب کرتے ہیں. اس لئے انبیاء کو مختلف اقوام اور قبائل

کے ان جھوٹے خداؤں، سرداروں، بادشاہوں اور فرعونوں کی طرف بھیجا جاتا تاکہ وہ لوگوں کو ان کی اطاعت اور غلامی سے نکال سکیں چنانچہ انبیاء کا پہلا اور آخری ٹکراؤ ان ہی سے ہوتا تھا. نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دور میں بھی اہل کتاب اور مشرکین اللہ کی الوہیت وحاکمیت کے مصدر یعنی وجود الٰہی کا انکار نہ کرتے تھے سوائے چند افراد کے جنہوں نے مختصر وقفوں میں اس کا انکار کیا. بات دراصل یہ تھی اور جو آج بھی ہے کہ لوگ اپنے الٰہ واحد کی الوہیت وحاکمیت کو صرف اسی کیلئے خالص کرنے میں خطا کرتے ہیں اور اللہ کے ساتھ اور انسانی معبودوں کو شریک کرتے ہیں یا تو عقیدے کی صورت میں یا حاکمیت کی صورت میں اور یا پھر عبادت واطاعت کی صورت میں، یہ سب شرک ہے جو انسان کو اللہؔ کے دین سے خارج کر دیتا ہے.

اللہ کی الوہیت وعبودیت کا مطلب ہے کہ بندوں کو ان کے رب کے سامنے جھکانا، اور ان کو بندوں کی عبادت سے نکال کر رب واحد کی بندگی میں داخل کرنا، بندوں کو بندوں کے تسلط، حاکمیت، قوانین، اقدار و تقالید میں داخل کرنا اس کام کا تعلق زندگی کے کسی ایک شعبے سے نہیں بلکہ تمام شعبوں سے ہے. لیکن جاہلیت اور طاغوت عبادت اور اطاعت کے فہم کو نہیں پہچانتے اور اسے بہت مختصر اور محدود معنوں میں لیتے ہیں. یہ لوگ عبادت کو محض شعائر دین نماز، روزہ کے معنوں میں لیتے ہیں اور چند شعائر عبادت اللہ کیلئے ادا کر لینے کے بعد اپنے آپ کو اللہ کا عبادت گزار سمجھتے ہیں چاہے باقی سارے معاملات غیر اسلامی قوانین اور احکام کے مطابق ادا کرتے ہوں. اس طرح یہ ان اعبدو اللہ عبادت کے اس مفہوم سے غافل ہیں جس کو تمام معاملات میں صرف اللہ کیلئے خالص کرنے کیلئے اور سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے بے شمار انبیاء کو مبعوث فرمایا. اللہ کی عبادت کا مطلب ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں اس کے حکم کی اطاعت کی جائے اور کسی بھی معاملے میں اللہ کے حکم کے مخالف کسی کی اطاعت اختیار کرنا غیر اللہ کی عبادت کرنا ہے. کیونکہ عربی زبان میں کسی کا مطیع فرمان ہونا اور اس کا عبادت گزار ہونا ہم معنی

الفاظ ہیں جو کسی کی بندگی واطاعت کرتا ہے وہ گویا اس کی عبادت کرتا ہے.اسلامی طرز حیات میں عدل،اقتصاد،فوجداری قوانین،دیوانی قوانین،خاندانی ومعاشرتی قوانین اور دوسرے تمام قوانین اس لیے ہیں کہ انسان کی زندگی میں عبادت کے معنی کو ثابت کیا جائے.

رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عدی بن حاتم کو بطور نص واضح الفاظ میں بتادیا کہ یہود ونصاریٰ اپنے عالموں ودرویشوں کے قوانین کی اطاعت کرتے تھے یہی ان کی عبادت تھی.اس سے بڑی اہم روشنی پڑتی ہے لفظ عبادت کے معنی پر اور انبیاء کی اس دعوت پر کہ صرف اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے سوا ہر ایک کی عبادت چھوڑ دینے کی تلقین جو وہ کرتے تھے اس کا پورا مفہوم کیا تھا.عبادت ان کے نزدیک صرف پوجا اور مخصوص مذہبی مراسم نہ تھے،ان کی دعوت یہ نہ تھی کہ صرف مذہبی امور میں اللہ کی پوجا کرو،اور زندگی کے باقی تمام مسائل اور قوانین میں جس طاغوت کی چاہو بندگی اور اطاعت کرتے رہو بلکہ وہ انسان کو تمام امور زندگی میں اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بنانا چاہتے تھے کہ بندگی،غلامی اور بے چوں چرا اطاعت بھی صرف اسی کی کرو،اسی کے حکم کو حکم اور اسی کے قانون کو قانون مانو اور اس کے علاوہ کسی کا اقتدار اعلیٰ تسلیم نہ کرو،اور تمام معنوں میں غیر اللہ کی عبادت ترک کرو.اس طرح اللہ کی عبادت میں تمام احکام شامل ہو جاتے ہیں وہ چاہے مسلمان کی انفرادی زندگی سے متعلق ہوں یا اجتماعی نظام سیاست،تمدن،معیشت،عدالت،اور حدود اللہ سے ہوں،تمام معاملات میں ایک اللہ کے احکامات کی اطاعت کرنا لازم ہے اور یہی خدا کی بندگی اور فرمانبرداری ہے.دوسری اطاعتیں اور فرمانبرداریاں صرف اسی صورت میں قبول کی جائیں گی کہ وہ خدا کے حکم سے مخالف اور مدمقابل نہ ہوں بلکہ اس کے تحت اور تابع ہوں ورنہ ہر وہ حلقہ اطاعت توڑ کر پھینک دیا جائے گا جو اس اصلی اور بنیادی اطاعت خدا کے حریف اور مخالف ہو جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یوں فرمایا: لا طاعة المخلوق بمعصية الخالق؛خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں.اسی لئے اللہ کی بندگی کے سوا جو بھی طریقہ ہے غلط ہے اور اس کی

پیروی نہ کرنی چاہیے اور یہ صرف اللہ کا حق عبودیت ہے کہ بندے اس کی حاکمیت کو تسلیم کریں. اس کے حکم کو منبع قانون مانیں، اس کو امر و نہی اور قانون سازی کا مختار سمجھیں، اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اس کے فرمان کو فیصلہ کن قرار دیں اور ہدایت وارا ہنمائی کیلئے اسی کی طرف رجوع کریں. تو جو شخص اللہ کے اٹل احکام و قوانین کے بر عکس کسی دوسرے کے احکام و قوانین کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اسے خدا کا شریک بناتا ہے اور غیر اللہ اور طاغوت کی عبادت کا مرتکب ہورہا ہے جس سے اجتناب کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے.

یہ عبادت کی حقیقت ہے جس کو سمجھانے کیلئے انبیاء کو مبعوث کیا گیا اگر عبادت کی حقیقت صرف تعبدی شعائر ہی تھے تو انبیاء کا یہ عظیم جلوس بھیجنے کی، ان کی اتنی شدید جدوجہد کی، اتنی قربانیاں پیش کرنے کی، اس راہ میں قتل و نہب سے گزرنے کی اور طاغوتوں اور فرعونوں سے ٹکرانے کی کوئی ضرورت نہ تھی یہ بے پناہ قربانیاں صرف اسی مقصد کی خاطر دی گئیں کہ انسان کو بندوں اور طواغیت کی اطاعت سے اور غیر اللہ کی عبودیت سے نکالا جائے اور انسانوں کی پوری زندگی میں ان کو صرف اللہ وحدہ کے امر و نہی کا پابند بنایا جائے، زندگی کے ہر معاملے میں اللہ کا حکم نافذ کیا جائے اور اس کا دین قائم کیا جائے. اللہ کی حاکمیت کا زمین میں قیام، انسانی حاکمیت کا ازالہ، غاصبوں اور طاغوتوں کے ہاتھوں سے اقتدار چھین کر اللہ وحدہ کی طرف لوٹانا، الٰہی شریعت کی سرداری، انسانی قوانین کو باطل اور کفر ٹھرانا یہ سب چیزیں صرف تبلیغ و بیان کے ساتھ پوری نہیں ہوتیں کیونکہ جو لوگ بندوں کی گردنوں پر مسلط ہیں زمین سے اللہؐ کے اقتدار کو غصب کر چکے ہیں وہ محض تبلیغ و بیان سے اپنے اقتدار کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوتے. اگر ایسا ممکن ہوتا تو رسول اس قدر مصائب نہ اٹھاتے. ان کا کام دین الٰہی کو زمین میں قائم کرنے کے سلسلے میں نہایت آسان ہوتا. لیکن انبیاء کی انکار بالطاغوت کے توحید کے بنیادی فریضے پر مبنی تاریخ کا حال ہمیں اس کے بر عکس بتاتا ہے. انبیاء کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ قوموں اور حکومتوں کے سردار، لیڈر، بادشاہ اور مذہبی

گدی نشین انبیاء کی دعوت توحید کے شدید مخالف رہے کیونکہ اسلام کی دعوت توحید ایک اللہ کی عبادت کا حکم، کفر و شرک کا شدید انکار اور بغض مور تیوں، بتوں اور طاغوتوں سے بچنے کا حکم یہ سب کچھ حکومتوں اور حکومتوں کے حامی تنخواہ یافتہ لوگوں کی اعراض و خواہشات اور مقاصد کے قطعی خلاف تھا یہی سبب ہے کہ جب بھی کوئی نبی اٹھا اور اس نے ایک اللہ کی خالص عبادت کی دعوت دی تو وقت کی مسلط حکومتیں اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئیں اور اس دعوت کو اپنے معاشرے میں کالعدم قرار دیا۔

خالص عقیدہ توحید اور خالص اللہ کی عبادت و حاکمیت کی یہی دعوت ہے جو آج بھی طاغوتوں کیلئے پریشان کن ہے۔ کوئی بھی اہل توحید گروہ اور جماعت جو انبیاء کی خالص توحید کو اپنائے، طاغوت کیلئے پریشان کن ہے۔ کوئی بھی اہل توحید گروہ اور جماعت جو انبیاء کی خالص توحید کو اپنائے طاغوت کیلئے ناقابل برداشت ہے۔ جو جماعت بھی صرف اللہ کی اطاعت کی قائل ہو اپنی زندگیوں اور معاشرے میں صرف اسی کے قانون کو برپا کرنے کی خواہش مند ہو اور اسی کے دین اور شریعت کو نافذ کرے ہر ایسی اہل حق جماعت اور گروہ طاغوت کے نزدیک خطرناک ہے۔

آیت: ٦٧

اللّٰہ ولی الذین امنو یخرجونھم من الظلمات الی النور والذین کفروا اولیئھم الطاغوت یخرجونھم من الظلمات الی النور اولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون۔ (البقرہ:۲۵۷)

جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے حامی و مددگار طاغوت ہیں وہ انھیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔ یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان جن کا مدد گار اللہ ہے جو ہدایت وراہنمائی اور نور کے راستے پر گامزن ہیں اور اہل طاغوت جو گمراہی اور ظلمت کے راستے پر چل رہے ہیں، کا فرق بیان فرمایا ہے. اہل ایمان جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی الوہیت و حاکمیت کو تسلیم کرتے ہیں. اطاعت و بندگی صرف اللہ کی کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی اللہ پر ایمان لانے کی تلقین کرتے اور اس کے دین اور حاکمیت کو قائم کرنے کیلئے جدوجہد اور کاوش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کے صلے میں انھیں ہدایت اور راہنمائی سے نوازتا ہے اور انھیں ظلمت اور اندھیروں سے نکال کر نورِ ایمان سے منور فرماتا ہے.

ایمان باللہ ایک ایسا نور ہے جس کے ساتھ زندگی چمک دار ہو جاتی ہے. وہ زندگی کی غلاظتوں اور تفکرات وپریشانیوں سے نجات پالیتا ہے. وہ صرف اللہ کے دین اور شریعت کا مطیع ہو جاتا ہے. اللہ کی ہدایت، توحید اور اسلام کو پالیتا ہے اور وہ اللہ کی توحید، اسلام اور اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنے کیلئے جدوجہد کرتا ہے. تو اللہ کی مدد و نصرت اور اعانت اس کے شامل حال ہوتی ہے اسے اللہ کی روشنی اور قرب نصیب ہوتا ہے اور نور مبین حاصل ہوتا ہے. وہ اس نور مبین کے ذریعے لوگوں کو گمراہیوں اور ضلالتوں کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف راہنمائی کرتا ہے. انسانوں کو اللہ کے نور توحید کی طرف دعوت دیتا ہے اور ان کو شرک اپنے جیسے بندوں کی اطاعت 'بندگی اور غیر اللہ کی حاکمیت سے نکالنے کی دعوت دیتا ہے اور انہیں طاغوت کی تاریکیوں اس کے احکام و قوانین اور دستور کی بندگی اور عبادت سے نکال کر اللہ کے دین اسلام اس کی پاکیزہ شریعت اور احکام و قوانین کی اطاعت و بندگی کا درس دے کر نور اسلام میں لے آتا ہے.

اور اس کے مقابل طاغوت کے پیروکار جنہوں نے طاغوت کی اطاعت و بندگی کی اور غیر اللہ کی حاکمیت اور احکام و قوانین اپنا کر ایمان کے مقابلے میں کفر اختیار کیا ہے. ایسے لوگ طاغوت کے حمائتی اور مددگار

ہیں. یہ لوگ خود طاغوت کے خود ساختہ احکام و قوانین کی اطاعت و پیروی کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں سے بھی طاغوت کی بندگی اور عبادت کروانے کی کوشش کرتے ہیں. طاغوت سے انکار و کفر کی بجائے یہ لوگ طاغوت کی حفاظت 'حمائت اور دفاع کرتے ہیں. ہر وقت اس کے تحفظ پر کمر بستہ رہتے ہیں. اس طاغوت کیلئے اہل ایمان اور شریعت سے جنگ کرتے ہیں اور طاغوت کیلئے اپنی جانیں قربان کرتے ہیں اوراس کی راہ میں اپناوقت صرف کرتے ہیں اور اپنی عمریں گنواتے ہیں. یہ لوگ اللہ کی حاکمیت اور شریعت سے اعراض کرتے ہوئے طاغوت کے قوانین کو مرجع ومصدر اور قانون عام بناتے ہیں اور ان قوانین کی لوگوں سے اطاعت کرواتے ہیں. وہ اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار بندوں کو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے نور سے نکال کر شرک اور طاغوت کے اندھیروں میں ڈال دیتے ہیں. طاغوت کے ان انصاران ومددگاروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے. جب احادیث میں سود اور شراب میں معاونت کرنے پر سخت وعیدیں ہیں تو پھر شرک اور طاغوت کے نظام کو بنانے 'چلانے اوراس کی معاونت کرنے پر ان پر کس قدر اللہ کی لعنت برستی ہوگی.

طاغوت کی مدد و نصرت اور اس کے مقابلے میں مسلمانوں اور اہل شریعت سے ان کے اسلام کی بنیاد پر مخالفت اور لڑائی کفر ہے جو مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دیتی ہے. اوراس پر علمائے دین کا اجماع ہے. طاغوت کے حواریوں کو جب طاغوت سے بیزاری کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ ان باطل شبہات کو سامنے لاتے ہیں جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈال دیے ہیں. انہوں نے حق کو باطل اور روشنی کو اندھیرے کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے. اس سے بڑی ضلالت اور گمراہی کیا ہوگی کہ انسان اللہ کے دین اور شریعت کو چھوڑ کر اپنے جیسے انسانوں کے خود ساختہ احکام و قوانین کی بندگی اور اطاعت شروع کر دے اور اسے اللہ کا حق الوہیت و حاکمیت سونپ کر طاغوت کے درجے پر پہنچائے اور اللہ سے کفر اختیار کرے تو جس نے اس طاغوتی نظام کے ساتھ ناطہ جوڑا اوراس کی مدد و نصرت کی اس کی زندگی تباہ ہو گئی وہ

کفر وشرک اور ظلمت وتاریکی کی اتھاہ گہرائیوں میں جاپڑا چاہے وہ اسلام کے چند رسمی شعائر اور کاموں پر اپنی فلاح وکامیابی کا دعویٰ کرتا رہے.

طاغوت کی زندگی میں اندھیرے ہی اندھیرے ہیں 'شہوات و جزبات اور میلانات کے اندھیرے 'حیرت واضطراب کے اندھیرے 'راہ حق سے کٹ جانے اور بھٹک جانے کے اندھیرے 'نفسیاتی کھوکھلا پن 'اعصابی امراض اور نفسیاتی الجھنیں طاغوتی نظام و معاشرے کی پیداوار ہیں. طاغوت کے پیروکاروں کی دنیا بھی تباہ ہے اور آخرت بھی اللہ تعالیٰ نے طاغوت کے اطاعت گزاروں اور غلاموں کیلئے آخرت میں جہنم اور دردناک عزاب کی بشارت سنادی ہے.

آج ہمارے اذہان و قلوب دین اسلام اور شریعت کے پاکیزہ اور اجلے تصور اور نور ایمان سے اس لئے منور نہیں ہوتے کہ جن چیزوں کو غلطی سے ہم نے اسلامی نظام و معاشرہ 'اسلامی جمہوریت و ثقافت سمجھ رکھا ہے وہ سب طاغوت اور کفر کی مصنوعات ہیں.

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین و نظام و طاغوت اور اہل ایمان واہل طاغوت کے درمیان مکمل جدائی اور تفریق کردی ہے. ایمان کو رکھو یا کفر کو 'دین کو رکھ لو یا طاغوت کو 'کفر واسلام دونوں اکٹھے نہیں رہ سکتے ان کے درمیان رسہ کشی لازمی ہے. یہ دونوں راستے اور نظام و معاشرے ایک دوسرے کے مخالف جاتے ہیں اسلام نے ان دونوں کے درمیان خلیج قائم کردی ہے. دراصل دنیا میں دو جھنڈے ہیں ایک اللہ اس کے دین 'نظام و شریعت اور اس کی حاکمیت کا جھنڈا اور دوسرا طاغوت اس کے نظام جمہوریت اور اس کی حاکمیت کا جھنڈا. ان میں سے ایک راستہ ہدایت 'راہنمائی 'نور اور جنت کی طرف جاتا ہے اور دوسرا گمراہی 'ظلمت 'تاریکی اور جہنم کی طرف جاتا ہے.

توحید حاکمیت اور جاہلیت

آیت: ٦٨

افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللّٰہ حکما لقوم یوقنون.(المائدہ: ٥٠)

تو کیا پھر یہ جاہلیت کے احکام (قوانین) چاہتے ہیں حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر حکم دینے والا کوئی نہیں.

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اللہ کا حکم جو ہر طرح کی چیز پر مشتمل ہوتا ہے اور ہر طرح کی برائی سے منع کرتا ہے جو اس سے اعراض کر کے اس کے علاوہ دیگر آراء یا خواہشات واصطلاحات کی جانب متوجہ ہو جائے جنہیں انسانوں نے اللہ کی طرف سے کسی سند کے بغیر بنایا ہو جیسا کہ اہل جاہلیت کیا کرتے تھے جن گمراہیوں اور جہالتوں کو وہ خود اپنی آراء اور خواہشات کے مطابق بناتے 'انہی کے مطابق فیصلے کرتے یا جس طرح تاتاریوں نے ملکی سیاست میں وہ احکام اختیار کیے جو ان کے بادشاہ چنگیز خان نے بنائے تھے جن میں ان کیلئے یاسق نامی دستور بنایا تھا جو کہ کتابی صورت میں ایسے احکام وقوانین کا مجموعہ تھا جو اس نے مختلف ادیان یہودیت 'عیسائیت 'اسلام وغیرہ سے اخز کئے تھے اور اس کے اکثر قوانین محض اس کی اپنی رائے اور خواہش کے مطابق تھے اور وہ اس کی نسل میں ایک ایسی شریعت (قانون) کی حیثیت اختیار کر گئی جسے وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت سے بھی بڑھا دیا. تو جو کوئی بھی اس طرح کچھ کرے وہ کافر

ہے. اس سے اس وقت تک لڑنا فرض ہے جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کی طرف پلٹ نہ آئے. (تفسیر ابن کثیر)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حاکمیت کی کاملیت کا اعلان فرمایا ہے اور اسے صرف اپنے لئے خاص فرمایا ہے. اللہ تعالیٰ نے اہل جہالت اور طواغیت جو اللہ کی حاکمیت میں شرک کرتے ہیں اور غیر اللہ کے احکام و قوانین کی طرف پلٹ جاتے ہیں ان کو بے نقاب کیا ہے.

اللہ کی الوہیت اور حاکمیت کا مسئلہ توحید اور شرک' ایمان اور کفر اور اسلام اور جاہلیت کا اس لیے بھی اہم ہے کہ یہ امر حتمی ہے کہ اللہ کے احکام اور شریعت دنیا کے قانون سے بہتر اور خوب تر ہیں. شریعت اسلامی کی افضلیت اور اکملیت پر یقین بھی اللہ پر ایمان کا حصہ اور لازمی جز ہے. اس لیے کہ اللہ ہی انسانوں کی حقیقی مصالح سے آگاہ اور واقف ہے اور کوئی اس سے زیادہ اور اس سے بہتر مصلحت 'جدید دور کے تقاضوں اور انسانی نفسیات سے آگاہ نہیں ہو سکتا. اگر کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کیلئے قانون سازی کر سکتا ہے اور ان انسانی رد و بدل کے قوانین کی طرف پلٹنا جائز ہے تو وہ اللہ پر ایمان و یقین سے خارج ہے.

اسلام اور جاہلیت کے درمیان یہ معرکہ ہمیشہ سے جاری ہے. جاہلیت کسی گزرے ہوئے دور یا غیر تعلیم یافتہ معاشرے کا نام نہیں ہے بلکہ جاہلیت ایک ایسے طرز زندگی کا نام ہے جس میں ایک انسان دوسرے انسان کا حاکم اور الٰہ بنا بیٹھا ہے. مشرکین عرب کا عقیدہ تھا کہ وہ ابراہیمی دین پر ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے. وہ اللہ تعالیٰ کا انکار نہ کرتے تھے مگر اس کے ساتھ وہ اپنے احکام و قوانین خود گھڑتے تھے اور اس کا اختیار انھوں نے اپنے کاہنوں اور سرداروں کو. دے رکھا تھا. اور انہیں قوانین کی اپنے معاشرے میں

پیروی کرتے تھے. انہیں کی مانند آج بھی ہر جاہلیت اور جمہوری نظام زندگی کا حال ہے جو اپنے آپ کو ان کے بر عکس تعلیم یافتہ خیال کرتے ہیں لیکن یہ بھی ان ہی اہل جاہلیت کی طرح اپنے قوانین خود وضع کرتے ہیں. آج دنیا کے ہر گوشے میں یہی طرز زندگی جاری ہے. آج کا انسان انسانوں ہی کے تراشیدہ اصول واقدار اور قوانین اپنائے ہوئے ہیں اور تمام تر جاہلیت کے ساتھ آج جمہوریت کے نام پر انسان انسان کی بندگی میں مصروف ہے.

جبکہ اسلام وہ منفرد طرز حیات ہے جو انسان کو انسان کی بندگی سے نجات دلاتا ہے. اور اللہ کے نازل کردہ اصول واقدار اور قوانین سے انسان کو روشناس کراتا ہے. اور انسان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ جب بھی سر جھکائے اللہ ہی کے سامنے جھکائے اگر کسی قانون کی پیروی کرے تو صرف اللہ کے قانون کی پیروی کرے اور جب کوئی نظام حیات اختیار کرے تو وہ نظام اختیار کرے جو اللہ نے اس کے لیے پسند فرمایا ہے. لوگوں کو اسلام کی راہ پر چلنا ہے یا جاہلیت کی راہ پر 'حیات انسانی میں الوہیت وحاکمیت کس کی قائم ہو گی' آیا اللہ کی یا انسانوں پر انسانوں کی' یہی ایک بنیادی فیصلہ کن سوال ہے اور یہی وہ بنیادی فرق ہے جو اسلام اور جاہلیت کے مابین ہے اور اسی فرق کو یہ آیت بڑی وضاحت سے بیان کرتی ہے.

جاہلیت اور طاغوت کی تعریف یہی ہے کہ وہ ایسے معاشرے اور نظام کا نام ہے جس کا مصدر قانون خدا کی کتاب نہ ہو سوائے زبانی دعوؤں کے. اس تعریف کی رو سے ہم ہر معاشرے اور نظام کو جانچ سکتے ہیں کہ وہ جاہلیت اور طاغوت ہے یا اسلام. اس کا میزان یہ ہے کہ قبل از اسلام عرب معاشرے کو اللہ اور رسول نے جاہلیت کا نام اس لیے دیا کہ وہ خدا کی مرضی نہیں بلکہ انسانوں کی مرضی کا پابند تھا. اسی معیار پر ہم جدید جاہلیت کو پرکھ سکتے ہیں. جدید جاہلیت کا شرک وکفر بھی قدیم جاہلیت کی مانند یہی ہے کہ وہ اپنی ساری زندگی اور ہر نظام و معاملات میں اللہ کے امر و نہی اور فیصلے کو حتمی اور آخری بات نہیں سمجھتے. قدیم جاہلیت

بھی اللہ کی کتاب کو حکم نہیں بتاتی تھی اور جدید جاہلیت کا بھی یہی حال ہے. قدیم جاہلیت بھی اپنے نظام و معاشرے میں غیر اللہ کے قوانین کو کارفرما نتی تھی اور جدید جاہلیت کا بھی بالکل یہی حال ہے. جو نظام اور معاشرہ قدیم یا جدید جاہلیت کا معیار اپنائے اسلام کی نظر میں غیر اسلامی نظام و معاشرہ ہے. جاہلانہ اور طاغوتی نظام و معاشرہ ہے. مشرک و کافرانہ نظام و معاشرہ ہے. کیونکہ وہ اللہ کے وضع کردہ قانون کو چھوڑ کر انسانی ہواء اور خواہش کا متبع ہے. اور جو اللہ کے مقابل غیر اللہ کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اس کیلئے احکام و قوانین وضع اور مقرر کرے. ایک فرد اگر معاشرے کیلئے قانون بناتا ہے تو یہ جاہلیت ہے اس لیے کہ وہ اللہ کے حکم کی بجائے اپنی خواہش کا متبع ہے. اور اگر کسی جماعت یا قوم کے جمہوری نمائندے دوسرے انسانوں کیلئے قانون سازی کرتے ہیں تو یہ بھی جاہلیت ہے کیونکہ ان سب میں ہواء اور خواہش نفس داخل ہے. لیکن یہ اہل جاہلیت اللہ کی حاکمیت قبول کرنے کا جھوٹا دم بھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا قانون سازی سے مقصود لوگوں کو زحمتوں 'کلفتوں اور مصائب سے بچانا اور انھیں جدید ترقی کی شاہراہ پر ڈالنا ہے. یہی دعویٰ اللہ کے منہاج و قوانین سے روگردانی کرنے والوں کا ہمیشہ ہوتا ہے کہ ہمارا مقصود جاہلیت رسم ورواج اور طاغوت کی پیروی سے بھلائی اور موافقت تھا.

جبکہ اللہ کے نازل کردہ اٹل احکام و قوانین میں ہر دور کیلئے بہترین تناسق 'توازن اور اعتدال موجود ہے جو انسانی ساختہ قانون میں ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ انسان کا علم اللہ علیم و حکیم کے علم و عمل تک کبھی نہیں پہنچ سکتا' صرف اللہ کا نازل کردہ قانون ہی انسان کی جملہ مصالح کا احاطہ کر سکتا ہے اور عدل وانصاف پر مشتمل ہے.

نیز یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اللہ کے نازل کردہ احکام و قوانین کی برتری اور نفاذ صرف اسی وجہ سے نہیں ہے کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت اور اللہ کے بنائے ہوئے قوانین انسان کے بنائے ہوئے قوانین سے

بہتر ہیں بلکہ اس کا اولین اور بنیادی سبب یہ ہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکام کو جاری اور نافذ کرنا اللہ کی الوہیت اور حاکمیت کا اقرار ہے اور اس کے علاوہ ہر ہستی سے الوہیت و حاکمیت کے خصائص اور اس کی غیر مشروط اطاعت سے نفی ہے.

ایک مسلمان جب اس خالص اور واضح توحید پر ایمان لے آتا ہے اور شرک کو پہچان لیتا ہے تو اس کیلئے اس امر کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کرے اور اپنے قانون' نظام زندگی' عدل وانصاف اور اجتماعیات و اقتصادیات میں اللہ کے سوا کسی اور نظام کی طرف متوجہ ہو اور اس کی اطاعت کرے جو غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی ہو لیکن جدید جاہلیت زمین میں ایسا نظام قائم کرتی ہے جس میں حاکمیت بندوں کی ہو نہ کہ اللہ کی' پھر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ اور دین کا احترام کرتے ہیں حالانکہ یہ سرکشی میں قدیم جاہلیت مشرکین عرب سے بھی آگے نکل گئے ہیں اور دین کو صرف پرستش کے معنی میں لے کر محدود کر دیتے ہیں.

مشرکین عرب کے کاہن اور سردار خود ساختہ قوانین وضع کر کے اسے یعنی حاکمیت و قانون سازی کو اپنی جانب منسوب نہ کرتے بلکہ وہ اللہ پر افتراء باندھتے تھے کہ اس نے ان کے لیے یہ شریعت بنائی ہے. یعنی وہ ان تصرفات کو ابراہیم اور اسماعیل کی طرف منسوب کرتے تھے. یا کہتے ہم اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں گویا ان کے احساس میں اللہ اعلیٰ واجل تھا مگر آج جدید جاہلیت اللہ کے مقابل طاغوت گھڑتے ہیں اور واضح اعلان کرتے ہیں کہ عبادت و پرستش سے قطع نظر ہمیں اپنے دنیاوی و سیاسی قوانین سازی کا اختیار حاصل ہے. ہم سیکولر اور لبرل لوگ ہیں' دین کا ملکی و سیاسی قوانین سے کیا تعلق ہے. دین تو مسجد و مدرسے میں نماز' روزے کا نام ہے. اس طرح یہ اپنے ان ملحدانہ نظریات کی بنیاد اللہ کے احکام و شریعت کو پرے پھینک دیتے ہیں اور اپنی رائے' خواہش اور اکثریت کی بنیاد پر قوانین و آئین مرتب کرتے ہیں.

اللہ تعالیٰ کے احکام کے مخالف تمام قوانین جاہلانہ قوانین ہیں جو اپنے دور کے اہل جاہلیت 'جمہوریت اور صاحبان پارلیمان اپنی جہالت وضلالت اور اپنی مرضی ومنشا کے مطابق ترتیب دیتے ہیں.

اللہ تعالیٰ کی پاک شریعت کو چھوڑ کر جس میں تمام بھلائیاں موجود ہیں یہ اہل طاغوت اور جہالت غیر اللہ کے قوانین کی طرف رخ کرتے ہیں. کفار سے نظام قانون 'مادی ترقی اور تصور حیات کی بھیک مانگتے ہیں اور اپنے قوانین مختلف کافر ملکوں کے قوانین سے مستعار لیتے ہیں اور پھر اس میں بہت سے قوانین وہ بھی ہیں جو صرف اپنی عقل اور مصلحت وقت کے پیش نظر ایجاد کیے گئے ہیں اور کچھ احکام اسلام کے بھی ہیں لیکن ان تمام قسم کے مجموعے ودساتیر اسلام کے فطری اور اٹل حکیمانہ قوانین سے متضاد ہونے کی بنا پر جاہلانہ اور طاغوتی قوانین ہیں.

لیکن یہ سرکش ومتکبر طواغیت یہ سب جاننے کے باوجود ان قوانین کو کتاب وسنت اور اسلامی شرعی احکام وقوانین پر فوقیت دیتے ہیں اور لوگوں کو بھی اپنی تمام کوشش وکاوش سے ان جاہلانہ قوانین کا مطیع بناتے ہیں در حقیقت ایسے لوگ اسلام کا جس قدر بھی نام لیں وہ کافر ہیں اور جاہلیت کے پیروکار ہیں. دعوت توحید اور تحریک اسلامی کے ارکان گردوپیش میں پھیلی ہوئی جاہلیتوں سے قطعا متاثر نہ ہوں اور نہ ہی ان جاہلیتوں سے کسی قسم کی راہنمائی حاصل کریں.

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے 'فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا انکار کرتے ہیں جس نے اللہ کے جامع احکام کو ترک کر دیا جو ہر خیر کا حکم دینے والا اور ہر شر سے روکنے والا ہے ایسا شخص اس دین کو چھوڑ کر آراء اور اور خواہشوں کی طرف لوٹتا ہے اور ایسی اصطلاحات کی طرف لپکتا ہے جنہیں انسانوں نے وضع کیا ہے جس کسی نے ایسا کیا وہ کافر ہے اور اس کے ساتھ قتال کرنا واجب ہے یہاں تک کے وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے اس لیے کسی قلیل وکثیر میں اس کے علاوہ کسی کی پیروی نہیں

کی جائے گی. ارشاد باری تعالٰی ہے افحکم الجاھلیۃ... کیا یہ جاہلیت کے احکام کا ارادہ کرتے ہیں یقین والوں کیلئے اللہ سے بہتر حکم کرنے والا کوئی نہیں.

اللہ سے زیادہ عدل وانصاف والے احکام کس کے ہوں گے اللہ تعالٰی کی الوہیت وحاکمیت کی سمجھ رکھنے والے اور اس پر خالص ایمان لانے والے جانتے ہیں کہ اس احکم الحاکمین سے زیادہ حکیمانہ اور عمدہ وسہل. احکام وقواعد اور مسائل وقوانین کسی کے بھی نہیں ہو سکتے وہ اپنی مخلوق کے بارے میں حکیم وخبیر اور سب سے زیادہ مہربان ہے.

آیت: ٦٩

واذکروہ کماھدکم وان کنتم من قبلہ لمن الضالین. (البقرہ:١٩٨)

اور اس طرح یاد کرو جس طرح اس نے تم کو سکھایا تھا ورنہ اس سے پہلے تم گمراہی میں تھے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اہل ایمان کو اپنی نعمت یاد کرائی ہے. یہ نعمت اللہ تعالٰی کے دین اسلام 'عقیدہ توحید اور نظام وشریعت کی نعمت ہے. جو اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو عطا فرمائی ہے اور انہیں جاہلیت وگمراہی اور ضلالت سے نکال کر ہدایت اور روشنی سے نوازا. اور جب انہوں نے اللہ کے دین اسلام اور شریعت کو اپنا لیا اس کے فائدوں سے بہرہ مند ہوئے تو انھیں پتہ چلا کہ وہ اس سے پہلے جاہلیت وگمراہی 'شرک وکفر اور اپنی اہواء خواہشات میں زندگی گزار رہے تھے. وہ کس قدر ظلمت اور گمراہی میں زندگی گزار رہے تھے.

لیکن آج لوگ دین اسلام اور شریعت کے نظام کو چھوڑ کر پھر گمراہی اور ضلالت کی طرف پلٹ گئے ہیں زمانہ پھر کر اسی مقام پر جا پہنچا ہے جہاں اس دین کے آنے سے پہلے تھا۔ لوگ نظام جمہوریت کی پیروی کی صورت میں اسی جاہلیت کی طرف لوٹ گئے جیسا کہ اس دور میں تھے. انہوں نے اللہ کے ساتھ کچھ اور معبود بنا لیے ہیں جو ان کی زندگی کیلئے قوانین و شرائع بناتے ہیں اور ان میں تصرف کرتے ہیں. یہ معاشرہ پھر اسی دوراہے پر کھڑا ہے کہ اسے نئے سرے سے توحید اور اسلام کی دعوت دی جائے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کی طرف بلایا جائے. الوہیت' حاکمیت' قانون سازی' اطاعت و عبادت کو اللہ کے ساتھ خاص کیا جائے اور غیر اللہ کے نظام اوزاع اور اس کی حاکمیت واطاعت کی نفی کی جائے تاکہ یہ معاشرہ پھر سے شریعت اور اللہ کی حاکمیت پر قائم ہو کر اسلام میں داخل ہو سکے.

مسلمان آج اگر اسلامی نظام اور شریعت کی طرف لوٹ آئیں تو انھیں محسوس ہو گا کہ پہلے وہ ایک پست جاہلانہ و گمراہ نظام معاشرے میں رہ رہے تھے. جس میں بد بختی' بد نصیبی' گمراہی اور ضلالت ہی ضلالت تھی. اس حقیقت کو وہی شخص جان سکتا ہے جس نے ایک دور جاہلانہ و گمراہ نظام و معاشرے میں گزارا ہو اور وہ اس کی حقیقت سے واقف ہو اور پھر اسلامی نظام و شریعت کو قبول کر کے اس کے فیوض و رحمت کا موازنہ کرے تو اسے ان جدید جاہلانہ نظام و معاشرے کی بے وزنی' گمراہی اور وقعت کا پتا چل جائے گا. جو اللہ کی حاکمیت اور نظام قانون سے منہ موڑ کر غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام و قانون پر عمل پیرا ہیں.

اللہ کا نظام حاکمیت بہترین خیر و بھلائی اور مفصل ہے

آیت: ۷۰

افغیراللّٰہ ابتغی حکما وھوالزی انزل الیکم الکتب مفصلا.(انعام: ١١٤)

کیا میں اس اللہ کے علاوہ کوئی اور فیصلہ کرنے والا تلاش کروں حالانکہ اس نے پوری تفصیل کے ساتھ تمہاری طرف کتاب نازل فرمائی ہے.

امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

کیا میں اللہ تعالٰی کے علاوہ تمہارے لیے فیصلہ کرنے والا تلاش کروں حالانکہ وہ تمہارے لیے کافی ہے جس نے تمہاری طرف فیصلہ کرنے والی کتاب نازل فرمائی.(تفسیر قرطبیؒ:۷-۸۰)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ اس نے اپنی کتاب نازل فرما کر اس میں پوری تفصیل کے ساتھ انسانی زندگی کے ہر شعبے کے متعلق احکام و قوانین نازل فرمادیے ہیں تو کیا اس مکمل و مفصل کتابِ قانون نازل ہونے کے بعد کسی اہل ایمان کا یہ وطیرہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کو چھوڑ کر کسی اور حاکم اور قانون ساز کی ضرورت محسوس کرے اور اپنی ضروریات زندگی کیلئے کسی اور کے دستور و قانون کی طرف رجوع کرے. اہل ایمان تو صرف اپنے ہر معاملے میں کتاب اللہ کے قوانین کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسے اپنی زندگی پر حاکم بناتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ غیر اللہ کے احکام و قوانین کی اطاعت واتباع ان کو حاکم اور الٰہ بنانا ہے اور اللہ احکم الحاکمین کی حاکمیت مطلقہ سے انکار و کفر ہے.

آیت: ۱۷

ومن احسن من اللّٰہ حکما لقوم یوقنون۔(المائدہ:۵۰)

اور جو قوم اللہ پر یقین رکھتی ہے اس کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایمان لانے والوں کیلئے اللہ کی شریعت اور قانون کے علاوہ کس کے احکام و قانون بہتر ہو سکتے ہیں۔ ایمان کا تقاضہ یہی ہے کہ اسلامی احکام و قوانین کی افضیلت کا اعتراف کیا جائے۔ اللہ کے نازل کردہ احکام و قوانین ہر دور اور ہر مسئلے کیلئے بہترین ہے اور یہ اس رب کی طرف سے نازل ہوئے ہیں جس کے علم پر ہم ایمان لاتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے احکام و قوانین کو چھوڑ کر غیر اللہ کے خود ساختہ احکام و قوانین وضع کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ قوانین اس دور کیلئے بہتر ہیں تو وہ لوگ اللہ کے علم سے کفر کرنے والے ہیں۔ اس کی حاکمیت کا انکار کرنے والے لوگوں کا اللہ پر ایمان یقینی نہیں۔

آیت: ۷۲

یحکم اللّٰہ بیننا وھو خیر الحاکمین۔(الاعراف:۸۷)

اللہ ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے خیر الحاکمین ہونے کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ حاکم اور قانون ساز ہے کہ جس کے فیصلے انسانوں کیلئے سب سے بہترین اور مناسب ہیں۔ انسانوں کیلئے اس میں خیر و بھلائی اور فلاح

وکامیابی ہے. انسانیت اگر اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور قوانین کو قبول کرے تو وہ اس ظلم وفساد سے نجات پاجائے جس میں آج وہ مبتلا ہے.

آیت ۷۳:

وما ارسلنك الا رحمة للعلمين. (الانبیاء: ۱۰۷)

ہم نے آپ کو تمام انسانیت کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے.

وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمام انسانیت کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات تمام انسانوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہیں. اس سے پہلے انسانیت جہالت اور کفروشرک کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی. لوگ ایک اللہ کی الوہیت وحاکمیت کے شرک میں گرفتار تھے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت کے ذریعے انسانیت کو اندھیروں اور تاریک رسم ورواج' ظالمانہ قوانین وشعائر اور غیر اللہ کی الوہیت وحاکمیت سے نکال کر توحید کی روشنی عطا فرمائی اور جہالت میں ڈوبی انسانیت کو عدل وانصاف اور رحمت پر مبنی اسلام اور شریعت عطا فرمائی. شریعت محمدی جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر مشتمل ہے اس نے انسانوں کو عدل وانصاف' امن وسکون اور رحمت پر مبنی احکام و قوانین دیے جو سارے انسانی معاشرے کیلئے گنجینہ رحمت ہیں.

رسالت محمدی نے سیاسی قوانین' معاشی مساوات' وسیع معاشرتی حقوق' عورتوں کے حقوق' غلاموں کے حقوق اور اخلاق وآداب کے اعلیٰ نظریات دیے جس کی نظیر اور مثال کوئی نہیں دے سکتا. آپ ؐ کی

تعلیمات اور شریعت ہی صرف دنیا کے انسانوں میں عدل وانصاف اور امن قائم کر سکتی ہے. آپ کے لائے ہوئے قانون سے ساری انسانیت نے فائدہ اٹھایا اور آپ کی شریعت پر عمل کرتے ہوئے عدل وانصاف پر مبنی ایسا معاشرہ قائم کیا جس کی نظیر نہیں ملتی لیکن دنیا اسلام جیسی رحمت اور اسلامی شریعت وقوانین کو چھوڑ کر پھر اس گمراہی میں جا پڑی ہے. بالخصوص آج کل مغربی تہزیب اور غیر اللہ کی الوہیت وحاکمیت پر مبنی نظام جمہوریت نے ظلم وستم اور نفرت وعصبیت کے بیج بودیے ہیں. جنگ وجدل 'ظالمانہ قوانین اور فحاشی وعریانی نے ارواح وقلوب کو مردہ کر دیا ہے. اور ساری دنیا دین اسلام اور شریعت کو چھوڑ کر مبتلائے عزاب ہے. آج کی دنیا اسلام کی رحمت اور ٹھنڈک کی پہلے سے زیادہ محتاج ہے. اس کی رحمت کے سائے اب بھی گھنے ہیں جو چاہے اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے. اس کی ہوائے نسیم برابر چل رہی ہے اور تپتے ریگستانوں کو ٹھنڈا کر رہی ہے.

آیت: ٧٤

ان وعدك الحق وانت احکم الحاکمین. (ھود: ٤٥)

اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں میں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی کے احکم الحاکمین ہونے کا ذکر کیا گیا ہے. سب سے بہترین فیصلہ ساز اور قانون ساز وہی ہے. اللہ تعالٰی نے انسانیت کیلئے جو ضابطہ حیات اور قانون اتارا ہے وہ سب سے بہترین ہے. کیونکہ وہ انسانوں کے خالق کی طرف سے نازل شدہ ہے. اس کے فیصلے اور قانون ہر دور اور ہر زمانے کیلئے بہترین

ہیں. اس میں انسانیت کیلئے خیر و بھلائی ہے. لیکن افسوس کہ آج کے بدبخت انسان اللہ کے فیصلوں اور قوانین کو دور جدید کیلئے بہترین نہیں سمجھتے اور اسی لئے اپنے خود ساختہ قوانین وضع کرتے ہیں. یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے احکم الحاکمین ہونے کو جھٹلا رہے ہیں.

اللہ کی حاکمیت اور دین فطرت

آیت: ۷۵

فاقم وجهك للدين حنيفا فطرت اللّٰه التى فطر الناس عليها لاتبديل لخلق اللّٰه ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس لايعلمون. (الروم: ۳۰)

پس آپ یکسو ہو کر اپنا رخ دین کی طرف سیدھا رکھیں' اللہ کی فطرت (اختیار کرو) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں ہو سکتی یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کے دین و شریعت اور احکام و قوانین کی کامل اطاعت کی جائے اور اپنے ملک و معاشرے میں اس کی مکمل اتباع کی جائے اور اس کے ہر حکم کے آگے اپنے چہرے کو جھکا دیا جائے. کیونکہ یہ دین دین فطرت ہے جو کہ اللہ کی حاکمیت پر قائم ہے. چونکہ انسان کا خالق بھی وہی ہے اور اس کی فطرت کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے. اس لیے اس نے اس کیلئے احکام و قوانین بھی فطرت کے عین مطابق اتارے ہیں. دین کے سب احکام' عبادات' امر و نہی اور اخلاقیات میں انسانی فطرت اور طاقت کا لحاظ رکھا گیا ہے کوئی حکم ایسا نہیں دیا گیا جس میں انسانیت کیلئے اجتماعی تنگی ہو. دین اسلام کے احکام میں

دقیق اندازہ'حکمت اور فطرت انسانی کو مد نظر رکھا گیا ہے. یہ دین فطرت کی رعایت کرتا ہے. یہ انسان کی تمام استعدادوں کے ساتھ اس کی بشریت کے موافق اور مطابق ہے اس کا لحاظ کرتا ہے. اس کی طاقتوں اور احوال کو ملحوظ رکھتا ہے.

اسلام انسانوں میں اللہ کی حاکمیت قائم کرنے کا ربانی نظام ہے. ربانی اس لحاظ سے کہ اللہ تعالٰی نے اسے انسانوں کی فلاح و بہبود کی خاطر اسے نازل کیا ہے. اللہ تعالٰی ہی خالق کائنات ہے وہی اپنی مخلوق کو بہتر جانتا ہے اور جو انسان اللہ کی مخلوق کیلئے قوانین وضع کرنے کی کوشش کرتے ہیں. ان کا عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بھی اللہ کی خالقیت میں نعوذ باللہ شریک ہیں.

لا تبدیل لخلق اللہ؛ نہیں تبدیل ہو سکتی اللہ کی تخلیق کردہ.

اس سے مراد ہے کہ اللہ کے تخلیق و وضع کردہ دین و نظام اور احکام و قوانین تبدیل نہیں ہو سکتے. اللہ کی پیدا کردہ مخلوق کی فطرت نہیں بدل سکتی تو اس فطرت پر خالق ارض و سماء کے وضع کردہ احکام و قوانین کیسے بدل سکتے ہیں. اس لیے انسان کو منطقی دلیل دے کر اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے احکام و قوانین کو تبدیل نہ کرے'غیر اللہ کی حاکمیت اور قانون سازی کو نہ اپنائے اور اللہ کے احکام و قوانین اور دین وشریعت کی اطاعت کرے. آگے فرمایا: ذلك الدين القيم؛ یہی سیدھا دین ہے. اللہ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین کو ماننا اور ان کی اطاعت کرنا ہی سیدھا دین اور خالص توحید ہے.

ولکن اکثرالناس لایعلمون؛ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے. زیادہ تر لوگ اللہ کے خالص دین اور توحید سے پہلو تہی کرتے ہیں اور غیر اللہ کے نظام و قوانین کو اپناتے ہیں. ایسے لوگ اللہ کی توحید اور دین فطرت ہی سے نہیں بلکہ اپنی فطرت اور خلقیت کی بھی مخالفت کرتے ہیں. اللہ کی شریعت ہی اللہ کی حاکمیت پر مبنی

فطری نظام ہے. جبکہ غیر اللہ کی حاکمیت اور ان کے وضع کردہ نظام و قوانین انسانی فطرت سے متصادم ہیں. اور اسی تصادم کے نتیجے میں آج کے انسان افراط و تفریط 'ظلم و زیادتی اور مشکلات و مصائب سے دوچار ہیں.

توحید حاکمیت اور دین اسلام

آیت: ٧٦

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام. (آل عمران: ١٩)

بیشک دین (معتبر احکام و قوانین کا مجموعہ) اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے.

نیز ارشاد فرمایا:

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین. (آل عمران)

اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین (احکام و قوانین اختیار کرنا چاہیے اس کا وہ طریقہ ہر گز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا.)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک دین اور قانون صرف اسلام ہے جو اطاعت کے لائق ہے اور جو کوئی دین اسلام اور قانون الٰہی کے علاوہ کوئی اور طریقہ اور دین لے کر آئے گا وہ اللہ تعالیٰ

کے ہاں ہر گز قبول نہ کیا جائے گا. اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے ایمان اور دین کی تردید فرمادی کہ ایسا شخص چاہے اپنے اسلام اور دین کا کتنا ہی دعویٰ کرے اللہ کے ہاں ہر گز قبول نہیں اور آخرت میں ایسا شخص اہل جہنم کی صف میں ناکام و نامراد اور خسارہ پانے والوں میں ہو گا.

دین اسلام صرف زبانی دعوؤں اور نعروں کا نام نہیں ہے اور اس سے مراد انفرادی شعائر بھی نہیں ہیں کہ جنہیں انسان نماز اور روزے کی صورت میں ادا کرے اور بس بلکہ دین اسلام زندگی کے تمام معاملات اور انسانی حیات کے تمام مسائل و قوانین میں حکم الٰہی کی پیروی کرتا ہے. دین کا تعلق حقیقی زندگی کے ساتھ ہے یہ اس لئے آیا تھا کہ زندگی پر حکم کرے. حیات کے فیصلے کرے 'لوگوں کو ایک اللہ وحدہ کے بندے بنائے اور اس کے قوانین کی بندگی اور اطاعت کروائے. دین اس لئے نہیں آیا تھا کہ محض ایک علامتی نعرہ یا شعائر بن جائے یا اس لئے کہ اس کے قوانین کو محض بطور نظریہ اور ایمان درسگاہوں میں تلاوت کیا جائے اور یہ بس ایک عقیدہ ہو جسے انسان دل میں بسائے رکھے اور عملی اور اجتماعی نظام زندگی میں اس کا تعلق نہ ہو بلکہ یہ دین اسلام اس لئے آیا تھا کہ انسانی زندگی کے تمام معاملات میں اللہ کے قانون کی اتباع ہو اور کتاب اللہ کا عملاً زندگیوں میں نفاذ ہو. اس کے ساتھ ساتھ یہ دین وہ عقیدہ توحید لایا ہے. جس کی بنا پر انسان کی تمام زندگی اور اس کے تمام معاملات اور مسائل میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم ہو وہی ان کے احکام و قوانین وضع کرے اور انسانوں پر اس کا قانون اور دین حاوی ہو جس کے مطابق وہ اپنے باہمی فیصلے کریں اس کے مطابق ایک ہی حاکم اعلیٰ ہے 'ایک ہی قانون ساز ہے 'ایک ہی شریعت اور قانون کی اتباع اور بندگی اور ایک ہی حکم اور قانون کو نافذ اور جاری کرنا ہی اللہ کا دین "دین اسلام" ہے. کیونکہ اللہ کے حکم کا نفاذ اس کی حکومت اور اس کی حاکمیت کا مظہر ہے اور اس امر کا اعتراف ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں. گویا یہ دین اسلام کی ایک انفرادی خصوصیت ہے کہ جب تک قانون الٰہی کی

اتباع نہ ہو اور کتاب اللہ کا عملاً زندگیوں میں نفاذ نہ ہو دین اسلام وجود میں نہیں آتا. یہی وہ دین ہے جس پر اللہ نے تمام بندوں سے میثاق لیا. یہی وہ دین ہے جو تمام رسول لے کر آئے اور یہی امت محمدیہ کا دین ہے.

دین اسلام کی اصل حقیقت یہی تھی کہ وہ زندگی پر حکمران ہو لیکن آج کے دین جمہور اور سیکولرازم نے دین اسلام کو زندگی پر حکمرانی کرنے سے مغزول کر دیا ہے اور دنیا و معاشرے میں اسلام کے زوال کے باعث ان لفظوں اور عبارتوں کے معنی بدل گئے ہیں جن کو قرآن نے ان میں پیدا کیا تھا. دینی اصطلاحات کے معنی و مطالب تبدیل ہو گئے ہیں. ان لوگوں میں دین اسلام اور حلال و حرام کا تعلق فقط ذبیح' کھانے پینے 'لباس' وضع قطع' نکاح و طلاق اور عقائد و شعائر اسلام تک محدود ہو کر رہ گیا ہے اور جہاں تک اجتماعی وسیاسی نظام' کاروبار' معیشت' عدل وانصاف اور زندگی کے بڑے معاملات اور احکام و قوانین کا تعلق ہے تو انہیں دین اسلام سے وابستہ نہیں سمجھا جاتا. غیر اللہ کے قوانین کے پابند یہ لوگ اپنے آپ کو دین پر کاربند خیال کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک دین سے مراد عقائد' ایمانیات اور شعائر اسلام نماز' روزہ وغیرہ ہی ہے.

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لفظ دین کا اطلاق اور اس آیت میں جس دین کی اطاعت کا مطالبہ کیا ہے اس سے مراد صرف نماز' روزہ نہیں بلکہ اسلام کا ملکی اور سیاسی نظام قوانین بھی ہے جس سے ہٹ کر کسی دوسرے طاغوتی اور جاہلانہ نظام و قوانین کی پیروی خدا کے ہاں ہر گز قبول نہیں. اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام احکام و قوانین چاہے وہ زندگی کے جس پہلو سے بھی ہوں کو دین ٹھرایا ہے. ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الزانیۃ والزانی فاجلدو کل واحد منھما مأۃ جلدۃ ولا تاخزکم بھا رافۃ فی دین اللّٰہ.

زانی مرد اور زانی عورت دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور اللہ کے دین میں تمہیں ان کے متعلق نرمی محسوس نہ ہو.

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زنا کے متعلق اپنے حکم کو دین فرمایا ہے. اس سے ان لوگوں کے تصور دین کی صداقت واضح ہوتی ہے جو دین اسلام اور شریعت اسلامی کے قوانین کے مکمل قیام کو اپنا نصب العین بناتے ہیں اور اس بنیاد پر لوگوں میں تفریق پیدا کرتے ہیں اور ان لوگوں کے تصور دین کی جڑ کٹ جاتی ہے جو دین کو صرف عام مذہبی معنوں میں خدائے واحد کی عبادت کرنے اور محض چند مذہبی مراسم اور عقائد کو اختیار کر لینے تک محدود سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ انسانی معاشرت'سیاست'معیشت' عدالت'حدود اللہ ' جرم وسزا کے قوانین اور ایسے ہی دوسرے دینوی امور کا تعلق دین سے نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو ان امور کے بارے میں دین کی ہدایات محض اختیاری سفارشات ہیں جن پر اگر عمل ہو جائے تو اچھا ہے ورنہ انسانوں کے بنائے ہوئے اصول وضوابط قبول کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور نہ ہی یہ کفر وشرک کا مسئلہ ہے یہ سراسر گمراہ کن تصور دین ہے. جس کا ایک مدت سے مسلمانوں میں چرچا ہے اور اس کی وجہ کفریہ مغربی نظام جمہوریت ہے جو دین اسلام کے مقابل ایک دین اور خود ساختہ قوانین واصول کا مجموعہ ہے اور یہ انسانوں اور جمہور کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنی مرضی کا آئین و قانون تشکیل دیں. لیکن مسلمان اس کے کفر والحاد سے غافل ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلمان کفر و جاہلیت پر مبنی اس نظام قانون اور زندگی پر نہ صرف راضی ہیں بلکہ اس نظام کا پرزہ بننے اور اس کو اپنے معاشروں میں چلانے پر کمربستہ ہیں.

اللہ تعالیٰ صاف بتا رہے ہیں کہ جس طرح نماز'روزہ اور حج دین ہے اسی طرح وہ قانون بھی دین ہے جس پر ملک کا نظام چلایا جانا ہے. غور کیجئے اسلام کے ساتھ لفظ دین کیوں آیا. اسلام مزہب نہیں الدین

ہے. قرآن مجید میں مذہب کا لفظ نہیں آیا. مزہب کے بارے میں یہ کہنا ممکن تھا کہ خدااور بندے کے درمیان ذاتی تعلق کا نام ہے. جسے انسانوں کی اجتماعی زندگی سے کوئی واسطہ نہیں. اس کے برعکس الدین اس نظام خداوندی کا نام ہے. جس کے مطابق اجتماعی زندگی بسر کی جائے.

جو لوگ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین وضوابط کی پیروی کرنے کے باوجود دین اسلام کے پیروکار ہونے کے دعوایدار ہیں وہ سراسر ایک وہم وگمان کے پیرو ہیں پس جو لوگ شرائع عبادت تو اللہ کے سامنے پیش کریں مگر قانون وشریعت دوسروں کی تسلیم کریں وہ مشرک باللہ ہیں محض اللہ کی الوہیت وحاکمیت کو مان لیناہی دین نہیں بلکہ اس کے اوامر ونواہی اور قوانین وشرائع پر ایمان لانااور ان کی اتباع بھی فرض ہے. آج کل جو لوگ چند عباداتی رسوم ادا کر کے مومن باللہ کہلاتے ہیں مگر اتباع واطاعت غیر اللہ کے قوانین وشرائع کی کرتے ہیں وہ مومن باللہ نہیں بلکہ مشرک باللہ ہیں. دین کیلئے آج کا دور بڑا نازک اور مشکل ہے جنہیں اللہ ورسول مشرک ٹھراتے ہیں وہ دھڑلے سے مومن باللہ بلکہ اہل ایمان کے لیڈر اور اسلام کے مخلص خادم بنے پھرتے ہیں. ان کے فریب کے پردے کو پھاڑنا اور ان کی اصل حقیقت لوگوں کو دکھانا آج کل اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہے.

اسلام کے معنی ہیں سرنگوں ہو جانے اور اتباع اور اطاعت کرنے کے ہیں. اسلام کا مطلب یہ ہے کہ کتاب اللہ کے فیصلوں کو تسلیم کیا جائے اور ان کی اطاعت واتباع کی جائے اس لئے اسلام صرف عقیدے یا صرف قلبی تصدیق کی صورت میں مقبول نہیں بلکہ اسلام اس صورت میں قابل قبول ہے جب بندوں کے تمام معاملات میں حکم الٰہی کے ذریعے فیصلے کئے جائیں. اس شریعت کی پیروی اور اس شریعت کو لانے والے رسول کی اتباع کو اپنے لئے لازم کیا جائے اور کسی غیر شرعی اطاعت کا قلادہ اپنے گلے میں نہ ڈالا جائے وگرنہ اس شخص کا کوئی اسلام نہیں ہے اور وہ مسلم بھی نہیں ہے اگرچہ وہ اپنے اسلام کا کتنا ہی دعویٰ

کیوں نہ کرے؟کیونکہ دین اسلام کی حدود اور تشریح اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمادی ہے اور اس میں یہ گنجائش نہیں ہے کہ لوگ اپنی نفسانی خوہشات کے مطابق دین اسلام کی کوئی تعبیر اختیار کریں. جو لوگ اسلامی اور غیر اسلامی قوانین کو ملا کر ایک قانون بناتے ہیں اور پھر اسے اسلامی قانون کہنے پر اصرار کرتے ہیں وہ یا تو اسلام کو جانتے نہیں ہیں یا وہ اسلام کو پرے پھینک کر غیر اسلام کو اختیار کرنے کے خواہش مند ہیں. گو وہ بزدلی اور موافقت کی وجہ سے حوصلہ نہیں رکھتے کہ اسلام کا انکار کریں. ایسے لوگ بہر حال مسلم نہیں ہیں اور ان کا دین اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے. گو اپنے آپ کو یا اوروں کو دھوکہ دینے کیلئے اسلام کا دعویٰ کریں یہ بڑی عجیب بات ہے کہ آج کل کچھ لوگ اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں مگر پھر زندگی کے احکام و قوانین فلاں اور فلاں سے حاصل کرتے ہیں مگر اس کے بعد وہ مسلم کہلانے کی جرأت کرتے ہیں.

دین کا معاملہ اہم ہے اس میں کوئی مزاق نہیں ہے یہ اس قسم کی نرمی کو برداشت نہیں کرتا عقیدے کے بارے میں وہ بڑا شدید ہے. اس کی ہر نص میں اور کلمے میں حق ہے. جو شخص دین کی اس اہمیت کو نہیں جانتا؟کہ دین اللہ ہی کیلئے خاص ہے اور قانون سازی کا حق صرف اسی کا ہے تو جو کوئی کسی باطل نظام کے سائے تلے اللہ کا یہ حق تشریع استعمال کرے گا اور اپنا قانون وضع کرے گا تو وہ اللہ کی الوہیت و حاکمیت میں شرک کرے گا. جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

امرلهم شركاء شرعوالهم من الدين مالم ياذن به الله.

کیا یہ لوگ ایسے شریک خدا رکھتے ہیں جنھوں نے ان کیلئے دین کی نوعیت رکھنے والا ایسا قانون مقرر کیا جس کی اللہ نے انہیں اجازت نہیں دی.

جب ہم نے دین کے مکمل معنی کو سمجھ لیااور اس کے اندر شرک کا مفہوم بھی جان لیاتواس سے ہم پر واضح ہو جاتا ہے کہ اس شرک کے مرتکب چاہے اپنے آپ کو دین اسلام سے کس قدر منسوب بتائیں اور نماز' روزے اور کلمے کا اقرار کریں لیکن دین اسلام کے وسیع تر مفہوم میں اس کی حاکمیت اور شریعت کو چھوڑ کر انہوں نے دوسروں کا طریقہ و قانون اختیار کر کے شرک کر لیا تواس صورت میں باقی اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں کیونکہ...

ومن یبتغ غیرالاسلام دینا فلن یقبل منه وهوفی الاخرةمن الخسرین.

جو کوئی بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین (قانون) لے کر آئے گا تووہ اس سے ہر گز قبول نہ کیا جائے گااور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں ہو گا.

آیت۷۷:

كذلك كدنا ليوسف ماكان لياخذ اخاه فی دين الملك. (یوسف: ٧٦)

اس طرح ہم نے یوسف کی تائید اپنی تدبیر سے کی اس کا یہ کام نہ تھا کہ وہ بادشاہ کے دین (یعنی مصر کے شاہی قانون) کے مطابق اپنے بھائی کو گرفتار کرتا.

وضاحت:

سورہ یوسف کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی اپنے بھائیوں پر چوری کے ال-زام کے ذریعے تدبیر کرنے میں بادشاہ مصر کے قانون سے پہلو تہی کر کے دین ابراہیمی کے مطابق سزا

کے تعین کو حضرت یوسف علیہ السلام کے شایان شان قرار دیا ہے. قانون ملکی کیلئے لفظ دین کا استعمال کر کے اللہ تعالیٰ نے معنی دین کی وسعت پوری طرح واضح فرمادی ہے کہ دین سے مراد احکام قوانین اور ضوابط ہیں جن جی فرمانبرداری اور بندگی کی جائے.

قرآن کا دین کے متعلق یہ واضح مدلول بیسویں صدی کے طاغوتی حکام اوران کے اطاعت گزاروں سے او جھل ہے. کہ انسان اس کے دین پر ہے جس کا قانون مانتا اور اطاعت کرتا ہو. دین الملک سے مراد مصری شاہی قانون ہے پس دین سے مراد قرآنی تعبیر کے مطابق نظام و قانون ہے. لیکن لوگ دین کو محض ایک خالی عقیدے اور چند شعائر تک محدود جانتے ہیں. یہی سبب ہے کہ جو شخص زبان سے کلمہ پڑھے 'چند رسمی عقائد پر ایمان کا دعویٰ کرے اور کچھ مراسم عبادت پر عامل ہو وہ دین اسلام کا حامل جانا جاتا ہے. خواہ وہ کسی حکومت کے اسلام مخالف قوانین کا پابند ہو بلکہ انہیں چلانے اور بظاہر عمل کرنے کرانے کا ذریعہ بن رہا ہو ان کے مطابق فیصلے کرتا کراتا ہو' غیر اللہ کی حاکمیت واطاعت کا قائل ہو اور زمین میں پھیلے ارباب متفرقین کے بنائے ہوئے قواعد و ضوابط کا بخوشی پابند و نو کر ہو.

یوں دین کا لفظ اپنے مدلول سے ہٹ کر آج کل محض بے جان ہو کر رہ گیا ہے. انبیاء نے دین کو اس معنی میں پیش نہیں کیا تھا جس میں وہ آج کل مستعمل ہے. آدم علیہ السلام سے لے کر ابراہیم علیہ السلام تک پھر جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک دین کا مفہوم شرع و قانون' ضابطہ و قاعدہ اور نظام مملکت رہا ہے. اللہ وحدہ کی اطاعت کرنا غیر اللہ کی اطاعت کو پرے پھینک دینا ہی اسلام ہے. الوہیت' حاکمیت' ربوبیت' شرع و قانون صرف ایک اللہؐ وحدہ کیلئے ہے. یہی دین اللہ ہے اور کسی حکومتی قانون و شرع کے مطابق چلنا یہ دین الملک ہے.

یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے اور اسلام کے بالکل واضح عقائد میں داخل ہے دین کو ان معنوں میں تسلیم کرنے سے جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے یہ لازم آتا ہے کہ غیر اللہ کی شرع و قانون کا کھلا انکار کیا جائے. آج کل بعض نادان لوگوں کو اس بات میں معزور ثابت کرنے کیلئے کہ وہ دین کا یہ مفہوم نہیں جانتے جو قرآن کی اس آیت میں زیر بحث ہے اور اللہ کی شریعت کو حاکم بنانا اور اسی کو دین بنانا ضروری نہیں سمجھتے اور اس سے وہ نام نہاد مسلمان جاہل و مشرک نہیں ٹھرتے. میں بالکل یہ تصور نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص جو اللہ کے دین میں داخل ہے وہ دین کی اس حقیقت سے نابلد ہو سکتا ہے. یہ عقیدہ تو خود عقیدہ اسلام کا جز ہے اور اس کو مانے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا.

جو لوگ دین کے مدلول سے ناوقف ہیں ان کیلئے اس کا حامل ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ یہاں پر جہالت دین کی اصل بنیادی حقیقت پر وارد ہے اور جو لوگ دین کی اصل بنیادی حقیقت سے جاہل ہیں اس کے بارے میں نہیں کہہ سکتے کہ وہ دین کا حامل ہے. پس لوگوں کا دفاع کرنے اور ان کی طرف سے معزرتیں تراشنے سے کہیں بہتر یہ ہے کہ ان کو اصول دین کی حقیقت سے آشنا کریں تاکہ وہ دین اللہ میں داخل ہو سکیں. یہ بات ہمارے لئے بہتر ہے اور لوگوں کیلئے بھی بہتر ہے کیونکہ دین کی حقیقت سے ناآشنا لوگوں کو دعوت کی ذمہ داری بھی ان کی جہالت کے باعث ہم پر آتی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس ذمہ داری کو پورا کریں. کیونکہ جہالت کے باعث وہ دین کو صحیح معنوں میں اختیار نہیں کر سکتے. اور اس سے ان لوگوں کو پتا چل جائے گا کہ وہ دین اللہؐ میں نہیں بلکہ دین الملک میں ہیں. اس سے انہیں دھچکا لگے گا اور وہ اپنی اصلاح کے قابل ہو سکیں گے یہ دھچکا ان کو جاہلیت سے اسلام کی طرف آنے میں مدد دے گا. یعنی وہ دین الملک سے دین اللہ میں آ جائیں گے. اللہ کے رسول یہی کام کرتے رہے ہیں اور اسلام کے داعیوں کو بھی یہی کام کرنا چاہیے. اسی سے ہر زمان و مکان میں جاہلیت کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے.

آیت:۷۸

قل اللّٰہ اعبد مخلصا له دینی.(الزمر: ٢٤)

کہہ دیجئے میں اللہ کیلئے اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے اسی کی عبادت کرتا ہوں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی یہ حکم دیا ہے کہ صرف اللہ عبادت کرو اسی کیلئے دین کو خالص کرتے ہوئے یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت تبھی ممکن ہے جب خاص صرف اس کے دین کے احکام و قوانین کو اختیار کیا جائے اور صرف اس کی حاکمیت اختیار کی جائے اور جب انسان اللہ کے دین کو خالص نہیں کرتا اور اس کے علاوہ اس میں غیر اللہ کے احکام و قوانین کی ملاوٹ کرتا ہے تو اس صورت میں اس کی عبادت و حاکمیت خالص اللہ کیلئے نہیں رہتی کیونکہ عبادت تو کہتے ہی دین کے احکام و شریعت کی اطاعت کو اور جب اطاعت غیر اللہ کے احکام و قوانین کی ہو گی تو لازماً عبادت بھی غیر اللہ کیلئے مختص ہو جائے گی.

آیت:۷۹

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیة لکم الاسلام دینا.(المائدہ:۳)

میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے آج کے دن تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا. اس ضابطہ حیات اور نظام قانون کی تکمیل کر دی. لہذا قیامت تک کیلئے یہی نظام و قانون تمہارے لئے حاکم اور قابل اطاعت ہے اور اس میں ذرا بھی کمی و بیشی نہیں ہو سکتی. کیونکہ اس کی حاکمیت اور قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ رکھتا ہے اور اس نے اس کی تکمیل کر کے اس میں تغیر و تبدیلی کا دروازہ بند کر دیا ہے اور اس دین اور نظام قانون کی صورت میں تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے. یہ نظام زندگی انسان کیلئے سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ یہ اس رب کی طرف سے نازل ہوا ہے جو انسان کی ظاہری و باطنی فطرت سے آگاہ ہے اور اس نے اس فطرت پر اس کی دنیا و آخرت کی آسانی اور خیر و بھلائی کیلئے اس دین اور نظام قانون کو ترتیب دیا ہے اس سے بڑھ کر کوئی نظام قانون انسان کیلئے نعمت اور خیر و بھلائی کا باعث نہیں بن سکتا اور اس کے علاوہ ہر نظام قانون نعمت کی بجائے نقمت ہے.

اس دین اسلام اور نظام و قانون کو اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے پسند کیا ہے اور انسانوں کی اس سے بڑی خوش بختی کیا ہو سکتی ہے کہ اس نظام و قانون کی اتباع کرے جس کو اس کے خالق نے اس کی فلاح و بہبود کیلئے پسند فرمایا ہے.

توحید حاکمیت اور کتاب اللہ

آیت: ۸۰

انا انزلنا فی لیلۃ مبرکۃ انا کنا منزرین فیھا یفرق کل امرحکیم. (الفرقان: ۳)

بلاشبہ ہم نے اس کو ایک مبارک رات میں اتارا بلاشبہ ہم خبر دار کرنے والے ہیں' اس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی کا فرمان ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو ایک مبارک رات میں اتارا. اور اس میں ہر حکمت والے کام انسانی اصول وعقائد' حلال و حرام' انسانی تمدن و معاشرت' معیشت و تجارت' غرض ہر انسانی معالے کا حکم اور فیصلہ فرمادیا. اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی کی ذات ہے جو تمام معاملات زندگی میں آمر اور حکیم ہے ہر قسم کی حاکمیت اور قانون سازی صرف اسی کیلئے ہے تمام معاملات کا فیصلہ اور حکم اسی کی طرف سے صادر ہوتا ہے. اللہ تعالٰی کے علاوہ کوئی ذات نہیں جو امر اور حکیم کہلائے. انسانی معاملات زندگی کے فیصلے اپنے ہاتھ میں لے اور اپنی عقل سے دستور و آئین بنائے. اللہ تعالٰی نے انسان کیلئے شریعت نازل کر دی ہے اور قرآن مجید میں ہر باحکمت امر و حکم اور قانون کا فیصلہ کر دیا. انسانی معاملات اور عبادات میں صحیح اور غلط کا امتیاز بتایا' حدود مقرر کیں' قوانین قائم کیے' انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام معاملات میں راہنمائی کی اور ہر دور اور ہر علاقے کے انسانوں کیلئے راہ ہدایت اور نظام و قانون متعین کیا.

اسی لئے یہ قرآن ہر علاقے' ہر ملک و قوم' ہر زمان و مکان اور ہر معاشرے میں ایک صالح متوازن انسانی معاشرہ قائم کر سکتا ہے. جس کی بنیاد اللہ کی توحید اور اس کی حاکمیت پر ہو گی. یہ صرف عبادات اور رسوم کا مجموعہ نہیں بلکہ اس میں امر ونواہی' قوانین' سیاست' معاش' معاشرت' اخلاق سب کچھ موجود ہے. جبکہ انسانی سوختہ قوانین ودساتیر میں تصنع جانبداری' تجاوز' ظلم و ستم جیسے غیر فطری عناصر پائے جاتے ہیں جس سے قرآن محفوظ اور پاک ہے. اس کا خطاب کسی خاص زمانے' قوم' ملک وعلاقے اور حالات سے

نہیں ہے. اس میں بقااور دوام ہے اس کے احکام و قوانین انسانوں کیلئے خیر و بھلائی اور امن و عافیت پر مبنی ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں. جبکہ غیر اللہ کے وضع کردہ دستور و قوانین انسانوں کیلئے منبع شر و فساد ہیں جس کی تاریخ کے ہر دور میں مثالیں موجود ہیں. اسی لیے اس قرآن کو اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کن اور فرق و امتیاز قائم کرنے والا قرار دیا ہے.

آیت: ۸۱

اللّٰہ الزی انزل الکتاب بالحق و المیزان. (الشوریٰ:۱۷)

اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے کتاب برحق اتاری بطور میزان.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے انسانوں کی ہدایت کیلئے حق کے ساتھ کتاب قرآن مجید کو نازل فرمایا اور اس میں اللہ نے اپنی برحق شریعت اور قانون اتارا جو لوگوں کیلئے بطور میزان ہے. اس میں صحیح و غلط اور حق و باطل کو تولا جا سکتا ہے. یہ کتاب ہی لوگوں کے درمیان میزان 'ثالث' عادل اور حاکم ہے. جس کے مطابق لوگوں میں فیصلے کیے جائیں اور اس کی حاکمیت اور میزان کو قائم کیا جائے. اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت اور اس کے قوانین کو مبنی بر عدل اور انصاف بنایا ہے. اس میزان کا مقصد یہ ہے کہ لوگ ان قوانین حق پر چلتے ہوئے اسلامی معاشرے میں عدل و انصاف اور شریعت عادلہ کا ترازو قائم کر دیں. یہ میزان عدل و انصاف اسلامی نظام شریعت ہے. اور اس کی بنیاد اللہ کی توحید اور حاکمیت پر قائم ہے. اس

نظام کے علاوہ کوئی ایسا نظام نہیں جو حق اور میزان عدل وانصاف ہو. اس لئے اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے.

آیت: ۸۲

ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق م بالخیرات باذن اللّٰہ ذلک ھوالفضل الکبیر. (فاطر: ۳۲)

پھر ہم نے کتاب کے وارث وہ لوگ بنائے جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چنا پس ان میں سے بعض اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں اور ان میں سے بعض درمیانی راہ پر ہیں اور ان میں سے بعض اللہ کے حکم کے ساتھ نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں یہی ہے بڑا فضل.

وضاحت:

اللہ تعالٰی نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قرآن مجید کا وارث بنایا کہ وہ اس کتاب کی وراثت کا حق ادا کرے جسے اس سے پہلی امتیں ادا کرنے میں ناکام رہیں. وہ حق یہ تھا کہ اس قرآن اور اس کے احکام کو اپنی معاشرتی اور سیاسی زندگی کا اوڑھنا بچھونا اور حاکم بنایا جائے. لیکن اس امت میں کچھ لوگوں نے یہ حق ادا نہیں کیا اور اس سے ظلم و کفر کیا. وہ ظلم و کفر یہ تھا کہ وہ قرآن کے احکام و قوانین کو چھوڑ کر انسان کے وضع یافتہ خود ساختہ فلسفوں' قانون اور نظریوں کی طرف پلٹ گئے. یہ لوگ اپنے ایمان و اسلام پر ظلم و کفر کرنے والے ہیں. یہ لوگ قرآن کو دستور حیات نہ بنا کر اور غیر اللہ کے نظام و قوانین پر چل کے ظلم و کفر کی الگ صف اور دوراہے پر کھڑے ہیں اور اس کے برعکس کچھ صاحب ایمان لوگ ایسے بھی ہیں

جنہوں نے اس کتاب کی وراثت کا حق ادا کر دیا. وہ اس قرآن کے احکام و قوانین کو خود بھی اپناتے ہیں اور اس کے احکام و قوانین 'شریعت اور اللہ کی حاکمیت کو دنیا پر غالب کرنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں. یہ اہل ایمان لوگ دین اسلام کی صف پر کھڑے ہیں انہوں نے قرآن اور اس کے احکام و قوانین کے علاوہ اور اس سے متصادم ہر نظام قانون سے علم بغاوت بلند کیا ہے یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالٰی نے اس کتاب کی وراثت اور خلافت فی الارض کیلئے چنا ہے یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں جن پر اللہ کا فضل ہے.

توحید حاکمیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

آیت: ۸۳

وانزلنا اليك الكتب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب ومهيمنا عليه فاحكم بينهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم عما جاءك من الحق لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا. (المائدہ: ٤٨)

اور ہم نے آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی یہ تصدیق کرنے والی ہے اس کتاب کی جو اس سے پہلے تھی اور اس پر نگہبان ہے. چنانچہ آپ ان کے درمیان اللہ کی نازل کی ہوئی ہدایت کے مطابق فیصلہ کریں اور آپ کے پاس جو حق آیا ہے اسے نظر انداز کر کے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں.

امام شافعی فرماتے ہیں:

اھواء ھم سے مراد ان کا راستہ اور ان کے احکام ہیں مقصد یہ ہے کہ ان کے احکام کی تابعداری نہ کریں.

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

قاعدہ یہ ہے کہ جس امر و نہی میں رسول کو خطاب کیا گیا ہو ان کیلیئے جائز و حلال قرار دیا گیا ہو امت بھی اسی میں شریک ہو گی جب کہ بہت سے احکامات میں امت آپ کے ساتھ شریک ہے جب تک خصوصیت کی کوئی دلیل نہ ہو تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلیئے جو احکام ہیں وہ امت کیلیئے بھی ہیں جب تک تحقیق ہو جائے یہ سلف اور فقہاء کا مزہب ہے۔ (مجموع الفتاویٰ)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرمایا ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے۔ اس لئے ان (یہود و نصاریٰ) کے درمیان کتاب اللہ کے احکام و قوانین کے مطابق فیصلہ کریں اور اس میں کسی مصلحت اور نرمی کو اپناتے ہوئے اللہؐ کے احکام و قوانین کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کے مطابق فیصلی نہ کریں۔ تو مسلمانوں پر یہ بطریق اولیٰ یہ فرض ہے کہ مسلمان اللہ کی حاکمیت اور اس کے نازل کردہ احکام و قوانین کے مطابق فیصلہ کریں اور اپنی زندگیوں میں اسے نافذ کریں اور غیر اللہ کی حاکمیت اور یہود و نصاریٰ کے وضع کردہ نظام اور ان کے قوانین کی اتباع و تقلید سے بچیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان کا ثبوت ہے۔

آیت: ٨٤

وكذلك انزلنه حكما عربيا ولئن اتبعت اهواءهم بعد ماجاءك من العلم مالك من الله من ولي ولا واق۔ (الرعد۔۳۷)

ہم نے اس کو اسی طرح فیصلہ کن عربی حکم بنایا ہے اور اگر تو علم آجانے کے بعد ان کی خواہشات کے پیچھے چلا تو اللہ کی طرف سے تیرا کوئی دوست اور بچانے والا نہ ہو گا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ میں نے اس کتاب اور اس کے احکام و قوانین کو فیصلہ کن اور اٹل بنا کر نازل کیا ہے. اس سے واضح ہوتا ہے کہ قانون سازی اور احکام سازی صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی اس کا حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے اس میں تبدیلی کر سکیں. اس لیے آپ کو حکم ہوا کہ آپ اللہ کے اٹل احکام جاننے کے بعد کفار کی خواہشات کی پیروی نہ کریں. لیکن اگر آپ نے ایسا کیا تو اللہ کے غضب سے بچانے والا آپ کا کوئی اور مددگار نہ ہو گا. اس حکم سے ہمیں بتلانا مقصود تھا. نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو معصوم عن الخطا ہیں کہ اگر ہم نے اللہ کے اٹل احکام و قوانین کو جاننے کے باوجود اپنے دنیاوی مفادات کیلئے انھیں چھوڑ کر غیر اللہ کے قوانین اختیار کیے تو ہمیں اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا. اس کے متعلق جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس قدر سخت وعید سنائی گئی تو ہمارے لئے یہ سخت نصیحت ہے کہ ہم کتاب اللہ اور شریعت اسلامی کی پیروی کریں اور اس سے انحراف کرنے سے بچیں.

آیت: ۸۵

ولوتقول علینا بعض الاقاویل لاخزنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین. وانہ لتزکرۃ للمتقین.

اور اگر یہ ہم پر کوئی بات گھڑ کر لگاتا. تو یقیناً ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے پھر ہم اس ی شہ رگ کاٹ ڈالتے. پھر تم میں سے کوئی ایک بھی ہم کو اس سے روکنے والا نہ ہوتا اور بلاشبہ یہ (قرآن) تو متقین کیلئے نصیحت ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام و قوانین میں اپنی طرف سے کوئی حکم شامل کر دیتے یا میرے کسی حکم کو تبدیل یا اس میں قانون سازی کے مرتکب ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس جرم کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے بھی معاف نہ فرماتا اور اس کی سزا دیتا کیونکہ حاکمیت اور قانون سازی صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے اور اس کا اختیار نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی حکم لوگوں پر واجب و مندوب کر سکیں. جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس بات کی اجازت نہیں اور اس پر آپ کو کس قدر بڑی تنبیہ فرمائی گئی تو آج کے لوگ کس طرح حاکمیت و قانون سازی کا دعویٰ کرتے ہیں. اسلامی قوانین میں ترمیم و اصطلاحات کرتے ہیں اور اپنے راہنماؤں اور علمائے دین کی ہر بات کی اطاعت واجب قرار دیتے ہیں چاہے وہ قرآن و سنت سے مخالف ہی کیوں نہ ہو. اپنے خود ساختہ رسوم و بدعات کو دین کے نام پر جاری کرتے ہیں ایسے تمام لوگ دراصل اللہ تعالیٰ کی الوہیت و حاکمیت پر تعدی کرنے والے ہیں.

اس آیت میں جو تنبیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کی گئی ہے اس کا اصل مقصد مسلمانوں کو تنبیہ فرمانا تھا. کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو معصوم عن الخطا ہیں. یہ اصل تنبیہ و نصیحت مسلمانوں کیلئے ہے. کہ وہ اللہ کے احکام و قوانین میں تحریف اور اس کی حاکمیت میں شرک سے باز آجائیں. اسی لیے آخر میں فرمایا. وانہ لتذکرۃ للمتقین؛ اور بیشک یہ نصیحت تو متقین کیلئے ہے.

آیت: ۸۶

ماکان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادلی من دون اللہ ولکن کونوربانین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون.(آل عمران:۷۹)

کسی انسان کا یہ کام نہیں کہ اللہ تو اسے کتاب اور حکم و نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کی بجائے تم میرے بندے بن جاؤ وہ تو یہی کہے گا کہ تم ربانی بن جاؤ جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضہ ہے اور جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو.

امام شوکانی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

پھر جب نبی اس کا مجاز نہیں کہ لوگ اس کی عبادت کریں تو دوسرے مشائخ وائمہ اس مرتبہ پر کیسے فائز ہو سکتے ہیں. انبیاء کی بحثیت نبی ہونے کے اتباع واجب ہوتی ہے. مشائخ اور ائمہ تو واجب الاتباع بھی نہیں ہو سکتے.

وضاحت:

اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ بات واضح کر رہے ہیں کہ جو اللہ پر ایمان لاتا ہو اس کی حاکمیت کو تسلیم کرتا ہو اور سمجھتا ہو کہ اللہ میرا الٰہ اور حاکم ہے اور میں اس کی مخلوق اور عاجز بندہ اور اس کا اطاعت گزار ہوں. اور پھر ایسے افراد میں سے جو انسانیت کے اعلیٰ درجے پر فائز، سلیم الفطرت اور شریف النفس ہو جسے اللہ تعالیٰ حکومت و بادشاہت اور نبوت عطا فرمائے. اور ان کیلئے اپنے احکام و قوانین اور شریعت نازل فرمائے کہ وہ ان کو مان کر لوگوں کو یہ حکم دیں کہ اس قرآن مجید کے نازل کردہ احکام و قوانین کو مانیں اور انھیں اپنی

زندگیوں'تمدن' معاشرت'سیاست' معیشت'عدالت اور ملک میں اس کے بندوں پر نافذ کریں. اگر وہ یہ کریں گے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اللہ کی حاکمیت اور عبودیت پر ایمان لانے والے اور اس کے بندے ہیں.

لیکن اگر اس کے برعکس انہوں نے اللہ کے احکامات اور قوانین کو چھوڑ کر اپنے بنائے ہوئے قوانین کو لوگوں پر نافذ کیا اور اللہ کی اطاعت چھوڑ کر اپنی یا کسی دوسرے کی اطاعت کو لازم ٹھرایا تو یہ لوگوں کو اللہ کا بندہ اور غلام بنانے کی بجائے اپنا بندہ اور غلام بنانے کے مترادف ہوگا. اللہ کی حاکمیت کو اپنے ہاتھ میں لینا اور لوگوں سے اپنی یا کسی کی اطاعت کروانا اور اللہ کی حاکمیت کو غصب کرنا ایک ایسا نشہ ہے جس کی مدہوشی پر عقلی و علمی اور فطری دلیل غالب آجاتی ہے. یہ انسان کے اندر پوشیدہ ایک گہری اقتدار کی شہوت ہے جو اسے اللہ کی حاکمیت سے بغاوت پر آمادہ کرتی ہے اور انسان دوسرے لوگوں کو اپنے محکوم'غلام اور بندے بنانا چاہتا ہے.

اسلام کی رو سے حاکمیت'بندگی اور غلامی کا حق کسی فرد یا فراد کے گروہ کو ہرگز حاصل نہیں ہے. بلکہ صرف اور صرف اللہ کیلئے مخصوص ہے. ثم یکون للناس کونوعبادلی من دون اللہ؛اور وہ لوگوں سے کہیں گے کہ اللہ کی بجائے تم میرے بندے بن جاؤ. اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی تفویض نہیں کیا گیا بلکہ واضح کردیا گیا کہ انھیں یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کہیں کہ خدا سے ورے میرے حکم کی اطاعت کرو بلکہ انھیں یہ کہنا ہے کہ ربانین بن جاؤ. اللہ کی حاکمیت'اطاعت'بندگی اور غلامی اختیار کرو.

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہی طریقہ اختیار کیا اور لوگوں کو اللہ کی بندگی اور شریعت پر قائم کیا. سب سے بڑی بغاوت اللہ کی الوہیت کے خلاف بغاوت ہے اور جو انسان اس کے برخلاف انسانوں کی

حاکمیت'بندگی اور غلامی اختیار کرے گا وہ سب سے بڑاظالم اور باغی ہوگا.اللہ تعالٰی نے انسان کو تمام انسانوں کی محکومی اور غلامی سے آزاد کر کے صرف اپنا محکوم'غلام اور بندہ بنایا ہے. لیکن آج کروڑوں انسان کہیں جمہوریت کے نام پر اپنے جیسے انسانوں کی اطاعت وبندگی اختیار کیے ہوئے ہیں اور کہیں علماء ورھبان کی مطلق اطاعت وبندگی اور کہیں اپنے فلسفی'مفکر اور راہنماؤں کے افکار و نظریات کی غلامی اور بندگی اختیار کیے ہوئے ہیں.

آیت:۸۷

من یطع السول فقد اطاع اللّٰہ.(النساء:۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے. مطلق حاکمیت واطاعت کا حق صرف اللہ تعالٰی کا ہے. اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بھی اطاعت اس لیے فرض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے اللہ کی حاکمیت اور احکام الٰہی کی مکمل ترجمانی فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ساری زندگی کو امت کیلئے قابل اتباع ٹھرایا گیا ہے. کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو معصوم عن الخطا ٹھرایا گیا ہے اور اس لیے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت واجب ہے. اس طرح آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت دراصل اللہ کی حاکمیت کو ماننے کے مترادف ہے. اور جو شخص رسول صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کے علاوہ کسی اور شخصیت کے ہر فعل 'رائے اور حکم کی اطاعت کرنے کا قائل ہو. اور اس کو مستقل بالزات مطاع اور اطاعت و تقلید کے لائق سمجھتا ہو تو وہ اللہ کی حاکمیت میں شرک کا مرتکب ہو گا. کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کوئی شخصیت معصوم عن الخطا نہیں جو اپنی زندگی میں اللہ کے احکامات کی اطاعت میں غلطی سے محفوظ ہو. اس لیے صرف اور صرف رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مطاع ٹھرانا در حقیقت اللہ تعالیٰ کو اس کی حاکمیت اور اطاعت میں خاص ٹھرانا ہے.

غیر اللہ کی حاکمیت کے بوجھ سے چھٹکارہ

آیت:۸۸

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوباً عندهم فی التورة والانجیل یامرهم بالمعروف وینههم عن المنکر ویحل لهم الطیبت ویحرم علیهم الخبائث ویضع عنهم اصرهم والاغلل التی کانت علیهم فالذین امنو به وعزروه ونصروه واتبعوالنور الذی انزل معه اولئك هم المفلحون.(الاعراف:۱۵۷)

وہ لوگ جو اس رسول امی نبی (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا پاتے ہیں اور وہ انھیں اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور انھیں برے کاموں سے روکتا ہے. اور ان کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے. اور ان پر ناپاک چیزیں حرام ٹھراتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان پر تھے. چنانچہ جو لوگ اس پر ایمان لائے اور انھوں نے اس کی تعظیم کی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس پر نازل کیا گیا وہی فلاح پانے والے ہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان مومنین کا ذکر فرمایا ہے کہ جو لوگ کفر وشرک اور غیر اللہ کی حاکمیت کو چھوڑ کر اللہؔ کی توحید پر ایمان لاتے ہیں. اور دین اسلام 'شریعت اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لائے ہوئے احکام و قوانین کی اطاعت اور پیروی کرتے ہیں اور اس نبی کا ذکر وہ تورات اور انجیل میں بھی پاتے ہیں جو انھیں نیکی کا حکم دیتا ہے. برائی اور شرک سے بچاتا ہے. اور وہ انھیں شریعت کے احکام و قوانین اور حلال و حرام بتلاتا ہے.

اللہ کے دین اس کی شریعت اور حلال یا حرام کردہ احکام و قوانین کی دعوت دینے کا مقصد یہی ہے کہ وہ تمہیں غیر اللہؔ کی حاکمیت کے بوجھ اور غلامی وبندگی سے نکالنا چاہتا ہے. اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور غلامی صرف اس کے دین اور شریعت کی اطاعت واتباع اور غیر اللہ کی حاکمیت اور غلامی سے چھٹکارہ یہ وہ بنیادی دعوت توحید ہے جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دین اسلام لے کر آئے. اسلام انسانوں کی حاکمیت اور غلامی سے انسانوں کو آزاد کرانے کا اعلان ہے. اس کی دعوت کا آغاز اس نصب العین سے ہوتا ہے کہ وہ ایسے تمام نظاموں اور حکومتوں کو ختم کرنا چاہتا ہے. جو انسانوں کی گردنوں پر انسانوں کی حاکمیت کا طوق ڈالتے ہیں. غیر اللہ کی حاکمیت و قوانین انسانوں پر وہ بوجھ ہے جسے اسلام اتارنا چاہتا ہے.

غیر اللہ کے وضع کردہ غیر فطری احکام و قوانین وہ بوجھ ہے. جس کی وجہ سے تمام انسانیت مسائل وپریشانیوں میں گرفتار ہے. عجیب وغریب رسم ورواج 'نت نئی جکڑ بندیوں اور قوانین نے انسانی زندگی اجیرن بنادی ہے. جبکہ اسلام اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فطری قوانین کے ذریعے آسانی سہولت اور کشادگی سے نوازتا ہے اور اسے مختلف انسانوں کی محدود سوچ 'رائے اور عقل سے آزاد کر دیتا ہے. اس کے علاوہ جب انسان غیر اللہ کی حاکمیت و قوانین سے آزاد ہو کر اللہ کی حاکمیت اور قوانین وشریعت اختیار کرتا ہے

تو وہ کفر و شرک 'بوجھ اور تاریکیوں سے آزاد ہو کر ایمان اور توحید کے سمندر میں داخل ہو جاتا ہے. جب وہ اللہ کے نظام اور شریعت کی اطاعت کرتا ہے. اور اس کے دین کی مدد کرتا ہے. اس کیلئے جد و جہد اور قربانی دیتا ہے. تو اللہ کا فرمان ہے کہ یہی لوگ ایمان والے اور فلاح و کامیابی حاصل کرنے والے ہیں.

اللہ کی حاکمیت 'انبیاء کا اصل پیغام

آیت: ۸۹

اذهب الیٰ فرعون انه طغی. (النازعات: ۱۷)

فرعون کی طرف جاؤ بیشک اس نے سرکشی کی ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا ہے کہ تم فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ باغی اور سرکش ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ باغی و سرکش طاغوت سے مقابلہ کرنا اور ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی توحید اور حاکمیت کا اعلان کرنا دین اسلام اور انبیاء کی سنت ہے لیکن آج اس کے باوجود کے وقت کے فرعون اللہ کے دین اور اس کی حاکمیت سے بغاوت کرتے ہیں آج کے نام نہاد داعیان دین طاغوت کے سامنے کلمہ حق کہنے اور اسے اللہ کی حاکمیت کا پیغام دینے کی بجائے اس کا ساتھ دیتے ہیں اور الٹا انبیاء کی سنت پر چلنے والے اور طاغوت کے سامنے کھڑے ہونے والے لوگوں کو غلط کہتے ہیں کہ یہ راستہ غلط ہے اس سے فتنہ و فساد پھیلے گا ایسے لوگوں کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت سامنے ہے کہ انہوں نے اپنی کمزور قوم کو فرعون جیسے طاغی و باغی سے ٹکرا دیا چاہے انہیں فرعون کا کس قدر بھی ظلم سہنا پڑا لیکن انہوں

نے فرعون کی جھوٹی الوہیت وحاکمیت ماننے سے انکار کر دیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کی حاکمیت کو غصب کرنے والے طاغوتوں سے انکار و بغاوت ایمان و توحید اپنانے والوں کا اور انبیاء کا راستہ ہے.

آیت: ۹۰

یرید ان یخرجکم من ارضکم فماذا تامرون. (الاعراف: ۱۱۰)

یہ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہاری سرزمین سے نکال دے پس تم کیا مشورہ دیتے ہو.

وضاحت:

اس آیت میں فرعون حضرت موسٰی علیہ السلام کی دعوت توحید کو سن کر اپنی قوم کو کہتا ہے کہ موسی چاہتا ہے کہ تمہیں تمہاری زمین سے نکال دے. فرعون اس توحید کی دعوت کو موسٰی علیہ السلام کی زبانی سن کر یک لخت جان گیا کہ یہ جس دین کی دعوت دے رہا ہے وہ اپنی حاکمیت چاہتا ہے اور اس صورت میں اس کی جھوٹی حاکمیت قائم نہیں رہ سکتی. اس لئے وہ لوگوں کو اس دین سے ڈراتا ہے کہ کہیں وہ اس کی دعوت قبول نہ کر لیں. اس توحید اور دین کی اصل دعوت اللہ کی حاکمیت کا قیام ہے جس کی صورت میں کسی اور دین اور نظام و قانون کا چلنا ناممکنات میں سے ہے. لیکن افسوس کہ آج کے نام نہاد مسلمان دین کی اس دعوت کو نہیں سمجھتے جسے فرعون جیسا شخص پہلی دفعہ سن کر ہی سمجھ گیا تھا.

فرعون کا دعوٰی الوہیت دراصل حاکمیت کا تھا

آیت: ۹۱

وقال فرعون یایھا الملاء ماعلمت لکم من الہ غیری. (القصص: ٣٦)

اور فرعون نے کہا! اے درباریو میں تو اپنے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں جانتا.

وضاحت:

کثیر مفسرین نے یہاں الٰہ کا ترجمہ حاکم کیا ہے اور یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ فرعون اپنے آپ کو ارض وسماء کا خالق اور معبود نہیں سمجھتا تھا بلکہ وہ خود بہت سے دیوتاؤں کی پرستش کرتا تھا. پس فرعون کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہارا مطاع اور حاکم مطلق ہوں. میرا سوا کوئی دوسرا ایسا نہیں ہو سکتا جس کی فرمانبرداری کی جائے.

سید قطب فرماتے ہیں:

بندوں میں سے جب کوئی بندہ دعٰوی کرے کے لوگوں کے ذمے اس کی ذات کی اطاعت کرنا اس کا حق ہے اور اسے ان کے متعلق قانون سازی کرنے کا حق ہے اور ایسے ہی اقدار و پیمانے مقرر کرنے کا حق ہے تو یہ الوہیت کا دعویٰ ہے کہ اگرچہ زبانی ایسا نہ کہے جس طرح فرعون نے کہا تھا. انا ربکم الاعلیٰ؛ میں تمہارا بڑا رب ہوں. (تفسیر فی ظلال القرآن ١٧٠-٢)

آیت: ۹۲

قال لئن اتخزت الھا غیری لاجعلنك من المسجونین. (الشعراء: ٢٩)

اس نے کہا کہ اگر تو میرے سوا کسی اور کو الٰہ بنائے گا تو میں تجھے قید کر دوں گا.

وضاحت:

اس آیت میں فرعون کی موسٰی علیہ السلام کے متعلق اس دھمکی کا ذکر ہے جو اس نے موسٰی علیہ السلام کے دلائل سن کر دی جب انہوں نے فرعون کی حاکمیت اور اطاعت ماننے سے انکار کر دیا چنانچہ اس نے کہا کہ اگر تم نے میرے علاوہ کوئی اور الٰہ بنایا تو میں تمہیں قید کر دوں گا. ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ فرعون کا دعویٰ الوہیت اصل میں حاکمیت کا تھا. اپنا معبود تو وہ بتوں کو مانتا تھا اور حاکمیت پر تسلط خود رکھتا تھا. حاکمیت کیلئے قرآن مجید میں الٰہ اور رب کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں. کیونکہ الوہیت اور ربوبیت میں حاکمیت کے خصائص بھی پائے جاتے ہیں.

اللہ کی حاکمیت کو غصب کرنے والے طاغوتوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ جب کوئی ان کی حاکمیت و حکمرانی کو ماننے سے انکار کر دے اور اللہ تعالٰی کی حاکمیت واطاعت اور اس کے احکام و قوانین پر ایمان لے آئے تو طاغوت ہمیشہ اس کو ہر طرح کی تعزیب و تشدد اور قید و بند میں مبتلا کرتے ہیں. اہل ایمان کی دعوت کا آغاز طاغوت کی حاکمیت کے انکار سے ہوتا ہے اور وہ طاغوتوں کو للکارتے ہیں اس لیے ان کو طاغوت کی قید و بند اور ظلم و تشدد کا سامنا رہتا ہے. لیکن جو داعیان دین اسلام کی اس دعوت الوہیت و حاکمیت کو مطمع نظر نہیں بناتے طاغوت کو ان سے کوئی سروکار نہیں بلکہ وہ الٹا انہیں انعام و کرام سے نوازتا ہے.

غیر اللہ کا اپنی حاکمیت اور اقتدار کیلئے پروپیگنڈا

آیت: ۹۳

انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظهر فی الارض الفساد. (المومن: ۲٦)

مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہارے دین (نظام وتہزیب) کو بدل دے گا یا اس سرزمین میں فتنہ فساد برپا کرے گا.

وضاحت:

اس آیت میں فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کے متعلق ایک قول ذکر کیا گیا ہے. اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اللہ کی توحید' اس کے دین اور نظام کی حاکمیت کی دعوت سن کر کہا. کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ یہ دعوت تمہارے نظام و قانون اور رسم رواج کو ملیامیٹ کر دے گی. مجھے اس دعوت سے بغاوت کی بو آرہی ہے. اور مجھے یقین ہے کہ اس دعوت سے ملک میں فتنہ وفساد' تباہی اور خانہ جنگی ہوگی. فرعون دراصل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا پیغام سمجھ گیا کہ موسیٰ اس کی حاکمیت اور اس کے نظام قانون کو گرا کر اپنے خدا کی حاکمیت اور نظام قائم کرنا چاہتا ہے. اس لیے اس نے اپنی قوم کو اس حقیقت سے آگاہ کیا اور اس سے ڈرایا' ان کے دینی و قومی تعصب کو ابھارا اور فتنہ وفساد سے ڈرایا کہ اس کی بات ماننے سے ان کی جان ومال اور معیشت خطرے میں پڑ جائے گی.

فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ قول اور آج کے دور کے طاغوتوں کا جو اللہ کی حاکمیت غصب کر چکے ہیں ان اسلام پسندوں کے بارے میں جو اللہ کی حاکمیت اور شرعی نظام قانون چاہتے ہیں بالکل یکساں ہے. اہل توحید اور اہل حق کے خلاف ہمیشہ عوام کالانعام کو انہی دوپروپیگنڈوں سے بھڑکایا جاتا ہے اور ان کو فتنہ وفساد اور دہشت گردی سے ڈرایا جاتا ہے تاکہ عوام ان کی دعوت کو ٹھکرا دیں اور اپنے باطل نظام کا دفاع کر سکیں. ہر باطل حکومت حاکم اور تمام فریبی سیاسی سرداروں اور لیڈروں نے اسی دلیل کا سہارا لے کر عوام کو اپنے گرد جمع کرتے ہیں تاکہ اپنی ذات اور باطل حکومت و کرسی کا دفاع کر سکیں. یہ لوگ عوام کی حمائت کیلیئے انسانی نفسیات سے کھلتے ہیں جیسے کہ فرعون نے کہا.

آیت: ۹۴

قال فرعون ما اریکم الاما اریٰ وما اھدیکم الا سبیل الرشاد.(المومن:۲۹)

فرعون نے کہا کہ میں تمہیں وہی(راہ) دکھاتا ہوں جس کو میں بہتر سمجھتا ہوں اور تمہیں صرف بھلائی کی راہ دکھاتا ہوں.

وضاحت:

ان فرعونوں اور طاغوتوں کا عوام پر گمراہی کے پردے ڈالنے کیلئے انداز یہی ہے کہ حق والوں کے خلاف میری بات سو فیصد درست ہے. اور میری ہی بات تمہارے اور میرے مفاد میں ہے اس لیے اس کی نہ سنو اور اس کے خلاف کھڑے ہو جاؤ.

یہ آیت فرعون کی اپنی قوم کو اپنی اتباع کی ترغیب کو ذکر کرتی ہے. فرعون جس نے اپنی حاکمیت کا دعویٰ کیا تھا وہ چاہتا تھا کہ لوگ صرف اس کی حاکمیت اور احکام و قوانین کی اتباع کریں. اور کہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو اپنا کر اس کی جھوٹی حاکمیت سے انکار نہ کردیں. اس لئے وہ اپنے آپ کو قوم کا خیر خواہ بتلاتا ہے اور انھیں اس کا یقین دلانے کی کوشش کرتا ہے کہ میں بھلائی اور امن وسلامتی کے راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہوں. اور اگر تم میرے متبع رہے تو اس میں تمہاری بھلائی ہے اور مادی ومعاشی فائدہ ہے. اور اگر تم نے موسیٰ علیہ السلام کی دعوت اور اللہ کی حاکمیت کے پیغام کو قبول کر لیا تو تمہارے مفادات پر زد پڑے گی اور تمہیں پریشانیوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا.

ہر دور کا طاغوت اپنی حاکمیت کو عوام میں قائم رکھنے کیلیئے اور عوام کو اپنا غلام بنانے کیلیئے اسی طرح کا پروپیگنڈا کرتا ہے اور انھیں اپنے جھوٹے نظام حاکمیت کی طرف مائل کرنے کیلیئے انہیں مختلف لالچ اور فائدے گنواتا ہے. آج کے طاغوت اس کیلیئے لوگوں میں آزادی 'روشن خیالی 'رواداری 'تہذیب وثقافت کے نام پر پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور انہیں اسلامی نظام سے متنفر کرتے ہیں. اسے تاریک اور فرسودہ بتلاتے ہیں کہ اس سے تمہاری تہزیب وترقی ختم ہو جائے گی. تاکہ کہیں لوگ اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام کو قبول نہ کرلیں اور اس سے ان کی حاکمیت اور سرداری کا خاتمہ ہو جائے.

آیت: ۹۵

فاستخف قومه فاطاعوه انهم كانو قوم فسقين. (الزخرف: ٥٤)

تب اس نے اپنی قوم کی مت ماردی اور انہوں نے اس کی اطاعت کی بلاشبہ وہی لوگ فاسق تھے.

وضاحت:

فرعون نے اپنی الوہیت وحاکمیت اور اطاعت کروانے کیلیئے اپنی قوم کے لوگوں پر ہر ذریعہ اور طریقہ استعمال کیا. اور اپنی قوت وپروپیگنڈا اور مادی مفادات میں لوگوں کو جکڑ لیا. تاکہ وہ اس کی الوہیت وحاکمیت کو تسلیم کرلیں. ہر دور کے طاغوت بیوقوف عوام کو اپنی طرف راغب کرنے کیلیئے اور اپنے طاغوتی نظام وحکومت کی اطاعت کروانے کیلیئے اپنے تمام ذرائع اور وسائل استعمال کرتے ہیں. اس کیلیئے تبلیغ وپروپیگنڈہ 'خوش کن ترقی اور مادی مفادات 'جزبہ حب الوطنی اور تمام ذرائع استعمال کرتے ہیں جن سے عوام کی عقل اور بصیرت ماری جاتی ہے. اور وہ طاغوت کے ہر جائز وناجائز حکم وقانون کی اطاعت کرتے

ہیں اور اس سے محبت کے جزبے سے سرشار ہو جاتے ہیں. پھر وہ طاغوت کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے بھی تیار ہو جاتے ہیں. اس طرح طاغوت ان کی عقل مار کر ان سے اپنی ربوبیت و حاکمیت تسلیم کرواتا ہے.

طاغوت قوت اور مادی وسائل سے 'مال و دولت سے' پروپیگنڈہ سے 'پریس اور میڈیا سے اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے عوام کو الو بناتے ہیں. وہ عوام کو بھڑکاتے ہیں تاکہ وہ ان کی اطاعت و غلامی کر کے ان کی ہوسِ اقتدار و حاکمیت کی خواہش کی تکمیل کریں.

آیت: ۹٦

وقال الذين استضعفو للذين بل مكرالیل والنهاراذ تامروننا ان نكفر بالله ونجعل له اندادا.(سبا:۳۳)

وہ کمزور لوگ ان بڑے لوگوں سے کہیں گے 'نہیں بلکہ یہ شب و روز کی مکاری تھی جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کریں اور دوسروں کو اس کا شریک ٹھرائیں.

وضاحت:

یعنی وہ لوگ جو دنیا میں اپنے لیڈروں 'حاکموں اور سرداروں کی شریعت سے مخالف قوانین میں اطاعت آنکھیں بند کر کے کرتے رہے اور ان کے خلاف کسی ناصح کی بات پر کان دھرنے کیلئے تیار نہیں ہیں. یہی لوگ قیامت والے دن جب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ ان حاکموں کی اطاعت انہیں کس انجام سے

دوچار کرنے والی ہے۔ تو وہ اپنے لیڈروں اور حاکموں کو کہیں گے کہ کم بختو تم نے ہمیں گمراہ کیا تم نے ہمیں بہکا کر اور چالبازی اور مکاری سے اپنی غلامی اور اطاعت پر مجبور کیا۔ اور ہمیں حق پر ہونے کے مختلف فریب دیتے رہے۔ کبھی ہمیں ملکی قومیت کے تشخص اور جزبے کے تحت ہم سے اپنی اطاعت کرواتے اور کبھی ملک و قوم کے دشمن سے حفاظت کیلیئے اور اس کا ڈر دے کر ہمیں اپنی فوج کا حصہ بننے پر مجبور کر دیتے اور کبھی ہمیں دنیا اور مال و دولت کا لالچ دیتے اور کبھی مفلسی سے ڈراتے اور کبھی ہم خود اپنے پیٹ اور رزق کیلیئے تمہارے غیر اسلامی حکموں اور قوانین کی اطاعت اور نوکری کرتے رہیں۔ الغرض تم شب و روز کی مکاریوں اور جھوٹے پروپیگنڈوں کا طلسم باندھ کر ہمیں بیوقوف بناتے تھے تم ہمیں نہ بہکاتے تو ہم تمہاری اطاعت کی بجائے اللہ اور اس کے رسول کے احکام و قوانین اور شریعت کی طرف دعوت دینے والوں کا ساتھ دیتے اور تمہارے غیر اسلامی احکام کی اطاعت کر کے تمہیں اللہ کا شریک نہ ٹھراتے۔

اللہ کی حاکمیت میں شرک کی وجوہات

آیت: ۹۷

وقالو معك ان نتبع الهدى معك نتخطف من ارضنا۔ (القصص:۵۷)

اور انہوں نے کہا کہ اگر ہم تیرے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو ہم کو ہماری سرزمین سے اچک لیا جائے گا۔

وضاحت:

اس آیت میں ان کفار مکہ کا ذکر کیا جارہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور دین ربانی کی صداقت کو پہچانتے تھے. لیکن جس وجہ سے انہوں نے اللہ کی حاکمیت واطاعت اور ہدایت کو قبول کرنے سے انکار کردیا وہ ان کی دنیاپرستی تھی. حالانکہ وہ جانتے تھے کہ یہی دین حق اور ہدایت ہے. لیکن انہیں ڈر تھا کہ اگر انہوں نے اس کو قبول کرلیاتوان کی دنیا'معیشت وتجارت اور سرداری ختم ہو جائے گی. دراصل قریش مکہ کو خانہ کعبہ کی تولیت کی وجہ سے عرب میں برتری حاصل تھی. اوراس سے ہی ان کی معیشت وتجارت جڑی ہوئی تھی. لوگ پورے عرب سے خانہ کعبہ میں مذہبی رسوم ادا کرنے آتے اوراس کے ساتھ تجارت بھی کرتے. اس لئے قریش مکہ کو خطرہ تھا کہ اگر ہم نے دین اسلام کی حاکمیت واطاعت قبول کرلی تو ہماری تجارت ختم ہو جائے گی لوگ اس نئے دین کو قبول نہیں کریں گے. ان کا قول یہ تھا کہ اگر ہم تجھ پر ایمان لائیں توارد گرد کے قبائل سے ہمارا تسلط وغلبہ مفقود ہو جائے گا. یعنی دین حق اور شریعت کا ساتھ دینے سے وہ یہ عزر تراشتے تھے کہ ان کو اس سے مقابل لوگوں کی شدید مخالفت وجنگ وجدل کا خطرہ تھا.

اگر ہم آج بھی ان لوگوں کو دیکھیں جو دین اسلام اور شریعت اسلامی پر ایمان وہدایت کا دعویٰ کرتے ہیں اور دین اسلام کی حقانیت سے مکمل باخبر ہیں لیکن انہوں نے اس ہدایت ربانی اور شریعت کی مکمل حاکمیت اور اطاعت کو اپنے نظام ومعاشرے میں قائم کرنے سے انکار کردیا ہے. ان کا عزر بھی قریش مکہ کی مانند ہے کہ اگر ہم نے شریعت وقانون الٰہی اور اسلامی ہدایت کی پیروی کی کوشش کی تو ہمیں دین کے دشمنوں کی عداوت اور دشمنی کا سامنا کرنا پڑے گا. انہیں خوف ہے کے اعداءاللہ ان پر پل پڑیں گے 'ان سے جنگ کریں گے جس سے ان کی ترقی ومعیشت ملیامیٹ ہو جائے گی. ان کی کفار سے دوستی وتجارت ختم ہو جائے گی اور وہ اقتصادی ومعاشی تنگیوں کا شکار ہو جائیں گے. یہی عزر ہے جس کی وجہ سے انہوں نے اللہ کے احکام وقوانین اور اس کے دین اور شریعت کو رد کردیا ہے. اور یہی عزر ہر دور کے دین وہدایت کو قبول نہ کرنے والے لوگوں کا رہاہے. درحقیقت ان کا یہ عزر ان کا اللہ کے دین وشریعت اس کی حاکمیت واطاعت

اوراس کی مدد و نصرت پر ایمان نہ ہونے کی دلیل ہے. یہ لوگ کفار و طاغوت کی حکومت و سلطنت کی قوت سے خوف کھاتے ہیں اور اپنے آپ کو تکلیف سے بچانے کی خاطر ان کی حمایت و مدد کرتے ہیں اور غیر اللہ کی جھوٹی قوت پر ایمان لاتے ہیں. جب کہ اللہ رب العزت جو سب سے زیادہ قوت والا اور سب سے زیادہ طاقتور ہے اس پر ایمان و توکل سے عاری ہیں. جس کی قوت کے آگے کوئی طاغی و باغی حکومت و سلطنت نہیں ٹھر سکتی. لیکن اگر یہ لوگ اللہ تعالٰی پر ایمان لاتے اوراس کے دین اور شریعت کے غلبے اور حاکمیت کیلئے اٹھتے تو اللہ تعالٰی انہیں اس طرح فتح و نصرت سے نوازتا جس طرح اس نے قریش مکہ میں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور اللہ کے حکم کی پیروی کی تو اللہ تعالٰی نے انہیں پوری دنیا پر غلبہ عطا فرمایا. اس طرح اللہ تعالٰی انہیں ان کے دشمنوں پر غلبہ عطا فرما کر زمین پر قوت و سلطنت عطا فرماتا جس طرح اس نے مسلمان قریش اور صحابہ کرام کو عطا فرمائی تھی۔

آیت:۹۸

قالو یشعب اصلوتك تامرك ان نترك مایعبد اباءنااوان نفعل فی اموالنا مانشؤ انك لانت الحلیمالرشید.(ھود: ۸۷)

انہوں نے کہااے شعیب کیا تیری نماز تجھ کو یہ حکم دیتی ہے کہ ہم چھوڑ دیں ان کو جن کی ہمارے آباوءاجداد عبادت کرتے تھے یاہم نہ کریں اپنے مالوں میں جو چاہیں. یقیناً تو ایک بردبار بھلا آدمی ہے.

وضاحت:

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کا حکم دیتے. اوران کو اپنی معیشت وتجارت اور معاشرت میں اپنے آباؤاجداد کے رسم ورواج اور قوانین کو چھوڑ کرایک اللہ کے دین وشریعت اوراحکام کی اتباع کادرس دیتے توان کی قوم حضرت شعیب کو جواب دیتی کہ اے شعیب کیا تیرادین اور نمازیں تجھے یہ حکم دیتی ہیں کہ ہم اپنے آباؤاجداد کے رسم ورواج اورروایات کواور وہ ہمیں جو ہماری معیشت وتجارت اور معاشرت میں اصول وقوانین دے کر گئے ہیں ان کو چھوڑ کر تیرے رب کے احکام وقوانین اور حاکمیت کو اختیار کریں. یہ ٹھیک ہے کہ ہم نماز وشعائر عبادت اس کیلئے ادا کریں لیکن ہمیں اپنے تمدن ومعاشرت اورمال وتجارت میں اپنی مرضی کرنے کا حق حاصل ہے.

ہمیشہ اقوام کفار نے اس دین وشریعت کو صرف اس وجہ سے ٹھکرادیا کہ یہ دین صرف ان کی پوجاوپرستش ہی نہیں بلکہ ان کے نظام معاشرت'تجارت ومعیشت اور سیاست پر بھی اپنی حاکمیت اوراطاعت چاہتا ہے. اور وہ چاہتے تھے کہ ان کوان کی زندگی میں ان کی خواہشات سے نہ روکا جائے یہ لوگ اپنی سیاست ومعاشرت میں اللہ کی حاکمیت قائم کرنے کیلئے تیار نہ تھے۔

دین وسیاست کے متعلق جو کفریہ نظریہ ان مشرک اقوام کا تھایہی نظریہ آج جمہوری نظام کے حامل اکثر انسانوں کا ہے کہ دین ومزہب کا تعلق صرف پوجا پاٹ سے ہے رہے ہمارے زندگی کے عام دنیوی معاملات توان میں ہم کو پوری آزادی ہونی چاہیے جس طرح چاہیں ہم کریں. یہ اسلام کے مقابلے میں جاہلیت اور جمہوریت کے نظریے کی پوری ترجمانی ہے. اسلام کانقطہ نظریہ ہے کہ اللہ کی حاکمیت اور بندگی صرف ایک محدود مذہبی دائرے میں نہیں بلکہ تمدن'معاشرت'معیشت'سیاست غرض زندگی کے تمام شعبوں میں ہونی چاہیے. جب کہ اہل جمہوریت دین کو سیاست سے الگ کرتے ہیں اور اسے دنیوی معاملات سے الگ ٹھراتے ہیں ان کے نزدیک دین کا تقاضہ عقیدہ توحید کااعلان کرنے اور بعض شعائردین

کی پابندی کر لینے تک محدود ہے. جب کہ دنیاوی وسیاسی معاملات میں انسان اپنے قول و فعل میں بالکل آزاد ہے. یہ شرکیہ تصور قدیم جاہلیت کی عکاسی ہی ہے جسے من و عن جدید جاہلیت نے اپنا لیا ہے اور اس شرک میں آج اہل کتاب اور مسلمان گمراہ ہیں کہ وہ اللہ کے احکام و قوانین کو ترک کر کے دنیا کے خود ساختہ قوانین کو اپنائے ہوئے ہیں. شرک کی کئی اقسام ہیں. اس کی ایک قسم یہ ہے جس میں ہم آج کل زندہ ہیں. یہ وہ اصلی اور حقیقی شرک ہے جس میں قدیم اقوام بھی داخل رہی ہیں.

آیت:۹۹

وقال ربنا انك اتيت فرعون وملاه زينة واموالا فی الحيوة الدنيا ربنا ليضلوعن سبيلك ربنا اطمس على اموالهم واشدد على قلوبهم فلا يؤمنوحتى يروالعزاب الاليم. (یونس:۸۸)

اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے رب بیشک تو نے فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں شان و شوکت اور مال و زر دے رکھا ہے اے ہمارے رب! تاکہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے بھٹکا دیں. اے ہمارے رب ان کا مال و زر غارت کر دے اور ان کے دل سخت کر دے چنانچہ یہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عزاب نہ دیکھ لیں.

وضاحت:

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا نقل کی گئی ہے جس میں انہوں نے اللہ کی الوہیت اور حاکمیت غصب کرنے والے فرعون اور اس کے سرداروں کیلئے ہلاکت اور بربادی کی دعا مانگی ہے. کیونکہ فرعون اپنی طاقت 'اقتدار اور مال و دولت کی بنا پر سرکشی کر کے لوگوں کو اپنا غلام بناتا تھا اور اپنی قوت اور

مال کے بل بوتے پر لوگوں کو اپنی بندگی اور غلامی میں ڈالنے کیلئے ہر حربہ اور چال چلتا تھا. تاکہ لوگوں کو اللہ کے رستے اور اس کی بندگی و غلامی سے نکال کر گمراہ کر سکے. ہر دور میں گم کردہ راہ' گمراہ کن ملکی قیادتیں' لیڈر اور راہنماء جو مال و دولت اور دنیاوی قوت و اقتدار رکھتی ہیں. یہ اللہ کی حاکمیت غصب کر کے اللہؒ کے مقابل خود کو قانون ساز اور واجب الاطاعت قرار دلوا کر لوگوں سے اپنی عبادت کرواتے ہیں. یہ لوگوں سے اپنی عبادت کروانے کیلئے انہیں اپنی اور عوام کی حاکمیت وجمہوریت کا استحقاق جتاتے ہیں. اور عوام کو اپنے قوانین کی بندگی اور غلامی کی دعوت بڑے پر فریب انداز میں دیتے ہیں. انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے عوام فریب خوردہ اور جاہل ہیں اور اللہؒ کی حاکمیت اور بادشاہت کا تعارف نہیں رکھتے. اس طرح یہ باطل معبود طاغوت جاہل عوام سے اپنے قوانین کی عبادت و پوجا بآسانی اور بخوشی کرواتے ہیں. طاغوت کی چکا چوند قوت و طاقت اور خوف کا عنصر لوگوں کو ان کی نوکری و اطاعت اور عبادت لغیر اللہ پر آمادہ کرتا ہے. طاغوت ان کے دل و دماغ پر اپنا تسلط جما لیتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے کچھ بت گھڑتا ہے جن پر تقدس کا لبادہ اوڑھ لیا جاتا ہے مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو اللہ کی حاکمیت اور عبادت سے نکال کر غیر اللہ کے سامنے سجدہ ریز کر دیا جائے. یہ بت پتھر اور دھات کے نہیں ہوتے بلکہ قوم پرستی' وطن پرستی' آئین و دستور پرستی' زبان' رنگ و نسل وغیرہ یہ سب معبودان باطلہ ہیں. ان کی پوجا اور عبادت جاہل عوام سے کرواتے ہیں اور ان قومی و وطنی' نسلی رسم و رواج اور آئین و دستور کی حاکمیت ان لوگوں پر قائم کرتے ہیں. اس طرح یہ اپنی حکومت' اقتدار اور مفادات کی خاطر غیر اللہ کی حاکمیت و عبادت پر مبنی ایک نظام و معاشرہ تشکیل دیتے ہیں جو مل کر ایک دوسرے کے مفادات کے تحفظ کے ضامن ہوتے ہیں.

آیت: ۱۰۰

ویعبدون من دون اللّٰہ مالم ینزل بہ سلطانا وامالیس لهم بہ علم ومالظالمین من نصیر.(الحج:۷۱)

اور وہ اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جن کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور جس کا انہیں کوئی علم نہیں اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالٰی کے علاوہ معبود اور طاغوت ٹھراتے ہیں اور ان کی عبادت واطاعت کرتے ہیں جن کی اللہ تعالٰی نے کوئی دلیل نہیں اتاری تو ایسے لوگ جاہل اور ظالم ہیں. آج لوگ اللہ کے احکام و قوانین کو چھوڑ کر غیر اللہ کے جن احکام و قوانین کی اطاعت و بندگی میں مصروف ہیں ان کی اللہ تعالٰی نے کوئی دلیل نازل نہیں کی. اللہ کے قرآن یا نبی کی سنت میں ان کا کہیں وجود نہیں. لہذا یہ سب بے دلیل ہیں. انسانوں نے گھڑے ہوئے ہیں. لیکن لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم جس کے احکام و قانون کو لیتے ہیں ان کی اطاعت و بندگی کر رہے ہیں کیا وہ اللہ تعالٰی کے احکام کے مطابق ہیں یا اللہ نے ان کی سند نازل کی ہے. یہ لوگ اس سے بالکل بے علم ہیں. اس طرح یہ لوگ لاعلمی اور جہالت میں انہیں اللہ کی حاکمیت میں شریک ٹھراتے ہیں اور اندھادھند ان کی اطاعت و بندگی میں مصروف ہیں.

آیت: ۱۰۱

ماسمعنا بھزافی اباءنا الاولین.(المومنون: ٢٤)

ہم نے اپنے پہلے بزرگوں میں ایسی کوئی بات نہیں سنی.

وضاحت:

جب ان لوگوں کو غیر اللہ کے نظام کو چھوڑ کر اللہ کے دین اور اس کے احکام و قوانین کی اتباع کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اس کا انکار اس طریقے پر کرتے ہیں جو قدیم مشرکین کرتے تھے کہ ہمارے بزرگ اور لیڈر اور اباءاجداد اس کی پیروی کرتے تھے کیا وہ غلط ہو سکتے ہیں. اس لئے ہم بھی ان کی اتباع کریں گے.

آیت: ۱۰۲

واتخزو من دون اللّٰه الهة ليكونولهم عزا. كلا سيكفرون بعبادتهم ويكونون عليهم ضدا. (مریم: ۸۱)

اور انہوں نے اللہ کے سوا معبود بنا لیے تاکہ ان کیلئے باعث عزت و غلبہ ہوں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے شرک کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ مشرکین اللہ کی توحید میں شرک پر اس لیے جمے ہوئے تھے کہ اس سے ان کی عزت'شہرت'سرداری اور مادی مفادات وابستہ تھے. مشرکین مکہ اپنی عزت اور دینی مرتبہ برقرار رکھنے کیلئے شرک پر اصرار کرتے تھے. کیونکہ اسی کے باعث قریش کو باقی سب قبائل پر سرادری اور حاکمیت قائم تھی. جس سے ان کے بے شمار مادی مفادات وابستہ تھے. اس لئے وہ اسے کسی قسم پر کھونا نہیں چاہتے تھے. حالانکہ حق اور دعوت توحید انھیں سمجھ آچکا تھا. قریش رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیش کردہ تعلیم میں آپ کو کاذب یقین نہ کرتے تھے بلکہ اس کا سبب یہ تھا کو وہ سمجھتے تھے کہ اس دعوت کے نتیجے میں ان کا اقتدار چھن جائے گا اور ایک اللہ کا دین اور اقتدار قائم ہو جائے گا. جس کے باعث وہ اس پر ایمان لانے سے گریزاں تھے.

آج کے طواغیت اور مشرکین کا معاملہ بھی مشرکین مکہ کا ہے یہ بھی دل اور اعتقاد میں اللہ کے دین اور اس کی شریعت کو پہچانتے ہیں. لیکن عملًا اس کے خلاف بر سر پیکار ہیں. اور اللہ کی الوہیت و حاکمیت کے نظام شریعت کو چھوڑ کر غیر اللہ کی حاکمیت اور عبودیت واطاعت پر مبنی نظام کی طرف دوڑتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی عزت و قوت ان کے اس وضعی نظام میں ہے ان کا یہ فعل مشرکین مکہ کے فعل کے عین برابر ہے.

آج کے کچھ نام نہاد ارجائی فکر کے پیروکار ان کے اس فعل پر کہ یہ لوگ اعتقاداً اللہ کی توحید اور نظام شریعت کو پہچانتے ہیں لیکن اپنے دنیاوی مفادات کی خاطر عملًا اس میں پہلو تہی کا شکار ہیں یہ لوگ ان کا عزر ثابت کرتے ہیں. حالانکہ جب اس آیت سے مشرکین مکہ کا یہ فعل ثابت ہوا اور جب ان کا عزر قبول نہ کیا گیا بلکہ ان سے جنگ کی گئی یہاں تک کے ان کے غیر اللہ کے نظام کو توڑ کر اللہ کی توحید حاکمیت اور دین کو قائم کر دیا گیا تو آج کے لوگوں کو کس طرح یہ عزر دیا جا سکتا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی عزت' و قار' اور غلبہ اس وضعی نظام میں ہے. اور اللہ کے نظام کو اپنانے سے ان کی عزت' و قار' مفاد اور غلبہ ملیا میٹ ہو جائے گا.

آیت:۱۰۳

وجحدوبھاواستقینتھاانفسھم ظلماوعلوافنظر کیف کان عاقبۃ المکزبین.(نمل:۱۱۳)

انہوں نے صرف ظلم اور تکبر کی بنا پر انکار کیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے پس دیکھ لیجئے ان جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اللہ کے دین اور توحید کو جھٹلانے والے فرعون اور ان کافروں کا ذکر کیا ہے جو حالانکہ اس دین اور توحید کی حقانیت پر دل سے یقین لا چکے ہوتے تھے. مگر اپنے ظلم و تکبر اور بادشاہت و سرداری اور دنیاوی مفادات کی وجہ سے اس دین کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے. قریش مکہ کی حقیقت بھی یہی تھی وہ کہتے تھے کہ اگر ہم تجھ پر ایمان لے آئیں تو ارد گرد کے قبائل سے ہمارا تسلط و غلبہ مفقود ہو جائے گا.

بالکل یہی حال آج کے طواغیت اور مشرکین کا ہے. آج کے طاغوت اللہ کی حاکمیت اور شریعت کا انکار اس لئے نہیں کرتے کہ انہوں نے اہل حق کی آواز نہیں سنی یا انہیں سمجھ نہیں آئی بلکہ دین حق اور اس کا نظام شریعت ان کے سامنے واضح ہوتا ہے. مگر وہ اس کا اس لئے انکار کرتے ہیں کہ اس کی اتباع کی صورت میں ان کی جھوٹی حاکمیت و بادشاہت 'ان کے دنیاوی مصلحتوں اور فائدوں 'ان کے تکبر و غرور اور عناد کے ڈھے جانے کا خطرہ ہے. اس لیے وہ شرک و کفر پر مبنی نظام حکومت کو بچانے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے اور اس کیلئے جس طرح بھی ظلم و زیادتی کرنی پڑے وہ کرتے ہیں جیسے فرعون نے بچوں کو مروا کر اپنی سلطنت بچانا چاہی لیکن اللہ کا حکم غالب آیا اور اس کی حکومت و سلطنت اور تکبر و غرور کا انجام سب کے سامنے ہے. اس طرح آج کے طواغیت مسلمانوں پر جس قدر ظلم ڈھا لیں لیکن آخر ان کے تکبر و غرور کا انجام وہ ہی ہو گا جو فرعون کا ہوا.

اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلام اور ایمان کیلئے صرف دین پر دل میں یقین اور اعتقاد کافی نہیں ہے بلکہ عمل سے بھی اللہ کا دین اور شریعت کا انکار کرنے کا نتیجہ وہی نکلتا ہے جو اعتقاد سے کیا جائے. رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لا چکے تھے

لیکن انہوں نے اپنی قوم اور قبیلے کی عصبیت اور محبت کی وجہ سے اسلام کو نہ اپنایا توان کا دلی اعتقاد وایمان اللہ تعالٰی کے ہاں قبول نہ ہوا اس طرح آج کے طواغیت جو اللہ کی حاکمیت اور شریعت پر ایمان کا دعوٰی کرتے ہیں لیکن عملاً غیر اللہ کے نظام و قوانین کے متبع ہیں ان کا ایمان بھی اللہ کے ہاں قبول نہیں وہ بھی اسی طرح کافر ہیں جس طرح فرعون اور دوسرے کفار و مشرکین تھے.

آیت: ۱۰٤

وجاء السحرة فرعون قالوا ان لنا لاجرًا ان کنا نحن الغلبين قال نعم وانكم لمن المقربين.(اعراف: ۱۱٤)

اور وہ جادو گر فرعون کے پاس آئے تو انہوں نے کہا یقیناً ہمارے لئے انعام ہو گا اگر ہم غالب آ گئے فرعون نے کہا بیشک تم میرے مقرب لوگوں میں ہو گے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ کی الوہیت و حاکمیت کو غصب کرنے والے فرعون کے جادو گروں کا تزکرہ ہے جو اس کی چوکھٹ اور دربار میں اس لئے حاضر ہوے ہیں تا کہ فرعون کا حکم بجالا کر مال و دولت کما سکیں. یہ لوگ جانتے ہوئے بھی کہ ان جیسا ایک فانی انسان ان کا خدا نہیں ہو سکتا. لیکن پیسے اور مال کی ہوس انھیں اس کی جھوٹی الوہیت و حاکمیت قبول کرنے پر مجبور کر دیتی ہے اور وہ اپنے سر کو اس کی اطاعت و عبادت میں جھکا دیتے ہیں یہی نہیں ہر دور میں اہل ہوس انسان اللہ کی حاکمیت اور حق اطاعت کو غصب کرنے والے مقتدر حکومتوں کی اطاعت و نوکری اس لیے کرتے ہیں تا کہ مال اور اپنے مادی مفادات حاصل کر سکیں. یہ لوگ حق کو جانتے ہیں لیکن پیسے کی خاطر اپنے ایمان اور توحید کا سودا کرتے ہیں یہ لوگ دراصل پیسے کے عبادت

گزار ہیں جس کی خاطر یہ طاغوت کی پیشہ ور نوکری کرتے ہیں اور پیسے اور معاوضے کیلئے اللہ کی عبادت واطاعت چھوڑ کر طاغوت کی عبادت وحاکمیت کیلئے تیار ہو جاتے ہیں. طاغوت ان پیشہ ور فوجی عبادت گزاروں کا محتاج ہوتا ہے اور وہ ان کے پیشے کا انہیں پورا پورا معاوضہ دیتا ہے اور یہ پیسے کیلئے طاغوت کی بندگی اور نوکری کرتے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہلاکت اور لعنت کی ہے. نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تعس عبد دینا روعبد الد رھم؛درہم ودینار کا بندہ ہلاک ہو جائے. یہ پیسے اور مال کے عبادت گزار ہیں. پیسے کواپنی مجبوری اور ضرورت بتاتے ہیں اور پیسے کیلئے اللہ کی اطاعت وعبادت چھوڑ کر طاغوت کی اطاعت وعبادت کرتے ہیں.

آیت: ۱۰۵

فامامن طغی واثرالحیوۃالدنیا.(النازعات: ۳۷)

لیکن پھر جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا تزکرہ کیا ہے جو اللہ کے دین سے بغاوت وسرکشی کرتے ہیں. ایسی بات نہیں کہ وہ دین حق اور شریعت کو سچا نہیں جانتے. بلکہ وہ اللہ کے دین اور شریعت پر ایمان لاتے ہیں مگر اس کے باوجود اس پر اپنے نفس کی خواہشات اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں. وہ اپنے مادی مفادات' مصلحتوں اور دنیاوی لزتوں اور شہوات کیلئے اس دین اور اس کے نظام شریعت کو ترک کر دیتے ہیں. یہ لوگ جانتے ہیں کہ ایسا کر کے وہ اللہ کی حاکمیت اور اس کے دین سے منکر ہو رہے ہیں. وہ موجودہ

جمہوری نظام اپنا کر اس مادی جہان کے فائدے کیلئے اللہ کے حکم و قانون کے خلاف قانون وضع کرتے ہیں اور اس کی الوہیت و حاکمیت میں شرک کرتے ہیں. انہوں نے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے. ان کا یہ طرز عمل قدیم دور کے مظاہر و مادہ پرستی کے شرک سے مختلف چیز نہیں. لیکن انہوں نے یہ شرک اللہ کی الوہیت کی صفت حاکمیت میں کیا ہے جس سے اطاعت و عبادت غیر اللہ کیلئے ہو گئی ہے.

آیت: ۱۰۶

ویل لکل افاك اثیم یسمع آیت اللّٰہ ثم یصر مستکبراً کان لم یسمعها فبشرہ بعزاب الیم. (الجاثیہ: ۸)

ہر سخت جھوٹے گناہ گار کیلئے ہلاکت ہے جو اللہ کی آیات سنتا ہے جبکہ وہ اس پر تلاوت کی جاتی ہیں. پھر وہ تکبر کرتے ہوئے اڑ جاتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں. آپ اسے دردناک عزاب کی خوشخبری دے دیجئے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے. جنہیں اللہ کے دین کی دعوت دی جاتی ہے. اللہ کے احکام و آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ حق کو پہچان جاتے ہیں. لیکن ان کا باطل پر شدید تکبر انھیں حق کی اتباع سے مانع ہوتا ہے. ان کا تکبر و غرور انہیں حق کی دعوت سننے بھی نہیں دیتا. باطل پر متعصب اور حق سے شدید متکبر و مغرور لوگ ہر دور میں موجود ہوتے ہیں. آج کے دور میں بھی طواغیت اپنے باطل قوانین اور کفر و شرک پر بہت شدید ہیں. تکبر و غرور پر مصر ہیں. باطل پر لڑتے ہوئے اور جانتے بوجھتے اسلامی نظام کے نفاذ سے انکار کرتے ہیں. انہیں اپنی ریاست و قیادت کا زعم ہے جسے وہ کسی صورت چھوڑنے

پر تیار نہیں. ان کی جھوٹی بڑائی ان کے خدائے بر حق کے سامنے غرور سے بھی باز نہیں رہنے دیتی. یہ اللہؐ کے احکام و قوانین کے آداب سے بالکل بے پرواہیں اور اس میں کمی کوتاہی نکالتے ہیں.

ہر گزرے ہوئے قوم وقبیلے کے سیاسی قائدین' رئیس اور چودھری اسی قسم کے اور انہی صفات کے مالک ہوتے ہیں. قانون الٰہی کو سنتے اور مانتے ہیں مگر عمل اور فعل ظاہر کرتا ہے کہ وہ منکر ہیں. دین حق اور اس کے قوانین چونکہ ان کی ہوائے نفس کے خلاف ہیں لہذا ان کا انکار کرتے ہیں. ایسے لوگ دراصل ہوائے نفس کے بندے ہیں. انھوں نے خواہشات نفس کو مستقل معبود بنار کھا ہے. آپ اپنے معاشرے کے سیاسی راہنماؤں اور جدید مفکرین کی اس موضوع پر فلسفی موشگافیوں سے ضرور واقف ہوں گے. جن کو شیطان نے اس دین حنیف اور نور مبین کا مقابلہ کرنے کیلئے کھڑا کیا ہے. اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو عذاب الیم کی خوشخبری دے دو.

آیت: ۱۰۷

و مانرك اتبعك الا الذين هم اراذلنا بادی الرای. (ھود: ۲۷)

ہم نہیں دیکھتے تیرے پیچھے چلنے والوں کو مگر ہم میں سے گھٹیا ہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ کے دین سے باغی کفار و مشرکین کا ذکر ہوا ہے جو حق کا معیار دنیاوی و مادی برتری سمجھتے ہیں. وہ رسولوں کی دعوت کو اس بات پر ٹھکرا دیتے تھے کہ تیری دعوت قبول کرنے والے صرف کمزور اور گھٹیا لوگ ہیں. ہر دور کے اہل باطل اور آج کے اہل باطل بھی اللہ کی حاکمیت اور شریعت کو اس

لیے اہمیت نہیں دیتے کہ اس دعوت کو لے کر اٹھنے والے لوگ معاشرے میں معاشی و دنیاوی ترقی میں کمزور ہیں. ان کے خیال میں اگر یہ دعوت حق ہوتی تو اسے پہلے وہ لوگ اپناتے جو معاشرتی طور پر بلند مرتبہ وحیثیت رکھتے ہیں.

آیت: ۱۰۸

بل جاءهم بالحق و اکثرهم للحق کارهون. (المومنون: ۷۰)

بلکہ وہ آیاان کے پاس حق لے کر اور ان میں سے اکثر حق کو ناپسند کرنے والے ہیں.

وضاحت:

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر لوگ حق کو ناپسند کرتے ہیں اور عوام کی اکثریت توحید کو چھوڑ کر شرک اور گمراہی کا راستہ ہی اختیار کرتی ہے. اللہ تعالیٰ نے اس بات کو قرآن مجید میں جگہ جگہ بیان فرمایا ہے. آج اکثر لوگ غیر اللہ کے نظام کے پیچھے بھاگ رہے ہیں. وہ اللہ کے راستے سے گمراہ ہو چکے ہیں. انھوں نے دین حق اور اللہ کی شریعت و حاکمیت کو پرے پھینک دیا ہے. اور بہت کم ہی لوگ ہیں جو اس کی خالص توحید اور اس کے نظام شریعت پر قائم ہیں.

آیت: ۱۰۹

وما تفرقوا الا من م بعد ما جاءهم العلم بغیا م بینهم ولولا کلمة الفضل لقضی بینهم. (الشوریٰ: ۱۲)

لوگوں میں جو تفرقہ رونماہواوہ اس کے بعد ہوا کہ ان کے پاس علم آچکا تھااور اس بناپر ہوا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرناچاہتے تھے. اگر تیرا رب پہلے ہی یہ نہ فرماچکاہوتاتوان کا فیصلہ کر دیاجاتا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دین سے منہ موڑنے کا اصل سبب بیان فرمایاہے کہ تفرقے کا سبب یہ نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء نہیں بھیجے تھے اور اپنے احکام و شریعت 'دین و قوانین اور اپنی کتابیں نازل نہیں کی تھیں کہ اس وجہ سے لوگ اپناالگ فرقہ 'طریقہ اور نظام و قانون اختیار کر بیٹھے بلکہ یہ تفرقہ ان میں علم آنے اور حق واضح ہونے کے بعد رونماہوا. اس لئے اللہ اس کا ذمہ دار نہیں بلکہ وہ لوگ خود اس کے ذمہ دار ہیں جنہوں نے دین کے اٹل اصول اور شریعت کے واضح احکام سے ہٹ کر نئے نئے قواعد و قوانین اور نظام و آئین بنائے.

یعنی اس تفرقہ پردازی اور کفر و شرک کا محرک کوئی نیک جزبہ نہ تھا. بلکہ مال و جاہ اور دنیاپرستی کی طلب 'اپنا علیحدہ تشخص قائم کرنے کی خواہش 'اپنی قوم اور اپنی جماعت کاالگ جھنڈابلند کرنے کی فکر 'آپس کی انا اور ضد اور ایک دوسرے کو زک اور تکلیف دینے کی کوشش و خواہش کا نتیجہ تھی. انہیں حق کا بہت اچھی طرح علم ہے لیکن اس کے باوجود وہ حق کی مخالفت کرنے سے باز نہیں آئے. اصل بات یہ ہے کہ ان میں ایمان نہیں ہے یہ ایک لحظہ بھی اپنے نفس کی خواہشات و مفادات سے کنارہ کش نہیں رہ سکتے. یہ اللہ کے احکامات اور حق بات کو اس لیے رد نہیں کرتے کہ ان کے پاس قبولیت حق کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ حق کو اس لیے ٹھکراتے ہیں کہ حق اور اللہ کے احکام و قوانین ان کے مفادات کو ٹھیس پہنچاتے ہیں. ان کی سرکشی خواہشوں 'مصلحتوں اور اعراض کی تکمیل کیلئے ہے. جبکہ سادہ لوح مسلمان سمجھتے ہیں کہ طواغیت چونکہ

اسلام سے ناواقف ہیں اس لیے ان کو اسلام کی تبلیغ اچھے اور دلنشیں انداز سے کرنی چاہیے۔ جب کہ قرآن کی یہ آیت ان کے اس گمان کو رد کرتی ہے۔

توحید حاکمیت اور آباء پرستی

آیت: ۱۱۰

واذاقیل لھم تعالوا الی ما انزل اللّٰہ والی الرسول قالوحسبنا ما وجدنا علیہ آباءنا اولو کان اباءھم لا یعلمون شیاء ولا یھتدون۔ (المائدہ۔ ١٠٤)

اور جب ان سے کہا گیا آؤ اس کی طرف جو اللہ نے اتارا رسول کی طرف 'انہوں نے کہا کافی ہے ہم کو وہ جس پر پایا ہم نے اپنے بڑوں کو اگرچہ ان کے بڑے نہ کچھ جانتے ہوں اور نہ ہدایت پر ہوں۔

وضاحت:

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ لوگوں کو جب اللہ تعالٰی کے نازل کردہ دین اور اس کے احکام و قوانین کی پیروی کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے آباءاجداد کے متبع ہیں۔ شیطان لوگوں کو اللہ کے نازل کردہ خالص دین سے ہٹانے کیلئے اور انہیں غیر اللہ کی حاکمیت میں مبتلا کرنے کیلئے ان کے دلوں میں آباءاجداد کی عظمت اور محبت کو قائم کرتا ہے۔ اور لوگ اپنے قوم کے راہنماؤں کو حق اور سچ کا معیار جانتے ہیں۔ اور ان کی اتباع میں اللہ کے نازل کردہ نظام اور دین کو بھی ترک کردیتے ہیں۔ شخصیت پرستی 'وطن پرستی 'نسل پرستی ہی وہ چیزیں ہیں جن کی عبادت میں لوگ مبتلا ہیں اور ان کی خاطر حق کو چھوڑ دیتے ہیں۔

کوئی کتنا بڑے سے بڑاراہنما'عالم اور متقی شخص کیوں نہ ہو وہ معصوم عن الخطا نہیں اس سے غلطی اور خطا ممکن ہے. اس لیے اس کی ہر بات اور قول کو حق وسچ اور اطاعت کے لائق مان لینا توحید حاکمیت کے خلاف ہے اور جب پتہ چل جائے کہ ان کی یہ بات رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بات کے خلاف ہے توان کی بات کو ترک کرنااور اللہ کے نازل کردہ کی اطاعت کرنافرض ہے.

آیت: ۱۱۱

قالوا اجئتنا لتلفتنا عما وجدنا اباءنا وتکون لکما الکبریاء فی الارض ومانحن لك بمومنین. (یونس: ۷۸)

انہوں نے کہا کیا تو ہمیں اس راہ سے ہٹانے آیا ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤاجداد کو پایا تھا اور یہ کہ اس سرزمین میں تمہاری بڑائی ثابت ہو جائے ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے.

وضاحت:

یہ جواب ان قوموں کا تھا جن پر اللہ تعالیٰ کے انبیاء ورسول دین کی دعوت دے کر مبعوث کیے گئے. توانہوں نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر مبنی اس دعوت کو سن کر کہا کہ تم ہمارے آباؤاجداد کے نظامِ رسوم وقوانین کو ختم کرکے اپنا نظام حاکمیت قائم کرنا چاہتا ہے. اور اپنے آباؤاجداد کے رسوم وقوانین کی سال ہاسال کی تقلید وپیروی انھیں اس چیز سے روکتی تھی کہ وہ اپنے رسوم وقوانین کو چھوڑ کر اس دین کے احکام وقوانین اختیار کرلیں. یہ دین جب ان کے نظام زندگی پر وار کرتا تو وہ اپنے نظام کو بچانے کیلئے لوگوں کے ذہنوں میں اپنے قدیم آباؤاجداد کی محبت اجاگر کرتے اور اس نئے دین کے غلبے اور حاکمیت سے ڈراتے.

غیر اللہ کی حاکمیت پر قائم ہر طاغوت کا یہی وطیرہ ہے کہ وہ اپنے موروثی عقائد قدیم سیاسی ومزہبی نظام کی تقدیس ومحبت کا ڈھونگ رچاتے ہیں. ملک ووطن کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کرتے ہیں اور دین وشریعت کو خوفناک بنا کر پیش کرتے ہیں تاکہ اپنے نظام حاکمیت کو بچاسکیں یہ عوام کو داعیان شریعت سے ڈراتے ہیں کہ یہ تمہارے موروثی آباؤاجداد کے نظریات اور نظام وریاست کا خاتمہ چاہتے ہیں اور ایک نئے رسم ورواج اور تہزیب وتمدن کا رواج چاہتے ہیں جو تمہارے آباء کی روایات اور اقدار کا خاتمہ کردے گا.

آیت: ۱۱۲

واذا قیل لهم اتبعو ماانزل اللّٰه قالو بل نتبع ماوجدنا علیه اباءنا اولو کان الشیطن یدعوهم الی عزاب السعیر. ومن یسلم وجهه الی اللّٰه وهومحسن فقد استمسك بالعروۃ الوثقی والی اللّٰه عاقبة الامور. (لقمان: ۲۲)

اور جب ان سے کہا جائے کہ تم اس کی اتباع کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے. تو وہ کہتے ہیں ہم تو اسی کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ شیطان انہیں عزاب جہنم کی طرف بلاتا تب بھی. اور جو شخص فرمانبرداری سے اپنا منہ اللہ کی طرف جھکادے جب کہ وہ نیکوکار ہو تو بلاشبہ اس نے مظبوط سہارا پکڑ لیا. اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے پاس ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے فرمایاہے کہ جب لوگوں سے کہاجاتاہے کہ اللہ کے نازل کردہ احکام و قوانین اور قرآن وحدیث کی اطاعت کرو. تو لوگ شخصیت پرستی'قوم پرستی اور فرقہ پرستی کی وجہ سے اپنے سرداروں'راہنماؤں اور عالموں وفاضلوں کی اطاعت کرتے ہیں. اوران کے وضع کردہ احکام و قوانین اور رسوم وطرائق کو اللہ ورسول کے حکم پر ترجیح دیتے ہیں. غیر اللہ کی حاکمیت واطاعت کے متبع یہی لوگ ہیں جنہیں شیطان جہنم کی طرف لے جارہاہے. اس کے مقابل جو شخص اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اللہ تعالٰی کی حاکمیت قائم کرے'مطلق اطاعت وحاکمیت کا حق صرف اسے دے'اس کے احکام و قوانین کی پیروی کرے اور قرآن وحدیث کی اولین اطاعت کرے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے خالص دین اور خالص توحید کو اپنایاہے.

آیت: ۱۱۳

وکذبوواتبعواھواءھم وکل امرمستقر. (القمر: ۳)

اورانہوں نے اللہ کے احکام کی تکذیب اوراپنی خواہشات کے پیچھے چلے اور اللہ کاہر حکم ٹھہراہواہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے ان انسانوں کاذکر کیاہے جنہوں نے اللہ کے احکام اور شریعت کی تکذیب کی اوراپنی خواہشات کے پیچھے چل کر اللہ کے غیر متبدل اور مستقل اٹل قوانین کو تبدیل کیا. جب کہ اللہ تعالٰی کافرمان ہے کہ ساری کائنات اور آسمان وزمین میں اللہ کاحکم اور قانون اٹل اور اثبات واقرار پر مبنی ہوتا ہے. قوانین فطرت میں تغیر و تبدیلی نہیں. اس طرح اللہ کی مخلوق انسانوں کیلئے بھی اس نے قرار وثبات پر

مبنی مستقل قوانین نازل کیے ہیں کہ ان میں بھی تغیر و تبدیلی کی اجازت نہیں. یہ تمام کے تمامقوانین اٹل اور مستقل ہیں جن میں ذرا بھی تبدیلی ممکن نہیں. ساری کائنات کے اندر ہر چیز پر استقرار اور قوانین فطرت کی پابندی ہے اوراس میں ذراسا بھی سر موانحراف نہیں ہے. مگرافسوس ہے کہ اس کائنات میں صرف انسان ہی ہے جو اللہ کے حکم و قوانین سے سرکشی اورانحراف کرکے اس میں تغیر و تبدیلی کرکے فطرت سے ہٹ جاتاہے. اس ساری کائنات کے اندر صرف انسان ہے جواللہ کے اٹل احکام و قوانین اور شریعت میں مختلف تاویلات کرکے اپنی من مانی خواہشات پر عمل چاہتاہے. اس طرح ان کااللہ کی حاکمیت اور قوانین سے انکار و تکزیب نہایت عجیب ہے.

آیت: ۱۱٤

فان لم یستجیبو لك فاعلم انما یتبعون اھواءھم ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیرھدی من اللّٰه ان اللّٰه لایھدی القوم الظالمین. (القصص: ۵۰)

پھراگریہ لوگ تیری بات نہ مانیں توجان لیں کہ یہ صرف اپنی نفسانی خواہشات کے پیروہیں اور جو شخص اللہ کی ہدایت چھوڑ کر اپنی ہوائے نفس کا پیرو ہو اس سے بڑا گمراہ کون ہو سکتاہے. بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کوہدایت نہیں دیتا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام اور شریعت کے احکام نہ ماننے والوں کی اصل حقیقت بیان کردی ہے کہ یہ کس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شریعت کی مخالفت کرتے ہیں. اللہ تعالیٰ نے ان

کی تاویلوں اور عزرات کا قلع قمع کر دیا ہے. یہ لوگ دین حق اور شریعت کو چھوڑنے میں طرح طرح کی تاویلیں پیش کرتے ہیں کہ اس سے ہماری جان' ملک اور معیشت کو خطرہ ہے. کفار کی طرف سے حملے کا خوف ہے. اس سے فتنہ وفساد پھیلے گا. یہ ہمارے روزگار کی مجبوری ہے. اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام عزرات کو رد فرمادیا ہے اور اللہ کے دین اور شریعت کو چھوڑنے اور طاغوت پرستی کی اصل وجہ بیان فرمادی ہے کہ اصل وجہ ان کی خواہشات نفس کی پیروی ہے. انہوں نے اپنی خواہشات کو خدا بنار کھا ہے. یہ اپنی خواہشات کی تکمیل کی خاطر اللہ ورسول کے صریح حکم کو بھی ٹھوکر مار دیتے ہیں.

ایسی بات نہیں ہے کہ یہ لوگ جاہل ہیں یا انھیں دین حق اور شریعت کا پتا نہیں یا یہ حق کو جانتے نہیں بلکہ یہ لوگ اپنی خواہش نفس کی خاطر لوگوں کی دیکھادیکھی دوسروں کی رضاخواہی کی خاطر غیر اللہ کے نظام اور شرکیہ اطاعت و کفر اختیار کرتے ہیں. حق ان پر واضح ہے اور ان کا اپنا دل اندر سے اس کی صداقت کی گواہی دیتا ہے. اور یہ جانتے ہیں کہ باطل کی پیروی بطور نظریہ حق کے نہیں بلکہ دنیا پرستی' خواہش کی پیروی اور محض ایک اندھا دھند فعل اور بھیڑ چال ہے جس کی وجہ سے یہ حق کی مخالفت پر ڈٹے ہوئے ہیں.

قرآن مجید کی دلیل حق بہت کھلی ہے دین اسلام اور شریعت الٰہی کی صداقت بالکل واضح ہے کہ جو کوئی جان بوجھ کر اس کے احکام و قوانین کو قبول نہیں کرتا تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس پر حق واضح نہیں. اس کے متعلق قرآن مجید کی یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اس کو ہوائے نفس کے کفر نے اللہ کی حاکمیت اور دین و شریعت کی پیروی سے روک رکھا ہے. قرآن کی یہ نص جھوٹے بہانے تراشنے اور تاویلیں گھڑنے والوں کا راستہ قطع کر دیتی ہے. قرآن کے دلائل روشن ہیں عام فہم ہیں ان میں کوئی پیچیدگی نہیں. طاغوتی نظام پر چلنے والے اور غیر اللہ کی حاکمیت اور شرک کی راہ اختیار کرنے والے اگر یہ عزر پیش کریں تو بالکل غلط ہے. ایسے لوگ خواہش پرست ہیں ان کو معزور نہیں سمجھا جاسکتا کہ دنیا میں جب حق اور باطل نکھر گیا

اور دونوں کی صفیں بن گئیں اور دعوت وحجت بھی ہر ایک کو پہنچ گئی تو ایسے لوگ اگر اپنی خواہشات کی خاطر غیر اللہ کے قوانین کی راہ اختیار کریں تو یہ حق اور اللہ کے دین وشریعت سے انکار کرنے والے کہلائیں گے. یہ صریح کفر وجحود کہ انسان توحید اور شریعت الٰہی کو ترک کر کے غیر اللہ کے نظام کی اطاعت اختیار کرے تو اس میں کسی قسم کا کوئی عزر ہر گز قبول نہیں.

آیت: ۱۱۵

بل اتبع الذین ظلموا اھواءھم بغیر علم فمن یھدی من اضل اللّٰہ ومالھم من نصرین.(الروم: ۲۹)

بلکہ جن لوگوں نے ظلم کیا انہوں نے بغیر علم کے اپنی خواہشات کی اتباع کی. پھر جسے اللہ نے گمراہ کر دیا اسے کون ہدایت دے سکتا ہے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اللہ کے دین اور احکام کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی اتباع کو اپنا مقصد حیات بنالیا ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا ظالم اور گمراہ قرار دیا ہے اس آیت سے ان لوگوں کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے جو انسانی خواہشات اور مفادات کی تکمیل پر مبنی نظام جمہوریت کو اپناتے ہیں جس میں انھیں اپنی خواہشات اور من مانی کے احکام و قوانین وضع کرنے کی آزادی ہے. یہ اللہ کے دین اور اس کی حاکمیت کے مخالف اپنی خواہشات پر چل کر پھر بھی سمجھتے ہیں کہ شاید ہم مسلمان ہیں. یہ لوگ ایسے نظام کی اتباع کرنے کی گمراہی سے لاعلم اور ناواقف ہیں. اور بغیر علم کے اس کی

اتباع میں مگن ہیں اور حق کو نہیں مانتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو لاعلمی کا عزر نہیں دیا بلکہ انھیں سب سے بڑا ظالم اور گمراہ قرار دیا ہے جو قرآن و شریعت کی بجائے اپنی خواہشات کو لائق اتباع ٹھہراتے ہیں یہ سب سے بڑے مشرک اور طاغوت ہیں.

آج جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور قرآن کے پیغام سے ناوقف ہیں وہ غیر اللہ کی حاکمیت اور خواہشات پر مبنی نظام جمہوریت کو اپنی لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے اسلامی جمہوریت کہتے نظر آتے ہیں. توحید کے داعیوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ غیر اللہ کی حاکمیت اور خواہشات کی پیروی کرنے والے نظام قوانین کا پردہ چاک کریں جن پر اسلام کے نام کا پردہ پڑا ہوا ہے مگر دراصل وہ شرک وطاغوت اور ظلم وگمراہی کے علمبردار ہیں. ان کی حقیقت کو واضح کریں.

آیت: ١١٦

ولئن اتبعت اھواءھم من مربعد ماجاءك من العلم انك اذلمن الظلمين.(البقرہ)

اور اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی اس علم کے بعد جو آپ کے پاس آچکا ہے تو یقیناً آپ اس وقت ظالموں میں سے ہو جائیں گے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے غیر اللہ کی حاکمیت اور قوانین پر مبنی نظام اختیار کیا اور اپنی خواہشات واعراض کی پیروی کی. اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ اللہ کے احکام و قوانین کو جانتے نہیں. انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ کے احکام و قوانین بلاشک وشبہ برحق ہیں. اس کے باوجود وہ اسلامی

قوانین کی مخالفت کرنے سے باز نہیں آتے اصل بات یہ ہے کہ ان میں اخلاص اور ایمان نہیں ہے. یہ ایک لحظہ بھی خواہشات و مفادات سے کنارہ کش نہیں رہ سکتے. یہ اللہ کے احکامات اور حق بات کو اس لیے رد نہیں کرتے کہ ان کے پاس قبولیت حق کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ حق کو اس لئے ٹھکراتے ہیں کہ حق اور اللہ کے احکام و قوانین ان کے مفادات کو ٹھیس پہنچاتے ہیں.ان کی سرکشی خواہشوں 'مصلحتوں اور اعراض کی تکمیل کیلئے ہے. جب کہ سادہ لوح مسلمان سمجھتے ہیں کیونکہ طواغیت اسلام سے ناواقف ہیں یا ان کو اسلامی شریعت کی اچھے اور دلنشیں انداز میں تبلیغ نہیں کی گئی اس لیے وہ ان کو نافنر نہیں کرتے. یہ بات صحیح نہیں کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ یہ اسلام کو جانتے ہیں اس لیے ڈرتے ہیں کہ اسلام قبول کر لیا تو ان کے مفادات اور اقتدار کا خاتمہ ہو جائے گا.اس لیے وہ ہر قسم کے حیلے بہانوں سے اللہ کی حاکمیت اور شریعت سے بر سرپیکار رہتے ہیں.

آیت:۱۱۷

واللہ یرید ان یتوب علیکم ویرید الزین یتبعون الشھوت ان تمیلوا میلا عظیما.(النساء)

اور خدا تو چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے اور جو لوگ اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستے سے بھٹک کر دور جاپڑو.

وضاحت:

اس آیت میں اس حقیقت سے پردہ اٹھایا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے منہاج زندگی سے گریز وانحراف کرتا ہے وہ دراصل اپنی خواہشات کی پیروی کرتا

ہے. کیونکہ شریعت تو ایک ہی ہے. اوراللہ کے بتائے ہوئے صراط مستقیم پر مضبوطی 'استقامت اور عزم کے ساتھ قائم ہو جاناہی سیدھاراستہ ہے. اس راہ حق کے سواجو کچھ ہے وہ خواہشوں کی پیروی 'شہوات کی اتباع اورانحراف وگمراہی ہے.

اور وہ لوگ جو شہوات کے متبع اور خواہشات کے پیروکار ہیں وہ لوگوں کے سامنے مختلف نظام 'مسالک اور مکاتب فکر سجاسجا کر اور سنوار سنوار کر اس لیے پیش کرتے ہیں تاکہ لوگ راہ حق سے بھٹک کر دور جاپڑیں. آزادی رائے اور قانون سازی کے پرفریب نام رکھ لیے جائیں. اس تباہی 'بدنصیبی اور اس فساد کا نام آزادی اور حریت رکھ دیا جائے. خواہشات کی پیروی ہی وہ بے راہ روی اور راہ حق سے بھٹک کر دور جاپڑنا ہے.

آیت: ۱۱۸

افرءیت من اتخز الهه هوه واضله اللّٰه علی علم وجعل علی سمعه وقلبه وبصره غشاوه. (الجاثیہ: ۲۳)

پھر کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنالیا اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہی میں پھینک دیا.

علامہ زمخشری فرماتے ہیں:

جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کا انکار کر کے غیر اللہ کے احکامات کو اختیار کرتا ہے وہ خواہشات کی پیروی کرنے والا ہے. (تفسیر کشاف)

محمد ابن سیرین فرماتے ہیں:

ان اسرع الناس ردۃ الاھواء؛ لوگوں میں سب سے زیادہ تیزی سے مرتد ہو جانے والے خواہش پرست ہیں.

وضاحت:

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا انکار کر کے خواہش پرستانہ نظام جمہوریت کی پیروی کرنے والوں کے شرک کو بیان کرتی ہے اس نظام میں انسانوں کی آزادی اور خواہش رائے کا احترام کیا جاتا ہے اور اس جمہوری اصول پر لوگوں کو اپنی خواہش کا نظام زندگی اختیار کرنے کا مکمل حق حاصل ہے. اس میں قانون سازی پارلیمنٹ کے منتخب نمائندوں کی اکثریتی رائے پر کی جاتی ہے. حتیٰ کہ شریعت اور اس کے احکام کو بھی اپنانے کیلئے ان کی تائید درکار ہے یعنی لوگوں کو اپنی خواہش سے اللہ کے احکام قبول کرنے یا نا قبول کرنے کا حق حاصل ہے. لوگوں کی خواہش اور رائے سے منظور ہونے والے قوانین ملکی آئین و دستور کا حصہ بن جاتے ہیں جس کی اطاعت سب پر لازم ہے. اس لوگ اپنی خواہش کی اطاعت و عبادت میں مصروف ہیں اور خواہش نفس کو اپنا معبود اور الٰہ بنا چکے ہیں.

خواہش نفس سے اللہ کے حکم کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے لیکن خواہش نفس کے ارادے اور قانون کو اپنے اور ہر خاص و عام کیلئے مستقل ٹھرا لینا اللہ کی الوہیت و حاکمیت میں شرک اور غیر اللہ کی عبادت ہے. خواہش نفس کو معبود بنا لینے سے مراد یہ ہے کہ آدمی اللہ کے قانون کو چھوڑ کر اپنی اور غیر اللہ کی خواہش کے احکام و قوانین کو اپنے لیے لازم الاطاعت قانون ٹھرا لے جب آدمی اس طرح ان کی اطاعت کرنے لگے تو یہ ان کو معبود بنا لینا ہے. غیر اللہ کے نظام خواہش کی ایسی اطاعت اللہ کی عبادت میں شرک

ہے. مستقل لائق اتباع صرف اللہ کے احکام و قوانین ہیں. جو شخص اسے چھوڑ دے اور خواہش نفس کے قوانین کا پجاری ہو جائے تو یہی شخص ہے جس کا عجیب و غریب نمونہ اللہ تعالٰی نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے.

افرأیت کا لفظ اظہار تعجب کیلئے ہے اور بعد میں فرمایا واضلہ اللہ علی علم؛ اور اللہ

نے علم کے باوجود اسے گمراہ کر دیا. کہ یہ شخص اللہ کے احکام و قوانین جاننے کے باوجود غیر اللہ کے نظام و قانون کو اختیار کرتا ہے. ایسے شخص کے دل میں معبود اس کی خواہشات ہیں اور اس پر شیطان کی حاکمیت مسلط ہو چکی ہے. اس کے دل میں خدائے بر حق کا کوئی مقام نہیں. اللہ تعالٰی جانتا ہے کہ ایسا شخص دین حق کو نہیں اپنا سکتا لہذا اس پر راہ ہدایت کو واضح نہیں کیا جاتا. اور اس کیلئے اللہ تعالٰی کی طرف سے ہدایت کا دار وازہ بند کر کے اسے مزید گمراہ کر دیا جاتا ہے. اور ایک مقام پر اللہ تعالٰی نے فرمایا:

ارأیت من اتخذ الھہ ھوہ افانت تکون علیہ وکیلا. ام تحسب ان اکثرھم یسمعون اویعقلون ان ھم الاکالانعام بل ھم اضل سبیلا. (الفرقان: ٤٣)

کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہو کیا تم ایسے شخص کو راہ راست پر لا سکتے ہو' کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں.

کہ جو شخص خواہشات نفس کا متبع ہو جائے اور اپنے نفس اور اس کی خواہش ہی کی اپنا معبود بنالے تو اس کی ہدایت نہائت مشکل ہے. انسانی نفس جب معیار حق سے ہٹ جائے تو اس کی حالت بڑی عجیب و غریب ہو جاتی ہے. خواہش نفس کی تو کوئی حد نہیں ہے لہٰذا اس کی اتباع کی بھی کوئی حد نہیں ہے.

اس آیت میں جو تعبیر اختیار کی گئی ہے وہ نہایت واضح ہے کہ جو اپنی خواہش نفس کا متبع ہو جاتا ہے اپنی خواہشات کو فیصلہ کن بناتا ہے جیسا کہ جمہوری اصول ہے. تو وہ شخص کسی ترازو کا اعتراف نہیں کرتا نہ کسی حد پر ٹھرتا ہے. اسی لیے وہ ہر انسانی منطق سے گریز کرتا ہے. آج کے مغربی و مشرقی انسان ان جمہوری اصول و نظریات پر چلتے ہوئے اپنے آپ کو حیوانات اور پرندوں کی مانند آزاد اور غیر مسؤل جانتے ہیں. جس کی وجہ سے اخلاق وادب کا جنازہ نکل گیا ہے. یہ دنیا انسان نما حیوانی منڈی بن گئی ہے. جہاں ہر کوئی اپنی خواہش اور ارادے کی تکمیل کر سکتا ہے. اس حیوان نما نظام کو آج کے خواہش پرست انسان ایک ترقی یافتہ اور تہزیب جدید کا نام دیتے ہیں. لیکن اللہ تعالیٰ نے ان نفس پرستوں اور جمہوری نظام کے دلدادہ لوگوں کیلئے حقارت کا اظہار فرمایا ہے اور انھیں جانوروں سے تشبیہ دی ہے اور پھر انہیں جانوروں سے بھی گمراہ تر اور بدتر قرار دیا ہے. اور فرمایا: کیا تم گمان کرتے ہو کہ ان میں سے اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں یہ تو چار پایوں کے مشابہ ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں.

کون لوگ اللہ کی حاکمیت غصب کرتے ہیں:

آیت: ۱۱۹

وکذلك جعلنافی کل قریة اکبر مجرمیها لیمکروا فیها ومایمکرون الابانفسهم ومایشعرون.(انعام:۱۲۳)

اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے اکابر مجرمین پیدا کیے تاکہ وہ اس میں مکر و فریب کے جال بچھائیں اور ان کی سازشوں کا وبال انھیں کو پہنچتا ہے مگر وہ شعور نہیں رکھتے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایاہے کہ ہر بستی اور علاقے میں اکابر بڑے سردار یا بادشاہ وحکام ہی ہیں جواللہ کے دین'دعوت توحید اور اللہ کی الوہیت وحاکمیت میں رکاوٹ ڈالتے ہیں. ہر قوم کے بڑے سردار اور حاکم ہی اس دین کا راستہ روکنے میں صف اول میں کھڑے نظر آتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دین ان اکابر کی حاکمیت اور تسلط وقتدار کو ختم کر کے اللہ اور اوراس کی شریعت کی حاکمیت قائم کرنا چاہتا ہے. اسی وجہ سے اللہ کے دین اور نظام اور ہر نبی کی مخالفت سب سے پہلے خود غرض مغرور ومتکبر سردار یا ملک وقوم کے بادشاہوں نے کی ہے یا ان سرمایہ داروں اور تاجروں نے کی ہے جنہیں اپنی دولت وتجارت ڈوبنے کا خطرہ ہے.

اگر ہم آج بھی دنیا میں دیکھیں تو ہمیں اللہ کی شریعت اور اس کے نظام کا راستہ روکنے میں یہی طبقہ سر گرم نظر آتا ہے. آج کا رئیس'بیوروکریٹ اور سیاستدان طبقہ اللہ کی شریعت کی مخالفت کرتا نظر آتا ہے. ان کی کوشش ہے کہ کتاب الٰہی کو شرع وقانون کا سرچشمہ نہ بننے دیں. اس کی بجائے انسانوں کے ساختہ وپرداختہ نظام وقوانین چلائیں جس میں ان کے مفادات کا تحفظ ہو. یہ لوگ دولت واقتدار کی خاطر اللہ کی حاکمیت کو غصب کرتے ہیں اور قانون سازی کا حق لے کر اپنی مرضی کے احکام وشریعت ترتیب دیتے ہیں. اوراللہ کے خالص دین اور شریعت کا راستہ روکنے میں مکروفریب اور چالیں چلتے ہیں. اور اپنی پوری قوت شریعت کا راستہ روکنے کیلئے صرف کرتے ہیں تاکہ ان کی سرداری اور اقتدار قائم رہے.

آیت: ۱۲۰

واذااردناان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقو فيها فحق عليها القول فدمرنها تدميرا.(بنی اسرائیل)

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہیں تو اس کے خوشحال افراد کو حکم دیتے ہیں پھر وہ اس میں نافرمانی کرنے لگتے ہیں. چنانچہ اس بستی پر (عزاب) کی بات ثابت ہو جاتی ہے تب ہم اسے تباہ کر ڈالتے ہیں.

امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یہاں امر سے مراد امر تکوینی ہے یعنی شریعت الٰہی جو پیغمبروں کی معرفت بھیجی جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ جب پیغمبر آتے ہیں اور مترفین یعنی خوشحال طبقہ کو اتباع وحی کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ پیغمبروں کی نافرمانی کرتا ہے اور ملک بھر میں فسق وفجور بپا کردیتا ہے تو ہماری طرف سے ان پر عزاب ثابت ہو جاتا ہے.(تفسیر قرطبیؒ)

وضاحت:

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے احکام اور شریعت کی نافرمانی میں ہمیشہ خوشحال اور سرمایہ دار طبقہ آگے ہوتا ہے جو اپنی دنیاوی لزتوں کی وجہ سے اللہ کے دین کو قبول نہیں کرتے. ہمیشہ کی طرح آج بھی اللہ کی حاکمیت اور شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ یہی سرمایہ دار اور بیوروکریٹ طبقہ ہے جسے اپنے مال اور عیاشی کی ہوس اس دین اور شریعت کا مقابلہ کرنے پر آمادہ کرتی ہے. ان کی اس بداعمالی کے سبب سے جب اللہ کا عزاب اس ملک و معاشرے پر مسلط ہوتا ہے تو پھر اس میں سب اللہ کے عزاب کی مختلف شکلوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

فصل دوم: توحید اکمیت میں شرک کا حکم

توحید حاکمیت اور شرک

آیت: ۱۲۱

ام لھم شرکاء شرعو لھم من الدین مالم یاذن بہ اللہ ولولا کلمۃ الفصل لقضی بینھم وان الظالمین لھم عذاب الیم. (الشوریٰ)

کیا یہ لوگ کچھ ایسے شریک خدا رکھتے ہیں جنہوں نے ان کیلئے دین کی نوعیت رکھنے والا ایسا قانون وضع کیا ہے جس کی اللہ نے انہیں اجازت نہیں دی اگر فیصلے کی بات پہلے نہ طے ہو گئی ہوتی تو ان کا فیصلہ کر دیا جاتا یقیناً ان ظالموں کیلئے دردناک عذاب ہے.

وضاحت:

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وہ اس دین کی پیروی نہیں کرتے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے بلکہ یہ اس دین (احکام و قوانین) کو مانتے ہیں جو ان کے شیاطین (کاہن و پرہت) نے ان کو دیا ہے. خواہ وہ شیاطین انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے' مثلاً ان کے شیاطین نے ان کیلئے بحیرہ' سائبہ' وصیلہ اور حام وغیرہ کو حرام کر دیا ہے. اور مردار کھانے' خون پینے اور جوئے وغیرہ کو حلال قرار دیا ہے. (تفسیر ابن کثیر)

امام ابن تیمیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

جس نے ایک بھی مستحب عمل ایجاد کرلیا' گھڑ لیا جس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے. یا کسی چیز یا عمل کو واجب قرار دے دیا کہ اللہ نے جس کی اجازت نہ دی ہو اور جس نے ایسا کرنے والے کی اس کام میں تابعداری کی تو یہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے.(اقتضاء الصراط المستقیم: ٢٦٧)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں :

قال ابن عباس رضی اللہ عنهم شرعوا دینا غیر دین الاسلام؛ ابن عباس نے فرمایا! انہوں نے اسلامی نظام حیات کے مقابلے میں ایک اور نظام زندگی مرتب کر لیا ہے.

آگے لکھتے ہیں :

ایقبلون ماشرع اللہ ام یقبلون ماشرع لھم شرکاء لھم؛ کیا وہ اس آئین کو قبول کرتے ہیں جو اللہ نے بنایا ہے یا اس آئین کو جو ان کے شرکاء نے ان کیلئے مرتب کیا ہے. تفسیر مظہری

امام نسفی اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں.

ایقبلون ماشرع اللہ من الذین ام لھم الھۃ؛ کیا وہ اس دین کو قبول کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے یا ان کے اور اللہ بھی ہیں. مدارک التنزیل وحقائق التاویل

امام ابولیث سمرقندی نے فرمایا:

ام لھم شرکاء یعنی الہ دونی؛ یعنی میرے علاوہ ان کے کوئی اور بھی الہ ہیں.(تفسیر مجد العلوم للسمرقندی)

امام نیشاپوری نے فرمایا:

افیقبلون ماشرع اللّٰہ لھم من الذین امرلھم الھۃ؛ کیا وہ اللہ کے بنائے دستور کو قبول کریں گے یا ان کے کوئی اور الٰہ ہیں. (تفسیر النیسابوری)

شیخ محمد صالح المنجد فرماتے ہیں:

جس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کی بجائے کوئی اور قوانین نافذ کیے جبکہ شریعت وضع کرنا خالصتاً اللہ وحدہ لاشریک کا حق ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات میں سے کسی بھی حکم سے مقابلہ بازی کی پس وہ مشرک ہے. کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ام لھم شرکاء... چنانچہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے علاوہ کسی اور بنیاد پر فیصلہ کرنا ایمان و توحید کے منافی ہے جو اللہ کا اپنے بندوں پر حق ہے. (کفر یحکم بغیر ماانزل اللہ)

شیخ شنقیطی فرماتے ہیں:

شریعت کے تمام کونیہ وقدریہ احکام اللہ کی خصوصیت ہیں جیسا کہ مزکورہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے لہذا جو شخص بھی کسی اور کے بنائے ہوئے قانون کی اطاعت کرے گا تو وہ اس قانون ساز کو رب بنانے والا اور اللہ کے ساتھن شریک ٹھرانے والا شمار ہوگا.اس جیسی آیات سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ان لوگوں کے قوانین کی اطاعت کرنا جو اللہ کی شریعت کے علاوہ قانون بناتے ہیں تو یہ انہیں اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہیں. (اضواء لبیان)

وضاحت:

اس آیت میں شرکاء سے مراد ظاہر بات ہے کہ وہ شریک نہیں ہیں جن سے لوگ دعائیں مانگتے ہیں یا جن کی نزرونیاز چڑھاتے ہیں یا جن کے آگے پوجا پاٹ کے مراسم ادا کرتے ہیں. اس آیت میں جن مشرکین عرب کو مخاطب کیا ہے وہ اللہ کے وجود کے منکر نہ تھے اسے خالق' رازاق اور مالک مانتے تھے. حالانکہ عقیدہ توحید کا تقاضہ یہی ہے کہ انسان اپنے ہر معاملے میں اللہ کو حاکم اور شارع قرار دے. مشرکین نے انسانی زندگی کے معاملات کی حاکمیت اپنے فرضی شرکاء کو دے رکھی تھی. ان کے کاہن اور پروہت ان کی خاطر قوانین ایجاد کرتے تھے اور ان کو معاشرے میں اختیار کیا جاتا تھا اور ان کی اطاعت کی جاتی تھی. اس آیت میں اسی شرک کی طرف اشارہ ہے جس کی پیروی آج کے دور میں جمہوری نظام نے کی ہے اور آیت میں شرکاء سے مراد وہ انسان ہیں جن کو اس نظام نے اکثریتی رائے پر قانون سازی کا اختیار دے کر اللہ کی حاکمیت میں شریک ٹھرایا ہے. ان کے پیش کئے ہوئے اصولوں اور قدروں کو جدید تہذیب و ثقافت کے نام پر قبول کیا ہے اور ان کے مقرر کئے ہوئے قوانین' طریقوں اور ضابطوں کو اپنی معاشرت میں اپنے تمدن میں اپنے کاروبار اور لین دین میں اپنی عدالتوں میں اپنی سیاست اور حکومت میں اس طرح اختیار کیا ہے گویا یہی وہ قانون اور شریعت ہے جس کی پیروی آج ان کو کرنی ہے. قدیم دور کے مشرکین اپنے تمام شرک و کفر کے باوجود اس گھمنڈ میں مبتلا نہ تھے کہ یہ ان کے اپنے قوانین ہیں یا اقتدار اعلیٰ اور قانون سازی کا حق انہیں حاصل ہے بلکہ یہ تو اس جدید دور کے مشرکین بادشاہوں' آمروں' پارلیمنٹوں اور قانون ساز اداروں کا غرور و تکبر ہے کہ وہ خدا سے یکسر بے نیاز ہو کر خود قانون ساز بن بیٹھے ہیں. اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا شرک زمانہ حاضر کے مشرکین سے شدید تر اور سنگین تر ہے.

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی شارع اور قانون ساز ہے. مسلمانوں کیلئے حقیقی سرچشمہ قانون یہی کتاب الٰہی قرآن مجید ہے اور تشریع و قانون سازی کا اصل اور حقیقی سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو حکم اس سرچشمہ اقتدار سے صادر نہ ہو وہ باطل' غلط اور جاہلیت ہے. جاہلیت نام ہی اس نظام کا ہے جس میں احکام

کا سر چشمہ ذات الٰہی نہ ہو. جاہلیت اور طاغوت خواہ کوئی بھی ہو کس نام سے بھی ہو اس کے جملہ تصورات اس کے تمام احکام اور اس کے جملہ قوانین باطل ہیں. کوئی مخلوق خواہ کتنی ہی محترم کیوں نہ ہو وہ دوسروں کیلئے یا اپنے لئے حکم الٰہی کے بغیر کوئی قانون وضع نہیں کر سکتی اپنے بندوں کیلئے قانون و آئین وضع کرنا صرف اللہ وحدہ کا کام ہے.

بعض لوگ اس بات میں جدال کرتے ہیں اور خدائی حکم و فیصلے پر قناعت نہیں کرتے. دور جدید کیلئے قوانین میں اصطلاحات اور اجتہاد کا مطالبہ کرتے ہیں اور اللہ کے مقرر کردہ حکم و فیصلے کے خلاف دوسروں سے فیصلہ اور قانون طلب کرتے ہیں وہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اپنی قوم کیلئے بھلائی تلاش کرتے ہیں. دوسرے لفظوں میں ان کا فعل یہ باور کراتا ہے کہ گویا وہ خدا سے بڑے عالم ہوں وہ اس سے زیادہ لوگوں کی مصلحت جانتے ہیں. لوگوں کے یہ خود ساختہ شرکاء ان کیلئے قانون سازی کرتے ہیں یعنی اس معاملے میں انسان خود اپنے خدا ہیں یا ان میں سے بعض دوسروں کے الٰہ ہیں.

شرکاء سے مراد طاغوت ہے جس کے معنی " باطل معبود " یا" جھوٹا خدا" ہیں کیونکہ یہ اللہ کے حق حاکمیت میں شریک ہوتے ہیں. اس میں تصرف کرتے ہیں اور لوگ اللہ کے مقابل ان کے حکموں کی اطاعت کر کے اللہ کے مقابل ان کی عبادت کرتے ہیں اور جو اللہ کی حاکمیت میں شرک کرے لوگوں کیلئے قوانین وضع کرے اور ان کی اقدار تعین کرے وہ طاغوت ہے کیونکہ یہ سب امور اللہ کیلئے مختص ہیں اور جو انسان کسی طاغوتی نظام تلے ان حقوق کا یا ان میں سے بعض حقوق کا دعویٰ کرے تو اس نے گویا الوہیت کا دعویٰ کیا۔ سب سے بڑا طغیان سب سے بڑا خبیث شر یہ ہے کہ اللہ کی الوہیت پر تجاوز کیا جائے 'اس کے اقتدار کو چھیننے کی کوشش کی جائے اور انسانوں کو اس کی شریعت کے سوا کسی اور شریعت کا بندہ بنا دیا جائے. انہیں اللہ کا باطل شریک اور طاغوت کہنے کی وجہ یہ ہے کے اسلام کے نقطہ نظر سے جس طرح پرستش کا مستحق

یقیناًاللہ تعالٰی ہے اسی طرح بندوں کیلئے قانون بنانے اور جائز وناجائز کی حدیں مقرر کر دینے کا حقدار بھی وہی ہے لہذا جس طرح کسی دوسرے کے آگے پرستش کے افعال میں سے کوئی فعل کرنا اسے خدا کا شریک بنانا ہے. اسی طرح کسی کے خود ساختہ قانون کی اطاعت 'نوکری اور پابندی کرنا اسے خدائی میں اللہ کا شریک کر دینا ہے.

آگے فرمایا: شرعوالھم من الدین مالم یأذن به الله؛ان کیلئے دین کی نوعیت رکھنے والا ایسا قانون وضع کیا جس کی اللہ نے انہیں اجازت نہیں دی. آگے اس بات کی وضاحت بھی فرمادی کہ یہ خود ساختہ بشری قوانین وضع کرنا ایسا ہے جیسے دین اور شریعت بنانا کیونکہ دین اور شریعت تو کہتے ہی قوانین اور ضابطوں کے مجموعے کو جس کو بنانااور انسانوں پر متعین کرنا صرف اللہ کا حق ہے اور اس کے اندر دخل اندازی کا حق اس نے کسی کو بھی نہیں دی حتیٰ کہ انبیاء کو بھی نہیں. لیکن آج کا یہ بدبخت نظام جمہوریت چند انسانوں کو قانون ساز اداروں اسمبلی اور پارلیمنٹ میں بیٹھ کر بحث کرنے 'رائے زنی کرنے اور اکثریت کی رائے پر اس کے تعین اور تائید کا اختیار دیتا ہے اور یہ اللہ کے مقابل وہ جھوٹے شریک اور طاغوت ہیں جن کو اللہ نے ان کے اس فعل پر دردناک عذاب کی بشارت سنائی ہے.

ولولا کلمة الفصل لقضی بینھم وان الظلمین لھم عزاب الیم؛اور اگر فیصلے کی بات پہلے نہ طے ہو گئی ہوتی توان کا فیصلہ کر دیا جاتا یقیناًان ظالموں کیلئے دردناک عزاب ہے.

اب اللہؐ کے حکیمانہ قوانین کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص یا گروہ جانتے بوجھتے ہوئے ان کے مقابلے میں خود ساختہ بشری قوانین کو اسلامی قوانین قرار دے اور ان کا نام اسلامی جمہوریت رکھ لے تو اس سے بڑا ظالم کون ہو گا. کیونکہ اللہ تعالٰی نے ابتدا ہی سے انسان کیلئے دین و قانون مقرر کیا ہے لوگوں کو یہ احساس ہی نہیں ہے کہ اللہ کے دین و قانون کو چھوڑ کر غیر اللہ انسانوں کے بنائے ہوئے دین وآئین و قانون کو اختیار

کرنااللہ کے مقابل کتنی بڑی جسارت ہے یالوگ اسے دنیاکامعمول سمجھ رہے ہیں اوراس میں انہیں کوئی قباحت نظر نہیں آتی مگر اللہ کے نزدیک یہ بدترین شرک اور شدید ترین جرم ہے جس کی سخت سزاان سب لوگوں کو بھگتنی پڑے گی جنہوں نے اللہ کی زمین پر اپنا قانون جاری کیااور جنہوں نے ان کے دین و قانون کی نوکری اوراطاعت کی. یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ خدا کی صفت کو مخلوق سے جا ملایا اسے امر و نہی اور قانون سازی کامختار مان لیاگیااسے اس پر رائے زنی'free voting' کاحق دے دیاگیااور پھر خدا کو چھوڑ کر لوگ ان قوانین کی اطاعت اس طرح کرنے لگے گویاوہی ان کاخدا ہے. خدا کے مقابلے میں یہ وہ جسارتیں ہیں کہ اگر فیصلہ کیلئے قیامت کادن مقرر نہ ہوتا توان پر ابھی دنیامیں اللہ کاسخت ترین عزاب نازل ہوتا.

آیت: ۱۲۲

ولا یشرك فی حكمه احدا.(الکھف: ٢٦)

اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا.

فی حکمہ کے معنی امام نسفی'بیضاوی'ابن کثیر اور طبری نے بقضایٔہ کیے ہیں کہ اللہ تعالٰی کے فیصلے کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھراتے.یعنی اللہ تعالٰی کے فیصلے پر غیر اللہ کے فیصلہ اور قوانین کو نافذ نہیں کرتے.

قرات مشہورہ میں ولا یشرک یااور کاف کے ضمہ کے ساتھ منقول ہے.اس صورت میں لا نافیہ ہے.اس صورت میں معنی یہ بنتے ہیں کہ اللہ تعالٰی اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں ٹھراتایعنی حکم کااختیار خالص اللہ تعالٰی کیلئے ہے۔ پس حکم و قانون وہی ہیں جو اللہ تعالٰی نے بنادیئے ہیں.

ابن عامر کے قرات کے موافق ولا تشرق تا اور کاف کے سکون کے ساتھ منقول ہے. اس صورت میں لا نافیہ نہیں بلکہ ناھیہ ہے اور معنی یہ بنتے ہیں. کہ تم اللہ تعالٰی کے ساتھ اس کے حکم میں کسی کو شریک نہ ٹھراؤ. آیت مزکورہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو اللہ تعالٰی کے احکام کے مقابلہ میں خود ساختہ قوانین وضع کرتے ہیں. ان کو تسلیم کرنا اور ماننا اور ان کی اطاعت واتباع کرنا اللہ کی توحید میں شرک ہے.

شیخ امین شنقیطی فرماتے ہیں:

اللہ تعالٰی کے فرمان ولا یشرک...اور اس جیسے دیگر فرامین سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے علاوہ قانون سازی کرنے والوں کی اتباع کرنے والے اللہ کے ساتھ شرک ٹھرانے والے ہیں...ان آفاقی نصوص سے پوری طرح واضح ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے اپنے رسولوں کے ذریعے بتائے گئے قوانین کی بجائے انسانوں کے بتائے ہوئے وضعی قوانین پر چلتے ہیں انہیں اللہ نے بصیرت سے اندھا اور نور وحی سے کورا کر دیا ہے. (اضواءالبیان)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اپنی عظیم توحید الوہیت 'توحید حاکمیت اور اس کے اندر شرک کو واضح فرمایا ہے. توحید حاکمیت جو توحید الوہیت کی بنیاد ہے اور اسی واضح توحید خالص ہی پر اسلامی نظام زندگی قائم ہے. اس توحید سے محض علم اور اعتقاد مقصود نہیں تھا بلکہ یہ مقصود تھا کہ ایک اللہ کا قانون اطاعت اور عبادت قائم ہو اس کے سوا کسی اور کو الٰہ نہ مانا جائے اور الٰہ ہی اس بات کا حقدار ہے کہ اس کو حاکم 'آقا' معاملات میں تصرف کرنے والا' قانون دینے والا اور اطاعت وعبادت کے لائق مانا جائے اور اس کے اندر کسی اور کو شریک نہ کیا جائے. اسی تصور توحید سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حاکمیت مطلقہ صرف اللہ

سبحانہ ہی کو حاصل ہے۔ وہی حاکم ہے' وہی قانون ساز ہے۔ اسی لئے صرف اس کے حکم و قانون کی اطاعت وبندگی کرنی چاہیے اور اس کے علاوہ کسی اور کے وضع کردہ حکم و قانون کی اطاعت وبندگی نہ کرنی چاہیے۔

زمانہ قدیم سے مشرکین نے اللہ کی توحید میں غیر اللہ کی حاکمیت اور قانون سازی تسلیم کر کے غیر اللہ کے قوانین واحکام کو اپنا کر شرک کیا ہے اور آج کے دور میں اللہ کی حاکمیت میں شرک جدید جمہوری نظام نے کیا ہے۔ اس نظام نے اللہ کے مقابل انسانوں کو حاکمیت اور قانون سازی کا اختیار دے رکھا ہے اور ان کے حکم و قانون کو اطاعت کے لائق ٹھرایا ہے۔

حکم و قانون سازی کا مستحق تنہا اللہ تعالٰی ہے کسی دوسرے کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنی عقل کے زیر اثر یالوگوں کی اکثریت کی رائے کو حکم ٹھرا کر یا کسی بھی باطل تاویل کی بناپر اللہ کے حکم و قانون کے مخالف قانون وضع کرے اور اسے ملک کیلئے بہتر ٹھرا کر ملک پر نافذ کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو وہ اللہ کی الوہیت وحاکمیت میں شرک کا مرتکب ہوگا اور اس کے اس فعل کو تسلیم کر لینا اسے خدا کا شریک بنانے کے ہم معنی ہے۔ شرک صرف غیر اللہ کو الٰہ ماننے کا نام نہیں بلکہ غیر اللہ کو اللہ کے ساتھ حاکم اور فیصل مان لیناہی اصل شرک ہے۔ غیر اللہ کی عبادت صرف بتوں کے آگے سجدہ ریزی کا نام نہیں ہے۔ بلکہ غیر اللہ کے مقرر کردہ احکام و قوانین کی پیروی کا نام ہے۔ یہ شرک بالکل واضح ہے۔ زندگی کے کسی معاملے میں غیر اللہ کی اطاعت غیر اللہ کے قانون کو جائز ماننا اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا یا کرانا ایسا شرک ہے جس میں کوئی تاویل جائز نہیں ہے۔

اس طرح غیر اللہ کے خودساختہ قوانین کی پابندی واطاعت کرنا اور اس کے مقرر کیے ہوئے احکام کو واجب الاطاعت سمجھنا چاہے اس کو قانون سازی کے حق کے لائق نہ بھی سمجھا جائے یہ اللہ کی حاکمیت وعبادت میں شرک کرنا ہے کیونکہ جب آدمی کسی ایسے قانون کی پابندی اور مستقل اطاعت کرتا ہے جو

بندوں کے خود ساختہ ہوں اور بندوں کے رب کے صریحاً مخالف ہوں تو ان طور طریقوں میں معاملہ گناہ کبیرہ سے تجاوز کر جاتا ہے. اس وقت وہ گناہ نہیں بلکہ شرک بن جاتا ہے کیونکہ یہ غیر اللہ کی مستقل اطاعت وعبادت ہے. یہ دونوں افعال بہر حال شرک ہیں خواہ ان کا مرتکب انسانوں اور حاکموں کو زبان سے اللہ کا شریک نہیں کہتا لیکن وہ اللہ کے حکم کے مقابل انسانوں اور ملکوں کے بنائے ہوئے خود ساختہ قوانین کی اطاعت کر کے اور دوسروں کو بھی ان کی پیروی کرنے کی تگ ودو میں ڈال کر اللہ کے مقابل غیر اللہ وطواغیت کی اطاعت وعبادت کرتا ہے. آج کل اکثر لوگوں کا یہی حال ہے وہ ہر چیز میں غیر اللہ کے حکم کے متبع ہیں. ان کی بات مانتے ہیں اور اللہ ورسول کی بات کو پرے پھینک دیتے ہیں. اور ان قوانین کے آگے جھکتے ہیں جن کا اللہ نے حکم نہیں دیا. ایسے لوگوں کو خوب جان لینا چاہیے کہ وہ شرک جیسے ظلم عظیم میں مبتلا ہیں. یہ لوگوں کیلئے ایسے احکام وقوانین بناتے ہیں جن کے باعث لوگوں کی عبادت اللہ کیلئے نہیں بلکہ ان زمینی معبودان باطلہ اور طاغوت کیلئے ہوتی ہے جبکہ توحید کی پکار یہ ہے کہ لوگ حاکمیت' قانون سازی اور اطاعت کو اللہ وحدہ کی طرف لوٹائیں' صرف خدائے واحد کی عبادت کریں' صرف اس کی شریعت وقانون کی اتباع کریں.

یہ توحید اور شرک کے درمیان شدید معرکہ ہے جو ہمیشہ سے جاری ہے. اسلام صرف بتوں کے شرک سے بچانے کیلئے نہیں آیا تھا. رسولوں ہزار ہا سالوں میں اتنی بے شمار' بے حد وحساب قربانیاں صرف ان مادی بتوں کو توڑنے کیلئے نہیں دی تھیں بلکہ انہوں نے یہ جدوجہد اس لئے کی تھی کہ ملک ومعاشرے کو غیر اللہ کی حاکمیت واطاعت کے شرک سے بھی پاک کیا جائے.

قرآن مجید کی اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ شرک کتنا گہرا اور کس حد تک وسیع ہے. وہ بندہ جو الوہیت وربوبیت کے اعتقاد کے ساتھ ایک اللہ پر ایمان لاتا ہے. پھر وضو' طہارت' نماز' روزہ' حج اور دیگر مراسم

عبادت میں اللہ کی اطاعت کرتا ہے مگر وہ اپنی تجارت'کاروبار'نوکری'تمدن'سیاست'معاشرت اور عدالت میں ان کی پیروی کرتا ہے جو غیر اللہ نے وضع کیے ہیں. تو یہ بندہ یقیناً شرک کو اس کی عملی تعبیر میں اختیار کئے ہوئے ہے. خواہ وہ اپنے زعم میں کتنا ہی بڑا مومن و مسلم بنتا ہے لیکن در حقیقت یہ شخص 'لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ' کی شہادت توحید کے خلاف عمل پیرا ہے. یہی وہ شرک ہے جس سے لوگ آج کل غافل ہیں اور رخصت' رواداری اور نرم روی کے طور پر اسے اختیار کرتے ہیں. حالانکہ یہی تو وہ شرک ہے جسے ہر زمانے کے مشرکین اختیار کر کے گمراہ ہوتے رہے' چنانچہ آج بھی لوگ اسی کو اختیار کئے ہوئے ہیں.

آیت: ۱۲۳

قل هل شركائكم من يهدى الى الحق قل الله يهدى للحق افمن يهدى الاالحق احق ان يتبع امن لايهدى الاان يهدى فمالكم كيف تحكمون. (یونس: ۳۵)

ان سے پوچھو! تمہارے ٹھرائے ہوئے شریکوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہو کیونکہ وہ صرف اللہ ہے جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے وہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے یا وہ جو خود راہ نہیں پاتا الا یہ کہ اس کی راہنمائی کی جائے آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے الٹے الٹے فیصلے کرتے ہو.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے انسانوں کے ٹھرائے ہوئے ان شریکوں کا ذکر کر رہیں ہیں جو اس کی ہدایت حق کی طرف راہنمائی کریں. ہدایت حق سے مراد توحید' اخلاق' معاشرت' تمدن' معیشت' قانون وغیرہ تمام معاملات میں حق کی طرف راہنمائی ہے. ظاہر ہے کہ ان شریکوں سے مراد وہ دیوتا' بت اور مردہ انسان نہیں جس کی طرف انسانوں کا رجوع صرف اس لئے ہوتا ہے کہ مافوق الفطرت طریقے سے وہ اس کی حاجتیں پوری کریں اور اس کو آفات سے بچائیں اور اس کی دعائیں اور التجائیں سنیں کیونکہ ہدایت نہ تو کبھی ان کی طرف سے آتی ہے اور نہ کبھی کسی مشرک نے اس کیلئے ان کی طرف رجوع کیا ہے. نہ کسی مشرک نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ بے جان معبود بولتے ہیں اورہدایت حق اللہ کے احکام اور قوانین' اخلاق' معاشرت' تمدن' معیشت' سیاست' قانون اور عدالت وغیرہ انہیں سکھاتے ہیں اور اس کی طرف راہنمائی کرتے ہیں.

بلکہ ان شریکوں سے مراد وہ احکام اور زندہ انسان ہیں جو لوگوں کیلئے اللہ کے احکام کے برخلاف ان کے تمام معاملات' معیشت وسیاست اور قانون وعدالت میں اصول وقوانین متعین کرتے ہیں اور لوگ ان کی اطاعت کر کے انہیں اللہ کے مقابل شریک ٹھراتے ہیں. آگے اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ یہ لوگوں کا کیسا غلط فیصلہ ہے کہ یہ لوگ ان کو ہدایت حق اور قانون سازی کا سرچشمہ سمجھ بیٹھے ہیں. جبکہ یہ لوگ خود بے راہ اور راہ حق سے دور ہیں اور ان صفات اور صلاحیات سے متصف نہیں جو کسی کے راہنمائے حق اور سرچشمہ ہدایت و قانون ساز ہونے کیلئے ضروری ہیں. کیا ان لوگوں کا علم اتنا وسیع ہے کہ یہ انسانی زندگی کے تمام مسائل' حقائق' کمزوریوں' رجحانات ومیلانات' اعراض وخواہشات اور ان کا اس زندگی اور اخروی زندگی پر ہونے والے اثر سے اور غرض وغائت سے واقف ہیں. جن کا جاننا انسانی زندگی کے صحیح اصول وضع کرنے اور منصفانہ قوانین بنانے کیلئے ضروری ہے. اللہ نے اس کا فیصلہ خود ہی فرمادیا ہے کہ وہ صرف خدا ہے جو انسان کو پیدا کرنے کی غرض وغائت جانتا ہے اور اسی نے ان کیلئے سامان حیات پیدا

فرمایاہے. اس لئے صرف وہی انسانوں کیلئے مجموعہ احکام و قوانین 'آئین و دستور اور ہدایت حق کی طرف راہنمائی کرنے کا حق رکھتا ہے. کیونکہ الالہ الخلق والامر؛ خبر دار پیدا کرنا اور حکم کرنا صرف اس کا حق ہے.

آیت: ۱۳٤

وان اقم وجهك للدين حنيفا ولا تكونن من المشركين.

اور مجھ سے فرمایا گیا کہ یکسو ہو کر اپنے آپ کو ٹھیک ٹھیک اس دین پر قائم کر دے اور ہر گز ہر گز مشرکوں میں سے نہ ہو.

وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے دین اور نظام حیات کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کی سختی کے ساتھ تلقین فرمائی ہے کہ اقم وجھک؛ اپنے چہرے کو جھکا دے. یعنی تیرا رخ اور رجوع صرف اس دین کی طرف ہو اور بالکل ناک کی سیدھ میں اسی راستے پر اس کے احکام و قوانین پر چلتا رہ. اور ساتھ فرمایا حنیفا؛ حنیف اس کو کہتے جو سب سے بڑ کر ایک طرف کا ہو رہے اور اس کے علاوہ کسی طرف ذرا بھر نگاہ بھی نہ ڈالتا ہو. مراد یہ ہے کہ اس دین کو ان احکام و قوانین کو اس بندگی خدا کے طریقے کو اور اس طرز زندگی کو اس طرح اختیار کر کہ پرستش' بندگی' غلامی' اطاعت' فرمانبرداری سب کچھ صرف اللہ رب العالمین ہی کیلئے کی جائے اور اس یکسوئی کے ساتھ کی جائے کہ کسی دوسرے طریقے اور نظام و قانون کی طرف ذرا برابر میلان ورجحان بھی نہ ہو. اور فرمایا. ولا تکونن من المشرکین؛ اور ہر گز مشرکوں میں سے نہ ہو. جو اللہ کی ربوبیت' الوہیت و حاکمیت اس کی صفات اس کے حقوق اس کے اختیارات میں کسی طور پر غیر اللہ کو شریک

کرتے ہیں۔ خواہ وہ غیر اللہ ان کا اپنا نفس ہو یا کوئی دوسرا انسان ہو یا کوئی ستارہ 'فرشتہ 'نبی 'ولی ہو یا انسانوں کا بنایا ہوا کوئی مجموعہ دستور اور قانون ہو۔

پس معاملہ صرف اعتقادی یا انفرادی نہیں بلکہ توحید خالص کا راستہ پوری استقامت کے ساتھ اختیار کر اور ان لوگوں سے الگ ہو جا جو کسی شکل یا ڈھنگ کا شرک کرتے ہوں۔ عقیدے میں ہی نہیں عمل میں بھی 'انفرادی طرز زندگی ہی میں نہیں اجتماعی نظام حیات میں بھی۔ مساجد و مدارس ہی میں نہیں 'سکولوں 'کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی 'عدالت خانوں میں بھی 'قانون سازی کی مجلسوں میں بھی 'سیاست کے ایوانوں میں بھی غرضیکہ ہر جگہ ان لوگوں کے طریقے سے اپنا طریقہ الگ کر لے جنہوں نے اپنے افکار و اعمال کا پورا نظام اللہ کی حاکمیت اور غیر اللہ کی حاکمیت کی آمیزش اور شراکت پر قائم کر رکھا ہے۔ توحید کا پیرو زندگی کے کسی پہلو اور کسی شعبے میں بھی شرک کی راہ چلنے والوں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر نہیں چل سکتا۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت میں مطالبہ صرف شرک جلی سے پرہیز کا نہیں ہے۔ بلکہ شرک خفی سے بھی مکمل اجتناب مطلوب ہے۔ بلکہ شرک خفی زیادہ خطرناک ہے اور اس سے ہوشیار رہنے اور اسے سمجھنے کی بھی زیادہ ضرورت ہے۔ بعض نادان لوگ خفی کو شرک خفیف یا ہلکا سمجھتے ہیں اور اس کا حکم اور اہمیت شرک جلی سے کمتر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خفی کا معنی خفیف یا ہلکے کا نہیں بلکہ چھپے اور پوشیدہ کے ہیں۔ اب یہ سوچنے کی بات ہے کہ وہ دشمن جو منہ کھول کر دن دہاڑے سامنے آ جائے وہ زیادہ خطرناک ہے یا وہ جو آستین میں چھپا ہو یا دوست کے لباس میں معانقہ کر رہا ہو۔ جس شرک کو سمجھنے کیلئے گہری نگاہ اور توحید کا مکمل فہم درکار ہو وہ اپنی جڑیں دین کے نظام میں اس طرح پھیلاتا ہے کہ رفتہ رفتہ غیر محسوس

طریقے سے اس دین اور اسلامی نظام کو ختم کر دیتا ہے اور عام فہم مسلمانوں کو اپنا گرویدا اس طرح بنالیتا ہے کہ ان کو خبر تک نہیں ہوتی.

آیت: ۱۲۵

قل انی امرت ان اکون اول من اسلم ولاتکونن من المشرکین.(الانعام: ٤ ١)

کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے مسلم (اطاعت گزار) بنوں اور یہ کہ تو ہر گز مشرک نہ بنو.

وضاحت:

اس آیت میں اس بنیادی اور اولین توحید کی دعوت دی گئی ہے. جس کا حکم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور مسلمانوں کو سب سے پہلے ملا ہے کیونکہ اسی توحید پر سارے اسلام اور توحید کی بنیاد ہے. یہ توحید 'توحید حاکمیت اور اطاعت ہے اور اس کے مقابل غیر اللہ کی حاکمیت اور اطاعت ہے جو شرک ہے جس میں انسانیت سب سے زیادہ مبتلا ہوتی ہے. اس لئے اسلام کی اولین دعوت یہی ہے کہ وہ انسانیت کو غیر اللہ کی حاکمیت اور اطاعت سے نکال کر اللہ کی حاکمیت اور اطاعت میں دینا چاہتا ہے. اس آیت میں مسلمانوں کو حکم ملا ہے کہ اطاعت' عبادت 'ہر امر میں حاکمیت' قانون واحکام سب اس خدائے واحد کیلئے ہیں اگر آدمی ایک اللہ کے احکام و قوانین کا اطاعت گزار ہے تو وہ مسلمان اور اہل توحید ہے اور اگر وہ غیر اللہ کا مطیع ہے تو وہ مشرک ہے. آدمی غیر اللہ کی اطاعت و بندگی چھوڑ کر حقیقی مسلمان بنتا ہی تب ہے جب وہ صرف اللہ

کی حاکمیت اور اطاعت اختیار کرے'اس کے احکام و قوانین کو حاکم اور قانون ٹھرائے اور غیر اللہ کے وضع کردہ احکام و قوانین اس کی حاکمیت اور اطاعت کی نفی کرے.

آیت: ۱۲۶

قل انی نهیت ان اعبدالذین تدعون من دون الله.قل لااتبع اهواءکم قد ضللت اذاوماانامن المهتدین.(الانعام: ٥٦)

کہہ دیجئے بیشک مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو. کہہ دیجئے میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا'اس صورت میں گمراہ ہو جاؤں گا اور میں ہدایت پانے والوں میں نہ ہوں گا.

وضاحت:

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مشرکین مکہ کے سامنے یہ اعلان کرنے کا حکم ہے کہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو. اس آیت میں لفظ 'اعبد' کے ساتھ الذین استعمال ہوا ہے. الذین اسم موصول جو لوگوں خاص کر عقلا پر بولا جاتا ہے. اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ کے معبود صرف غیر جاندار بت نہ تھے بلکہ ان کے معبود انسان اور صاحبعا قل ودانش کاہن و سردار بھی تھے. وہ معبود ان معنوں میں تھے کہ لوگ انہیں معاشرے کے دانش مند بڑے مان کر ان کو قانون سازی کا حق دیتے تھے. وہ انسانوں کیلئے راہیں مقرر کرتے' قواعد ٹھراتے اور رسوم و قوانین وضع کرتے اور ان کے تنازعات کا اپنی عقل کے مطابق فیصلہ کرتے. یہ بھی اللہ تعالیٰ کی الوہیت و حاکمیت

میں شرک ہے۔اس لئے اگلی آیت میں اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ بات کہلوائی گئی کہ میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا. تمہارے رسوم و قوانین کی اتباع نہیں کرتا اگر میں نے تمہارے قواعد و قوانین کی اتباع کی تو میں اللہ کی توحید اور ہدایت کو چھوڑ کر گمراہوں میں ہو جاؤنگا.

آیت: ۱۲۷

ضرب اللّٰہ مثلاً رجلاً فیہ شرکاء متشاکسون و رجلاً سلماًلرجل ھل یستوین مثلا.(الزمر: ۲۹)

اللہ نے ایک مثال بیان کی ہے ایک مرد کی جس میں مختلف لوگ شریک ہیں اور ایک مرد صرف ایک مرد کا غلام ہے کیاان دونوں کی مثال برابر ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے توحید اور شرک اور مسئلہ حاکمیت کی حقیقت واضح کی ہے جس کواللہ تعالیٰ نے عام دنیاوی مثال مالک اور غلام کی صورت میں پیش کیاہے. یہ شرک کی مثال ہے کہ ایک غلام اور بندہ ہے جس کے متعدد مالک اور حاکم ہیں ایک مالک اور حاکم اللہ تعالیٰ ہے جو اپنے بندوں کو زندگی گزارنے کے اصول و قوانین اور طور طریقے بتاتاہے. لیکن اس کے ساتھ ایک شخص جس نے اللہ کے علاوہ بھی متعدد حاکموں کی غلامی قبول کر لی ہے. جو اپنی عقل اور حکم کے مطابق اپنے اصول و قوانین سے اپنی بندگی اوراطاعت کرواتے ہیں. یہ شرک کی مثال ہے کہ اس نے ایک الٰہ اور حاکم کی غلامی واطاعت میں دوسرے غیر اللہ کے حاکموں کی غلامی اور اطاعت کو شریک کر لیاہے.اگرایسا شخص ایک اللہ کی بندگی وغلامی کادعویٰ کرتے ہوئے خودساختہ آقاؤں اور حاکموں کی بندگی وغلامیٰ کرے توایسے ہے جیسے اس نے

کائنات کے ایک احکم الحاکمین مالک کی غلامی'بندگی اور حاکمیت میں اسے شریک کر لیا جیسا کہ آج لوگوں نے اللہ کے مقابل باغی وطاغی حاکموں'پارلیمنٹ اور اسمبلی کی صورت میں متعدد قانون ساز'مالک اور حاکم بنا رکھے ہیں.جو اللہ کے مقابل لوگوں کو اپنی حاکمیت'غلامی'بندگی اور اطاعت کروا کر خدائے واحد اور مالک الملکی صفات میں لوگوں سے شرک و کفر کروا رہے ہیں.

اور دوسری مثال اس شخص اور غلام کی ہے جس کا صرف ایک حاکم ہے وہ صرف ایک مالک کے حکم کا پابند اور اطاعت گ-زار ہے وہ اس مالک اور حاکم کو چھوڑ کر دوسرے جھوٹے حاکموں اور مالکوں کی غلامی قبول نہیں کرتا.اس کا مصدر حاکمیت'غلامی اور اطاعت ایک الٰہ اور حاکم ہے.دراصل یہی شخص ہے جو مالک حقیقی کا اطاعت اور بندگی کا حق ادا کر رہا ہے.اس کے اندر شرک سے بچ رہا ہے اور توحید پر عمل پیرا ہے.

آگے فرمایا.ھل یستویان مثلا؛کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں.ایک شخص جس کے متعدد مالک ہیں اور ہر ایک کے الگ حکم اور قانون ہیں.وہ کس کی مانے اور کس کی نہ مانے وہ سب کو خوش نہیں کر سکتا.نتیجہ یہ ہے کہ سب ہی اس سے ناراض رہیں گے.یہ غلام مختلف' متضاد اور متناقص آقاؤں کی رضا و ناراضی کا شکار ہے.ہر ایک کی ناراضگی کا خوف ہے اس کے مقابلے میں ایک دوسرا غلام ہے.جس کا مالک صرف ایک ہے وہ اس کا حکم سنتا اور مانتا ہے.ایک ہی راہ پر گامزن ہے'حیران و پریشان نہیں ہے وہ آسانی اور مشکل میں استقامت اور معرفت و یقین پر قائم ہے.وہ ایک حاکم کی بندگی اور اطاعت میں کسی کو شریک نہیں کر رہا اور غلامی و بندگی کا صحیح حق ادا کر رہا ہے.یہ دونوں کیونکر برابر ہو سکتے ہیں.ایک تو اپنے متعدد مالک اور حاکم بنا کر شرک کا مرتکب ہے اور دوسرا صرف ایک اللہ اور مالک کی اطاعت و بندگی کر کے توحید پر عمل پیرا ہے.یہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں.شرک کا راستہ گمراہی ہے اور جہنم کو جاتا ہے اور توحید کا راستہ صراط مستقیم ہے اور جنت کی طرف جاتا ہے.

اللہ تعالیٰ کس سادہ اور عام فہم مثال کے ذریعے اپنی غلامی اور اپنے حکموں کی اطاعت وبندگی اور عبادت میں شرک اور توحید کے تصور کو واضح فرما رہا ہے. جسے ہم نے مسئلہ حاکمیت کے موضوع میں پیش کیا. اسلام کا پیش کردہ عقیدہ توحید بالکل سادہ' واضح' صریح اور صاف ہے. اس میں کوئی پیچیدگی اور گنجلک نہیں ہے یہ عقیدہ انسان کے خود ساختہ فلسفے اس کے وضع کردہ منطق اور نام نہاد الھیاتی پیچ وخم سے بالکل بری اور ماروا ہے.

آیت: ۱۲۸

ومن الناس من یتخزمن دون اللّٰہ اندادایحبونھم کحب اللہ .(البقرہ:١٦٥)

اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو شریک ٹھراتے ہیں وہ ان سے محبت کرتے ہیں جیسے محبت ہو اللہ کی.

امام طبری اپنی تفسیر میں سدی کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس آیت کریمہ میں انداد سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے معبودوں کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان کو جو حکم کرتے ہیں ان کی اطاعت میں اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں.(تفسیر طبری:۲۸۸-۳)

وضاحت:

انداد "ند" کی جمع ہے جس کے معنی ہیں "ہم مثل اور شریک "یعنی اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی صفات کسی اور کو دے دینا' کسی اور کی حاکمیت اور اطاعت کو اس طرح مان لینا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اطاعت ہو. تو یہ اللہ کے علاوہ انداد اور شریک بنانا ہے. آج لوگوں نے غیر اللہ کے احکام وقوانین کی اطاعت کر کے

اوران کی قانون سازی کو مان کر انہیں اللہ تعالٰی کا انداد اور شریک بنایا ہے. وہ ان کی حاکمیت اور اقتدار کی ایسی اطاعت کرتے ہیں جیسی اطاعت اللہ کی ہونی چاہیے. اس طرح لوگ اللہ کے علاوہ انداد و طاغوت بنا کر ان کی حاکمیت مان کر کر خود بھی شرک اور گمراہی میں پڑ چکے ہیں اور غیر اللہ کے نظام کی اتباع کی لوگوں کو دعوت دے کر انہیں بھی گمراہ کر رہے ہیں.

وجعلو للہ اندا لیضلوعن سبیلہ. (ابراہیم: ۳۰)

اور انہوں نے اللہ کے علاوہ شریک بنائے تاکہ (لوگوں کو) اس کی راہ سے گمراہ کریں.

غیر اللہ کے نظام حاکمیت کی اتباع کر کے کثیر لوگ اللہ کی حاکمیت اور توحید باری تعالٰی کے راستے سے گمراہ ہو چکے ہیں.

آیت: ۱۲۹

ولا تتبع اھوألذین کذبوا بایتنا والذین لایومنون بالاخرۃ وھم بربھم یعدلون. (الانعام:)۱۵۰

اور تم ان کی خواہشات کی اطاعت نہ کرو جنہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو برابر کرتے ہیں.

مستشار علی جریشہ فرماتے ہیں:

جس کسی نے اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر کوئی دوسرا قانون اختیار کیا تو گویا اس نے خود ساختہ قانون کو شریعت الٰہیہ کے برابر ٹھرایا اور دیگر خداؤں کو اللہ کے مساوی گردانا. انسانوں کیلئے قانون بنانا الوہیت

اور ربوبیت کا خاصہ ہے اور اسی لئے یہ محض اللہ جل جلالہ کا حق ہے کہ وہ قانون سازی کرے. اسی طرح اس شخص کا جرم بھی کچھ کم سنگین نہیں جو شریعت الٰہی کو بالکل ترک نہیں کرتا لیکن اس شریعت میں من مانی ترمیمات کرتا ہے. اللہ کی شریعت میں ترمیمات کا حق تو اسی کو ہو سکتا ہے جو (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے برابر یا اس سے بھی بڑھ کر اختیارات رکھتا ہو. پس جو کوئی بھی ایسا کرے تو گویا اس نے خود کو اللہ کا ہمسر (برابر) بنانے کی کوشش کی اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و برتر ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خواہشات کی پیروی کرنے والے اور اللہ کے احکام و شریعت کو چھوڑنے والوں کی اطاعت واتباع سے منع فرمایا ہے. اللہ کی شریعت اور قانون کو چھوڑنے والے در حقیقت اللہ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں. جس نے اطاعت 'حاکمیت اور قانون سازی کو اللہ کے ساتھ نہ مانا تو اس نے اللہ کی آیات کی تکذیب کی' ان آیات سے مراد اللہ کے احکام ہیں. قرآن کی اس آیت کا یہی حکم ہے کہ انسانی زندگی میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اطاعت کے لائق 'حاکم اور قانون ساز مانا جائے. تو جس کسی نے اللہ کے علاوہ کسی انسان 'حاکم یا چند مقتدر انسانوں کے وضع کردہ قوانین کی اتباع کی تو گویا اس نے رب کے ساتھ ان کو برابر مانا. اس کی خاص صفات اور اختیارات میں شریک کیا. تو جو کوئی اللہ کی توحید اور آخرت پر ایمان لایا اس کے نزدیک حکم اور فیصلہ 'شرع اور قانون فقط رب کائنات کیلئے ہے. جس کا آخرت پر پختہ یقین ہے تو اس کیلئے ناممکن ہے کہ وہ اللہ کی ربوبیت اور حاکمیت پر تجاوز کرے اور اپنے آپ کو یا کسی اور کو قانون ساز اور مطاع مانے اور اللہ کے احکام اور شریعت کی بجائے کسی اور کے احکام و قوانین کی اتباع کرے.

اللہ کی حاکمیت اور حکم بغیر ما انزل اللہ

آیت: ۱۳۰

ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولئك ھم الفسقون.(المائدہ: ٤٧)

پس جو کوئی اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ فاسق ہیں.

ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولئك ھم الظلمون.(المائدہ: ٤٥)

پس جو کوئی اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ظالم ہیں.

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك ھم الکفرون.(المائدہ: ٤٤)

پس جو کوئی اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ کافر ہیں.

ان آیات کے ضمن میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس سے ایک یہودی گزارا گیا جس کا چہرہ سیاہ کیا گیا تھا اور اسے کوڑے مارے جا رہے تھے. آپ نے انھیں بلایا اور پوچھا کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی یہی سزا پاتے ہو. کہنے لگے ہاں. پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے ایک عالم کو بلوایا اور فرمایا کہ میں تجھے اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تورات کو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا. کیا تمہاری کتاب میں زانی کی یہی سزا ہے. اس نے کہا نہیں اگر آپ قسم نہ دیتے تو میں نہ بتاتا کہ ہم رجم کی سزا پاتے ہیں. لیکن زنا ہمارے افراد میں عام ہو گیا ہے. لہذا جب ہم کسی امیر کو پکڑتے تو اسے کچھ نہ کہتے اور جب کسی غریب کو پکڑتے تو اس پر حد قائم کر دیتے. تو ہم نے آپس میں کہا کہ کسی ایسے امر پر متفق ہو جائیں جو امیر و غریب دونوں پر نافذ

کر سکیں. تو ہم نے رجم کے بدلے منہ کالا کر کے کوڑے لگانے شروع کر دیا. رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یااللہ لوگوں نے تیرے حکم کو مار ڈالا میں اسے سب سے پہلے زندہ کرنے والا ہوں آپ نے حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا.

عبداللہ بن طاؤس سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے ومن لم یحکم... کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا. ھی کفر؛ یہی کفر ہے. دوسری جگہ الفاظ ہیں. ھی بہ کفر؛ یہی تو اللہ کے حکم سے کفر ہے. ایک اور جگہ ان کے الفاظ ہیں. کفی بہ کفر؛ یہی عمل اس کے کفر کیلئے کافی ہے.

اس روایت کو امام طبری اور عبدالرزاق نے اپنی تفاسیر میں اور وکیع نے اخبار القضاہ میں ذکر کیا ہے:

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کے اس حکم کو چھپایا جو اس نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے اور جس کو اپنے بندوں کے مابین قانون بنایا ہے. چنانچہ جس نے اس قانون کو چھپایا اور یہود کی طرح اس کے علاوہ سے فیصلہ کر دیا وہ کافر ہے. یعنی یہ لوگ جو اللہ کے نازل کردہ سے فیصلہ نہیں کرتے بلکہ اللہ کی شریعت کو تبدیل کر دیتے ہیں. اور اس حق کو چھپا جاتے ہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے. ایسے لوگ کافر ہیں. (جامع البیان فی تاویل القرآن)

کچھ لوگ ان آیات کے بارے میں یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ یہ آیات یہود کے بارے میں نازل ہوئیں. اس لئے انہیں مسلمانوں پر منطبق نہیں کرنا چاہیے.

حضرت خزیفہ بن یمان سے پوچھا گیا کیا یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں تو آپ نے فرمایا جی ہاں. لیکن تم (یعنی یہ امت) ان یہود کے راستے پر قدم بقدم چلو گے. (تفسیر قرطبی)

ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا بنی اسرائیل تمہارے کتنے اچھے بھائی ہیں. یہ کیا ہوا کہ کڑوا کڑوا سب ان کیلئے اور میٹھا میٹھا سب تمہارے لیے.

امام شافعی فرماتے ہیں:

اس آیت میں کافر ہونے کا حکم مسلمانوں کے بارے میں ہے. (تفسیر ابن جزی)

امام رازی فرماتے ہیں:

جن حضرات نے اس آیت کے بارے میں یہ کہا کہ یہ یہود کے بارے میں ہے یہ ضعیف دلیل ہے کیونکہ تفسیر میں اعتبار لفظ (من' یعنی جس نے بھی) کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ خاص سبب کا. (تفسیر رازی)

امام ابو بکر جصاص فرماتے ہیں:

عبداللہ بن مسعود' حسن بصری اور ابراہیم فرماتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے ہر اس شخص کے بارے میں جو قرآن کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا اور غیر اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہے. (احکام القرآن للجصاص)

امام اسماعیل القاضی فرماتے ہیں:

ظاہری آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جس نے ان جیسا فعل کیا اور اللہ کے مخالف حکم اختراع کیا اوراسے دین)اجتماعی قانون) بنایااس پر عمل کیا پس اس پر بھی وہ وعید لازم ہوتی ہے جوان)یہود) پر تھی.(فتح الباری)

کچھ لوگ حکم بغیر ماانزل اللہ میں کفراور فسق کے حکم کو علیحدہ نہیں کرتے اوراس طرح وہ اس معاملے میں افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے. حکم بغیر ماانزل اللہ میں ایک اللہ کی حاکمیت کے منافی شرک اور کفر ہے اور اس کے دین کے مقابلے میں قوانین کو اجتماعی طور پر حکم اور قانون ٹھرانااور ان کے مطابق فیصلہ کرنا ہے. جبکہ ایک حکم بغیر ماانزل اللہ فسق یہ جس کے مطابق اللہ کی شریعت اور قانون کو اجتماعی طور حکم اور فیصل ٹھرا کر کسی کا انفرادی طور پر خواہش نفس کی خاطر اس کے مخالف فیصلہ کرنا. متقدمین ائمہ کرام اور سلف صالحین کے ادوار میں حکم بغیر ماانزل اللہ کی یہی نوعیت تھی اسی وجہ سے اس صورت میں انہوں نے کفر کی تصریح صرف اس صورت میں کی جب کوئی اللہ کی شریعت کے وجوب کاانکار کر کے اس کے مخالف فیصلہ کرے.

امام بیضاوی ومن لم یحکم... کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اور جس نے اللہ کی شریعت سے فیصلہ نہیں کیا.اس قانون کو کم اہم سمجھتے ہوئے اس کے مطابق فیصلہ کرنے کے وجوب کاانکار کرتے ہوئے تو وہ کافر ہے. اس قانون کو کم اہم سمجھنے کی وجہ سے اوراس کے علاوہ سے فیصلے پر ڈٹے رہنے کی وجہ سے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں الکافرون قرار دیا ہے.

لیکن حکم بغیر ماانزل اللہ کی کفریہ نوعیت میں اعتقاد سے اللہ کی شریعت کے وجوب کاانکار کرنا شرط نہیں. بلکہ وہ اگر شریعت پر ایمان لاتے اوراس کے وجوب کااقرار کرتے ہوئے بھی خواہش نفس کی خاطر

اللہ کی شریعت کے مخالف قوانین کو اپنے لیے اور دوسرے سب لوگوں کیلئے مستقل حکم اور فیصل ٹھرادے. حکم بغیر ماانزل اللہ کی ایسی نوعیت کفر اکبر میں سے ہے.

امام حافظ اسماعیل بن اسحاق القاضی (متوفی ۲۸۲ھ) ومن لم یحکم کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ظاہری آیاتاس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جس نے کوئی ایسا فعل کیا جیسا یہودیوں نے کیا تھااور کوئی ایسا حکم (قانون) اختراع کیا جو اللہ کے حکم کے مخالف ہو اور اسے دین (اجتماعی قانون) ٹھرایا تاکہ اس پر عمل کیا جائے تو اس پر وہی وعید لازم آئے گی جو ان یہودیوں پر آئی تھی وہ خواہ حکمران ہو یا کوئی اور ہو. (فتح الباری: ۱۲۹-۱۳)

امام ابن ابی العز فرماتے ہیں:

یہاں ایک اہم امر جسے سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ اللہ کے حکم کو چھوڑ کر کسی اور طریقے پر فیصلہ یا حکومت کرنا کفر ہے. امت سے یہی بات منقول ہے مگر کفر کا فتویٰ حاکم کی حالت یا کیفیت کے مطابق لگایا جائے گا. مثلاً اگر اس کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ کرنا واجب نہیں اور مجھے فیصلہ اور حکومت اپنی مرضی سے کرنے کا اختیار ہے. یا اسے یہ تو یقین ہے کہ فیصلے اللہ کے احکام کے مطابق ہونے چاہیں مگر وہ اس کو اہمیت نہیں (حکم نہیں ٹھراتا) تو ایسا حکمران اور فیصلہ کرنے والا بڑا کافر ہے. (شرح عقیدہ الطحاویہ)

اس مسئلہ کی تفصیل ہم آگے توحید حاکمیت اور خوارج/ مرجئہ کے ابواب میں بیان کریں گے.

وضاحت:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حق میں جو خدا کے قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تین حکم ثابت کیے ہیں ایک یہ کہ وہ فاسق ہیں. دوسرا یہ کہ وہ ظالم ہیں اور تیسرا یہ کہ وہ کافر ہیں اور چوتھا درجہ طاغوت کا ہے. اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو انسان اللہ کے حکم اور اس کے نازل کردہ قانون کو چھوڑ کر اپنے یا دوسرے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین یا دوسروں کی بجائے اپنے ایما پر اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا تو وہ دراصل تین بڑے جرائم کا مرتکب ہوتا ہے. یہ کفر اور ظلم اور فسق اپنی نوعیت کے اعتبار سے لازماً انحراف از حکم باری تعالیٰ کی عین حقیقیت میں داخل ہیں. یہ ممکن ہی نہیں جہاں وہ انحراف موجود ہو وہاں ان تینوں میں سے کوئی چیز موجود نہ ہو. البتہ جس طرح انحراف کے درجات اور مراتب اور اس کی نوعیت میں فرق ہے. اس طرح اس حساب سے کہ وہ اس لحاظ سے کس حکم میں آتا ہے. آیا وہ اللہ کے حکم کو چھوڑ کر فاسق ہے یا ظالم ہے یا کافر ہے.

ایک مسلمان کیلئے یہ جاننا نہایت ضروری ہے تاکہ وہ ان احکام اور لوگوں کے حکم بغیر ما انزل اللہ کی کیفیت کو دیکھ اور سمجھ کر شریعت کے اصولوں کے مطابق وہی حکم لگائے جس میں وہ آتا ہے. پھر اس کے مطابق ان سے ویسا ہی رویہ رکھے جیسا کہ اسلام حکم دیتا ہے. اس کے اندر افراط و تفریط سے باز رہے اور اس پر سلف صالحین اور اہلسنت کے منہج کو سمجھے.

فسق:

حکم بغیر ما انزل اللہ؛ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں میں فسق اور فاسق کا درجہ یہ ہے کہ اسلامی حکومت کا حاکم یا قاضی کچھ معاملات میں انفرادی طور پر دنیا طلبی' مال و دولت یا اپنے کسی مفاد کی خاطر قرآن و سنت اور اسلامی قوانین کے مطابق فیصلہ نہ کرے. البتہ وہ یہ تسلیم کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میری نافرمانی ہے جو قابل مواخزہ ہے. لیکن اس نظام کا حکومت کا مرجع اور مصدر اور ماخز و دستور

قرآن وسنت کے احکام و قوانین کے بالکل عین مطابق ہو. اس کے اندر قرآن وسنت سے مخالف غیر اسلامی قوانین موجود نہ ہوں کہ ان کو حکام اور قاضیوں کیلیئے بطور فیصل ٹھرایا گیا ہو. تو کسی حاکم اور قاضی کا ایسی صورت میں اللہ کے حکم سے عملی انحراف کرنا جب کہ وہ اللہ کے احکام و قوانین کو حق مانے مگر انفرادی طور پر اپنے ملک کے اسلامی قوانین سے ہٹ کر عدل وانصاف سے فیصلہ نہ کرے تو وہ اگرچہ خارج از ملت نہیں لیکن بہر حال فسق کا مرتکب ہو رہا ہے. اور عبداللہؓبن عباس کے قول کے مطابق یہ صورت کفر دون کفر ہے. یعنی کفر اکبر سے چھوٹا کافر ہے. جس سے انسان کافر نہیں ہوتا اور یہ اہلسنت کا منہج ہے.

لیکن خوارج نے اس سے اعراض کر کے ایسے حاکم اور قاضی پر بھی کفر کا اطلاق کیا جو فسق کے درجے تک پہنچتے تھے. انہوں نے خلافت بنوامیہ اور بنو عباس کے حکام جو شریعت کے چند اسلامی احکامات کی خلاف ورزی کے مرتکب تھے ان کی تکفیر کر کے ان کے خلاف خروج وبغاوت کر کے بہت فتنہ پھیلایا حتی کہ صغیرہ وکبیرہ گناہوں میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو کافر قرار دے دیا. العیاذ باللہ

جب کہ مرجئہ نے اس معاملے میں کمی اور تفریط کی اور حکم بغیر ما انزل اللہ کے ان مراتب اور مدارج کو نہ سمجھ سکے. انھوں نے ظلم وکفر اور طاغوت کے درجے میں آنے والے احکام کو بھی فسق کے درجے میں شامل کیا.

ظلم:

حکم بغیر ما انزل اللہ؛اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں میں ظلم کا درجہ یہ ہے کہ جو حکام اور قاضی اللہ کے احکام و قوانین کے مخالف غیر اللہ کے خود ساختہ قوانین کے مطابق اجتماعی طور پر فیصلے کرنے کے پابند ہوں. یعنی وہ اللہ کے تمام احکام میں غیر اللہ کے قوانین کو شریک کریں. تو یہ ظلم اللہ کی

حاکمیت میں شرک ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ان الشرک لظلم عظیم؛بیشک شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔اس ظلم اور شرک کا مرتکب بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔چونکہ غیر اللہ کو قانون سازی کا حق دینا اور اس کے قوانین کو مستقل حکم اور اطاعت کے لائق ٹھرانا اللہ کی حاکمیت میں شرک ہے۔

کفر:

حکم بغیر ما انزل اللہ؛اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں میں کفر کا درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص حکم الٰہی کے خلاف اس بناپر فیصلہ کرتا ہے کہ وہ اللہ کے حکموں کے وجوب کا انکار یا خاص کر آج کے جدید دور کیلئے غیر موزوں سمجھتا ہے۔تو اس کا یہ فعل اللہ کے احکام و قوانین سے انکار کے ہم معنی ہے اور یہ کفر ہے اور ایسا کرنے والا بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

طاغوت:

حکم بغیر ما انزل اللہ میں طاغوت کا درجہ بھی آتا ہے جسے قرآن نے کئی جگہ بیان کیا ہے۔طاغوت سے مراد وہ حاکم ہے جو اللہ کی حاکمیت کی بجائے اپنی حاکمیت اور قانون سازی کا دم بھرے۔اللہ کے بندوں سے اپنے وضع کردہ قوانین کی اطاعت کروائے اور اللہ کے حکموں سے باغی ہو کر اس کے ملک اور اس کی مخلوق پر اپنا حکم چلانے لگے۔اس آخری درجے پر جو پہنچ جائے وہ طاغوت ہے۔طواغیت اللہ کی صفت حاکمیت و قانون سازی میں تصرف کرتے ہیں۔طاغوت کا درجہ عصر حاضر کے نظام جمہوریت کا ہے جو اپنے قانون ساز اداروں اسمبلی اور پارلیمنٹ کے ارکان کو قانون سازی کا اختیار دیتا ہے۔

توحید حاکمیت اور ایمان

آیت: ۱۳۱

الم ترالی الذین یزعمون انهم امنوابما انزل الیك و ما انزل من قبلك یریدون ان یتحاكمو الی االطاغوت فقد امروا ان یكفرو به ویرید الشیطان ان یضلهم ضلالا بعیدا.(النساء: ٦٠)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف نازل کیا گیااور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا لیکن چاہتے یہ ہیں کہ فیصلے لے جائیں طاغوت کی طرف (حا لانکہ) انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس کاانکار کریں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انھیں دور گمراہی میں پھینک دے.

امام ابن القیم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات مقدسہ کی تاکیدی قسم کھاکر مخلوق کے ایمان کی نفی کردی ہے. جب تک کہ وہ اپنے تمام تر اختلافات میں اس کے رسول کو حاکم نہ مان لیں خواہ وہ اختلافات اصولی ہوں یا فروعی یا احکام شریعت کے متعلق.(التبیان فی اقسام القرآن)

شیخ عبدالرحمن بن محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں:

جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی مخالفت کرے اس طرح کہ لوگوں کے درمیان اللہ کے نازل کردہ کے بغیر فیصلہ دے یا اپنی خواہش وارادے کی اتباع میں ایسا کرے تو وہ ایمان واسلام سے محروم ہو گیا خواہ وہ مومن ہونے کا گمان رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کاارادہ کرنے والے کی بھی مزمت کی اور اسے ان کے دعویٰ ایمان میں جھوٹا کہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان یزعمون؛ وہ گمان کرتے ہیں کہ ضمن میں ان

کے ایمان کی نفی کی ہے کیونکہ یہ لفظ عموماً جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کیلیئے استعمال ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے دعویٰ کے تقاضا کے مخالف اور منافی عمل کرتا ہے.اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے.وقد امروان یکفرو بہ؛حالانکہ انھیں اس کے ساتھ کفر کرنے کا حکم ہے.کیونکہ طاغوت کے ساتھ کفر کرنا توحید کا رکن ہے.جیساکہ سورۃالبقرہ کی آیت میں وضاحت ہے.اگر یہ رکن نہ رہے تو ایمان نہیں رہتا.(فتح المجید)

امام ابن القیم فرماتے ہیں:

طاغوت ہر وہ چیز ہے جس کی وجہ سے انسان حد سے تجاوز کر جائے خواہ عبادت میں یا تابعداری میں یا اطاعت میں ہر قوم کا طاغوت وہی ہے جس کی طرف وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بجائے فیصلہ کیلیئے رجوع کرتے ہیں یا اللہ کے سوا اس کی پرستش کرتے ہیں یا بلا دلیل اس کی اتباع کرتے ہیں یا اس کی اطاعت بغیر اس علم کے کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے.(ہدایۃ المستفید)

مزید فرماتے ہیں:

پوری قوم طاغوت ہے جو اپنے مقدمات کا فیصلہ غیر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قوانین کی بجائے دوسروں کے قوانین سے کرائیں.(اعلام الموقعین: ٤٠)

شیخ سلیمان بن عبداللہ فرماتے ہیں:

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ طاغوت کی عدالتوں کی طرف اپنے مقدمات کا فیصلہ کرانے کیلیئے جانا ترک کرنا ہوگا...اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ طاغوت کی طرف اپنے مقدمات کو فیصلہ کیلیئے لے جانے والے مومن نہیں بلکہ مسلم بھی نہیں ہیں.اور اس جگہ جو حکم ہے وہ طاغوت کی عبادت سے کفر اور اس سے

اجتناب کی تنبیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں طاغوت کی عبادت سے کفر کرنے کو کہا ہے. تو ہمیں یہ حکم اس کی طاغوتیت کی وجہ سے دیا ہے پس ہم اللہ تعالیٰ کی اس عبادت کا حق ہر گز طاغوت کیلئے مخصوص نہ کریں.

شیخ محمد ابراہیم فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ یزعمون؛وہ گمان کرتے ہیں. ان کے دعویٰ ایمان کو جھوٹا ثابت کر رہا ہے کیونکہ کسی بندے کے دل میں ایمان اور نبی کے لائے ہوئے دین کے علاوہ کی طرف فیصلہ کیلئے جانا قطعاً جمع نہیں ہو سکتا بلکہ ایمان دوسرے کی نفی کر دیتا ہے. (تحکیم القوانین)

شیخ ابو محمد فرماتے ہیں:

وقد امروان یکفروبہ؛انہیں حکم دیا گیا ہے کہ (طاغوت) کا انکار کریں. اللہ کے اس حکم کو ماننے کی بجائے انہوں نے اس کے برعکس طاغوت کا ساتھ دیا. اس کی حفاظت کی حمایت کی اتباع کی اور طاغوتی و کفری قوانین کی پیروی کی. لہذا ان کی نہ نماز قبول ہے نہ روزہ نہ دیگر اعمال جب تک یہ لوگ اعمال کی قبولیت کی شرط کو پورا نہ کر دیں. اس کی مثال یوں سمجھیں کہ یہ طاغوت کے حمائتی اگر بغیر وضو کے نماز پڑھیں تو کیا ان کی نماز اللہ کے ہاں قبول ہو گی یا باطل و مردود ہو کر ان کے منہ پر مار دی جائے گی. ہر شخص کہے گا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس لیے کے بغیر وضو کے نماز باطل و مردود ہے. تو اس طرح اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے. جب طہارت کا ترک نماز کو باطل کر دیتا ہے اس لئے کہ طہارت شرط ہے. تو پھر توحید کا اقرار اور کفر بالطاغوت تو قبول اعمال کیلئے سب سے بڑی شرط ہے. یہ وہ شرط ہے جس کا معلوم کرنا اور اس پر عمل کرنا انسانوں پر اللہ نے نماز اور اس کی شرائط طہارت و نواقض وغیرہ معلوم کرنے سے پہلے واجب

کر دیا ہے. یہ وہ شرط ہے جسے اللہ نے صحابہ کرام پر مکے میں فرض کیا تھا نماز وغیرہ کی فرضیت سے پہلے. (کشف الشبھات عن عساکر الشرک وانصار القوانین)

شیخ عبدالرحمن بن محمد فرماتے ہیں:

توحید کا معنی ہے اس طاغوت کا انکار اللہ کے علاوہ جس کی عبادت کی جاتی ہے. اس طرح جس شخص نے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے فیصلے کی طرف دعوت دی تو اس نے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو چھوڑ دیا اس سے منہ موڑ لیا اور اس چیز کو اللہ کی اطاعت میں شریک ٹھرالیا. حالانکہ وقد امروان یکفروبہ؛ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں. کفر بالطاغوت توحید کے ارکان میں سے ہے جس شخص نے اس رکن میں کمی کی اس میں خلل ڈالا تو وہ موحد نہیں کہلا سکتا. اور جو شخص طاغوت کا نکار نہیں کرتا وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا جبکہ توحید ایمان کی وہ بنیاد ہے جس پر ایمان کی صحت کا دار و مدار ہے. اس کے خراب ہونے سے اعمال برباد ہو جاتے ہیں.

وضاحت:

یہ آیت ان دو شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی جن میں کسی مسئلہ میں کچھ اختلاف تھا ایک یہودی تھا اور دوسرا انصاری تھا. یہودی تو کہتا تھا کہ چلو محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فیصلہ کروایا جائے اور انصاری چاہتا تھا کہ کعب بن اشرف سے فیصلہ کروایا جائے. یہ بھی منقول ہے کہ یہ آیت منافقوں کے بارے میں اتری جو اسلام کو ظاہر کرتے تھے لیکن درپردہ جاہلیت کے احکام وقوانین پر چلنا چاہتے تھے. اس لئے یہ آیت اپنے حکم اور الفاظ کے لحاظ سے عام ہے اور ہر اس شخص کے ایمان سے تہی دامن ہونے کو بیان کرتی

ہے جو کتاب وسنت سے ہٹ کر کسی اور باطل اور طاغوتی قانون کی طرف اپنا فیصلہ لے جائے اور قرآن وسنت پر ایمان لانے کے بعد محض دنیا طلبی کی وجہ سے ان سے منہ موڑے.

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دعویٰ ایمان کی نفی کردی ہے اور ان کے دعویٰ ایمان کو جھٹلایا ہے اور ان کے اس دعویٰ پر سخت تعجب کا اظہار کیا ہے. کہ یہ زبانی دعویٰ اور اقرار یہ کرتے ہیں کہ ہم پہلے مبعوث شدہ انبیاء اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب اور اس کے احکام و قوانین پر ایمان لائے ہیں. لیکن ان کا طرز عمل یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے سارے معاملات وہ معاشرتی ہوں یا معاشی 'جرم وسزا' عدل وانصاف ہو یا عدالتی قوانین میں کتاب اللہ اور سنت رسول کو چھوڑ کر اپنے خود ساختہ طاغوتی قوانین یا کسی دوسرے کے بنائے ہوئے جمہوری قوانین کے مطابق فیصلہ کرتے اور کرواتے ہیں. ان کے نزدیک ایمان اور اسلام صرف ایک عقیدے کا نام ہے. جسے زبان سے قبول کرنے اور دل سے تصدیق کرنے کے بعد آدمی آزاد ہے جو چاہے کرے اور زندگی کیلئے جونسے احکام و قوانین بہتر سمجھے اپنائے. اللہ تعالیٰ کے تمام احکام و قوانین کو عملاً تسلیم کیے بغیر ان پر ایمان کا دعویٰ انتہائی مضحکہ خیز ہے. ایمان صرف عقیدے اور شعور کا نام نہیں اور نہ ہی یہ عقیدے اور عمل میں فرق کرتا ہے بلکہ یہ کتاب اللہ کے احکام و قوانین پر عمل اور اتباع کا نام ہے. ہر زمانے میں ایسے بے شمار لوگ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ اللہ پر اس کی حاکمیت پر ایمان رکھتے ہیں مگر وہ عملاً اس کی الوہیت میں شریک ٹھراتے ہیں اور اللہ کے قانون میں غیر اللہ کے فیصلوں کی آمیزش کرتے ہیں. ان لوگوں کی پیروی کرتے ہیں جو خود رسول اور کتاب کی پیروی نہیں کرتے. اور شریعت کے علاوہ انسانوں کے منظور کیے ہوئے آئین و قوانین کی حکمرانی تسلیم کرتے ہیں. یہ سب امور ان کے اس گمان کے خلاف ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں. بہر حال اس حصے میں ایمان کی شرط کو بیان کیا گیا ہے کہ جو طاغوت کے فیصلے تسلیم کرتے ہیں وہ در حقیقت ایمان نہیں

رکھتے بلکہ دائرہ ایمان میں وہی داخل ہوں گے جو کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کریں. پوری رضامندی سے اس کی اطاعت کریں اور اس کے سامنے سر اطاعت خم کردیں.

یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت فقدامر وا ان یکفروبہ؛ یہاں صریح طور پر طاغوت سے مراد وہ سرکش قوت ہے جو الٰہی خصوصیت میں تصرف کرے. اللہ تعالٰی کے نازل کردہ احکام کو نہ مانے. اور وہ حاکم جو قانون الٰہی کے سوا کسی دوسرے قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہو. اور وہ نظام اور عدالت جو اللہ کے نازل کردہ قوانین کی مطیع نہ ہو بلکہ انسانوں کے بنائے ہوئے خود ساختہ قوانین کے مطابق فیصلے کرے. تو یہ نظام اللہ کے حق حاکمیت اور قانون سازی میں شریک ہوتے ہیں اور جو کوئی اس نظام کی حاکمیت قبول کرتا ہے اور اس نظام کی اطاعت و نوکری کرتا ہے تو یہ شرک کی قسموں میں سے ایک قسم ہے. طاغوتی قوانین کی اطاعت کرنا اور ان سے ڈر کر اللہ کے کسی حکم پر عمل نہ کرنا یا اللہ کی نافرمانی کو صرف اس لئے برداشت کر لینا کہ طاغوت ناراض ہو جائیں گے. الغرض اللہ کے مقابلے میں جس چیز 'فرد یا حکومت سے ڈرا جائے وہ گویا ایک (بت) طاغوت ہے. کیونکہ ایک طرف اللہ کی شریعت ہے اور دوسری جانب غیر اللہ اور طاغوت کی شریعت ہے. طاغوت اپنی شریعت پر عمل پیرا رکھنے کے لئے لوگوں کو اپنے وسائل واسباب سے ڈراتے ہیں. اگر ہم لوگوں سے ڈر کر اللہ کی شریعت کو یا اس کے کسی حکم کو چھوڑتے ہیں تو گویا ہم نے اس حکم کے بارے میں اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر ان کی شریعت کو مان لیا یعنی ان کو شارع تسلیم کر لیا اسی کا نام بندگی اور عبادت ہے.

اللہ کے مقابل جن کی اطاعت وعبادت کی جائے وہ طاغوت ہیں اور وہ لوگ جو طاغوتی عدالتی نظام کو تسلیم کرتے ہیں ان سے فیصلے کرواتے ہیں اور ان کی اطاعت کرتے ہیں وہ چاہے طاغوتی قوانین کو باطل ہی سمجھ کر ان کی اطاعت کریں اور ان سے فیصلے کروائیں ان کے دل کا عتقاد جو بھی ہو صرف طاغوت کے پاس

فیصلہ لے جانا ہی ایمان سے خارج ہونے کی وجہ ہے کیونکہ اس میں دل کے ارادے کو شرط قرار نہیں دیا گیا بلکہ شرط صرف یہ ہے. یریدون ان یتحاکموالی الطاغوت؛ کہ یہ لوگ طاغوت کے پاس فیصلہ لے کر جاتے ہیں. جو لوگ بت پرستی پر تو شرک کا فتویٰ دیتے ہیں مگر طاغوت کے فیصلوں پر راضی ہونے اور اس کی اطاعت کرنے والوں کو مشرک نہیں کہتے یہ لوگ اللہ کی حاکمیت پر ایمان کی شرط سے بے خبر ہیں جسے قرآن نے بیان کیا ہے.

فقد امر وان یکفرو بہ؛ حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا. اس سے معلوم ہوا کہ طاغوت کو حکمران بنانا کفر ہے. کیونکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ طاغوت کو تسلیم نہ کریں اور اس کی اتباع نہ کریں. یعنی طاغوت کی اطاعت کا مسئلہ جہالت اور ناواقفیت کا نہیں بلکہ عمداً اور قصد کا ہے. لہذا یہ آیت اس معنی میں بالکل صاف ہے کہ طاغوت کو حکمران بنانا اور اس کی اطاعت کرنا ایمان کی نفی ہے. اس طرح جو عدالت طاغوت کی حیثیت رکھتی ہو اس کے پاس اپنے معاملات فیصلہ کیلئے لے کر جانا بھی ایمان کی نفی ہے. اللہ اور اس کے احکام پر ایمان کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ آدمی طاغوت کی اطاعت اور عدالت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے. ایمان باللہ کیلئے طاغوت سے کفر وانکار لازمی ہے اور قرآن کی رو سے اللہ پر ایمان اور طاغوت سے کفر دونوں لازم وملزوم ہیں اور خدا اور طاغوت دونوں کو قابل اتباع اور فیصل ماننا شرک وکفر ہے.

آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا. ویرید الشیطان ان یضلھم ضلالا بعیدا؛ اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں گمراہ کر دے دور کی گمراہی میں. کہ جس نے طاغوت کو حاکم بنایا اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں شرک کیا وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا. بیشک شرک کو دور کی گمراہی کہا گیا ہے. چنانچہ فرمایا. ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا؛ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا.

آیت: ۱۳۲

فلاوربك لایومنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لایجدو فی انفسهم حرجاماقضیت ویسلمو تسلیما.(النساء:٦٥)

آپ کے رب کی قسم وہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ آپ کو اپنے متنازعہ معاملات میں حاکم نہ مان لیں اور جو فیصلہ آپ کر دیں اس پر کوئی تنگی محسوس کیے بغیر اس کے آگے سر تسلیم خم نہ کر دیں.

امام ابو بکر جصاص فرماتے ہیں:

اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو اللہ کے احکامات میں سے کسی ایک کا رد کر دے وہ اسلام سے خارج ہے. خواہ شک کی بنیاد پر رد کرے یا قبول نہ کرے یا قبول کرنے سے رک جائے. اور یہ صحابہ کے اس مسلک کے صحیح ہونے کو ثابت کرتی ہے جس کے تحت صحابہ نے زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کو مرتد قرار دے کر ان کو قتل کیا اور ان کی اولاد کو غلام بنایا. اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا کہ جو بھی اپنے فیصلے اور قانون کو رسولؐ کے سپرد نہ کرے وہ اہل ایمان میں سے نہیں ہے.(احکام القرآن للجصاص:۳۔۱۸)

وضاحت:

ابن ابی حاتم میں ہے کہ یہ آیت اس واقعہ پر نازل ہوئی کہ دو شخص اپنا جھگڑا لے کر دربار محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیا. لیکن

جس شخص کے خلاف فیصلہ ہوا تھا وہ فیصلے پر راضی نہ ہوا اور حضرت عمر کے پاس فیصلے پر نظر ثانی کیلئے چلا گیا. حضرت عمر نے یہ سن کر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کا فیصلہ فرما دیا ہے اس شخص کی گردن اڑا دی. نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو معلوم ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں عمر کو ایسا نہیں جانتا کہ وہ جرأت کے ساتھ ایک مومن کا خون بہا دے گا. اس پر یہ آیت اتری اور اس کا خون برباد ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو بری کر دیا.

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وضاحت فرما دی اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم اٹھائی ہے کہ کوئی شخص اہل ایمان اور مسلمان ہونے کا دعویٰ نہ کرے اور محض یہ زبانی دعویٰ اسے کچھ فائدہ نہ دے گا. کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کر دی کہ جو شخص ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین کے مطابق فیصلے تسلیم نہیں کرتے اور اپنے علاقوں اور ملکوں میں اپنی خواہشات اور اپنی عقل پر مبنی فیصلوں کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کیلئے اکثریت کی رائے کا احترام کرتے ہیں اور اللہ کے احکام و قوانین حدود اور شریعت کو انہوں نے اپنے تمام تنازعات اپنی عدالتوں کے فیصلے سے بے دخل کر رکھا ہے.

یہ آیت اس شخص کے کفر کے حق میں صریح نص ہے کہ جو رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تحکیم کو تسلیم نہ کرے اور اس کا حکم عام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے متعلق دل میں ذرا سی تنگی محسوس کرنے پر اپنی ذات کی قسم کھا کر اس کے ایمان کی تردید کر دی. تو پھر ایسے نظام کے متعلق کیا کہیئے جو سراسر اللہ کے احکام سے بغاوت پر مبنی ہے. جو نظام شرعی احکام کے نفاذ کو. بھی پارلیمنٹ اور اسمبلی کے ارکان کی توثیق اور پاس ہونے کا محتاج سمجھتا ہے. جو پہلے ان احکام کا جائزہ اور ان پر رائے زنی لیں گے کہ یہ احکام آج کے دور میں موزوں ہیں کہ نہیں اور لوگوں کیلئے ان کے رجحانات کے

مطابق ہیں یا نہیں. تو کیا ایسے نظام کو اسلامی جمہوریت کہا جاسکتا ہے جس کا اصول ہی اسلام اور ایمان کے اصول کے بالکل برعکس ہے.

ویسلمو تسلیما؛اور اللہ کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کردیں کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر کھود کرید'شک'تذبذب میں نہ پڑے خواہ اس کی مصلحت سمجھ آئے یا نہ آئے. اپنی عقل کے گھوڑے نہ دوڑائے اور نہ کسی غیر کے قانون اور تجربے کی تقلید کرے. اور اپنے تمام معاملات اور تنازعات اسلامی قانون اور شریعت کے مطابق من وعن فیصلہ کرے اور کروائے تو یہ ان کے اللہ پر ایمان ویقین کی پختہ دلیل ہوگی اور ہر صورت میں یہی لوگ ایمان والے اور مسلمان کہلوانے کے حقدار ہوں گے. کیونکہ یہی لوگ ہیں جو اپنی عبادات'اخلاق' معاشرت'تمدن'معیشت'سیاست اور عدالت میں جو اللہ نے حدیں مقرر کردی ہیں وہ ان کو پوری پابندی کے ساتھ ملحوظ رکھتے ہیں'اپنے انفرادی واجتماعی عمل کو انہی حدود کے اندر محدود رکھتے ہیں اور کبھی ان سے تجاوز کرکے نہ تو من مانی کاروائیاں کرنے لگتے ہیں اور نہ خدائی قوانین کی بجائے خود ساختہ قوانین یا انسانی ساخت کے دوسرے قوانین کو اپنی زندگی کا ضابطہ بناتے ہیں.

آیت: ۱۳۳

وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللّٰہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللّٰہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا-(الاحزاب: ٣٦)

کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہؐ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کردے تو پھر اسے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ واضح گمراہی میں پڑ گیا.

وضاحت:

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت زید جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غلام تھے کیلئے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا تھااور حضرت زینب اوران کے رشتہ داروں نے اسے نامنظور کردیا. اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت زینب اوران کے خاندان والوں نے بلاتامل سر اطاعت خم کردیا. یہ آیت اگرچہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی مگر جو حکم اس میں بیان کیا گیاہے وہ اسلامی آئین کا اصل الاصول ہے اوراس کا اطلاق پورے اسلامی نظام زندگی پر ہوتا ہے.

اسلام کے اس بنیادی عقیدے کی تلخیص یہ ہے کہ مسلمانوں کااپنے نفوس اوراپنی جانوں پر بھی کوئی اختیاراور خواہش نہیں. ان کے معاملات اور قوانین زندگی اللہ کے حکم سے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خاص نگرانی میں طے پاتے ہیں. اوراللہ کا حکم اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس مرکز قانون 'اسوہ اتباع اور مرکزاطاعت ہے. لیکن موجودہ انسان اللہ ورسول کی اطاعت چھوڑ کر انسانوں کو ہی مرکز قانون 'اسوہ اتباع اور مرکزاطاعت بنا کران کو اللہ کا شریک بناتے ہیں.

اس آیت کی روسے کسی مسلمان فردیاقوم یاادارے یاعدالت یاریاست کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس معاملے میں اللہ اوراس کے رسول کی طرف سے حکم واضح ہو وہ احکامات چاہے زندگی کے کسی شعبے سے تعلق رکھتے ہوں. وہ انسانی تمدن 'سیاست 'معیشت 'عدالت 'جزاوسزا یاحدوداللہ کے قوانین ہوں. اس میں وہ خود اپنی خواہش یاآزادی رائے استعمال کرے یااس کا طلاق جمہوری اصولوں پر اکثریت کی رائے پر چھوڑ دے یااپنی عقل پر آج کے حالات اوراکیسویں صدی کیلئے موزوں یاناموزوں ہونے کا فیصلہ کرے یا کسی دوسرے ملک کے آئین وقانون سے متاثر ہوکر اس کو عوام کی فلاح وبہبود کیلئے بہتر جانے. غرض وہ کوئی بھی تاویل اختیار کرکے اسلام اوراللہ اوراس کے رسول کے احکام سے ہٹ جائے ایسی صورت میں وہ

ایمان اور اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے گا. کیونکہ اہل ایمان کی نشانی ہی یہ ہے کہ وہ اللہؐ کے احکامات اور قوانین کو اپنے اوپر نافذ کرتے ہیں اور مسلمان ہونے کے معنی ہی خدااور رسول کے آگے اپنے آزادانہ اختیار سے دستبردار ہو جانے کے ہیں.

کسی شخص یا قوم کا اپنے آپ کو مسلمان اوراہل ایمان بھی کہلوانا اوراپنے آپ کیلئے اللہ کے احکامات میں تصرف و تبدیلی اور ملکی قوانین کو وضع کرنے کا اختیار بھی محفوظ رکھنا اوراس کیلئے باقاعدہ پارلیمنٹ نامی قانون سازادارہ قائم کرنا جواللہ کے احکامات کی بجائے اکثریت اور ملکی دستور کو دیکھتا ہو اور زبانی جھوٹا دعویٰ اللہ کی حاکمیت کا کرتا ہو. یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کی نفی کرتی ہیں. کوئی ذی عقل انسان ان دونوں رویوں کو جمع کرنے کا تصور نہیں کر سکتا.

جسے مسلمان رہنا ہو اس کو لازماً خدااوراس کے رسول کے قوانین اور شریعت کو اپنے اوپر لاگو کرنااوران کے آگے جھک جانا ہو گااور جسے نہ جھکنا ہو اس کو سیدھی طرح ماننا پڑے گا کہ وہ مسلمان نہیں ہے. نہ مانے گا تو چاہے اپنے مسلمان ہونے کا وہ کتنا ہی ڈھول پیٹے. اللہ کے احکام و شریعت کو چھوڑ کر وہ کفر و شرک کے گڑھے میں گر چکا ہے. جس کو اللہ نے ضل ضلالا مبینا؛ کھلی اور واضح گمراہی قرار دیا ہے.

اس آیت کا شان نزول خواہ کچھ بھی ہو بہر حال یہ آیت جس بنیادی اصول اور قاعدے کو بیان کرتی ہے. اس کا براہ راست تعلق مسلمانوں کی معاشرتی زندگی اوران کے عقیدے کے ساتھ ہے. اوراس کا تعلق لوگوں پران کے اپنے نفس کی بجائے اللہؐ کی حاکمیت کو قائم کرنے سے ہے کہ کسی مسلمان کے نفس میں اللہ کے حکم و قوانین سے سرتابی نہ رہے. اسلام انسان کو اس کے نفس اور معاشرتی رسوم و قوانین کے بندھن سے آزاد کر کے اللہ کی حاکمیت اور ارادہ کے تحت دینا چاہتا ہے. جبکہ موجودہ جمہوری نظام اس کے برعکس انسان کے نفس 'معاشرے کی خواہش اوراس کی حاکمیت کو قائم کرنا ہے. اس طرح یہ اسلام کے

بنیادی عقیدے کے بالکل منافی ایک عقیدہ اور نظام ہے جس کے چنگل سے نکلنا اور اسلامی عقیدے کو اپنانا مسلمانوں پر فرض ہے.

آیت: ۱۳٤

انما کان قول المو منین اذا دعواالی اللّٰہ و رسولہ لیحکم بینھم ان یقولواسمعنا واطعنا واولئك ھم المفلحون.(النور: ۵۱)

جب ایمان والوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف بلایا گیا تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ان کا قول یہ تھا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں.

شیخ عبدالرحمن عبدالخالق اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ہر مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ ایمان کیلئے اللہ کی شریعت کو تسلیم کرنا اور اس کے احکامات کی پیروی کرنا لازم ہے یہی اسلام ہے یعنی تسلیم کرنا' اللہ کے اوامر کی اطاعت کرنا اور ان کے سامنے جھکنا ہے. اس مضمون کی بہت سی آیات میں یہ بیان کیا گیا ہے جیسے انما کا قول المومنین اذا دعوالی... .اس طرح شریعت کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس کی مقرر کردہ سزائیں بھی تسلیم کر لی جائیں اور ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ کیا جائے. یعنی اس شخص کے کفر میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں ہے جو اسلام کی مقرر کردہ سزاؤں کو جھٹلاتا ہے یا ان کو رد کرتا ہے. وہ سزائیں جو کتاب اللہ اور سنت رسولصلی اللہ علیہ والہ وسلم کسے ثابت ہیں اس خیال سے رد کرنا کہ یہ سزائیں اس دور میں نافذ نہیں ہو سکتیں یا یہ وحشیانہ اور ظالمانہ سزائیں ہیں.(الحدود الشرعیہ)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کے ایمان کا اثبات ان کے اس عمل پر کیا ہے کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی طرف دعوت دی جاتی ہے. اس کی شریعت کی طرف بلایا جاتا ہے اور اس کے قوانین کے مطابق اپنی زندگی کے تمام فیصلے کرنے کا حکم دیا جاتا ہے. تو وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے سامنے اپنی گردن جھکا دیتے ہیں اور اس کے احکام و قوانین کی مکمل اطاعت کرتے ہیں. اور ان کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کو قبول فرمایا ہے.

تو آج جو لوگ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر وہ اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کے قوانین کی اطاعت کی بجائے غیر اللہ کے قوانین کے متبع ہیں وہ ایمان کی صفت سے خارج ہیں. کیونکہ ایمان صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی صورت میں مقبول ہے اور اس کے دین اور قوانین کی اطاعت کے بغیر ایمان کا دعویٰ مردود ہے. پس ایمان کی دلیل یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین اور فیصلوں پر راضی ہو جائے' انھیں اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں جاری ونافذ کرے. اور اپنے نظام معاشرت ومعیشت' سیاست وتجارت میں اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین کی اطاعت کرے. ایسے لوگوں کا ایمان ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہے اور یہی لوگ ہیں جو دنیا وآخرت میں کامیاب ہیں.

آیت: ۱۳۵

واذا یتلیٰ علیھم قالوا امنا بہ انہ الحق من ربنا انا کنا من قبلہ مسلمین. (القصص: ۵۳)

اور جب وہ (آیات الٰہی) ان پر پڑھی جائیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے بلاشبہ وہ حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم اس سے قبل ہی مسلم (اطاعت گزار) تھے.

وضاحت:

اس آیت میں ان اہل ایمان کی بہترین صفت کا تزکرہ کیا گیا ہے جو اللہ کے دین اور شریعت سے محبت رکھتے اور اس کی حاکمیت پر دل و جان سے ایمان لاتے ہیں. اور جب ان کے سامنے اللہ کے احکام و قوانین کو پیش کیا جاتا ہے تو وہ اپنا سر جھکا دیتے ہیں اور اللہ کے احکام کے سامنے کسی قسم کی چوں چراں نہیں کرتے بلکہ ان کا عمل سمعنا واطعنا ہوتا ہے. جو کہ اصل ایمان کی نشانی ہے. ان کا اللہ کے دین اور شریعت سے محبت کا یہ عالم ہے کہ اللہ کے دین حق' اس کی شریعت اور نظام مطہرہ کو پہچاننے کیلئے انھیں مزید وضاحت کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ صرف قرآن کی تلاوت اس کے علم اس کی وحی اور شریعت سے محبت ہی ان کو اس کے قبول کرنے اور اس کی صداقت و حقانیت پہچان لینے کی توفیق مل جاتی ہے. وہ جان جاتے ہیں کہ قرآن اللہ کی حاکمیت واطاعت پر ان کی ساری زندگی کو استوار کرنے پر زور دیتا ہے. کہ اس کے احکام اور قانون شریعت کو بلا چوں چراں مان لیا جائے اور اسے اپنے نظام سیاست و معاشرت پر عملًا قائم کر کے قرآن اور اللہ پر ایمان کا اور اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا جائے.

آیت: ۱۳٦

ویقولون امنا باالله وبالرسول واطعنا ثمه یتولی فریق منهم من م بعد ذلك وماأولئك بالمومنین. (النور: ٤٧)

اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور رسول ؐپر اور ہم نے اطاعت کی پھر ان میں سے ایک فریق منہ پھیر لیتا ہے اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کا ذکر فرمایا ہے جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کی حاکمیت اور اس کے رسول کی اطاعت پر ایمان لاتے ہیں اور اس کا عہد کرتے ہیں. لیکن ان کا عمل یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکام و قوانین اور شریعت کی اطاعت سے منہ پھیر لیتے ہیں. ان کے اس طرز عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اعلان کیا ہے وما اولئك بالمؤمنین؛ یہ لوگ ایمان والے ہر گز نہیں ہو سکتے. یہ صرف منافقین کا زبانی دعویٰ ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسولصلی اللہ علیہ والہ وسلم کپر ایمان لائے اور ہم نے ان کی اطاعت کی. یہ صرف ان کا زبانی قول ہے جبکہ وہ عملی زندگی میں اپنی اہواء و خواہشات اور غیر اللہ کے احکام و قوانین پر عمل پیرا ہیں. جو کچھ زبان سے کہتے ہیں ہاتھ پاؤں اور عمل سے اس کا رد کر دیتے ہیں. یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی نفی کر دی ہے. مومن وہ ہے جس کا عمل اس کے قول کی تصدیق کرے. اللہ ورسولصلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیصلے اور قانون کو وہی پرے پھینکتا ہے جس کا دل نور ایمان سے خالی ہو. ہر زمانے کے ایمان سے عاری لوگوں کا یہی طرز عمل ہوتا ہے. ہر زمانے کے منافق علی الاعلان کلمہ کفر کہنے پر جرأت نہیں رکھتے. لہذا بظاہر اسلام قبول کرتے لیکن عملاً کفر کے علمبر دار ہوتے ہیں.

آج کے زمانے کے منافقین کا بھی یہی طرز عمل ہے کہ بظاہر تو اللہ کی حاکمیت اور شریعت پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن عملاً اللہ کے احکام و قوانین اور شریعت کو پرے پھینک دیتے ہیں اور اللہ کی حاکمیت اور اطاعت کو چھوڑ کر غیر اللہ کی اطاعت اختیار کرتے ہیں بلکہ اللہ کی حاکمیت اور شریعت کا نام لینے والوں

سے جنگ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے اس عمل کے باوجود اگر ایمان کا دعویٰ کریں تو بے بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کے دعویٰ کو جھٹلا دیا ہے۔ کیونکہ اللہ کی حاکمیت اور شریعت کو نافذ کرنا اور اس کے احکام و قوانین کی اطاعت کرنا اللہ پر ایمان کا حصہ ہے اور یہ ایمان و کفر کا مسئلہ ہے۔

اللہ کے دین اور اس کی شریعت پر ایمان لانے کے بعد اس کے ساتھ منافقانہ روش اختیار کرنا اور سمع واطاعت کا عہد استوار کرنے کے بعد اسے توڑ دینا اور غیر اللہ اور طاغوت کی حاکمیت واطاعت قبول کرنا اللہ پر ایمان سے کفر ہے۔ اللہ پر ایمان اور اس کی حاکمیت اور شریعت سے کفر در حقیقت وہ لوگ اختیار کرتے ہیں جنہیں اسلامی نظام شریعت جو عدل وانصاف پر مشتمل ہے ناپسند ہے۔ اسلامی نظام حیات انسانوں کے معاشرتی 'معاشی اور سیاسی نظام کے متعلق اپنے احکام جاری کرتا ہے۔ طاغوت اس لئے اسلامی نظام کا راستہ روکتا ہے کہ وہ اپنے اہواء وخواہشات پر مبنی قانون اور اپنی حاکمیت چلانا چاہتا ہے۔ اس لیے یہ لوگ جو اپنی ناجائز منافع خوری 'ڈاکہ زنی اور ہوس دنیا کو ترک نہیں کر سکتے۔ جنہیں دنیا کی ہر بے حیائی اور عیاشی مرغوب ہے وہ اسلامی نظام شریعت کے خلاف معرکہ آراء ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ لاکھ دعویٰ کریں کہ ہم اللہ کی شریعت پر ایمان لاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق واضح اعلان فرما دیا ہے۔ وما اولئك بالمومنين؛ یہ لوگ ایمان والے ہو ہی نہیں سکتے۔

آیت: ۱۳۷

واذادعوالی اللّٰہ ورسولہ لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون وان یکن لھم الحق یاتو الیہ مزعنین۔ (النور: ٤٨)

اور جب ان کو بلایا گیااللہ کی طرف اوراس کے رسول کی طرف تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو تب ان میں سے ایک فریق منہ پھیر لیتا ہے. اور اگر ان کیلئے حق (فائدہ مند) ہو تو وہ اس کی طرف فرمانبردار ہو کر چلے آتے ہیں.

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یعنی جب یہ دیکھتے ہیں کہ شریعت کے مطابق فیصلہ میں ان کا فائدہ ہے تب تو بڑے اطاعت کیش بن کر آتے ہیں اور ایمان کے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں ورنہ دبک کر بیٹھ جاتے ہیں اور شریعت کے احکام میں کیڑے نکالنے لگتے ہیں. معلوم ہوا کہ شریعت کی اس طرح کی پیروی اللہ تعالیٰ کی نظر میں کوئی وزن نہیں رکھتی کیونکہ یہ شریعت کی پیروی نہیں بلکہ نفس پرستی ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے ایمان سے عاری ہونے کی نشانی بتائی ہے کہ جب انھیں اللہ اور رسول کے احکام و قانون کی طرف فیصلے اور اطاعت کی طرف بلایا جاتا. اگر وہ حکم و قانون ان کے دنیاوی مفاد کا ہو تو اس کو قبول کر لیتے ہیں اور اگر کوئی فیصلہ اور قانون جس سے ان کے دنیاوی مفاد پر زد پڑتی ہو اور ان کے نفس پر بھاری ہو تو یہ اس کی اطاعت سے منہ پھیر لیتے ہیں. ایمان کے ہونے کا پتہ تو اس وقت لگتا ہے جب آدمی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کامل شریعت و قانون کی پیروی کرے. لیکن اپنے فائدے کے احکام مان لینا اور باقی سے منہ موڑ لینا ایمان کے نہ ہونے کی نشانی ہے. ایسے لوگوں کا ایمان کا دعویٰ نا قابل قبول ہے. ایمان کا پتہ دعوؤں اور اقرار سے نہیں بلکہ انقیاد و عمل سے چلتا ہے. ان کے ایمان کے کھوکھلے دعوؤں کا پول کھل جاتا ہے. جب انھیں اللہ ورسول کے فیصلے کی طرف اور شریعت اسلامیہ

کے مطابق فیصلہ کرانے کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اس سے پہلو تہی کرتے ہیں. اس آیت سے ان لوگوں کو اپنے ایمان کی حقیقت جان لینی چاہیے.

آیت: ۱۳۸

افتطمعون ان یؤمنو لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلم اللّٰہ ثم یحرفونہ من م بعد ماعقلوہ وھم یعلمون. (البقرہ: ۷۵)

کیا تم یہ طمع رکھتے ہو کہ وہ تم پر ایمان لے آئیں جبکہ ان کا ایک گروہ اللہ کا کلام سنتا تھا پھر وہ اسے بدل ڈالتا تھا جان بوجھ کر اور وہ جانتے تھے.

وضاحت:

اس آیت میں یہودیوں کے جس گروہ کا تزکرہ ہوا ہے وہ ان کے علماء و احبار کا گروہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کردہ تورات کا علم رکھتے تھے پھر اس کے احکامات میں تبدیلیاں کرتے اور دور دراز کی تاویلیں کر کے احکام کی منشا اور محل کو کچھ سے کچھ بنا ڈالتے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ احکام کی اصل روح کیا ہے اور وہ کس موقع اور محل کیلئے ہے. مگر ان کی طبیعت کی کجی خواہشات کی پیروی اور اپنے مفادات کی تکمیل کیلئے اللہ کے قوانین میں تحریف کرتے ہیں. ان کے اس بدترین عمل کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں پر مہریں لگادی ہیں. ان لوگوں کے متعلق اللہ پر ایمان لانے کی آس نہیں لگانی چاہیے. کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اللہ کی حاکمیت اور قوانین میں تبدیلی و تحریف کی وجہ سے ایمان کے دروازے بند کر دیے ہیں ان پر اللہ کی پھٹکار ہے.

یہود کی اس بد نصیبی پر ان لوگوں کو جان لینا چاہیے کہ جو اپنے آپ کو مسلمان بناتے ہیں. پھر معاشرے میں اللہ کے اصل حکم و قانون کو نافذ کرنے سے گریز کرتے ہیں. اللہ کے احکام کو تبدیل کرتے ہیں. یہود تو اللہ کے احکام کی من مانی تاویلات کر کے ان میں تحریف کرتے تھے. لیکن یہ لوگ نہایت دھڑلے سے قوانین میں جدید اصطلاحات کا مطالبہ کرتے ہیں اور اس قانون سازی کو جمہوریت کے مطابق اپنا حق گردانتے ہیں. ان کا ایمان میں کس قدر حصہ ہے. درحقیقت ان کا ایمان بھی یہود کی طرح رائیگاں ہے. لیکن یہ جانتے نہیں کہ ان کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا ایمان برباد کر دیا ہے.

ان کا یہ دعویٰ بھی ان کو نہیں بچا سکتا کہ وہ اللہ کے احکام و قوانین کی سچائی کو دل سے جانتے تھے. لیکن اپنی دنیاوی خواہشات کی خاطر ایسا کرتے. جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا. الا من م بعد ما عقلوہ وھم یعلمون؛ پھر وہ اسے بدل ڈالتا تھا جان بوجھ کر اور وہ جانتے تھے.

اللہ کے احکام و قوانین سے گریز چاہے اعتقاد سے کیا جائے یا عملی طود پر اس کا نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے. بلکہ جانتے ہوئے جان بوجھ کر اللہ کے احکام و قوانین کو نہ ماننے والا بڑا مجرم ہے کہ وہ علم رکھتے ہوئے کفریہ عمل کا مرتکب ہو رہا ہے. جس سے اس کے ایمان کے ضائع ہونے میں شک نہیں.

یہ صرف یہود کے علماء کا عمل ہی نہیں بلکہ اس امت کے علماء سوء کا بھی یہی وطیرہ ہے جو اللہ کے احکام وشریعت میں تبدیلی کرنے والی طاغوتی حکومتوں کا دفاع کرتے ہیں تاکہ اس سے دنیا اور مال کما سکیں. ایسے علماء سو کے متعلق اللہ تعالی فرماتا ہے۔

یایھا الذین امنوان کثیرا من الاحبار والرھبان لیا کلوا اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ. (التوبہ: ۳۴)

اے ایمان والو بیشک اکثر علماء اور درویش لوگوں کا مال ناحق ہی کھاتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں.

ان علماء سوء کا کام طاغوت کی خوشامد اور چاپلوسی کرنا ہے. یہ طاغوت کیلئے طرح طرح کی تاویلیں گھڑتے ہیں حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ یہ طاغوت واضح طور پر اللہ کی حاکمیت میں شرک کے مرتکب ہیں لیکن مال و شہرت کی ہوس انہیں طاغوت کی نوکری پر آمادہ کرتی ہے اور جس کی خاطر یہ ایمان کو بیچ ڈالتے ہیں.

آیت: ۱۳۹

وكيف يحكمونك وعندهم التورة فيها حكم الله ثم يتولون من بعد ذلك وما اولئك بالمومنين. (المائدہ: ٤٣)

وہ تجھ کو کس طرح منصف بنائیں گے جب کہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں یہ ہرگز ایمان والے نہیں.

وضاحت:

اس آیت میں یہود کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کہ جن کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اہل ایمان گمان کرتے ہیں کہ وہ قرآن پر ایمان لا کر اس کی حاکمیت کو قبول کر لیں گے. جب کہ ان یہود کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی الہامی کتاب تورات اور اس کے احکام پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر عملی. طور پر وہ اس کتاب کی حاکمیت سے منہ پھیر لیتے ہیں. اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق واضح طور پر فرمادیا کہ وما اولئک

بالمومنین؛ یہ ہر گز ایمان والے نہیں. اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان کیلیئے صرف اللہ کے احکام کی سچائی پر یقین کر لینا کافی نہیں بلکہ اس کیلیئے ضروری ہے کہ ان پر عمل بھی کیا جائے پھر ایمان ثابت ہو گا.

یہود کی طرح آج مسلمان بھی جو قرآن اور اس کے احکام پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن عملی طور پر وہ غیر اللہ کے احکام و قوانین پر عمل پیرا ہیں. ان کیلیئے بھی یہی حکم ہے جو یہود پر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل پر لازم کیا ہے اور ان کے ایمان کی نفی کر دی ہے. ایمان کیلیئے ضروری ہے کہ اللہ کے احکام و قوانین کی مکمل اطاعت بھی ہو اس آیت سے ان مرجئہ لوگوں پر بھی رد ہے جو عملی طور پر اللہ کے احکام و قوانین سے کسی بھی قسم کے انحراف کو نقص ایمان و اسلام نہیں ٹھراتے.

آیت: ۱۴۰

قالت الاعراب امناقل لم تومنو ولکن قولو اسلمنا ولما ید خل الایمان فی قلو بکم وان تطیعواللّٰہ و رسولہ لایلتکم من اعمالکم شیاء. (الحجرات: ۱۴)

دیہاتیوں نے کہا ہم ایمان لائے. آپ کہہ دیجیئے تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں راسخ نہیں ہوا. اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان دیہاتیوں کے ایمان کے دعوے کو رد کیا ہے جنہوں نے صرف اسلام قبول کیا تھا. لیکن دین کے مکمل احکامات کی پیروی ابھی تک نہیں کی تھی. اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ اگر وہ اللہ

اور رسول کے حکموں کی مکمل اطاعت کریں گے اور اس دین کی حاکمیت کو اپنی زندگی پر قائم کریں گے تب وہ ایمان والے کہلائیں گے.

اس آیت میں فرقہ مرجئہ اور آج کے ان لوگوں کا رد ہے جو اللہ کی حاکمیت پر صرف اعتقاد اور اقرار کو کافی قرار دیتے ہیں اور اپنے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں. جب کہ ان کا نظام زندگی غیر اللہ کی حاکمیت اور ان کے نظام و قوانین کا متبع ہے. ایمان کیلئے عمل لازمی شرط ہے. اس سے لوگوں کو جان لینا چاہیے جو غیر اسلامی نظام قوانین کی اطاعت کرتے ہیں کہ وہ ایمان والے نہیں ہیں.

آیت: ١٤١

والذین امنوولم یہاجروما لم من ولایتھم من شیءحتی یہاجروا.(انفال: ٧٦)

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہ کی تمہیں ان کی ولایت سے کوئی سروکار نہیں جب تک وہ ہجرت نہ کریں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مکہ میں رہنے والے ان مسلمانوں کا ذکر کیا ہے جو اسلام لانے کے باوجود مکہ میں ہی مقیم رہے. حالانکہ وہ غیر اسلامی معاشرہ تھا جہاں اللہ کی حاکمیت اور شریعت قائم نہ تھی. انہوں نے مدینہ کی سلطنت جو اسلامی معاشرہ تھا جہاں پر اللہ کا دین اور اس کی شریعت اور اس کی حاکمیت عملاً قائم تھی ہجرت نہ کی اور بدستور مکہ میں مقیم رہے. اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان سے تعلق رکھنے سے منع فرمادیا اور ان کے ایمان کو قبول نہیں کیا بلکہ ہجرت سے مشروط کردیا کہ جب تک وہ اسلامی معاشرے اور اس

سرزمین پر جہاں پر اللہ کا نظام اور حاکمیت کارفرما ہے ہجرت نہیں کرجاتے ایمان 'اسلام اور مسلمانوں کا ان سے کوئی تعلق نہیں.

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کی حاکمیت اور اس پر ایمان وعقیدے کا زبانی دعویٰ اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں بلکہ اللہ کی توحید حاکمیت عملی ثبوت کا تقاضہ کرتی ہے. اس کی بنیاد پر ہی آدمی اہل ایمان کہلائے گا جب وہ الٰہی نظام اور شریعت سے اپنی محبت کا عملی ثبوت دے گا اور غیر اللہ کے نظام حاکمیت وعبادت سے مکمل کنارہ کشی اور برأت کرکے اللہ کے نظام عبادت اور اس کی شریعت کے تحت زندگی بسر کرے گا تو پھر ہی اس کا ایمان واسلام اور مسلمانوں سے تعلق ثابت ہوگا. اس کے بغیر یہ اہل ایمان اور ان کی جماعت کے رکن تصور نہ ہوں گے. اس آیت سے ان لوگوں کو اپنے ایمان واسلام کا اندازہ کرلینا چاہیے جو غیر اللہ کے نظام قانون کے اندر رہتے ہیں جہاں پر الٰہی قانون وحاکمیت کی بجائے غیر اللہ کے نظام و قانون جمہوریت کی حکومت ہے. یہ ان غیر اسلامی معاشروں میں رہنے کے باوجود اپنے آپ کو اہل ایمان اور اپنا مسلمانوں سے کوئی تعلق سمجھتے ہیں لیکن اللہ تعالٰی نے اس آیت میں ان لوگوں کے ایمان اور اہل اسلام سے تعلق کی نفی کردی ہے. کیونکہ یہ توحید وایمان کے تقاضوں میں سے ہے کہ شرک اور غیر اللہ کے نظام اطاعت وعبادت کا انکار کیا جائے اور اسلامی نظام اور شریعت کے ساتھ تعلق کا عملی ثبوت دیا جائے تاکہ ان کی توحید اور ایمان ثابت ہو جائے.

آیت: ۱۴۲

ذلك لتومنوبالله و رسوله وتلك حدود الله وللكفرين عزاب اليم.(المجادلہ: ٤)

یہ اس لئے کہ تم اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ اور یہ اللہ تعالٰی کی حدود ہیں اور کافروں کیلئے دردناک عزاب ہے.

وضاحت:

اس آیت سے پہلے اللہ تعالٰی نے عائلی قوانین کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ اللہ تعالٰی کے مقرر کردہ قوانین اور حدود ہیں اور ان کی اطاعت اللہ تعالٰی کی الوہیت و حاکمیت پر ایمان لانے والوں اور مومن و کافر کے فرق کو واضح کرتی ہیں. ان قوانین کی اطاعت وہی کرے گا جو اللہ کی حاکمیت اور مطلق اطاعت پر ایمان لائے گا.

اللہ کے ان حدود و قوانین کی اطاعت اور اپنے معاشرے کے قوانین کا حصہ وہی لوگ بنائیں گے جو اللہ کے حاکم ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی الوہیت و حاکمیت کا اقرار کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں.

اس کے برعکس کافر جو سرے سے اللہ کے حاکم اور الٰہ ہونے پر ایمان نہیں رکھتا وہ ان قوانین اور حدود کی کیا اتباع کرے گا. اپنے نظام و معاشرے سے اللہ کی حاکمیت اور حدود و قوانین سے پہلو تہی ہی کفر کی دلیل ہے. اور اللہ کے قوانین سے پہلو تہی اور کفر کرنے والے کافروں کیلیۓ اللہ تعالٰی نے دردناک عزاب تیار کر رکھا ہے.

اللہ کی حاکمیت میں شرک سے اعمال کی بربادی

آیت: ۱۴۳

یاایھاالذین امنوا اطیعوااللّٰہ واطیعواالرسول ولاتبطلوااعمالکم.(محمد: ۳۳)

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو.

امام احمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ میں اپنی سند کے ساتھ ابو العالیہ سے روایت کی ہے. کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعض اصحاب یہ سمجھتے تھے کہ لاالہ الا اللہؐ کے ساتھ کوئی گناہ مضر نہیں ہے. جیسا کہ شرک کے ساتھ کوئی عمل فائدہ مند نہیں. جب یہ آیت نازل ہوئی واطیعواللہ واطیعوالرسول ولاتبطلوااعمالکم. تو وہ ڈرنے لگے کہ مبادا گناہ عمل کو ضائع کردے. اور عبداللہ بن عمر سے عبداللہ بن مبارک کے طریق سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ہم رسول کے اصحاب یہ سمجھتے تھے کہ ہر نیکی مقبول ہے حتی کہ یہ آیت اتری واطیعو اللہ... پھر ہم نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے جو ہمارے اعمال کو باطل کرسکتی ہے اور سوچ کر کہا کہ وہ کبائر جو دوزخ کے موجب ہیں اور بے حیائیاں حتی کہ اللہ تعالٰی کا یہ قول نازل ہوا. ان اللہ لایغفران یشرک بہ... اللہ کے ساتھ کیا جانے والا شرک نہیں بخشا جائے گا اور اس سے کم درجے کے گناہ اللہ تعالٰی جس کو چاہے بخش دے گا.

وضاحت:

اس آیت کی توجیہ سچے مسلمانوں کے دلوں پر بہت گہرا اثر رکھتی تھی. وہ ڈرتے تھے کہ مبادا ان سے اللہ کے کسی حکم و قانون کی اطاعت کے برخلاف کسی اور کی اطاعت ہو جائے جو ان کے اعمال کو باطل کردے اور نیکیوں کو ضائع کردے. اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اہل ایمان کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے. مطلق اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے اور جو مطلق و مستقل اطاعت کا حق اللہ و رسول کے علاوہ کسی اور کو دیتا ہے. تو یہ اللہ کی حاکمیت واطاعت میں شرک ہے

جس سے آدمی کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں. اگر اہل ایمان نے اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی ذات اور شخصیت کو غیر مشروط لازم اطاعت کا حق دیا اور اللہ کے احکام و قوانین کو چھوڑ کر کسی دوسرے انسان یا نظام کے بنائے ہوئے غیر اللہ کے قوانین کو اپنے لیے مستقل لائق اطاعت ٹھرایا تو ان کا ایمان و عمل ضائع ہو جائے گا. کیونکہ انہوں نے اللہ کے احکام و قوانین کی اطاعت کو چھوڑ کر غیر اللہ کے قوانین کی حاکمیت 'اطاعت اور عبادت قبول کی. اس عظیم گناہ اور شرک کے سبب ان کے تمام نیک اعمال برباد ہو گئے اور ان کا ایمان و اسلام ضائع ہو گیا.

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے موجود تھے. جو اللہ ورسول کے کچھ احکام و قوانین کی تو اطاعت کرتے تھے. لیکن کچھ احکام و قوانین جو ان پر ثقیل تھے ان کی مطلق اطاعت نہ کرتے تھے. قرآن نے ان کے اس عمل پر تہدید کی ہے کہ وہ تمام احکام و قوانین کی کامل اطاعت کریں اور زندگی کے تمام معاملات چاہے سیاسی ہوں یا معاشرتی ان میں اللہ کی حاکمیت اور اس کی اطاعت و عبادت کو مد نظر رکھیں. اگر انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے تمام احکام و قوانین کو اپنی زندگی کا آئین و دستور نہ بنایا تو وہ اللہ سے کفر کے مرتکب ہوں گے اور ان کا ایمان واسلام اللہ کے ہاں رد کر دیا جائے گا.

ایسا ہی طرز عمل آج کے جمہوری نظام و قوانین کا ہے جو اللہ کی بجائے غیر اللہ کی رائے اور حکم کی اطاعت واجب خیال کرتے ہیں اور اللہ کے کچھ قوانین کو تو مانتے ہیں لیکن بہت زیادہ قوانین کا مختلف حیلوں اور تاویلات سے انکار کرتے ہیں. کہ یہ آج کے جدید معاشی و تمدنی دور کیلئے مناسب نہیں اس لئے اللہ کے یہ قوانین نا قابل اطاعت ہیں. یہ آیت ایسے لوگوں کے کفر پر واضح نص ہے جو اپنے ملک کے آئین و دستور میں اللہ کی تمام شریعت اور اس کے تمام احکام و قوانین کو حاکم نہیں بناتے. بلکہ اپنی خواہشات

وآراء'انگریزی قوانین اور پارلیمانی اکثریتی جمہوری قوانین کو قابل اطاعت سمجھتے ہیں. ایسے لوگوں کے اعمال اللہ نے برباد کردیے ہیں.

آیت: ١٤٤

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ورسولہ ویغفرلکم ذنوبکم واللّٰہ غفوررحیم.قل اطیعوااللّٰہ والرسول فان تولوفان اللّٰہ یحب الکفرین.(آل عمران:٣١)

اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خداسے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو خدا بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے. کہہ دو کہ اللہ اوراس کے رسول کا حکم مانو. اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا.

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تولّٰی؛ پھر جانا'تکذیب کی طرح نہیں بلکہ اس کا معنی ہے اطاعت سے پھر جانا. لوگوں پر فرض ہے کہ رسول کے بیان کردہ امور کی تصدیق کریں اوران کے حکم کی اطاعت کریں. اور تکذیب تصدیق کی ضد ہے اور تولّٰی اطاعت کی ضد ہے. (مجموع الفتاویٰ: ٢٠٩)

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فان تولو؛اس کے معنی ہیں کہ نبی کے حکم کی مخالفت کی جائے.اس کے بعد فرمایا.فان اللہ لایحب الکفرین؛تواللہ بھی کافروں سے محبت نہیں رکھتا.یعنی آپ کے طریقے کی مخالفت کفر ہے.اور اللہ اس روش کو پسند نہیں کرتا اگرچہ وہ شخص اپنے تئیں محبت الٰہی کا دعوی کرتا ہو.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے واضح فرمادیا ہے کہ اللہ پر ایمان اور اس کی محبت صرف زبانی دعوؤں سے قبول نہیں بلکہ اس کیلیئے ضروری ہے کہ رسول جو نظام اور شریعت لے کر آئے اس کی عملی طور پر اپنی ہر قسم کی زندگی چاہے وہ انفرادی ہو یا اجتماعی 'عدالتی ہو یا سیاسی سب میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت واتباع کرے اور اس نظام توحید کو عملاً زندگی میں برپا کرے تو ان کا ایمان اللہ کے ہاں قابل قبول ہے.

اللہ نے جو شریعت اتاری ہے وہ اس کی نازل کردہ کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے.جب لوگوں کو اللہ کی کتاب کے احکام و قوانین کی طرف بلایا جائے 'اس کے رسول کے لائے ہوئے نظام شریعت کی اطاعت کا حکم دیا جائے.اگر وہ اس پر لبیک کہیں تو پھر وہ مومن ہیں اور اگر وہ اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کردیں تب وہ کافر ہیں.اور انہیں اس اختیار کا حق نہیں کہ انکار کے باوجود مومن کہلا سکیں.

آج کے مسلمانوں کو جب کہا جاتا ہے کہ کتاب اللہ اور شریعت کو اپنی زندگی میں نافذ کریں تو وہ اعراض کرتے ہیں.اس اعراض کے بعد بھی وہ مسلمان ہونے کے دعوے دار ہیں.ان کو شیطان نے یہ فریب دے رکھا ہے کہ ہم بھی اسلام کو مانتے ہیں اور صوم وصلاۃ کے پابند ہیں.اللہ ہم سے بھی محبت رکھتا ہے.لیکن اللہ تعالٰی نے اس آیت میں واضح کردیا ہے کہ جو اللہ کے احکام و قوانین اور شریعت کو اپنے نظام زندگی میں نافذ کرنے سے گری۔زاں ہیں یہی لوگ کافر ہیں اور اللہ کافروں کو بالکل پسند نہیں کرتا.

آیت: ١٤٥

یاایھاالذین امنو ان تطیعوافریقامن الذین اوتوالکتاب یردوکم بعد ایمانکم کفرین.(آل عمران: ١٠٠)

اے ایمان والو اگر تم نے اہل کتاب کے کسی فریق کا کہا مان لیا تو وہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر بنادیں گے.

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ورسول کی بات سچ ماننے والو اور اللہ کی طرف سے نبی جو کچھ لائے ہیں اس کا اقرار کرنے والو اگر تم نے توراۃ وانجیل ماننے والوں میں سے کسی کی اطاعت کی اور ان کا کوئی حکم قبول کر لیا تو وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے اور رب کے رسول کی جو تصدیق تم نے کی ہے اور شریعت کا جو اقرار تم نے کیا ہے اس سے پھر تمہیں کافر بنادیں گے.(تفسیر طبری:٨۔٦٠)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واضح فرمادیا ہے کہ اگر مسلمانوں نے اللہ کے احکام و قوانین اور شریعت کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کے وضع کردہ احکام و قوانین کی اطاعت کی تو تمہارا ایمان ضائع ہو جائے گا اور تم کافر ہو جاؤ گے.جب اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے یہ فرمادیا تو اس کے باوجود ہم اپنے سیاسی'اقتصادی'عدالتی نظام و قوانین بھی مغرب سے مستعار لیتے ہیں اور اپنے ملک و معاشرے میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور شریعت کے قیام کی بجائے مغربی جمہوریت اور انسانوں کی حاکمیت قائم کرتے

ہیں. اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد ہم پورے وثوق اور کامل یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں. اور سمجھتے ہیں کہ ایسا کام کرنے والے اب بھی مسلمان ہیں تو یہ اللہ کی بات کی واضح تکذیب اور انکار ہے.

آیت: ١٤٦

یایھاالذین امنوان تطیعوالذین کفروایردوکم علی اعقاکم فتنقلبو خسرین. (آل عمران)

اے ایمان والو اگر تم نے کافروں کی اتباع کی تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر کر مرتد کر دیں گے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی تنبیہ کی ہے کہ اگر ایمان والوں نے اپنے معاملات زندگی 'اپنی معاشرت 'اپنی معیشت اور نظام سیاست میں کافروں کی اطاعت کی تو اس سے ایمان والوں کا ایمان ضائع ہو جائے گا اور وہ ایمان سے کفر میں پلٹ جائیں گے. ایمان والوں کو جو بار بار کفار کی پیروی واطاعت سے منع کیا جاتا ہے. اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار تو اللہ کی حاکمیت اور اطاعت کو چھوڑ کر اپنی خواہشات اور غیر اللہ کی حاکمیت و بندگی میں مبتلا ہیں. وہ اپنے خود ساختہ دین اور نظام کی پیروی کرنے کی وجہ سے وہ خود تو کافر ہیں اور اگر مسلمانوں نے ان کے رسم ورواج اور نظام و قوانین کی اطاعت کی تو وہ بھی ان کے دین ومزہب اور غیر اللہ کی حاکمیت اور بندگی میں چلے جائیں گے اور اس شرک وکفر میں مبتلا ہو جائیں گے جو ان کے ایمان و توحید کو ضائع کر دے گا. اس طرح وہ آخرت میں ناکام اور خسارہ پانے والوں میں ہوں گے.

آیت: ۱۴۷

الذین کفروو صدوعن سبیل اللّٰہ اضل اعمالھم. والذین امنوو عملوالصلحت و امنوبمانزل علی محمدوھوالحق من ربھم کفرعن سیاتھم و اصلح بالھم. ذلك بان الذین کفرواتبعوالباطل و ان الذین اتبعواالحق من ربھم کذلك یضرب اللّٰہ للناس امثالھم. (محمد: ۳-۲-۱)

جن لوگوں نے کفر کیااور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکا' اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور وہ اس پر بھی ایمان لائے جو محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا گیااور وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے. اللہ نے ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کے حال کی اصلاح کر دی. یہ اس لیے کہ بیشک جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے باطل کی پیروی کی اور بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے رب کی طرف سے حق کی پیروی کی. اللہ اس طرح لوگوں کیلئے ان کی مثالیں بیان کرتا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان اور اہل کفر میں تفریق کی اصل وجہ بتائی ہے کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر ایمان لاتے ہیں اور دین حق کی اطاعت کرتے ہیں. اس کے دین کی حاکمیت کو نافذ کرنے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں. یہی لوگ اہل ایمان اور حق پر قائم ہیں. اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد و نصرت فرمائی ہے ان کی غلطیوں و کوتاہیوں سے در گزر فرمادیا ہے اور ان کی پریشانیوں اور معاملات کی اصلاح کر کے انھیں دنیاو آخرت کی بھلائیوں سے نوازا ہے.

جبکہ اللہ کی حاکمیت سے کفر کرنے والے غیر اللہ کے باطل نظاموں کی اطاعت کرتے ہیں. طاغوت کے خود ساختہ قوانین کی اتباع کرتے ہیں اور نظام باطل کے دفاع کیلئے اپنی جانیں پیش کرتے ہیں. لوگوں کو اللہ کے راستے اس کے دین اور نظام شریعت کی حاکمیت سے روکتے ہیں. یہی لوگ ہیں جو کفر و شرک اور باطل کے راستے پر گامزن ہیں.

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں اور ان کے حق و باطل کی وضاحت اس لیے کی ہے. تاکہ مسلمان جان لیں کہ غیر اللہ کی حاکمیت اور باطل قوانین کی اطاعت و اتباع کرنے والے کفر کے راستے پر گامزن ہیں. اور اس وجہ سے اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے ہیں. اور اللہ کے احکام و قوانین اور شریعت کی پیروی کرنے والے حق کے راستے پر ہیں اور ان کے اعمال اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیے ہیں.

آیت: ۱۴۸

ان الذين ارتدوعلى ادبارهم من بعد ماتبين لهم الهدى الشيطن سول لهم واملى لهم. ذلك بانهم قالوللذين كرهوامانزل الله سنطيعكم فى بعض الامروالله يعلم اسرارهم. (محمد: ٢٦)

بیشک جو لوگ اپنی پیٹھ پیچھے پلٹ گئے اس کے بعد کہ ان پر ہدایت ظاہر ہو گئی. شیطان نے ان کیلئے (ان کے عمل) پرکشش بنا دیے اور (اللہ نے) انھیں ڈھیل دے دی. یہ اس لئے کہ بیشک انہوں نے ان لوگوں سے کہا جنھوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کی کہ بعض امور میں ہم آپ کی بات مانیں گے اور اللہ ان کے راز جانتا ہے.

شیخ سلیمان بن عبد اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مقام غور و فکر ہے کہ جب اللہ کی شریعت کو ناپسند کرنے والے کافروں سے بعض باتوں میں اطاعت گزاری کا یقین دلانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کافر کہا ہے. حالانکہ وہ ابھی صرف زبانی یقین دلا رہے ہیں عمل کچھ نہیں کر رہے. تو جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت کو ناپسند کرنے والے مشرکوں سے مکمل طور پر موافقت کرتے ہیں اطاعت گزاری کا یقین دلاتے ہیں اور عملاً کافروں کے حق میں کاروائیاں بھی کرتے ہیں تو کیا ان کے کافر ہونے میں شک وشبہ باقی رہ جاتا ہے. (مجموعتہ التوحید)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا تزکرہ کیا ہے جنہوں نے اللہ کے نازل کردہ احکام کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور انہیں اپنے نظام زندگی میں داخل کرنے سے انکار کر دیا. ایسا انہوں نے اس وجہ سے نہیں کیا کہ وہ حق اور ہدایت کو جانتے نہیں بلکہ حق اور ہدایت ان پر مکمل واضح تھی لیکن اپنے دنیاوی مفادات اور خواہشات کی وجہ سے انہوں نے اللہ کے احکام و شریعت کو ترک کر دیا. شیطان نے ان کے اس فعل کو ان کیلئے مزین کر دیا اور ان کے کفر کو کمتر بنا کر پیش کیا. ان کا کفر یہ تھا کہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ احکام و قوانین کو اپنی زندگیوں میں نافذ کرنے کو ناپسند کیا. اور کافروں اور ان کے وضع کردہ نظام و قوانین کی اطاعت قبول کر لی. اس طرح وہ اللہ کی حاکمیت اور شریعت کو چھوڑ کر غیر اللہ کی حاکمیت و شریعت میں غرق ہو گئے. اللہ تعالیٰ نے اپنے نازل کردہ دین اور شریعت سے ان کی اس بغاوت کے باوجود انھیں ڈھیل دے دی. تاکہ وہ اس کفر میں غرق رہ کر ابدی ناکامی و نامرادی سے دوچار ہوں.

آیت: ۱۴۹

والذین کفروفتعسالھم واضل اعمالھم ذلك بانھم کرھوامانزل اللّٰہ فاحبط اعمالھم. (محمد: ۸)

جن لوگوں نے کفر کیاان کیلئے ہلاکت ہے اور اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیے. یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی نازل کر دہ کتاب کو ناپسند کیاتواس نے ان کے اعمال بر باد کر دیے.

امام محمد بن عبد الوہاب فرماتے ہیں:

اسلام کے بڑے منافی امور دس ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی حکم سے نفرت کرے یہ بالاتفاق کفر ہے. اس پر دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے ذلک بانھم کرھوماانزل اللہ فاحبط اعمالھم؛اگران حکام کواللہ کے دین سے محبت ہوتی تو یہ اس کی اتباع کرتے. اس پر عمل کرتے مگر جب اتباع و عمل نہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے دل میں محبت کی بجائے دین سے نفرت موجود ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے لوگوں کے کفر کے سبب ان کے اعمال کے ضائع اور بر باد ہونے کو بیان فرمایاہے. وہ کونسا عمل تھا جس کے سبب سے ان کے تمام اعمال اور ایمان ضائع ہو گئے اس کو اللہ تعالٰی نے آگے بیان فرمایاہے. وہ عمل یہ تھا کہ انہوں نے اللہ کے نازل کر دہ احکام و قوانین کو ناپسند کیا. اور اللہ کے حکیمانہ قوانین کو جو اپنے قرآن میں نازل کیے اپنی زندگی اور معاشرے کیلئے قابل عمل نہ جانااور جدید دنیا کی خواہشات اور مفادات نے ان کے دلوں میں اللہ کے قوانین واحکام کے خلاف کراھت بھر دی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ یہ اللہ کے نازل کردہ برحق اور سچے قوانین ہیں وہ ان کو چھوڑ کر غیر اللہ اور کافروں کے جمہوری قوانین کی وکالت کرنے لگے کہ یہ دور جدید کے عین مطابق ہیں اور انسانیت کیلئے ان انسانی قوانین میں خیر و فلاح ہے. اللہ کی کتاب اور اس کے احکام و قوانین سے ان کا کفر و عناد اس قدر

بڑھ گیا ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے ان کا واضح تمسخر اور مزاق اڑاتے ہیں کہ یہ اسلامی قوانین ملکی ترقی میں رکاوٹ ہیں ہمیں ان میں تغیر واجتہاد کر کے دور جدید کے مطابق بنانا چاہیے اور یہ کہ اسلامی سزائیں آج کی بیسویں صدی کیلئے نہایت غیر موزوں 'مہلک اور متشدد ہیں اور انسانوں پر ظلم ہے. ان کے دلوں میں اللہ کے نازل کردہ قرآنی احکام و قوانین کے خلاف کراہت کا جزبہ 'اس کے دین سے کفروانکار کی دلیل ہے. ایسے لوگوں کو آج کے دور میں ہم واضح دیکھ سکتے ہیں جو جمہوری نظام و قوانین کی ترویج چاہتے ہیں یہ لوگ شریعت کے تصور کو بھی برداشت نہیں کرتے بلکہ کوئی اس کا نام لے یا اس کی کوشش کرے تو اپنی قوت وطاقت اور لاؤلشکر سے اسے تعزیب و تشدد کا نشانہ بناتے ہیں اور اسلامی شریعت کا نام لینے والوں کو کچل دیتے ہیں. یوں یہ اللہ کے دین اور اس کی حاکمیت کے خلاف برسرپیکار ہیں. یہ بدبخت لوگ ایسا عمل کرنے کے باوجود اپنے آپ کو مسلم کہلواتے ہیں اور اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے ہیں.

آیت: ۱۵۰

ان الذین کفروو صدوا عن سبیل اللّٰہ و شاقوا الرسول من مر بعد ماتبین لھم الھدی لن یضروا اللّٰہ شیئاًوسیحبط اعمالھم. (محمد: ۳۲)

جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہؔ کی راہ سے روکا اور ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مخالفت کی 'وہ اللہ کا کچھ بھی ہر گز نہ بگاڑ سکیں گے اور عنقریب اللہ ان کے اعمال ضائع کر دے گا.

وضاحت:

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے اللہ کے دین وشریعت 'راہ ہدایت اور قرآن وسنت کی پیروی کرنے والوں اور اللہ کے راستے اور اس کے دین اور شریعت کی لئے اٹھنے والوں کے خلاف جنگ کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ کا دین اور اس کی شریعت ہی ہدایت اور حق ہے. اس کے علاوہ باقی سب راستے دین ومزہب اور نظام و قانون باطل ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے قومی'وطنی'نسلی'گروہی عصبیت'نفسانی خواہشات اور مادی مفادات کی خاطر اللہ کی شریعت اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کی مخالفت کی. ان کی یہ مخالفت صرف عملی طور پر ان کی ذات تک محدود نہ تھی بلکہ انھوں نے حق کے مقابلے میں کفر کا ساتھ دیا. اللہ کی ہدایت قرآن وحدیث اور اللہ کی حاکمیت اور شریعت کے متوالوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے. ہدایت 'دین حق اور شریعت کی راہ ان کے سامنے کھل چکی تھی مگر انہوں نے ہوائے نفس اور باطل جمہوری نظام وقوانین کی پیروی کی. جاہلی قومی اور وطنی محبت نے ان کو مشتعل کر دیا'مال وزر نے ان کو اندھا کر دیا اور دنیوی مصلحت اور مفادات نے ان کی عقل پر پردہ ڈال دیا کہ وہ اس دین اور شریعت پر دل وزبان سے ایمان لانے کے باوجود عملی طور پر اس دین کے خلاف صف آراء ہو گئے. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اللہ کا اور اس کے دین کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اللہ تعالیٰ اپنے دین اور شریعت کو غالب کر کے رہنے والا ہے. اہل طاغوت نے جو نقصان کیا اپنا ہی کیا اور اپنی دنیا وآخرت برباد کر لی اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان واسلام کو برباد کر دیا اور ان پر کفر کی مہر لگا دی.

آیت: ۱۵۱

یایھا الذین امنولا تقدموبین یدی اللّٰہ و رسولہ واتقواللّٰہ ان اللّٰہ سمیع علیم. (الحجرات: ۱)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک وہ سننے اور جاننے والا ہے.

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

کسی بھی چیز میں آپ پر سبقت نہ کرواور تمام امور میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تابعداری کرو.اور حضرت ابن عباس کا قول ہے.قرآن کریم اور سنت رسول کے خلاف نہ بولو.امام ضحاک فرماتے ہیں.کسی کام میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ دوسرے قوانین سے فیصلے نہ کرو.(تفسیر ابن کثیر:۲۰۵-۲)

امام ابن قیم اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

نبی کی آواز کے آگے لوگوں کا اپنی آواز اونچی کر لینا اگر ان کے تمام اعمال برباد کر دینے کا موجب ہے.تو پھر اس بارے میں کیا خیال ہے کہ نبی جو چیز لے کر خدا کے یہاں سے آیا یہ اس سے اپنی آراء کو مقدم ٹھرائیں.یہ اپنے ذوق کو اس پر مقدم رکھیں اور اپنے فلسفہ فکر کو اس پر مقدم کریں'یہ اپنی ان (آراء) کو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لائی ہوئی بات کے اوپر کر دیں.خالی آواز اونچی کر لینے کی نسبت یہ رویہ اور وطیرہ کہیں زیادہ حقدار نہیں کہ یہ ان کے اعمال برباد کر کے رکھ دے.(اعلام الموقعین: ۵۱-۱)

وضاحت:

قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس کا نزول اس لیے ہوا کہ لوگ کہا کرتے تھے اگر فلاں اور فلاں معاملے میں خدا کا حکم اترتا تو کیا ہی اچھا تھا اگر یہ بات درست ہوتی تو کیا ہی بہتر تھا.اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کو ناپسند کیا کہ لوگ اس پر بعض امور کو لازم کرتے ہیں اور اللہ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین کو دل سے پسند نہیں کرتے اور بعض دفعہ اس معاملے میں رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بحث کرتے ہوئے ان کی آواز بھی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بلند ہو جاتی ہے.اللہ تعالیٰ نے ان

کے دونوں اعمال یعنی اللہ کے احکام و قوانین پر رائے زنی اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اپنی آوازوں کو بلند کرنے پر فرمایا کہ ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون. کہ تمہارے اعمال بالکل ضائع ہو جائیں اور تمہیں شعور بھی نہ ہو.

یعنی اللہ کے احکام و قوانین پر دل و جان سے ایمان نہ لانا اور اس پر اپنی عقل سے بحث و مباحثہ کرنا اور رائے زنی کرنا کہ یہ معاشرے کیلئے موزوں ہیں یا نہیں جیسا کہ آج کل کہ منکر الٰہہ جمہوری پارلیمان کا وطیرہ ہے. یہ عمل اعمال کفر میں سے ہے'اس سے آدمی کا ایمان واسلام ضائع ہو جاتا ہے اور اس کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں.

اس طرح اس آیت میں خوف خدا کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر کام کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف لے جانے کا حکم ہے. اپنی بات چلانے کی بجائے خدا اور رسول کا حکم چلانے کا حکم ہے. اللہ پر ایمان لانے والا اس کے احکام و قوانین میں ردوبدل کی خواہش نہیں رکھتا اور نہ اللہ کے قانون پر اپنا کوئی قانون بناتا ہے اس پر کوئی فیصلہ یا حکم نہیں ٹھونستا بلکہ اس کے احکام و قوانین کا پابند رہتا ہے. اپنی حدود بندگی اور اطاعت وعبادت کو جانتا ہے اور اس سے تجاوز نہیں کرتا. خالق کے آگے اپنا ارادہ اور رائے نہیں چلاتا. رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہر حکم اور فعل اللہ کی وحی کے مطابق ہے. اس وحی الٰہی پر کسی شک شبہ کے بغیر پیروی کرنے میں ہی تمہاری بھلائی ہے. تمہارا علم ناقص ہے تم اپنی بھلائی اور کامیابی کو بھی کماحقہ نہیں جانتے جب تک رسول کی طرف سے تمہیں بتایا نہ جائے.

پس جس نے اللہ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین کو چھوڑ دیا اس نے بھلائی کا راستہ ترک کر دیا. اللہ کے اپنے بندوں پر اتنے انعامات ہیں کہ اس نے انہیں توحید اور ایمان کی نعمت سے نوازا تو ان کا فرض ہے کہ وہ احکام شریعت اور قانون الٰہی میں اس کی پابندی اور اطاعت کریں اور اللہ کی دی ہوئی شریعت اور دین

پر مطمئن اور مسرور رہیں۔اس کے قائم کردہ حدود پر کھڑے رہیں اوراپنی طرف سے اللہ کے احکام وقوانین پراضافہ واختراع نہ کریں کیونکہ یہ عمل ایمان واعمال کی بربادی اور ضیاع کا باعث ہے۔

آیت: ۱۵۲

یوم تقلب وجوههم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللّٰہ واطعنا الرسولا وقالو ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا۔ ربنا اتهم ضعفین من العزاب والعنهم لعنا کبیرا۔(الاحزاب: ٦٦)

جس دن آگ میں ان کے چہرے الٹ پلٹ کیے جائیں گے تووہ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی اور وہ کہیں گے اے ہمارے رب بیشک ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی توانہوں نے ہمیں سیدھی راہ سے بھٹکادیا۔اے ہمارے رب ان کو دوگنا عذاب دے اوران پر بڑی سخت لعنت کر۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کاانجام ذکر کیا ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت واطاعت اوررسول کی اطاعت کو چھوڑ کر اپنے سرداروں'راہنماؤں اور حکام و بادشاہوں کی اطاعت کی'اور غیراللہ کے قوانین کی اتباع کی۔اللہ کی حاکمیت واطاعت میں شرک ہی وہ گناہ ہے جو کثیر انسانوں کے جہنم میں جانے کاسبب ہوگا۔لیکن لوگ اس حقیقت کو ماننے کیلئے تیار نہیں اور طاغوتی حکام اور غیراللہ کے نظام وقوانین کی اتباع کرنے کو شرک ومعاصی خیال نہیں کرتے۔چنانچہ قیامت والے دن جب ان پراس کی

حقیقت کھل جائے گی تواس وقت یہ پچھتائیں گے کہ کاش ہم اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت میں شرک نہ کرتے 'صرف اس کے احکام و قوانین پر عمل کرتے اور مطلق اطاعت واتباع کا حق صرف اللہؐاوراس کے رسول کو دیتے. دنیامیں ہمیں اہل ایمان نصیحت کرتے تھے مگر ہم ان کی بات پر کان نہ دھرتے تھے. لیکن آج ہمیں پتاچل گیاہے کہ اللہ اور رسول کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کی اطاعت کاانجام کیاہے. تووہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے ان سرداروں اور بڑوں کودگناعزاب دے جنھوں نے ہم سے اپنی اطاعت کروائی اور ہمیں اللہؐاوراس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت سے گمراہ کردیا.

اس آیت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مطلق اطاعت کا حق صرف اللہ اوراس کے رسول کاہے.اوراللہ اوررسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کسی بڑے سے بڑے متقی انسان اور عالم کو بھی اس کا حق حاصل نہیں.اوراگرواضح ہوجائے کہ اس عالم کی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مخالف ہے تواس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے.

آیت: ۱۵۳

واذیتحاجون فی النارفیقول الضعفؤلذین استکبرواناکنالکم تبعافھل انتم مغنون عنانصیب من النارقال الذین استکبروااناکل فیھاان اللّٰہ قدحکم بین العباد.(المومن:٤٧)

اورجب وہ جہنم میں باہم جھگڑیں گے توجن لوگوں نے تکبر کیاتھاان سے کمزورلوگ کہیں گے.بلاشبہ ہم تو(دنیامیں)تمہارے تابع تھے. پھرکیاتم ہم سے آگ کاکچھ حصہ ہٹاؤگے. جن لوگوں نے تکبر کیاتھاوہ کہیں گے بیشک ہم سب ہی اس(آگ)میں ہیں.بلاشبہ اللہ نے بندوں کے درمیان فیصلہ کردیاہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے متکبر لوگوں کا جنہوں نے اللہ کی حاکمیت کو غصب کیااور ان کمزور لوگوں کا جنہوں نے ان کی اطاعت واتباع کی کاتزکرہ فرمایا ہے.ہر دور میں قوت واقتدار رکھنے والے رئیس ومالدار طبقہ ہی ہوتا ہے جواللہ کی حاکمیت کوغصب کرتا ہے.اوراللہ کے کمزور بندوں سے اپنی اطاعت وبندگی اورغلامی کراتا ہے.ان کیلئے حکم وقانون سازی کرکے انہیں اس کی اتباع کی دعوت دیتا ہے.اور کمزور لوگ اسی میں اپنی عافیت دیکھتے ہیں کہ اس طبقے کے ہر حکم کی پیروی واتباع کر کے اپنے دنیاوی مفادات حاصل کر سکیں. یہ لوگ ان کی اس طرح اتباع کرتے ہیں جیسے مطلق حاکمیت اور اطاعت واتباع کے لائق یہی لوگ ہیں. یہ اللہ کے حکم کی طرف ذرا بھی غور وخوص نہیں کرتے ہیں کہ پرکھ لیں کہ ان کے بڑے جس بات کاانھیں حکم دے رہے ہیں وہ اللہ کے حکم کے مطابق ہے کہ نہیں. بس اندھوں اور بہروں کی طرح ان کے ہر حکم کی اتباع کرتے چلے جاتے ہیں.ان کا یہی عمل تھا کہ انھوں نے اللہ کی حاکمیت اوراطاعت میں ان کو شریک ٹھرایااوراس عمل کے سبب اللہ تعالیٰ انھیں ہمیشہ آگ کے عزاب میں مبتلا کرے گا.اور جہنم میں پچھتارہے ہوں گے کہ کاش ہم نے اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکام وشریعت کی پیروی کی ہوتی اوراپنے بڑوں مذہبی وسیاسی لیڈروں'حاکموں'درباریوں اوران کے حاشیہ نشینوں کی اطاعت واتباع نہ کرتے ان کی پیشہ ورنوکری نہ کرتے. لیکن دنیا میں انہوں نے اپنے اس عمل پر غورنہ کیاان کازعم یہ تھا کہ شاید یہ ہی سیدھا راستہ ہے. لیکن ان کا یہ خیال سچ ثابت نہ ہوگااورانہیں جہنم کاایندھن بننا پڑے گا. پھروہ جہنم میں اپنے لیڈروں سے کہیں گے.قال الذین استکبروانا کل فیھاان اللہ قد حکم بین العباد؛متکبر وطاغی کہیں گے کہ بیشک اللہ نے بندوں کے درمیان فیصلہ کردیاہے.ان کا مطلب یہ ہوگا کہ یہاں تولیڈرورانہماءاوران کے اطاعت گزار ومتبع سب برابرہیں سب کے اوپر عزاب یکساں ہے کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا.اللہ تعالیٰ کافیصلہ نافذہوچکاہے.

آیت: ۱۵٤

كلما دخلت امة لعنت اختها حتى اذا اداركو فيها جميعا قالت اخراهم لاولهم ربنا هؤلاء اضلونا فاتهم عزابا ضعفا من النار قال لكل ضعف ولكن لا تعلمون.(الاعراف:۳۸)

ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے پیش رو گروہ پہلے والے گروہ کے حق میں کہے گا کہ اے رب یہ لوگ تھے جنہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا لہٰزا انھیں آگ کا دوہرا عذاب دے.اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ایک کیلئے دوہرا عذاب ہے مگر تم جانتے نہیں ہو.

وضاحت:

ان آیات میں بھی سابقہ مضمون موضوع بحث ہے اور ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے طاغوتی حکام کے غیر اسلامی قوانین کی اطاعت کی اور ان قوانین کو لوگوں پر نافذ کرنے کیلئے ان کے قوت باز و بنے اور سال ہا سال ان طاغوتی نظام کی غلامی اور نوکری کی اس بات سے قطع نظر اور ذرا سی بھی نگاہ اس پر ڈالے بغیر کہ ہم جس نظام کے سائے تلے اپنے ان لیڈروں'راہنماؤں' بادشاہوں اور حاکموں کی آنکھیں بند کیے ہوئے اطاعت اور پیروی کر رہے ہیں. کیا ان کا بنایا ہوا نظام اور قوانین اللہ کے قرآن اور اس کے دین و شریعت سے مخالف تو نہیں.اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو اپنے لیڈروں' بادشاہوں اور بڑے آباؤ اجداد اور وڈیروں پر اندھا اعتماد تھا.اور انہوں نے ان کو قرآن و حدیث کے پیمانے پر نہ پرکھا بلکہ ہر معاملے میں اندھا دھند ان کی تقلید اور اطاعت کرتے چلے گئے. چنانچہ جب قیامت والے دن اپنی اس روش کا انجام دیکھ لیں گے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا عزر پیش کریں گے کہ یا اللہ ہم تو جاہل تھے. ہمیں معلوم ہی نہیں تھا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے ہم تو ان کے صاحب طاقت بادشاہ اور صاحب ثروت ہونے کی وجہ سے ان کی اطاعت

کررہے تھے' ہم نے سوچا کہ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اتنی ساری مخلوق ان کو مان رہی ہو اور ان کی اطاعت کررہی ہو اور یہ سب کے سب غلط ہوں'اس لیے اصل قصور ہمارا نہیں بلکہ ان بڑے لوگوں کا ہے جنہوں نے سب کچھ جانتے ہوئے ہمیں غلط راستے پر چلایا اور سیدھے راستے سے اور تیرے احکام و قوانین کے متعلق ہمیں گمراہ کردیا اور اس کے مقابل کی صف میں اپنے مفاد کی خاطر ہمیں کھڑا کردیا.اس لیے اے اللہ ان کو دوہرا عزاب دے اور ان پر سخت لعنت کر.

لیکن اللہ تعالیٰ ان کے اس عزر کو رد کردیں گے اور فرمائیں گے کہ کیا میں نے تمہیں عقل و شعور نہیں دیا! کیا میں نے تمہاری ہدایت کیلئے اپنے احکام و قوانین اور انبیاء کو نازل نہیں کیا تھا! کیا دنیا میں تمہارے سامنے اہل دین و شریعت اور اہل حق کی کوئی جماعت نہیں تھی جو تمہیں میرے احکام و قوانین سے آگاہ کرتی. ! دراصل تم نے ان کی بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور میرے مخالف طاغوتی احکام و قوانین کی اطاعت کیلئے پوری تگ ودو میں مصروف رہے.اس لئے تمہارے تمام اعمال ضائع گئے اور آج تم دونوں کیلئے دوہرا عذاب ہے.

آیت:۱۵۵

فقال الضعفؤللذین استکبرواانا کنالکم تبعافھل انتم مغنون عنامن عزاب اللّٰہ من شیءقالوالوھدانا اللّٰہ لھدینکم سوآءعلینا اجزعنا امرصبرنا مالنامن محیص.(ابراھیم: ۲۱)

توکمزور لوگ ان لوگوں سے کہیں گے جو(دنیامیں) تکبر کرتے تھے.بیشک ہم تو تمہارے تابع تھے پھر کیا تم ہم سے آگ کا کچھ عذاب دور کرسکتے ہو! وہ کہیں گے اگر اللہ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم ضرورت

تمہیں ہدایت کرتے۔اب ہمارے لیے برابر ہے خواہ ہم روئیں پیٹیں یا صبر کریں'ہمارے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کمزور وضعیف لوگوں کا تزکرہ کیاہے جو اپنے مفادات اور رزق کی وجہ سے دنیا میں متکبر وجابر اور طاغی وباغی لوگوں کی اطاعت کرتے تھے۔ان کے نظام و قوانین کی اتباع کرتے تھے۔ان کی حکومت وسرداری کا دفاع کرتے تھے۔حالانکہ وہ جانتے تھے کہ یہ ظالم لوگ ہیں اور اللہ کے دین وشریعت سے باغی ہیں۔اور بہانہ یہ بناتے کہ ہمیں ان سے بغاوت وبیزاری کی استطاعت نہیں کیونکہ ہم کمزور لوگ ہیں لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تعالی نے انہیں اسی حالت میں دنیا میں آزمائش کیلئے بھیجا ہے کہ وہ اللہ کی حاکمیت کی اطاعت واتباع کرتے ہیں یا غیر اللہ کی۔اس طرح یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اس آزمائش میں ناکام رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی کمزوری وضعف کو عذر نہیں تسلیم کیا بلکہ انہیں ان کے مطاعوں سمیت جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔تاکہ وہ اس جرم کی سزا پا سکیں جو انہوں نے اللہ کی اطاعت وحاکمیت کو چھوڑ کر اور غیر اللہ کی اطاعت وحاکمیت اختیار کر کے کیا ہے۔

آیت: ١٥٦

وقال الذین اتبعولوان لنا کرۃ فنتبرأمنھم کماتبرؤمنا کذلك یریھم اللّٰہ اعمالھم حسرت علیھم وماھم بخارجین من النار.(البقرہ:١٦٧)

اور جن لوگوں نے اتباع کی ہو گی کہیں گے کاش ہمیں ایک بار لوٹنا نصیب ہو پھر ہم ان سے بری ہو جائیں گے جیسے وہ ہم سے بری ہو رہے ہیں اللہ ان کے اعمال ایسے ہی ان پر حسرتیں بنا کر انھیں دکھائے گا اور وہ آگ سے نکلنے والے نہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت والے دن ان لوگوں کی حسرت اور انجام کا ذکر کیا ہے. جنہوں نے دنیا میں اپنے سرداروں 'راہنماؤں اور آباؤاجداد کے بنائے گئے خود ساختہ عقائد و نظریات اور احکام و قوانین کی اطاعت کی ہو گی. دنیا میں تو وہ ان کی اطاعت کر کے یہی سمجھتے تھے کہ یہی ہدایت کا راستہ ہے مگر قیامت والے دن جب ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ غیر اللہ کی اطاعت انہیں جہنم کی طرف لے جائے گی تو وہ ندامت اور حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیجا جائے تو ہم طاغوت کی اطاعت و حاکمیت سے انکار و برأت کر دیں گے جیسے یہ آج ہم سے برأت کر رہے ہیں.

آیت: ۱۵۷

قالوا وهم فيها يختصمون تالله ان كنا لفى ضلل مبين اذ نسويكم برب العالمين. (الشعرا: ۹۸)

وہ جہنم میں آپس میں جھگڑتے ہوئے کہیں گے اللہ کی قسم بیشک ہم واضح گمراہی میں تھے جب ہم تمہیں رب العالمین کے برابر کرتے تھے.

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

جہنمی اپنے قائدین سے جھگڑا کریں گے اور کہیں گے تمہارے حکم کی ہم نے اس طرح فرمانبرداری کی جس طرح رب العالمین کے حکم کی فرمانبرداری کی جاتی ہے اور ہم نے رب العالمین کے ساتھ تمہاری عبادت کی. (تفسیر ابن کثیر)

وضاحت:

اللہ تعالٰی کی حاکمیت اور اس کی اطاعت واتباع میں شرک ہونے کی ایک دلیل اللہ تعالٰی کا جہنم میں موجود جہنمیوں کے متعلق یہ فرمان ہے کہ جہنمی جہنم میں اپنے لیڈروں اور حاکموں سے جھگڑیں گے. جن کے وضع کردہ احکام و قوانین پر چلتے تھے اور ان کی مستقل اطاعت کرتے تھے جبکہ قانون سازی اور مطلق اطاعت صرف اللہ تعالٰی کا حق ہے. وہ اللہ کے دین اور شریعت کے احکام و قوانین کو چھوڑ کر ان کی اتباع کر کے ان کو اللہ کے حق میں شریک کرتے تھے. ان کا یہ عمل ان کا انھیں رب العالمین کے برابر قرار دینے کی کوشش اور شرک ہے. ان پیروکاروں کا اپنے لیڈروں اور بڑوں کو رب العالمین کے برابر قرار دینا کائنات کے کاموں میں تصرف کے بارے میں نہ تھا. کیونکہ وہ رب العالمین کی ربوبیت کے قائل تھے اور اسے ہی خالق ومالک جانتے تھے بلکہ یہ انھیں رب العالمین کے برابر قرار دینا اطاعت 'فرمانبرداری اور حاکمیت میں تھا.

غیر اللہ کے احکام کی اطاعت کرنے والے بھی شرک میں برابر ہیں

آیت: ۱۵۸

يقدم قومه يوم القيمة فاوردهم النار وبئس الورد المورود. (هود: ۹۸)

قیامت کے روز وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہو گا اور اپنی پیشوائی میں انھیں دوزخ کی طرف لے جائے گا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ قیامت والے دن فرعون اپنی قوم اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس کی الوہیت و حاکمیت اور اطاعت تسلیم کی ہو گی انہیں جہنم کی طرف لے جائے گا. اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین سے بغاوت کرنے والے طاغوت تو جہنم میں جائیں گے ہی لیکن اس کے ساتھ وہ لوگ بھی جہنم میں جائیں گے جنہوں نے طاغوت کے احکام و قوانین کی اطاعت کر کے انھیں اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں شریک کیا ہو گا. قیامت والے دن لوگوں کے گروہ ہوں گے اور جو دنیا میں جس کو مطاع اور راہنماء مانتا تھا جس کی عبادت و اطاعت کرتا تھا وہ قیامت میں اس کی پیشوائی میں جہنم کی طرف جائے گا.

آیت: ۱۵۹

ان فرعون وھامان وجنودھما کانو خطئین. (القصص: ۸)

بیشک فرعون و ھامان اور ان کے لشکر خطاکار ہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے فرعون و ھامان اور ان کے لشکر جنہوں نے ان کی اطاعت و پیروی کی اور ان کی حاکمیت تسلیم کی ان دونوں کا اکھٹا تزکرہ کر کے واضح فرمادیا ہے کہ دونوں خطاکار ہیں' دونوں کا جرم برابر ہے. اللہ تعالٰی نے فرعون کے لشکریوں کو اس چیز کا عزر نہیں دیا کہ فرعون نے انہیں اپنے جبر سے

اپنا حمائتی بنایا تھا یا ان لوگوں کو اپنے رزق اور مادی مفادات کی مجبوری تھی. ان لوگوں کا یہ عزر اللہ کے ہاں قبول نہیں. کیونکہ یہی لوگ ہوتے ہیں جن کے بل پر طاغوت اپنی حکومت چلاتے اور اس کا دفاع کرتے ہیں. ان آیات سے ان لوگوں کے اس شبہ کا رد ہے جو طاغوت کی حاکمیت اور اطاعت کرنے والے مجبور لوگوں کو عذر دیتے ہیں.

آیت: ۱٦۰

ھزافوج مقتحم معکم. (الزمر: ١٧)

یہ ایک گروہ ہے تابعداروں کا دھنسے گا تمہارے ساتھ.

وضاحت:

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ دنیا میں جن لوگوں نے غیر اللہ کی اطاعت کی ہو گی. اور ہر معاملے میں اللہ کے حکم کے مخالف جن کی تابعداری کی ہو گی انھیں اللہ کی حاکمیت میں شریک کیا ہو گا وہ قیامت والے دن اپنے مطاع اور حاکم کے ساتھ جہنم میں جھونک دیے جائیں گے. کیونکہ اللہ کی حاکمیت کو غصب کرنے والوں اور ان کی حاکمیت واطاعت کرنے والوں کا جرم برابر ہے.

آیت: ۱٦۱

احشرو الذین ظلموو ازواجھم. (الصفت: ٤٢)

ظالموں کو اور ان کے ہمراہوں کو جمع کر کے دوزخ کی راہ دکھانا.

وضاحت:

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو جنہوں نے اللہ کی توحید اور دین کو ماننے سے انکار کیا ان کو اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل کرنے کا حکم دے گا. اور ان کے ساتھ وہ لوگ بری الذمہ نہ ہوں گے جنہوں نے ظالموں کی اتباع و پیروی کی ہو گی.

اللہ کی حاکمیت میں شرک سے دنیاوی عذاب

آیت: ۱۶۲

قل هل انبئكم بشر من ذلك مثبوبة عندالله من لعنه الله وغضب عليه وجعل منهم القردة والخنازير وعبد الطاغوت اولئك شر مكانا واضل عن سواء السبيل. (المائدہ: ۲۰)

کہہ دیجئے کیا میں تمہیں (اس شخص کے بارے میں) نہ بتادوں جو جزا کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک اس سے بھی بدتر ہے. یہ وہ شخص ہے کہ اللہ نے اس پر لعنت کی اور اس پر اپنا غصب نازل کیا. اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنادیا. اور اس نے طاغوت کی عبادت کی وہی لوگ بدتر درجے میں ہیں اور سیدھی راہ سے وہ سب سے زیادہ گمراہ ہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان نظاموں اور معاشروں کی بدبختی اور ضلالت بیان کی ہے جو اللہ کی حاکمیت اور عبادت سے عاری اور غیر اللہ کی حاکمیت اور عبادت میں غرق ہیں. ان نظاموں اور معاشروں میں اللہ

کی حاکمیت وعبادت اوراس کے احکام و قوانین کی بجائے انسانوں اور طاغوت کی اھواءوخواہشات اوراحکام و قوانین نافذ ہیں اور لوگ ان کے وضع کردہ احکام و قوانین کی اطاعت وبندگی میں مصروف ہیں.ان نظاموں اور معاشروں میں انسانوں کو بے قید آزادی کا حق حاصل ہے. قوانین ان کی مرضی سے ہی طے پاتے ہیں جن کی معاشرے میں اطاعت ہوتی ہے.اس لئے یہ معاشرے طاغوتی اور غیر اللہ کی عبودیت پر مبنی معاشرے ہیں. جمہوری اصول پر مبنی یہ معاشرے جواپنی روایات پر بڑافخر محسوس کرتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ یہ انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت سے نکال کر طاغوت کی اطاعت وعبادت میں غرق کرچکاہے.اس نظام میں انسان طاغوت کے بنائے گئے ہر حکم و قانون کی اطاعت کرتے ہیں.اس طرح اطاعت وعبادت اللہؐکی بجائے ان کے واسطے ہو جاتی ہے.اس طرح یہ توحید سے نکل کر شرک میں داخل ہو جاتے ہیں اور اللہ کی عبادت سے نکل کر طاغوت کی عبادت میں مبتلا ہو جاتے ہیں.

طاغوت کی عبادت اور بندگی سے ہی انسان بد بختی اور ضلالت کا شکار ہوتا ہے اس سے بڑی ذلت اور کیا ہوسکتی ہے کہ انسان اپنے جیسے انسانوں کا خود ساختہ قانون تسلیم کرے.اللہ کی رضا کو برطرف رکھ کر ایک انسان جب اپنے جیسے انسان کی رضاورغبت کا خیال کرنے لگتاہے توانسان کیلئے اس سے نچلا ذلت کا اور مقام نہیں رہ جاتا.اس سے انسان بدبختی اور ذلت کے انتہائی گہرے مقام تک جا گرتاہے.جب انسان طاغوت کی عبادت میں مبتلا ہوتاہے تووہ اپنی اور طاغوت کی اہواءوخواہشات کا پجاری ہو کررہ جاتاہے.اوراپنے سفلی جزبات وخواہشات کا پجاری ہو کر وہ اس قدر پست مقام پر جا گرتاہے جو بندرو خنزیر کا ہے.جیسا کہ قرآن ذکر کرتاہے.کہ بندر جو آخری حد تک طمع ولالچ اور خنزیر جو آخری حد تک جنسی و شہوانی حد کراس کر جاتا ہے'انسان طاغوت کا بندہ بن کر ان سے بھی بد تر ہو جاتاہے.

طاغوت کے احکام و قوانین کااطاعت گزاراور عبادت گزار جہاں اللہ کے نزدیک سب سے بدتر انسان اوراللہ کی لعنت اور غضب کا شکار ہوتا ہے. وہیں دنیامیں بھی وہ اپنے اس بدعقیدے کی وجہ سے اپنے نفس پر ظلم و عزاب کا شکار ہوتاہے. اس کے نزدیک یہ دنیااندھے کی لاٹھی ہے کسی الٰہی دستور اور قانون کی پابند نہیں. انسان جو چاہے کرسکتا ہے ایسا شخص عیش پرستی کے عزاب میں 'ہوس پرستی کے عزاب میں 'بخل اور حب مال کے عزاب میں گرفتار ہوتا ہے. جیساکہ ہمیں غیر اللہ کی عبودیت پر مبنی جمہوریت زدہ ممالک اور معاشروں میں نظرآتا ہے. جس کی وجہ سے وہ شدید قسم کے ذہنی الجھن اور نفسی عزاب کا شکار ہوجاتے ہیں. جس نے ان کاضمیر پژمردہ اورروح کو کچل ڈالاہے'بدنصیبی' بدبختی 'قلق واضطراب'اعصابی امراض'نفسیاتی الجھنیں'انارکی'کج روی'روحانی اضطراب'خاندانی ٹوٹ پھوٹ' جرائم' جنگ وجدل'قدرتی آفات اور نت نئ بیماریاں پیدا کردیں ہیں. غیر اللہ کے وضعی نظاموں پر مبنی جمہوری ملکوں میں اخلاقی سطح حیوانیت کے درجے پر پہنچ چکی ہے. زندگی کا تصور نہائت پست ہوچکا ہے'دولت وشہوت مقصد حیات بن چکاہے. اللہ کی طرف سے آزاداور مکرم انسان اللہ کی بجائے اپنی خواہشات اور دوسرے انسانوں کی خواہشات اور قوانین کا غلام بن چکاہے.

موجودہ انسان نے سائنس و ٹیکنالوجی میں ضرور ترقی کی ہے لیکن اس نے انسان کی انسانیت اس کے اخلاق و قوانین اور نظام سیاست میں پستی کا عالم پہلے سے بھی پست کردیاہے. موجودہ نظام سیاست حیوانیت کی پست ترین گہرائی میں جا گراہے جس نے ہم جنسیت'زنا'لواطت جیسے حیوانی عیبوں کو بھی انسان میں مکرم بنادیاہے.

موجودہ نظام جمہوریت کی اس قدر پستی و گمراہی کے باوجود لوگ اس کی گمراہی سے ناواقف ہیں بلکہ اس کی تعریف و توصیف میں مگن ہیں. ان سب لوگوں کیلیئے قرآن کی یہ آیت واضح کرتی ہے کہ جس مزہب

جمہوریت کے تم متبع ہو وہ سراسر گمراہی ہے. جس نظام سیاست کے تم سردار ہو وہ اپنی جڑ تک گلااور سڑاہوانظام ہے. خداکاعذاب تم پر ٹوٹ پڑنے کو ہے اور تمہارے لیے اس سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ تم طاغوت کی عبودیت پر مبنی نظام کو چھوڑ کر اللہ کی عبودیت اور حاکمیت پر مبنی نظام شریعت قبول کرلو.

آیت: ۱۶۳

لاتجعلوادعاءالرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاقد یعلم اللّٰہ الذین یتسللون منکم لواذافلیحزر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ اویصیبھم عذاب الیم.(النور: ٦٣)

تم رسول کے بلانے کو باہم ایک دوسرے کے بلانے کی مانند نہ ٹھراؤ. یقیناًاللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے آنکھ بچا کر کھسک جاتے ہیں'لہذا چاہیے کہ جو لوگ اس (اللہ ورسول) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں. اس (بات) سے ڈریں کہ انھیں دردناک عذاب آلے.

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

امر سے مراد محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا طریقہ'سنت اور شریعت ہے. مطلب یہ ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو قحط'مہنگائی اور ظالم حکمران وغیرہ ان پر مسلط ہو جائیں گے. (تفسیر ابن کثیر)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہے جو اس کے احکام و قوانین اور شریعت کی اتباع میں پہلو تہی سے کام لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی تاویل سے وہ اللہ کے نظام و قوانین سے چھٹکارہ حاصل کرلیں. یہ لوگ اللہ کی نازل کردہ احکام و قوانین اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کا دین اور شریعت اختیار کرتے ہیں. اپنے معاشرے اور ملک میں اللہ کی حاکمیت اور اس کی شریعت کے نفاذ کی بجائے غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی غیر اسلامی قوانین چلاتے اور نافذ کرتے ہیں اور اللہ کے احکام و قوانین اور شریعت کی بات کرنے والوں کی مخالفت کرتے ہیں. اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو تنبیہ کی ہے کہ ان کے اس امر کی وجہ سے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں فتنہ وفساد اور آزمائش و تنگی میں مبتلا کردے اور وہ بدترین اور دردناک عذاب میں گرفتار ہوجائیں. اللہ کے اس فرمان کی روشنی میں دیکھا جائے تو حقیقت یہی نظر آتی ہے کہ آج مسلمانوں کو دنیا میں ہر جگہ جس ظلم و بربادی' قتل وغارت' تباہی و بربادی' بھوک وافلاس اور غلامی و محکومی کے عزابوں کا سامنا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ انھوں نے اللہ کی حاکمیت اور شریعت کو چھوڑ کر غیر اللہ کے نظام اور انگریزوں کے قوانین اختیار کر لئے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ذلیل ورسوا کیا ہوا ہے اور کفار ان پر ظلم کر رہے ہیں.

مسلمان صرف ایک صورت میں ظلم و عزاب سے چھٹکارا پا سکتے ہیں کہ اپنے ملک و معاشرے میں اللہ تعالیٰ کے نظام وشریعت کو لاگو کریں. اس کے احکام و قوانین کے مطابق فیصلے کریں اور اس کی حاکمیت کو قائم کریں. یہی ان کو دنیا و آخرت کے مسئلوں اور عزابوں سے بچا کر امن و سلامتی اور کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کر سکتا ہے.

آیت: ۱٦٤

واتبعوااحسن ماانزل الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم العذاب بغتۃ وانتم لاتشعرون.(الزمر: ۵۵)

اورتابعداری کرواس بہتر(دین)کی جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کیاگیاہے اس سے پہلے کہ تم پراچانک عزاب آجائےاور تمہیں احساس بھی نہ ہو.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس دین اور شریعت کی اطاعت وپیروی کاحکم دیاہے جو بہترین نظام اوردین ہے جس میں انسانیت کے تمام مسائل کاحل ہے.اوراسی میں انسانیت کی دنیاوآخرت کی بھلائی ہے.اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہواہے اوراس کی حاکمیت کے مطابق یہ دین کسی انسان کاخودساختہ وپرداختہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کانازل کردہ ہے.اس لئے اس کی اطاعت واتباع اوراس کی حاکمیت کوزندگی میں نافذکرنامسلمانوں پرفرض ہے.اسی لئے اللہ تعالیٰ نے وعید فرمائی ہے کہ اگرتم نے اللہ کے احکام وقوانین کی اطاعت وپیروی نہ کی اوراس کے دین کی حاکمیت کو قائم نہ کیاتوتم پرعنقریب اچانک اللہ کاعذاب نازل ہوگاجس کاتمہیں علم بھی نہ ہوسکے گا.آج انسانیت مختلف عذابوں میں شکارہے اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اللہ کے دین اورشریعت کوچھوڑکرغیراللہ کے نظام وقوانین کواختیار کرررکھاہے.

آیت:۱٦۵

وتلك عاد جحدو بايت ربهم وعصوا رسله واتبعوامر كل جبار عنيدواتبعوفی هزه الدنيا لعنة ويوم القيمة.(ھود: ۵۹)

اور یہ قوم عاد تھی جس نے اپنے رب کی آیات کاانکار کیااور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر ہٹ دھرم کی اطاعت کی. ان کے پیچھے اس دنیامیں بھی لعنت لگائی گئی ہے اور آخرت میں بھی.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے قوم عاد کا تزکرہ کیا ہے. جنہوں نے اللہ کے دین اور اس کے احکام و قوانین کو ماننے سے انکار کیااور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس شریعت کو لے کر آئے تھے اس کی اطاعت واتباع نہ کی. اپنی زندگیوں اور معاشرے پر اللہ کی حاکمیت اور اطاعت قائم کرنے سے انکار کیا. قوم عاد کا جرم کوئی معمولی جرم نہ تھا. جس وجہ سے اللہ تعالٰی نے ان پر دنیااور آخرت میں لعنت کی ہے. انہوں نے اللہ کے احکام و قوانین اور اس کے رسولوں پر اترے ہوئے احکام اور شریعت کاانکار کیا. اس انکار کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے طاغی 'متکبر اور جبار سرداروں اور بادشاہوں کے رعب ودبدبے اور قوت کی وجہ سے ان کی اطاعت ونوکری کرتے تھے. جوان پر قوت وظلم سے مسلط ہو چکے تھے. وہ ایک اللہ کی اطاعت وعبادت کی بجائے غیر اللہ اور انسانوں کی اطاعت وعبادت میں مصروف تھے. جبکہ اللہ اور رسول کا مطالبہ یہ تھا کہ فقط اللہ کے احکام کی اطاعت وعبادت کرو' حاکمیت اور اتباع فقط ایک اللہ کی ہو جس کا طریقہ یہی ہے کہ اس کے رسول کی اتباع کرو.

جو جرم قوم عاد کا تھا یہی جرم آج دنیا کے اکثر لوگوں کا ہے جو اللہ کے دین اور اس کے رسول کی شریعت کو چھوڑ کر اپنے حاکموں اور بادشاہوں اور اہل پارلیمان کی اطاعت وحاکمیت میں مبتلا ہو چکے ہیں ان کا عملاً اللہ

کی شریعت اور اس کے احکام و قوانین کو اپنے ملک و معاشرے میں قائم کرنے سے انکار کرنا در اصل اللہ کی آیات سے جحود وانکار کرنے کے مترادف ہے. اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر انسانوں اور طاغوت کے احکام کی اتباع کرنا ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے. یہ اس لعنت کا ہی سبب ہے کہ یہ نظام جو انسانوں کی حاکمیت اور اطاعت پر مبنی ہے لعنت و غضب 'ظلم و تنگدستی اور فتنہ وفساد کا شکار ہے.

آیت: ۱٦٦

والذین ینقضون عھداللّٰه من بعد میثاقه ویقطعون ماامراللّٰه به ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئك لھم اللعنة ولھم سؤ الدار.(الرعد: ۲۵)

اور جو لوگ اللہ کے عہد کو توڑتے ہیں اس کے پختہ کرنے کے بعد اور جن چیزوں کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے اسے قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں وہی لوگ ہیں جن کیلئے لعنت ہے اور جن کیلئے آخرت کی برائی ہے.

وضاحت: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس عہد کا ذکر فرمایا ہے جو اس نے ابن آدم کو پیدا کرنے سے پہلے اس کی تمام روحوں اور انسانوں سے لیا تھا. وہ عہد اللہ کی توحید اور اس کی عبادت کا عہد تھا. یہی وہ عہد خلافت ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لیا تھا پھر پے درپے پیغمبر اور رسول بھیج کر انسانوں سے عہد لیا گیا کہ وہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں گے اور اسی کے قانون کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں گے. اللہ تعالیٰ سے کیا گیا عہد اور وعدہ جس کے مطابق عبادت 'اطاعت اور حاکمیت صرف اللہ کیلئے خاص ہے.اور دین اسلام اور شریعت ہی نظام اطاعت ہے اور اس کے

سوا ہر انفرادی'اجتماعی'سیاسی'اقتصادی طریقہ اور نظام باطل ہے جو شخص یہ مانتا ہے کہ جس راہ پر وہ چل رہا ہے وہ اللہ کی نازل کردہ نہیں وہ واضح اعتراف اور علم کے ساتھ کفر کرتا ہے اور اللہ کا وعدہ وعہد توڑتا ہے اور زمین پر فساد کا موجب ہے. غیر اللہ کی حاکمیت اور عبودیت پر مبنی نظام نے انسانوں کو فتنہ وفساد'موت'خود غرضی اور نفس پرستی میں مبتلا کر دیا ہے جس کی وجہ سے ہر انسان بد بختی'مادر پدر آزادی اور مستقل قلق واضطراب میں مبتلا ہے اور اسی وجہ سے دنیا میں تہزیبوں اور معاشروں میں جنگ وجدل بر پا ہے.

فساد کی مختلف صورتیں ہیں جو سب نقض عہد سے پیدا ہوتی ہیں. اور فساد کی اصل جڑ اس منہاج زندگی اور شریعت سے منحرف ہونا ہے جو اللہ سبحانہ نے انسانیت کیلیئے پسند فرمایا ہے. اسلام سے انحراف یقیناً فساد پر منتج ہوتا ہے. زمین فساد سے پاک ہو نہیں سکتی جب تک اللہ کا بتایا ہوا منہاج زندگی بروئے کار نہ ہو. اور جب تک اللہ کا مقرر کردہ قانون عملاً برپا نہ ہو اور جب اللہ کی حاکمیت اور شریعت سے منحرف ہو کر خدا اور بندے کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے. پھر لوگوں کے دل میں بھی فساد بھر جاتا ہے اور ان کے احوال بھی فساد کا شکار ہو جاتے ہیں اور لوگوں کا کوئی پہلو فساد سے نہیں بچتا اور یہ ہر شئے کو اپنی لپیٹ میں لیتا چلا جاتا ہے.

آج اللہ کے عہد کو توڑ کر زمین میں فساد مچانے کے موجب وہ جمہوریت زدہ انسان ہیں جو اپنے آپ کو مفکر'محقق اور سیاستدان کہلواتے ہیں. انسانوں نے ان سے بد بختی وفساد کے سوا کچھ نہیں پایا. یہ اسلام کے اعلیٰ نظام کے ہوتے ہوئے جس میں عبادت'اطاعت اور حاکمیت فقط اللہ کی ہے. غیر اللہ کے نظام جمہوریت کو اپناتے ہیں جو انسانوں کی عبادت وحاکمیت اور ان کی اکثریتی رائے پر مبنی ہے. یہ لوگ اللہ کے ساتھ عہد باندھ کر توڑ دیتے ہیں. ملانے والی چیزوں کو کاٹتے ہیں اور زمیں میں فساد کرتے ہیں. یہ لوگوں کیلیئے فیصلے اور زندگی گزارنے کے راستے تجویز کرتے ہیں اور لوگوں کیلیئے وہ قانون گھڑتے ہیں جن کی اللہ

تعالیٰ نے اجازت نہیں دی. انسانوں کو اپنے قوانین کا بندہ بناتے ہیں اس طرح ان کی اطاعت وعبادت کو غیر اللہ کیلئے ٹھراتے ہیں ایسے ہی لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے اور یہ لعنت اب اس نظام کے دنیا میں فساد سے صاف واضح اور ظاہر ہے.

آیت: ۱۶۷

ولواتبع الحق اھواءھم لفسدت السموت والارض ومن فیھن. (المومنون: ۷۱)

اور اگر حق ان کی خواہشات کے تابع ہو جائے تو آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بگڑ کر رہ جائے.

وضاحت:

اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کے احکام وقوانین ہی دین حق ہیں. یہ دین حق معاشرے میں عدل وانصاف اور امن وسلامتی کا ضامن ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر قائم ہے جو مدبر اور علیم وحکیم ہے اور اس چیز کی قدرت رکھتا ہے کہ معاشرے کو نظام عدل اور امن عطا فرمائے. اس دین حق کے علاوہ جتنے بھی نظام ہیں وہ باطل اور فساد پر مشتمل ہیں کیونکہ یہ اللہ کی بجائے لوگوں کی اہو اُوخواہشات اور حاکمیت پر قائم ہیں. جن میں انسان دوسرے انسانوں کو اپنی خواہشات اور حاکمیت کا غلام بنانا چاہتا ہے. اس لیے یہ زمین پر ظلم وستم اور فساد کا باعث ہیں.

عدل وانصاف کا ذائقہ انسانیت نے اس وقت چکھا جب انسانوں کے کسی معاشرے میں اللہ کی حاکمیت پر مبنی قانون الٰہی اور شریعت الٰہی کو قائم کیا گیا. اور جب انسانیت نے اپنی زندگی میں غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی

نظام اور فلسفہ قانون کو اپنایا. تو زمین ظلم و ستم اور فساد سے پر ہو گئی. بادشاہوں نے عوام پر ظلم ڈھایا' ایک قوم نے دوسری قوم کو لوٹا' ایک نسل نے دوسری نسل کو پامال کیا طاقتور نے کمزور پر ظلم کیا. یہ تو صرف اللہ کا نظام حق اور شریعت ہے جو تمام انسانوں کیلئے برابر ہے. جو انسانوں کی حاکمیت اور آمریت کی نفی کرتا ہے. انسانوں نے جب بھی اللہ کی حاکمیت کو چھوڑا وہ غیر اللہ کی حاکمیت کا غلام بن کر زمین میں ظلم و فساد کا باعث بنے. دین حق اور شریعت کے علاوہ ہر نظام انسان کے حق میں نظام ظلم ہے. کیونکہ وہ حق کی بجائے باطل اور غیر فطری احکام و قوانین پر مشتمل ہوتا ہے جو معاشرہمیں بدامنی' ظلم اور فتنہ فساد کا موجب بنتا ہے. غیر اللہ کی حاکمیت اور ان کی اہواء و خواہشات اور شہوات کی قسمیں بے شمار ہیں. اگر دین حق اہواء و خواہشات کے تابع ہو جائے تو سب کچھ بگڑ کر رہ جائے' کراہت و بغض کا دور دورہ ہو جائے. ساری دنیا لوگوں کی رنگا رنگ خواہشات کی غلام بن کر جنگ وجدل اور تصادم کا شکار ہو جائے. اہوا ٔ و خواہشات تو ہر ایک کی الگ الگ ہوں گی کس کی مانی جائے اور کس کا انکار کیا جائے. پس نظام حیات انسانی کسی کی خواہشات کا تابع نہیں ہو سکتا ورنہ اس میں فساد برپا ہو جائے گا.

پس قانون اور شریعت صرف اللہ کے تابع ہے جس کے ہاتھ میں حاکمیت کلی ہے. زمین و آسمان جس کی حاکمیت پر قائم ہیں تو انسانی زندگی پر بھی اس کی حاکمیت قائم ہونی چاہیے. جو ہاتھ کائنات کی تدبیر کرتا ہے وہی انسانوں کیلئے قانون بناتا ہے. جس نے کائنات کیلئے قانون ٹھہرایا وہی حق رکھتا ہے کہ انسانی زندگی کیلئے قانون بنائے. اس لئے انسان اپنی خواہشات کو اللہ کے حکم کے تابع بنائے نہ کہ اہو اٗ و خواہشات کی اکثریت کی پیروی شروع کر دے. جیسا کہ انسانوں کے وضع کردہ نظام جمہوریت میں ہے. اس وجہ سے پوری دنیا میں ظلم و ستم اور فتنہ و فساد برپا ہے. یہ فتنہ و فساد اسی وقت ختم ہو سکتا ہے جب انسانیت دین حق اللہ کی حاکمیت اور نظام شریعت کی اتباع ہپیروی شروع کر دے.

آیت: ۱۶۸

ولقد نجينا بنی اسرائيل من العزاب المهين من فرعون انه كان عاليا من المسرفين.(الدخان: ۳۱
)

یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو رسواکن عزاب سے نجات دی.(یعنی)فرعون سے' بلاشبہ وہ بڑا ہی سرکش حد سے گزرنے والوں میں سے تھا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی اور حاکمیت سے نکال کر رسواکن عذاب سے نجات دی. کیونکہ فرعون سخت طاغی اور ظالم تھااور بنی اسرائیل سے اپنی بندگی اوراطاعت کرواتا تھا. جو قوم اور معاشرہ اللہ کی بندگی اور غلامی چھوڑ کر غیر اللہ کی بندگی وغلامی کا شکار ہو جائے. اور طاغوت کی حاکمیت واطاعت اختیار کرے. تووہ قوم اور معاشرہ سخت عذاب اور مصائب میں گرفتار ہو جاتا ہے. وہ معاشرہ دینی واخلاقی زوال کا شکار ہو جاتے ہیں. نفس پرستی'مال وزرپرستی'خواہش پرستی'شہوت پرستی'ظلم وفساد'قتل وغارت'ناانصافی'رزق کی تنگی'قدرتی آفات اورنفسیاتی وروحانی بیماریاں اس معاشرے میں عام ہو جاتی ہیں حتی کہ غیر اللہ کی حاکمیت کااثرانسان کے انفرادی وخانگی معاملات پر بھی پڑتا ہے.

کوئی قوم اور معاشرہ اس وقت تک ان عزاب ومصائب سے چھٹکارا نہیں پاسکتا جب تک وہ غیر اللہ کی حاکمیت اورعبادت سے نجات پاکراللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور نظام شریعت کواختیار نہ کرے. اس صورت

میں معاشرے کی ہر چیز راہ راست پر آسکتی ہے. وہ معاشرہ ہر سطح پر اصلاح و بھلائی اور نعمت و رحمت سے سرفراز ہوتا ہے.

آیت: ١٦٩

کداب آل فرعون والذین من قبلھم کفروبایت اللّٰہ فاخزھم اللّٰہ بزنوبھم ان اللّٰہ قوی شدید العقاب.(الانفال:٥٢)

جس طرح حال تھا آل فرعون کا اور جو ان سے پہلے تھے. تکزیب کی انہوں نے اللہ کی آیات کی تو اللہ نے ان کو ان کے گناہوں میں پکڑ لیا بلاشبہ اللہ قوی ہے سخت سزا دینے والا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے فرعون اور اس سے پہلے گزری ہوئی اقوام جن پر اللہ کا عزاب نازل ہوا اس کی وجہ بیان فرمائی ہے. پہلی قومیں جو اللہ کے غضب کا شکار ہوئیں اس کی وجہ یہی تھی کہ اللہ تعالٰی نے ان پر اپنی آیات واحکام نازل فرمائے.اور قوانین وشریعت نازل فرمائی.اور انھیں اقتدار و سلطنت عطا فرمائی. یہ اس لئے تھا تا کہ اللہ تعالٰی ان کا امتحان کرے کہ یہ لوگ اللہ کے احکام کو قبول کرتے ہیں 'اس کی اطاعت وعبادت کرتے ہیں یا اللہ کے احکام وشریعت کی ناشکری کرتے ہوئے اس کی نافرمانی کرتے ہیں. لیکن انہوں نے اس کے احکامات و قوانین کو رد کر کے اپنے آپ کو اللہ کے عزاب کا مستحق ٹھرالیا.

آج بھی دنیا کو اللہ کے عزابوں نے گرفت میں لے رکھا ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ انسانیت نے اللہ کی کتاب اس کے احکام و قوانین کو چھوڑ کر شرک و کفر کا راستہ اختیار کیا ہے. اس کی اطاعت وعبادت سے نکل

کر خود ساختہ احکام و قوانین کی اطاعت واتباع جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور انسانیت ان طاغوتوں کی بندگی میں مصروف ہے۔ جو اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اور یہ عذاب انسانیت پر مختلف شکلوں میں نازل ہو رہا ہے۔ انسانیت مستقل بدامنی'فتنہ وفساد'خوف واضطراب'جنگ وجدل'افتراق وتعصبات'نفسیاتی وروحانی عزاب'بے حیائی اور بدکاری کے عزابوں میں گرفتار ہے۔

انسانیت ان عزابوں سے تب ہی چھٹکارہ پا سکتی ہے جب وہ کتاب اللہ کی آیات واحکام اور قوانین پر ایمان لا کر ان کو اپنے درمیان قائم ونافذ کرے۔ تاکہ دنیا فرعونوں'طاغوتوں اور جابروں کے ظلم وبندگی سے آزاد ہو کر ایک اللہ کی عبادت'عدل وانصاف اور امن وسکون میں زندگی گزار سکے۔

آیت: ۱۷۰

فبما نقضهم ميثاقهم لعنهم وجعلنا قلوبهم قسيه يحرفون الكلم عن مواضعه. (المائدہ: ۱۳)

چنانچہ ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا وہ کلمات کو ان کے موقع ومحل سے بدل ڈالتے ہیں۔

وضاحت:

یہود کا جرم عظیم یہ ہے کہ انھوں نے اللہ کی کتاب میں تحریف کی اس میں بہت کچھ اپنی طرف سے اضافہ کر دیا اور اس کے اصل احکام کی تفسیر وتشریح اپنی مرضی کے مطابق کر لی اور شریعت کے وہ احکام جو منہاج زندگی اور معاملات سے متعلق تھے فراموش کر دیے اور اللہ کے دین اور اس کی شریعت پر قائم نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نقض عہد کرنے اور تحریف کرنے کے نتیجے میں لعنت اور قسوت قلب کا شکار ہونے کی یہ تفصیل اس لئے بیان فرمائی تا کہ امت مسلمہ اس امر پر متنبہ ہو جائے کہ اس نے اگر یہود کے طرز عمل کو اپنایا اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور شریعت کو چھوڑ کر اس کے احکام و قوانین کو تبدیل کیا تو ان پر بھی ویسی ہی لعنت اور پھٹکار آئے گی جیسا کہ یہود پر آئی تھی. اور اللہ تعالیٰ نے انھیں اعزاز و غلبے سے غلامی و محکومی میں دھکیل دیا. لیکن افسوس کہ آج امت مسلمہ یہود کے نقش قدم پر گامزن ہے اور اس نے اللہ کے احکام و قوانین اور شریعت کو ترک کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ بھی دنیا کی امامت سے گر کر غلامی اور ظلم و بربریت کا شکار ہے.

آیت: ۱۷۱

ومن یبدل نعمۃ اللہ من بعد ما جاءتہ فان اللہ شدید العقاب. (البقرہ: ۲۱۱)

اور جو شخص خدا کی نعمت کو اپنے پاس آنے کے بعد بدل دے تو خدا سخت عذاب کرنے والا ہے.

وضاحت:

اس نعمت سے مراد دین اسلام اور شریعت الٰہی کی نعمت ہے جو اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے. یہ نعمت اللہ کی شریعت کی اطاعت کی صورت میں ایمان اور توحید کی نعمت ہے۔ اور انسان اس نعمت پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت کی بھلائی کا حصول اور اس کے شر سے بچ سکتا ہے. آج انسانیت اس نعمت سے گیریز کر کے اس دنیا میں بھی عذاب میں مبتلا ہے. انسان اس نعمت کو ترک کر کے معاشی و معاشرتی ظلم واضطراب اور بے اطمینانی کا شکار ہے. نفسیاتی اور اعصابی امراض کا شکار ہے اور انسان ایک دوسرے پر ظلم

کررہا ہے. یہ سب عذاب الٰہی ہے جس سے آج ہر وہ ملک و معاشرہ اور قوم دوچار ہے جس نے اللہ کی نعمت اسلام'نظام عدل وانصاف اور شریعت کو چھوڑ کر انسانوں کے خود ساختہ نظاموں اور قانون کی طرف رخ کیا ہے.

آیت: ۱۷۲

الذین طغوفی البلادفاکثروفیھالفساد.(الفجر)

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے شہروں اور علاقوں میں سرکشی کی تھی اور بہت فساد مچایا تھا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے ان لوگوں کات-ذکرہ کیا ہے جنہوں نے اللہ کی الوہیت وحاکمیت کو غصب کیااوراس کے دین سے سرکشی اختیار کی. ان لوگوں کا یہ فساد ان کے اپنے تک محدود نہیں رہتا بلکہ ان کے عقیدے اور عمل کا فساد دوسروں کو بھی متاثر کرتا ہے. زمین کے شہروں اور معاشروں میں جو بھی ظلم وفساد برپا ہے وہ شرک اور طاغوتی نظام و قوانین کا فساد ہے. یہ طاغی و باغی نظام معاشرے میں فساد پیدا کرتا ہے اوراس کا کوئی میزان اور قدر و قیمت فطرت پر قائم نہیں رہنے دیتا. کیونکہ طاغوت ہواء وہوس کا قیدی ہوتا ہے. وہ کسی قاعدے'ضابطے اور قانون کا پابند نہیں ہوتا.اس لئے اس کا ہر عمل معاشرے میں ظلم وفساد پیدا کرتا ہے جس سے تمام معاشرہ فتنہ آلود ہو جاتا ہے. معاشرے کا ہر طبقہ اس فساد میں شامل ہو جاتا ہے. یہ فساد در فساد ملک و معاشرے میں کثیر فساد کا باعث بنتا ہے.

آیت: ۱۷۳

والحافظون لحدود اللّٰہ وبشر المومنین.(التوبہ:۱۱۲)

اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور (اے نبی) مومنوں کو خوشخبری سنادیجئے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی صفت بیان کی ہے کہ وہ اللہ کی حدوں کی حفاظت کرتے ہیں اس کے احکام و قوانین کی اطاعت کرتے ہیں. اور اس نے انسانوں پر جو حدود و قوانین نازل فرمائے ہیں اس کی حاکمیت کو اپنے نظام زندگی میں قائم کرتے ہیں. یہی لوگ اصل ایمان والے ہیں کہ جب کوئی اللہ کے حدود و قوانین سے تعدی و بغاوت کرکے انہیں انسانی زندگی پر حاکمیت سے معزول کرکے اپنے خود ساختہ حدود و قیود نافذ کرتا ہے تو یہ اہل ایمان اللہ کی شریعت اور اس کے احکام و قوانین کی حفاظت کیلئے دین کے باغیوں اور طاغوتوں سے ٹکراتے ہیں. اس کے احکام و حدود میں تغیر و تبدیلی کے مقابل دیوار بن جاتے ہیں. ان کی طاغوتوں سے جنگ اس لئے ہوتی ہے کہ وہ زمین پر ان کے خود ساختہ نظام و قوانین کو ختم کرکے اللہ تعالیٰ کا نظام شریعت اور حدود اللہ کو قائم کریں. یہی لوگ اور جماعت حق پر قائم ہے انہی کیلئے ایمان کی خوشخبری ہے.

آیت: ۱۷٤

تلک حدود اللّٰہ ومن یطع اللّٰہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا وذلک الفوز العظیم.ومن یعص اللّٰہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عزاب مھین.(النساء: ۱۳)

یہ اللہ کی حدیں ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے آگے نکلے گا تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کیلئے رسوا کرنے والا عذاب ہے.

وضاحت:

سورہ نساء کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے شریعت کے کچھ احکام ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ اللہ کی حدیں اور اس کے احکام و قوانین ہیں. اور جس نے شریعت کے ان احکام و قوانین میں اللہ ورسول کی اطاعت کی انھیں اپنی زندگی پر حاکم کیا اور اللہ کی ان حدود و قوانین کو اپنے ملک و معاشرے میں قائم کیا تو اس نے اپنی توحید و ایمان کو مکمل کر لیا اور وہ اس عظیم کامیابی کو حاصل کرنے میں کامیاب رہا جس کے صلے میں اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرمائے گا. اور اسے جہنم کے عزاب سے بچالے گا. اور جس نے اللہ ورسول کی لائی ہوئی شریعت اور قوانین کی نافرمانی کی' اور اس کی اطاعت و حاکمیت کو اپنے نظام زندگی میں قائم نہ کیا. اور اس کے حدود و قوانین سے تعدی و بغاوت کرتے ہوئے اپنے خود ساختہ حدود و قوانین کی اطاعت کی. تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جہنم اور دردناک عذاب کی بشارت سنائی ہے.

اللہ کی حاکمیت کی پیروی پر دنیا میں کامیابی

آیت: ۱۷۵

یاایھاالذین امنوا استجیبوا للّٰه وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم. (انفال: ٢٤)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو جب وہ تمہیں اس (امر) کی طرف بلائے جو تمہیں زندگی بخشتا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اللہ ورسول کے احکامات کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ اللہ ورسول کے احکام و قوانین کی پیروی اور اطاعت میں تمہارے لئے زندگی ہے. اللہ تعالیٰ نے جس توحید اور دین اسلام کی دعوت دے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مبعوث فرمایا. اس دعوت میں تمام انسانیت کیلئے خیر ہے. جس نے انسانیت کو ظلمت وتاریکیوں اور ظلم وفساد سے نکال کر ہدائت وروشنی اور امن وسکون سے نوازا. اس دعوت توحید نے انسانوں کو انسانوں کی غلامی وبندگی اور ظلم وستم سے نکال کر آزادی اور عدل وانصاف سے نوازا.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جن احکام و قوانین اور شریعت کو لے کر آئے اس میں انسانوں کیلئے امن وسکون'عدل وانصاف'فلاح وبہبود اور کامیابی وکامرانی ہے. کیونکہ یہ احکام و قوانین اللہ تعالیٰ کی طرف سے وضع کردہ ہیں جبکہ انسانی وضعی نظام و قوانین کی صورت میں معاشرے میں انسانیت سے انحراف کر کے ظلم وستم'فتنہ وفساد'نفسیاتی بیماریاں'حیوانیت'ہم جنسیت'زناکاری'فحاشی'شدید مادہ پرستی'خود غرضی'درندگی'بے اطمینانی اور خودکشی جیسے مہلک اور خوفناک چیزیں پیدا ہو گئیں ہیں. جن

کے باعث ان سے زندگی کا حقیقی لطف چھن چکا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا نظام اور شریعت انسانوں کو حیات نو اور زندگی کا پیغام سناتا ہے.

آیت: ۱۷۶

واطیعوااللّٰہ ورسولہ لعلکم ترحمون.(آل عمران: ۱۳۲)

اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول ؐ کی اطاعت کا حکم دیا ہے. اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو ماننے اس کے احکام و قوانین پر چلنے اور اس کے رسول کی اطاعت سے انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و برکت کا مستحق ٹھہرتا ہے. اس کو ایمان و توحید کی دولت ملتی ہے. اس کے مال و اولاد اور رزق میں برکت ہوتی ہے اور اسے امن و سلامتی سے نوازا جاتا ہے. جبکہ اللہ کی حاکمیت اور اس کے رسول کے لائے ہوئے نظام اطاعت کو اپنے ملک و معاشرے میں نافذ کرنے سے 'ملک و معاشرے اجتماعی طور پر فیوض و برکات حاصل ہوتی ہے. اور جب اللہ کی حاکمیت و اطاعت سے منہ موڑ لیا جائے تو انسان انفرادی و اجتماعی تنگیوں 'پریشانیوں 'مصائب و آلام اور فتنہ و فساد کا شکار ہو جاتا ہے.

آیت: ۱۷۷

ومن یطع اللّٰہ ورسولہ فقد فاذا فوزا عظیما.(احزاب: ۷۱)

اور جو اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کرے 'تو یقیناًاس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کرلی.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو انفرادی واجتماعی طور پر اللہ کی حاکمیت اوراس کے رسول کی اطاعت واتباع پر عمل پیرا ہوتے ہیں ان کیلئے خوشخبری سنائی ہے کہ اس کے عوض انہیں عظیم کامیابی وکامرانی سے نوازاجائے گا. یہ انسان کی سب سے بڑی خوش بختی ہے کہ وہ غیر اللہ کی حاکمیت اوراطاعت سے آزاد ہوکر صرف اللہ ورسول کااطاعت گزار ہوجائے. کیونکہ اس سے اسے دنیامیں بھی امن وسکون اورعزت وکامیابی سے نوازاجاتاہے اور آخرت میں یہی لوگ کامیاب وکامران ہوں گے.

غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام ومعاشرے میں قیام

آیت: ۱۷۸

والذین امنوولم یھاجرومالکم من ولایتھم من شیءحتی یھاجروا.(انفال: ۲)

اور جولوگ ایمان تولے آئے مگرانہوں نے ہجرت نہیں کی ان کی حمایت سے تمہیں کوئی غرض نہیں حتی کہ وہ ہجرت کریں.

امام علاؤالدین ابوبکر فرماتے ہیں:

دارالکفر دارالاسلام میں تبدیل ہوتا ہے اس میں اسلامی احکام جاری ہونے سے دوسری کسی شرط کے بغیر.(بدالصالیع:۱۳۰-۷)

امام سرخسی فرماتے ہیں:

صرف فتح کے بعد احکام اسلام کے اجراء کے بغیر دارلحرب دارالاسلام میں تبدیل نہیں ہوتا.(مسبوط سرخسی: ۳۲-۱۰)

امام ابویوسف اور امام محمد سے منقول ہے:

کہ اگر دارالاسلام کے کسی علاقے میں احکام شرک کااظہار کردیں توان کادار دارلحرب ہوگا.(مسبوط سرخسی: ۲۵۸-۱۲)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ایمان کی حقیقت کو واضح کیاہے جواللہ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن وہ غیر اللہ کے نظام ومعاشرے میں رہتے ہیں وہ اس معاشرے میں رہتے ہیں جو شرک وکفراور غیر اللہ کی عبادت وحاکمیت پر مبنی معاشرہ ہے. وہ غیر اللہ کے معاشرے سے ہجرت کر کے اسلامی معاشرے میں نہیں آئے. اسلامی معاشرہ جواللہ تعالیٰ کے دین وشریعت اوراس کی عبادت وحاکمیت پر مبنی معاشرہ ہے. اس معاشرے میں ہجرت کرناایمان وتوحید کے اثبات کیلئے ضروری ہے. اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے ایمان کی نفی کردی ہے. جو غیر اللہ کی الوہیت وحاکمیت پر مبنی معاشرے میں رہتے ہیں. ایسے لوگوں سے ایمان والوں کی قطع تعلقی اور برأت کا حکم دیاہے. ایمان کیلئے طاغوتی اور غیر اللہ کے نظام ومعاشرے سے عملی انکار وبرأت ضروری ہے.

پس قرآن مجید کی اس واضح آیت سے ان لوگوں کو جان لیناچاہیے جو غیر اللہ کے نظام و معاشرے میں رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہماراایمان اب بھی محفوظ ہے یہ ان کی خام خیالی ہے کہ وہ غیر اللہ کے نظام میں رہتے ہوئے اپنے ایمان وتوحید کو بچالیں گے. یہ ناممکن ہے کہ اس معاشرے میں رہتے ہوئے وہ غیر اللہ کے احکام و قوانین کے مطابق نہ چلیں. یقیناًاس معاشرے میں رہنے کیلئے انہیں سمجھوتہ کرناہوگا. توجب وہ غیر اللہ کے نظام حاکمیت کی اطاعت کریں گے توان کا عمل غیر اللہ کی عبادت اوران کی حمائت میں شمار ہوگا جس سے اس کی توحید وایمان ضائع ہو جائے گا.

آیت: ۱۷۹

ان الذین توفھم الملئکة ظالمی انفسھم قالوفیماکنتم قالوکنامستضعفین فی الارض قالوالم تکن ارض اللّٰہ واسعة فتھاجروفیھافااولئٹ ماوھم جھنم وساءت مصیرا.(النساء: ۹۷)

جن لوگوں کی اس حالت میں فرشتے جان قبض کرتے ہیں کہ وہ(جان بوجھ کر کافروں میں رہ کر)اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے ہوں'توفرشتے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے! تووہ کہتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے تب فرشتے کہتے ہیں کیااللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے چنانچہ یہی لوگ ہیں جن کاٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت براٹھکانہ ہے.

وضاحت:

قرآن مجید کی یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مسلمان ہونے کے بعد بدستور مکہ مقیم رہے اورانہوں نے مدینہ جہاں اسلام کی حکومت قائم تھی اوراسلامی قوانین نافذ تھے ہجرت نہ کی.اللہ

تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جہنم کی بشارت سنائی ہے. جو غیر اللہ کی حاکمیت اور کفر پر قائم نظام و معاشرے میں زندگی گزارتے رہے اور انہوں نے اسلامی معاشرے کی طرف جو اللہ کی حاکمیت پر قائم ہوتا ہے 'ہجرت نہ کی. اس آیت کی رو سے پتہ چلتا ہے کہ جس نظام و معاشرے میں اللہ کی حاکمیت اور اس کی شریعت قائم نہ ہو. اس معاشرے میں رہنے سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع کر دیا ہے چاہے وہ اس شرک و کفر کا انکار کرتا ہو اور اللہ کے دین اور شریعت پر ایمان لاتا ہو.

اللہ کی توحید اور اس کی حاکمیت پر ایمان کیلئے ضروری ہے کہ غیر اللہ کی حاکمیت اور طاغوت پر مبنی نظام و معاشرے سے عملاً انکار و برأت کی جائے. ایک مسلمان غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی ملک و معاشرے میں رہتے ہوئے مشکل ہے کہ وہ اپنی زندگی کے معاملات کو طاغوت کے احکام و قوانین سے بچا سکے اور اپنی زندگی کے تمام معاملات کو اللہ کی حاکمیت اور عبادت میں گزار سکے.

غیر اللہ کی حاکمیت 'اللہ و رسول سے دشمنی اور جنگ کے مترادف ہے

آیت: ۱۸۰

ان الذین یحادون اللّٰه و رسوله کبتو کما کبت الذین من قبلهم وقد انزلنا آیت م بینت وللکفرین عزاب مهین. (المجادلہ: ۵)

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے (احکامات) کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل و رسوا ہوں گے جس طرح اس سے پہلے لوگ ذلیل و رسوا ہوئے تھے. اور ہم نے روشن آیات اتاریں ہیں اور کافروں کیلئے رسوا کن عذاب ہے.

امام بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یحادون کا مطلب ہے وہ حدود کو ساقط کر دیتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر قرار دیا ہے اور ان کے اس فعل پر رسوا کن عزاب مرتب کیا ہے. اس لیے کہ انھوں نے ایسی چیز کے ذریعے عزت حاصل کرنی چاہی جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہے.

وضاحت:

اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے کچھ احکام و قوانین اور حدود ذکر فرمائے ہیں پھر فرمایا کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے احکام و قوانین کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کے واضح قوانین کو ٹھکرا کر یہ لوگ اپنے دل پسند وضعی قوانین اور حدود جاری کرتے ہیں اور اس کو اپنے ملک وعدالت میں قابل عمل ٹھراتے ہیں. ان کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا. ان کے اس عمل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخالفت اور دشمنی سے تعبیر کیا ہے. اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین کو ترک کرنے کو اس احکم الحاکمین سے دشمنی اور جنگ سے تعبیر کرنا بہت مناسب ہے. کیونکہ اللہ کے نظام اور احکام و قوانین کے مقابل اپنے قوانین و احکام جاری کرنا در اصل اللہ تعالیٰ جو اکیلا ہی قانون ساز اور احکم الحاکمین ہے سے جنگ کرنے کے مترادف ہے.

اللہ تعالیٰ سے اس جنگ میں اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین سے طاغی و باغی ان لوگوں کی ذلت و رسوائی یقینی ہے. جس طرح ان سے پہلے لوگوں اور قوموں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین کی عملاً مخالفت کی اس انجام سے دوچار ہونا پڑا' چنانچہ دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی ان طاغوتوں کی بھی ہو گی.

وقد انزلنا ایت بینت؛ جبکہ ہم نے روشن آیات اتاری ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا ہی کام ہے کہ وہ انسانوں کیلئے روشن اور واضح احکام و قوانین جاری کرے اور انسانیت کو ذلت و رسوائی سے نکال کر روشنی اور نور ہدایت سے

منور کردے. وللکفرین عزاب مھین؛اور کافروں کیلئے رسواکن عزاب ہے. یعنی جولوگ ان روشن اور واضح احکام و قوانین کو ترک کریں اور عملًا ان کی مخالفت کریں تودر حقیقت یہ لوگ اللہ سے کفر کرنے والے اوراس کے دشمن اور مخالف ہیں. کیونکہ یہ اس کے صریح احکامات کے مقابل ایک دوسری حد پر کھڑے ہیں جو اللہ اس کے رسول اور دین اسلام سے جنگ کرنے کے مترادف ہے.

آیت: ۱۸۱

ومن یشاق الرسول من م بعدماتبین له الھدی ویتبع غیرسبیل المومنین نوله ماتولی ونصله جھنم وساءت مصیرا.(النساء:۱۱۵)

جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول کی مخالفت کرے اور مومنین کے راستے کے سوا کی اطاعت کرے. ہم اسے ادھر ہی چلادیتے ہیں جدھر وہ چلااور دوزخ میں ڈال دیں گے اور وہ بہت براٹھکانہ ہے.

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے:

رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے بعد کچھ طریقے چھوڑے ہیں جنہیں اپنانا کتاب اللہ کو تھامنااور اللہ کی اطاعت کرنااور دین کی مدد کرناہے. کسی کو ان میں تبدیلی کا حق نہیں ہے اور نہ ہی ان کی مخالفت کرنے والے کی رائے کی اہمیت ہے جس نے ان کی مخالفت کی اور مومنین کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلا اللہ اس کو اسی طرف لے جائے گا جدھر وہ پھرے گااور اسے جہنم میں داخل کردے گااور وہ بہت براٹھکانہ ہے.(الشریعہ لاجری: ۲۸۰)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص راہ ہدایت دین اسلام شریعت اور مومنین کے طریقے اور منہج کو چھوڑ کر کافروں کے منہج پر چلے گا ان کے نظام رسم ورواج اور قانون کو اپنائے گا تو وہ رسول کی مخالفت کرنے والا شمار ہو گا اور آپ کی مخالفت کفر اور جہنم میں جانے کا سبب ہے.

یعنی جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے ہٹ کر کسی اور کے راستے پر چلا تو وہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مخالفت میں پڑ گیا. اس آیت میں مشاقہ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں مخالفت اختیار کرنا یعنی جو طریقہ اور منہاج زندگی اور شریعت رسول لے کر آئے اس جیسی اور اس کے مقابل نظام اور طریقہ خود وضع کرنا اور آپ کے طریقے اور شریعت کی مخالفت کرنا. اس آیت سے پہلے منافقوں کا ذکر آ رہا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیصلوں کو پسند نہ کرتے تھے اور جدا راستے پر چلتے تھے.

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ جو رسول ؑ کے لائے ہوئے احکام و قوانین اور شریعت کو ناپسند کرے گا اور جانتے بوجھتے اسے قبول نہ کرے گا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور طریقے کی مخالفت کرنے والا شمار ہو گا. مومنین کے راستے 'اللہ کے دین اور شریعت کو چھوڑ کر دوسروں کے وضع کردہ احکام و قوانین اور نظام و طریقے کی پیروی کرنا اللہ کے دین اور شریعت سے کفر کرنا ہے.

اس آیت سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ لایغفران یشرک بہ... کہ اللہ تعالیٰ شرک کو نہ بخشے گا. اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے سوا کسی دوسرے دین اور نظام کو محبوب رکھا جائے اور اس کو

معمول بنالیاجائے تو یہ کفر وشرک ہے. کیونکہ اللہ کے دین وشریعت کے سوا کسی اور کی پیروی واطاعت اور حاکمیت قبول کرلیناشرک ہے. اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور مومنوں سے مخالفت اور لڑائی کے مترادف ہے.

اللہ کی حاکمیت پر اٹھنے والے اہل ایمان کی مدد و نصرت

آیت: ۱۸۲

یایھاالذین امنوان تنصروا اللّٰہ ینصرکم ویثبت اقدامکم. (محمد: ۷)

اے ایمان والوا گر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم ثابت رکھے گا.

وضاحت:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دنیا میں اس کے دین اور شریعت کی نصرت کا حکم دیا ہے. پھر مومنین کو اللہ کے دین اور اس کے احکام و قوانین کے غلبے کیلئے معرکہ آرائی اور مقابلہ کے دوران فتح و نصرت کی بشارت دی ہے اور اللہ کے دین' قانون اور شریعت کے مخالفین کے خلاف قتال فی سبیل اللہ میں ثابت قدمی کا وعدہ دیاہے. اللہ تعالیٰ کا دین ایک شریعت اور منہج ہے جو کچھ حدود و قیود کے ساتھ انسان کی سیاسی' معاشی اور معاشرتی زندگی کے بارے میں ایک مخصوص اور اٹل نظریے پر قائم ہے. اللہ کی مدد کا مطلب یہ ہے کہ اس کی شرع اور منہاج کی مدد کی جائے اور دنیا کے دیگر طاغیوں اور باغیوں سے جو اللہ اور اس کے دین اور شریعت سے باغی ہیں ان پر اللہ کے دین کو غالب اور حاکم بنانے کیلئے قتال

کیاجائے. اللہ کی شریعت سے باغی اور طاغی جس قدر بھی طاقتور ہو اس کو للکارا جائے اور اس کے خلاف سینہ سپر ہوا جائے. ایسے طواغیت کے انکار کو اللہ نے اپنی مدد سے تعبیر کیا ہے. تو جو کوئی مومن ایمان اور استقامت کے اس راستے پر چلے گا. اللہ تعالیٰ ضرور اس کے قدموں کو جمادے گا اور اس کی مدد و نصرت کرے گا.

اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدے کے مطابق کہ وہ اپنے دین کے مددگاروں کی مدد فرماتا ہے. اپنے بندوں کو دنیا میں غالب کرتا ہے تاکہ زمین میں مملکت خداوندی کو قائم فرمائے اور اپنے بندوں کے ہاتھوں سے بالفعل اپنا حکم جاری کروائے. وہ اس عقیدہ توحید کے ذریعے ساری انسانیت کو پوری زمین میں غیر اللہ کی حاکمیت اور عبودیت سے آزاد کرانا چاہتا ہے اور انسانی زندگی میں الٰہی قانون قائم کرنا چاہتا ہے. چنانچہ جو کوئی اہل ایمان اللہ کی حاکمیت کے جھنڈے کو بلند کرے گا اور اس کیلئے کوشش و کاوش اور قربانی دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور غلبہ و فتح عطا فرمائے گا اور زمین پر خلافت و قوت سے نوازے گا جس کا وعدہ اس نے مومنین سے کیا ہے. اس طرح قرآن مجید کی یہ آیت اللہ کی حاکمیت کیلئے اٹھنے والے مومنین کی کامیابی کی بشارت سناتی ہے اور اس پر یہ دلیل ثابت کرتی ہے.

آیت: ۱۸۳

اذیقول المنفقین والذین فی قلوبھم مرض غرھؤلاءدینھم ومن یتوکل علی اللّٰہ فان اللّٰہ عزیزحکیم.(الانفال: ٤٩)

جب کہتے ہیں منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ دھوکا دیا ہے ان لوگوں کو ان کے دین نے تو جو اللہ پر بھروسہ کرے تو بلاشبہ اللہ غالب ہے.

وضاحت:

اس آیت میں ان منافقین کی بات بیان کی گئی ہے کہ جب انھوں نے قلیل وکمزور صحابہ کرام کو کفار کے کثیر لشکر سے مقابلے کیلئے نکلتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے کہا کہ انھیں ان کے دین نے دھوکا دیا ہے. آج کے دور میں بھی اہل ایمان اپنی قلت اور کمزوری کے باوجود جب اللہ کے دین اور اس کی حاکمیت وشریعت کے قیام کیلئے نکلتے ہیں اور اہل طاغوت سے ٹکراتے ہیں تو اہل طاغوت ان مجاہدین فی سبیل اللہ پر یہی بات کہتے ہیں کہ یہ ان کی حماقت ہے کہ اتنی بڑی قوت سے ٹکرانے نکلے ہیں جس کا نتیجہ ان کی اپنی ہلاکت وتباہی کی صورت میں نکلے گا. لیکن وہ نہیں جانتے کہ یہ لوگ اپنے رب کے توکل وبھروسے پر نکلے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ان سے وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی مدد ونصرت سے غالب فرمائے گا.

اہل ایمان فقط اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کی شریعت کی خاطر نکلتے ہیں تو یہ منافقین ان کا تمسخر اڑاتے ہیں. اور ہنستے ہیں کہ یہ کیسے بیوقوف لوگ ہیں جو اپنی قیمتی زندگیوں کو اس لیے قربان کر رہے ہیں تو وہ اہل ایمان کا تمسخر اڑاتے ہیں.

زین للذین کفروالحیوۃ الدنیا ویسخرون من الذین امنو.(البقرہ: ۲۱۲)

اور جو کافر ہیں ان کیلئے دنیا کی زندگی خوشنما بنادی گئی ہے اور وہ مومنوں سے تمسخر کرتے ہیں.

دنیا کے فتنوں اور آلائشوں میں الجھے ہوئے لوگ جب ایک نظر اہل ایمان کو دیکھتے ہیں جو اپنی زندگیاں اس بلند ترین مقصد کیلئے وقف کر چکے ہیں. جس میں تمام انسانیت کی فلاح ہے وہ زمین میں خلافت الٰہی اور قانون الٰہی برپا کر کے انسانیت کو غیر اللہ کی حاکمیت اور عبادت سے نکالنا چاہتے ہیں ان ہی مقاصد کیلئے وہ طاغوتوں سے ٹکرا جاتے ہیں اور اس کیلئے مشقتیں اٹھاتے اور تکلیفیں جھیلتے ہیں اور اپنے دنیاوی مفادات

کواس عظیم مقصد کی خاطر قربان کرتے ہیں توان کافروں کو مومنوں کی ان قربانیوں کا راز سمجھ نہیں آتا. تو پھر یہ مومنوں کا طریقہ کار ُطریق فکراوران کے طرز عمل کامزاق اڑانے لگتے ہیں.

آیت: ۱۸٤

قالا ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی. قالا لاتخافا اننی معکما اسمع و اریٰ(.طه. ٤٥)

ان دونوں نے کہااے ہمارے رب ہم ڈرتے ہیں مبادا وہ ہم پر زیادتی کرے یا سرکشی کرے. اللہ تعالٰی نے فرمایامت ڈرو بلاشبہ میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں.

وضاحت:

اس آیت میں حضرت موسیٰ اور ھارون صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس بات کا ذکر ہے جو انہوں نے اس وقت کی جب انہیں اللہ کی الوہیت وحاکمیت سے باغی وطاغی فرعون کی طرف جانے کا حکم ملا. توانہوں نے فرعون کی قوت کی وجہ سے خوف محسوس کیاتواللہ تعالٰی نے انہیں اپنی مدد ونصرت کی یقین دھانی کرائی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں. اس آیت سے نصیحت حاصل کرتے ہوئے ہر اس مسلمان کو جوانبیاء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے طاغوتوں کواللہ کی الوہیت وحاکمیت کا پیغام سناتا ہے. اسے طاغوت کی ظاہری قوت وطاقت سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے. بلکہ اسے یقین ہوناچاہیے کہ اللہ تعالٰی طاغوتوں کے خلاف اس کی تائیدونصرت کیلئے اس کے ساتھ ہے اور اس کی ضرور مددونصرت فرمائے گا.

اللہ کی حاکمیت پر چلنے والے ہی ہدایت پر ہیں

آیت: ۱۸۵

لکل امۃ جعلنامنسکا ھم ناسکوہ فلاینازعنک فی الامروادع الی ربک انک لعلی ھدی مستقیم.(الحج:٦٧)

ہر امت کیلئے ہم نے ایک طریقہ مقرر کیا ہے وہ اس پر عمل پیرا ہیں. لہذاانہیں اس امر میں آپ سے جھگڑا نہیں کرنا چاہیے اور آپ اپنے رب کی طرف دعوت دیں یقیناً آپ راہ راست پر ہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہر امت کیلئے ایک ضابطہ حیات 'ایک اصول اور زندگی گزارنے کا طریقہ مقرر کیا ہے. ہر امت اور ہر قوم کوئی نہ کوئی اصول ضابطہ اور قانون رکھتی ہے جس کو اپنی زندگی میں اختیار کرتی ہے. اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے بھی ان کی زندگی گزارنے کے اصول و قواعد اور احکام و قوانین نازل فرمائے ہیں. جب ہر امت اور قوم اپنے خاص ٹھرائے گئے قواعد و قوانین پر چلتی ہے تو کفار کا مسلمانوں کو ان کے دین اور نظام و قانون کی پیروی سے روکنا نہایت غیر منطقی ہے. اس لیے مسلمانوں کو اپنے دین اور نظام کی اتباع میں کوئی عار اور شرمندگی نہیں ہونی چاہیے. اور اپنے دین اور شریعت کے قوانین کی اتباع کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے کہ یہی ہدایت کا اور سیدھا سچا راستہ ہے دراصل کفار چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو ان کے نظام و قوانین کی اتباع سے روک کر انہیں اس ہدایت اور کامیابی سے محروم کردیں.

آیت: ۱۸٦

ان اتبع مایوحی الی قل ھل یستوی الاعمی والبصیرافلاتتفکرون .(الانعام:۵۰)

میں تواس وحی کی اطاعت کرتا ہوں جو میری طرف بھیجی جاتی ہے. کہو کیااندھے اور آنکھوں والے برابر ہیں تو کیاتم غور وفکر نہیں کرتے.

وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان سے یہ بات کہلائی ہے کہ میں تواس وحی کی اطاعت کرتا ہوں جواللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے. لہذا میرا راستہ حق ہے. جو شخص اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام وقوانین کااطاعت گزارنہ ہوتواس کا باطل پر ہونا یقینی ہے. یہی لوگ عقل کے مارے ہوئے ہیں. کیااہل بصیرت جو وحی الٰہی اور اللہ کی حاکمیت کے متبع ہیں. اور اندھے جو غیر اللہ کی حاکمیت پر قائم ہیں برابر ہو سکتے ہیں. ہر گز نہیں ان میں سے ایک کا حق اور دوسرے کا باطل پر ہونا یقینی ہے.ان کے برابر ہونے میں وہی دھوکا کھاسکتاہے جو عقل وبصیرت کااندھاہو.

آیت: ۱۸۷

وقالومالنالانری رجالاکنانعدھم من الاشرار.(ص: ٦٢)

اور وہ کہیں گے ہمیں کیاہے کہ ہم ان لوگوں کو(جہنم میں) نہیں دیکھتے جنہیں ہم برے لوگوں میں شمار کرتے تھے.

وضاحت:

اس آیت میں کفار و مشرکین کی اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ جب قیامت کے دن ان پر واضح ہو جائے گا کہ کون حق پر تھااور کون باطل پر وہ جب دیکھ لیں گے کہ دنیا میں ہم جنہیں سب سے بڑھ کر شریر اور فتنہ پرداز سمجھتے تھے. وہی لوگ حق پر ہیں اور ان کو آج کے دن اعزاز واکرام سے نوازا جارہا ہے تو وہ افسوس کریں گے کہ ہماری بدنصیبی کہ دنیا میں ہم انھیں گمراہ خیال کرتے تھے اور ان کی دعوت کو قبول نہیں کرتے تھے. جب وہ انھیں ایک اللہ کے دین اور شریعت کی دعوت دیتے تھے اور اس کی اطاعت وعبادت اور حاکمیت کی طرف بلاتے تھے. تو ہم ان پر طعن زنی کرتے تھے. ان کو گمراہ و شریر اور دہشت گرد اور فتنہ پرداز خیال کرتے تھے. اہل باطل کا یہ اہل حق کے خلاف ہمیشہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ خود کو حق پر سمجھتے ہیں اور اللہ کی توحید اور دین کی اصل دعوت دینے والوں کا باطل اور گمراہ سمجھتے ہیں ان کے راستے کو غلط خیال کرتے ہیں.

یہ نہایت افسوسناک بات ہے کہ طواغیت ہدایت وضلالت کی بات کرتے ہیں اور اہل دین وشریعت کو گمراہ قرار دیتے ہیں اور ایک اللہ کی اطاعت وحاکمیت کی دعوت دینے والوں کو باطل پر سمجھتے ہیں اور لوگوں میں بھی اس چیز کا پروپیگنڈا کرتے ہیں. اس طرح یہ اپنے ساتھ اور لوگوں کو گمراہی میں شریک کر لیتے ہیں. اس طرح یہ اور ان کے متبعین جہنم میں حق واضح ہو جانے کے بعد اہل حق کے راستے کی صداقت کی گواہی دیں گے.

فصل سوم: توحید حاکمیت کے حقوق وفرائض

غیر اللہ کی حاکمیت کا انکار

آیت: ۱۸۸

فمن يكفر بالطاغوت ويومن م بالله فقداستمسك بالعروة الوثقى لاانفصام لهاوالله سميع عليم.(البقرہ:۲۵۷)

اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے.

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے طاغوت کی مخالفت اور انکار کو ایمان باللہ کی اساس اور شرط قرار دیا ہے. اس لیے ضروری ہے کہ پہلے ہم طاغوت کا فہم حاصل کریں.

امام محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں:

ہر وہ شخص جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہو اور وہ اپنی اس عبادت پر راضی ہو چاہے وہ معبود بن کے ہو پیشوا بن کے ہو یا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے بے نیاز واجب اطاعت بن کے ہو وہ طاغوت ہوتا ہے.(تیسر العزیز الحمید: ٤٩)

امام ابن جریر طبری طاغوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

میرے نزدیک درست قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے خلاف سرکشی کرے اور اسے اللہ کے علاوہ پوجا جارہا ہو. اس کی پوجا (اطاعت واتباع) تو اس کی زبردستی اور قہر کی وجہ سے کی جاتی ہے جو اس کے پوجنے والوں کے دلوں پر چھا جاتی ہے. یا پوجنے والوں سے اطاعت کے جزبے کے تحت اس کی پوجا کی جارہی ہو یہ معبود خواہ کوئی انسان ہو' شیطان ہو' بت ہو یا دنیا کی کوئی بھی چیز ہو. تفسیر طبری: ۳-۲۱

اس حکم قرآنی فمن یکفر بالطاغوت... کے بارے میں امام ابن القیم فرماتے ہیں:

وھزاھوا معنی لاالہ الااللّٰہ: کہ یہ لاالہ الااللّٰہ کا مفہوم ہے. (الاصول الثلاثۃ: ۵۵)

وضاحت:

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طاغوت سے انکار اور کفر کرنے کو اسلام اور ایمان میں داخلے کی شرط قرار دیا ہے. طاغوت کے انکار سے ہی آدمی اسلام اور ایمان کے کڑے میں داخل ہوتا ہے. اگر یہ کڑا ٹوٹ جائے اور طاغوت سے انکار وکفر نہ ہو تو آدمی کا ایمان نہیں بچتا اور وہ اسلام کی حدود سے خارج ہو جاتا ہے. جیسا کہ ہم نے طاغوت کی تعریف سے جان لیا کہ طاغوت ہر وہ شئے ہے جو اللہ کی وحدانیت کیلئے خاص صفات اختیار کرے' لوگوں سے اپنے احکام وقوانین کی اطاعت واتباع اور عبادت کرائے. اور خود یا کسی دوسرے کو اللہ کی ہدایت سے بے نیاز لائق اطاعت ٹھرائے اور اپنے وضع کردہ دستور وقوانین پر لوگوں کو چلائے. یہ سب طاغوت ہے اور ان کو ماننا اور ان کی پیروی اور اطاعت کر لینا ان کی عبادت کرنا ہے. اور ان کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے.

اللہ پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ یہ تمام صفات اللہ ہی کیلئے خاص سمجھی جائیں اور صرف اسی کے احکام وشریعت کی پیروی کی جائے. اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور طاغوت کا انکار کرنا انبیاء کی بعثت کا بنیادی مقصد رہا ہے. یہی اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے جسے رسول لے کر آئے. یہ ایک ایسا فریضہ توحید ہے جسے نماز'روزہ'زکوۃ'حج اور دوسرے فرائض سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے. جب تک طاغوت کا انکار نہ کردیا جائے اس وقت تک نہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان مکمل ہوتا ہے اور نہ توحید اسلامی میں انسان داخل ہوتا ہے.

معلوم ہوا کہ ایمان باللہ کی لازمی شرط کفر بالطاغوت ہے. کفر بالطاغوت کا مطلب یہ ہے کہ طاغوت کی عبادت وحاکمیت'اطاعت واتباع'اس کے احکام وقوانین'تسلط واقتدار اور نظام وحکام سے کفر وانکار'برأت وبیزاری اور بغاوت کی جائے. ایک اللہ پر ایمان اور اس کی توحید کے اقرار پر مبنی کفر بالطاغوت کا مطلب یہی ہے جس کی طرف اسلام دعوت دیتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انکار بالطاغوت پر مبنی اسی دعوت توحید کو اہل عرب کے سامنے پیش کیا اور وہ اسے پہچان گئے. حضرت مثنی بن حارثہ بیان فرماتے ہیں. هذا امر تكرهه الملوك؛ یعنی اس کلمے کے اظہار کو بادشاہان وقت پسند نہیں کریں گے. ایک اعرابی کی روایت ہے. اذن تحاربک العرب والعجم؛ یعنی اس کلمے کی وجہ سے آپ سے عرب وعجم جنگ کریں گے. اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کلمہ انسانیت کو طواغیت کی غلامی اور عبادت سے نکالنا چاہتا ہے. طاغوتی حکام ان کے دستور وقوانین'ان کی طرز زندگی'رہن سہن اور کفریہ شعائر سے اظہار دشمنی اور برأت کرتا ہے. وہ انسانوں کو غیر اللہ کے قوانین کی بندگی اور اطاعت سے نکالنا چاہتا ہے. طاغوت خواہ کوئی بھی ہو کسی بھی نظام کی شکل میں ہو یا کسی بھی ملک وملت میں ہو اس کے خلاف جہاد کرتا ہے اور اسے مٹانا چاہتا ہے تاکہ لوگ طاغوتوں کی بندگی سے انکار کر کے اللہ کی بندگی پر ایمان لے آئیں.

اسلام اول روز سے یہ نصب العین رکھتا ہے کہ ان تمام نظاموں اور طاغوتی حکومتوں کو بزور قوت وطاقت بذریعہ جہاد و قتال ختم کیا جائے جو انسان پر انسانوں کے بنائے قوانین اور حاکمیت کو قائم کرتی ہے. لوگوں کو بندوں کی عبادت اور حاکمیت سے نکالنا اور حکومت اسلام کے ہاتھ میں دینا عین مقصد اسلام ہے. وہ کسی کو اپنا عقیدہ اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرتا لیکن وہ یہ برداشت نہیں کرتا کہ کوئی زمین پر اپنی حاکمیت کا اعلان کرے اور غالب و قوی ہو کر لوگوں کو زبردستی اپنی اطاعت کروائے. اسلام ان حکومتوں کو مٹانا چاہتا ہے جو انسان کی انسان کیلئے حاکمیت اور عبودیت کی بنیاد پر قائم ہیں. اس عبودیت اور غلامی کو مٹانا اسلام کا مقصد اعلیٰ ہے جب کوئی طاغوت جابر اور آمر بادشاہ نہ رہے گا جو لوگوں کو اپنا غلام بنا سکے پھر لوگ آزاد ہوں گے کہ وہ آزادی سے اسلام کا نظام قبول کر لیں اور چاہیں تو نہ کریں. پھر بھی ان کا جان ومال اور عزت وآبرو حکم الٰہی کے مطابق محفوظ ہو گا. اسلام تمام لوگوں کو غیر اللہ کی غلامی سے نکال دے پھر ان کے اذہان پر کسی طاغوت کا جبر اور خوف وغلبہ نہ رہے. اور انسانوں کے نفوس پر طواغیت اور غیر اللہ کی حاکمیت اور تسلط ختم ہو جو مسلمانوں کیلئے ایمان میں داخلے کی لازمی شرط ہے.

کفر بالطاغوت سے مراد ہے کہ طاغوت کا انکار کیا جائے اس کے باطل ہونے کا عقیدہ رکھا جائے. اس سے بغض اور دشمنی رکھی جائے' ان کے نظاموں اور عدالتوں سے برأت وبیزاری کی جائے' ان کے وضع کردہ دستور وآئین اور احکام وقوانین کو کفر گردانا جائے' ان سے کفر اور ان کی تکفیر کی جائے' ان کے ماننے والوں اور ان کی اتباع وبندگی کرنے والوں کی بھی تکفیر کی جائے' ان کے معاشرے سے نفرت اور دوری رکھی جائے. یہ سب چیزیں کفر بالطاغوت کے لوازم میں سے ہیں.

اسی طرح طاغوت کا اعتقاداً انکار کرنا ہی لازم نہیں بلکہ طاغوت کا قولاً اور عملاً انکار کرنا بھی ایمان کیلئے ضروری ہے. جس طرح ایمان باللہ کا اعتقاد' قول اور عمل پر مبنی ہونا ضروری ہے اس طرح طاغوت کا انکار

بھی عقیدہ اور قول و عمل سے کرنالازم ہے. پس جو شخص اعتقاد اور قول سے طاغوت سے کفر وبغض کرتاہے. لیکن عمل سے اس کاساتھ دیتاہے.اس کے اداروں اوربتوں کاتحفظ کرتا ہے.اس کی خاطر لڑتاہے.اوراس سے مل کرہراس شخص سے بر سرپیکار ہوتاہے جو طاغوت کاانکار کرتاہے. توایسا شخص طاغوت کے انکار کرنے والوں میں شامل نہ ہوگا.اس کی توحید ناقص ہے اوراس کاایمان نامقبول ہے.ایسا شخص اگر ہزار مرتبہ بھی دعویٰ کرے کہ وہ طاغوت کاانکاری ہے اس کاایمان واسلام مقبول نہیں.اس کاجان ومال اسی صورت میں محفوظ ہوگا جب وہ اعتقاد' قول اور عمل سے وثن اور طاغوت کاانکار کرے گا.

طاغوت کاانکار کرنااوراللہ پرایمان کوخاص کرناہی ایک مضبوط رسی اور کڑاہے جوٹوٹ نہیں سکتاجیساکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے.انکار بالطاغوت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی توحیدالوہیت وحاکمیت کااثبات ہے جس کے قائم رہنے سے ایمان واسلام قائم ہے اوراس کے ختم ہونے سے اسلام باقی نہیں رہتا.اسلام نے کفروشرک اور طاغوت کی ہرقسم اوررنگ سے انکار کیاہے اورسب کوایک اللہ کی توحیدپر قائم کیاہے تاکہ وہ سب انسانوں کوتوحیدالوہیت وحاکمیت کے کڑے میں پروکرایک الٰہی نظام قائم کرے.پسیہی وہ بنیاد ہے جس پراسلام اورایمان قائم ہوتاہے.جوکہ ایک اللہ کی حاکمیت پر قائم اسلامی معاشرے کے قیام کی بنیاد ہے.

جن اہل ایمان نے اللہ پرایمان اوراس کی حاکمیت کااعلان اور طاغوت کاانکار کیاتوانھوں نے اللہ کامضبوط کڑاتھام لیااوروہ اللہ کی پناہ میں آگئے.اب انہیں طاغوت کی قوت اورجبرسے ڈرنااورخوف نہیں کھاناچاہیے.اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے.طاغوتی سلطنت اوران کے ظالمانہ قوانین ایمان والوں کاکیابنایابگاڑ سکتے ہیں ان کی ظاہری قوت اور طاقت اللہ کے سامنے کیاحیثیت رکھتی ہے.اصل حکومت

وسلطنت اور قوت وطاقت فقط اللہ کی ہے. جو عزت وذلت اور زندگی وموت کامالک ہے. سب سے بڑا مضبوط کڑاتوحید اورایمان کاہے جس سے مومن اللہ تعالٰی کی تائید ونصرت حاصل کرتا ہے. اس کادل طاغوت کی بے بہاقوت اور ڈر سے بے نیاز ہو جاتاہے اور وہ اکیلا بھی طاغوتوں کے آگے سینہ سپر ہو جاتاہے.

آیت: ۱۸۹

والذین اجتنبوالطاغوت ان یعبدوھاوانابوالی اللّٰہ لھم البشریٰ فبشرعباد.(الزمر:۱۷)

اور جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے اجتناب کیا اور انہوں نے اللہ کی طرف رجوع کیاان کیلئے بشارت ہے لہٰذاآپ میرے بندوں کوبشارت دے دیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی اپنے ان بندوں کوبشارت اور خوشخبری سنارہاہے جنہوں نے اللہ تعالٰی کی عبادت کاحق اداکیا.اللہ تعالٰی کی عبادت کاحق اس وقت ہی ادا ہوتاہے جب طاغوت سے اجتناب واستنکار کیاجائے. اسی لیے اللہ تعالٰی نے اپنی عبادت سے پہلے طاغوت اور جھوٹے الہوں اور حاکموں جنہوں نے اللہ کی الوہیت وحاکمیت کوغصب کرر کھاہے سے انکارو برأت کاحکم دیاہے. تب ہی اس کی عبادت اللہ کے ہاں قبول ہوگی. یہاں عبادت سے مراد صرف شعائراسلام نماز'روزہ نہیں بلکہ اللہ کے تمام احکام وقوانین چاہے وہ معیشت ومعاشرت سے ہوں یاسیاست وحکومت سے تمام کی اطاعت مراد ہے. طاغوت سے اجتناب سے مراد طاغوت کی خدائی اور حاکمیت کاانکار کرنا'اس کے احکام وقوانین کی

اطاعت سے انکار کرنا'اس کے نظام حکومت سے قطع تعلق ہو جانا'اس کے معاشرے اور رسم ورواج سے بیزاری کرنااور طاغوتی نظام کے خاتمے کیلئے جہاد کرنا ہے.

اسلام کا ہمیشہ سے یہ مقصد رہا ہے کہ وہ بندوں کو طاغوت کی غلامی وبندگی اور عبادت واطاعت سے نکال کر اللہ تعالٰی کی بندگی میں داخل کیا جائے. اور غیر اللہ کی حاکمیت اور نظام و قوانین کو مٹا کر اللہ کی عبودیت پر مبنی نظام شریعت کو قائم کیا جائے.قرآن دراصل ایک جماعت اور تحریک کھڑی کرنا چاہتا ہے جو طاغوت سے اجتناب اور اللہ کی عبادت کی اصل غرض وغایت کو جاننے والے ہوں'یہ وہ لوگ ہیں جو دین اسلام اور اللہ کی حاکمیت وشریعت کو لے کر اٹھیں اور غیر اللہ کی عبادت گزار گمراہ بشریت کو قرآنی ہدایت سے روشناس کرائیں. طاغوتوں کا مقابلہ کریں اور انہیں خدائے واحد کے نظام کی اطاعت وعبادت کی طرف موڑیں. بندوں پر بندوں کی عبادت وحاکمیت کو مٹائیں اور ایک اللہ کی الوہیت وحاکمیت کو دنیا میں قائم کریں. اللہ تعالٰی نے ایسے لوگوں کو خوشخبری دی ہے جو دنیا کے تمام طاغوتوں کا انکار کر کے صرف اس کی طرف رجوع کریں. اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جماعت وافراد کس قدر قیمتی لوگ ہیں جو دین اسلام کی بنیاد کو سمجھیں اور طاغوتوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کریں اور دنیا میں انسانوں کو غیر اللہ کی غلامی اور بندگی سے نکالنے اور ایک اللہ کی الوہیت وحاکمیت قائم کرنے کیلئے اپنا مال ومتاع اور جسم وجان اس کیلئے قربان کردیں.

جس کو اللہ تعالٰی طاغوت کی حاکمیت سے نکال دے. غیر اللہ کی عبادت وعبودیت سے خلاصی دے دے. بندوں کی غلامی واطاعت سے چھٹکارا دلا دے اور اس کے آگے اپنی توحید'عبادت اور شریعت کی راہ کشادہ کردے اس سے بڑا خوش قسمت کون ہوگا. اس نے تو انسانیت کی بلندیوں اور اللہ کی رحمتوں اور خوشخبریوں کو پالیا. نیز جو لوگ اور معاشرے طاغوت کو ترک کر کے اللہ کی عبودیت پر مبنی نظام

شریعت اختیار کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اور معاشرے ہی اللہ کی رحمتوں'خوشخبریوں'سکون واطمینان'عدل وانصاف سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی یہ لوگ خوشخبری اور فلاح وکامیابی کے مستحق ہیں۔

آیت: ۱۹۰

قل یایھاالکفرون۔ لااعبدماتعبدون۔ ولاانتم عابدون مااعبد۔ ولاانا عابدماعبدتم۔ ولاانتم عابدون مااعبدلکم دینکم ولی دین۔ (سورۃالکفرون)

آپ کہہ دیجئے اے کافرو میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔

وضاحت:

سورۃ الکافرون اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت وحاکمیت اور اس پر مشرکین و کفار سے برأت کو بیان کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل یایھاالکفرون؛ کہو اے کافرو۔ اللہ تعالیٰ کا کافروں سے ڈائریکٹ یہ انداز خطاب ان سے برأت وبیزاری کو ثابت کرتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا لااعبدماتعبدون ولاانتم عابدون... پھر غیر اللہ کی عبادت واطاعت کی نفی پر نفی ہے اور پختہ عزم پر پختہ عزم کیا گیا اور تاکید پر تاکید کی گئی کہ عبادت اور اطاعت صرف اللہ کے حکم کی ہے۔ اور اس کے حکم کے علاوہ کسی کی اطاعت واتباع کسی صورت میں نہیں۔ ان کی اطاعت سے نفی در نفی اور انکار در انکار ہے زبان اور عقیدے میں بھی

اور عمل اور کردار میں بھی ہر کسی انسانی قانون اور وضعی دین سے انکار اور بغاوت ہے اور ان سے مکمل جدائی اور امتیاز ہے. اور اس توحید کی بنیاد پر ہی کافروں سے دشمنی اور عداوت ہے. اس کے علاوہ ان سے برائت وبیزاری کی کوئی وجہ نہیں.

لکم دینکم ولی دین. اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حاکمیت کو واضح کر دیا کہ کفار جس دین اور نظام و قانون کی پیروی کرتے ہیں. وہ غیر اللہ کی عبودیت اور حاکمیت پر مبنی دین ہے. اور مسلمان جس دین اور نظام کی پیروی کرتے ہیں. وہ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت واطاعت اور اس کی حاکمیت پر مبنی دین ہے. اس صورت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس توحید کی بنیاد پر ان سے نرمی اور مداہنت نہیں ہے بلکہ اس توحید کی بنیاد پر ان سے بغض وعداوت رکھنا ایمان کا تقاضا ہے.

اللہ کی حاکمیت میں شرک کرنے والوں سے دوری اور لاتعلقی

آیت: ۱۹۱

قل ھلم شھداءکم الذین من یشھدون ان اللّٰہ حرم ھزافان شھدوفلاتشھدمعھم ولاتتبع اھواءالذین کذبوبایتناوالذین لایومنون بالاخرۃ وھم بربھم یعدلون. (انعام: ۵۰)

کہہ دیجئے تم اپنے گواہ لے آؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ بیشک اللہ نے ان (چیزوں) کو حرام کیا ہے. پھر اگر وہ گواہی دیں تو بھی آپ ان کے ساتھ گواہی نہ دیں اور آپ ان لوگوں کی خواہشات کے

پیچھے نہ چلیں جنھوں نے ہماری آیات جھٹلائیں اوران لوگوں کی پیروی کی جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور دوسروں کو اپنے رب کے برابر ٹھراتے ہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے ان لوگوں کا تزکرہ کیا ہے جو اللہ تعالٰی کے حلال و حرام کو نہیں مانتے. اور اللہ تعالٰی کی آیات اور اس کے احکام و قوانین کی اپنی خواہشات کی پیروی میں تکزیب کرتے ہیں اور یہ ان حلال و حرام اور قوانین کی تصدیق کرتے ہیں جو ان کے بڑوں نے ٹھرائے ہیں. ان کے اس فعل کو اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ یہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

اور آگے فرمایا. وھم بربھم یعدلون؛ اور دوسروں کو اپنے رب کے برابر ٹھراتے ہیں. ان کا اللہ کے احکام و قوانین کو چھوڑ کر غیر اللہ کے احکام و قوانین کو ماننا. اللہ تعالٰی کی ربوبیت و حاکمیت میں شرک ہے. اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ربوبیت کے خصائص میں احکام و قانون سازی بھی ہے. تو جو کوئی غیر اللہ کی قانون سازی کی اطاعت کرتا ہے وہ توحید ربوبیت و حاکمیت میں شرک کرتا ہے. اللہ تعالٰی نے ایسے لوگوں کے کفر و شرک کے سبب ان سے قطع تعلقی کا حکم دیا ہے. اور فرمایا. فلا تشھد معھم؛ تو آپ ان کے ساتھ نہ بیٹھیں. آج جو لوگ اللہ کے احکام و قانون سے منکر قانون سازاداروں اسمبلی اور پارلیمنٹ میں جانا کسی نہ کسی مصلحت کی بنا پر جائز سمجھتے ہیں انہیں اللہ تعالٰی کے اس دوٹوک حکم پر غور کرنا چاہیے.

آیت: ۱۹۲

واذا رائت الذين يخوضون فی ایاتنافاعرض عنهم حتی یخوضو فی حدیث غیرہ وامایںسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین.(النساء:٦٨)

اور جب تو دیکھے ان لوگوں کو جو ہماری آیات کا استہزاء کرتے ہیں تو ان سے اعراض کر حتی کہ وہ کوئی اور بات کرنے لگیں اور اگر شیطان مجھ کو بھلادے تو اس نصیحت کے بعد ظالم قوم کے ساتھ مت بیٹھ.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ان لوگوں سے دوری اور لاتعلقی کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے احکام و قوانین کا مزاق اڑاتے ہیں. آج غیر اللہ کی حاکمیت اور قوانین کے متبع لوگ اللہ تعالیٰ کی محکم آیات اور احکام و قوانین پر اپنی جمہوری روایات کے مطابق جمہوری رائے زنی کرتے ہیں. جو کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی اہمیت کو گرانے اور اس کا مزاق اڑانے کے مترادف ہے. تو ایسے لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کا کسی جواز اور مصلحت سے بیٹھنا کسی صورت جائز نہیں. اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا مومن اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے احکام و قوانین کے متعلق غیرت مند ہوتا ہے. اس کا ایمان کسی صورت گوارا نہیں کرتا کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور نظام و قوانین سے روگردانی کر کے اسے اپنی پیٹھ پیچھے پھینک رکھا ہے.

آیت: ۱۹۳

وقدنزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم آیت اللّٰہ یکفر بها ویستهزاء بهافلاتقعد معهم حتی یخوضو فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلهم. النساء: ١٤٠

اور بلاشبہ خدا نے تم پر اپنی کتاب میں یہ حکم نازل فرمایا ہے کہ جب تم کہیں سنو کہ خدا کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور ان کا مزاق اڑایا جا رہا ہے ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی ان جیسے ہو جاؤ گے حتیٰ کہ وہ لوگ اور باتیں کرنے لگیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جس مجلس میں اللہ کی آیات اور احکام سے کفر اور مزاق ہو رہا ہو اس میں بیٹھنا منع ہے اگر ایسا نہیں تو مسلمان بھی ان کے کفر میں شریک تصور ہوں گے. آج کی مجلس قانون ساز پارلیمان جو اللہ تعالیٰ کے واضح آیات واحکام پر رائے زنی اور قانون سازی کر کے اللہ کی حاکمیت سے کفر اور مزاق کی مرتکب ہوتی ہے. اس کا بھی یہی حکم ہے کہ مسلمان کسی بھی تاویل کی صورت میں ان کے ساتھ شریک نہ ہوں. ایسی مجلس جو اللہ کی صفت الوہیت قانون سازی کا دعویٰ کرے جن کی اطاعت وحاکمیت ہر ایک پر فرض ہو تو وہ صریحاً اللہ تعالیٰ کی الوہیت سے انکار و کفر پر مبنی ہے. ان کی مجالس میں کسی تاویل کی وجہ سے شریک ہونا جائز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا انکم اذا مثلھم؛ کہ تم بھی ان جیسے ہوگے. کہ ایسی صورت میں اللہ کی حاکمیت سے جس کفر و استھزا کے وہ مرتکب ہو رہے ہیں اس میں تم بھی شریک ہوگے.

آیت: ۱۹٤

ولئن سالتھم لیقولن انما کنانخوض ونلعب قل اباللّٰہ وایاتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن لاتعتزروقدکفرتم بعدایمانکم. (التوبہ: ٦٥)

اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو صرف شغل کے طور پر باتیں اور دل لگی کرتے تھے. کہہ دیجئے کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ مذاق کرتے ہو. اب بہانے مت بناؤ یقیناً تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے ان منافقین کا ذکر کیا ہے جو اللہ تعالٰی اس کے رسول' دین اسلام اس کے احکام و قوانین اور آیات کا مزاق اڑاتے تھے اور جب ان سے پوچھا جاتا تو کہتے ہم تو صرف کھیل مزاق کر رہے تھے. اللہ تعالٰی نے ان کے اس فعل پر فرمایا کہ تم بہانے نہ بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو. اس آیت میں جب اللہ تعالٰی نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا جو اللہ کے احکام و قوانین پر عمل بھی کرتے تھے. لیکن منافقین کے ساتھ مل کر اللہؐ کے احکام کا مزاق بھی اڑاتے تھے. تو ان لوگوں کا کفر کس قدر واضح ہو گا جو اللہ کے احکام و قوانین کو تبدیل کرتے ہیں اپنے خود ساختہ قوانین وضع کرتے ہیں اور غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی ان قوانین کو نافذ کرتے ہیں. ایسا یہ لوگ اس لیے کرتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ و رسول کے قوانین سخت اور متشدد ہیں. یہ آج کے دور جدید کیلئے ناموزوں ہے. اس لئے ان قوانین میں اصلاحات ہونی چاہیے. اس طرح یہ اللہ کے قوانین کو تبدیل کر کے اللہ کی حاکمیت میں شرک کرتے ہیں اور اس کے باوجود سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں انہیں قرآن کی اس آیت پر غور و خوض کرنا چاہیے.

آیت: ۱۹۵

ولاترکنوالی الذین ظلموفتمسکم النار ومالکم من دون اللّٰہ ثم لاتنصرون.(ھود: ۱۱۳)

ان ظالموں کی طرف ذرا مائل نہ ہونا ورنہ آگ کی لپیٹ میں آجاؤ گے اور تمہاری لیے اللہ کے سوا کوئی دوست نہ ہو گا پھر تمہاری نہ کی جائے گی.

وضاحت:

اس آیت میں اس شخص کیلئے جو ذرا سا کافروں کی طرف مائل ہو عزاب جہنم کی وعید سنائی گئی ہے. توجو لوگ کافروں کے نظام و قوانین کو اختیار کرتے اور ان کو اپنی زندگی میں لاگو کرتے ہیں. اس کیلئے لڑتے اور اس کیلئے دوستی دشمنی کرتے ہیں ان لوگوں کا حکم کیا ہو گا اور وہ کس درجہ اللہ کے غضب اور عزاب کے مستحق ہیں اس کا ہمیں خود ہی اندازہ کر لینا چاہیے.

توحید حاکمیت کی دعوت

آیت: ١٩٦

ولتكن منكم امة يدعون الى الخيرويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون.(آل عمران: ١٠٤)

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں.

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:

تامرونهم ان یشھدولاالہ الااللہ اعظم المعروف والتکزیب ھوانکرالمنکر؛تم ان کو حکم دیتے ہو کہ وہ اس کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو اللہ نے نازل کیا اس کا اقرار کریں اور تم ان سے اس پر قتال کرتے ہو.اور لاالہ الااللہ سب سے بڑا معروف اور بھلائی کا کام ہے اور اس کلمے کو جھٹلانا سب سے بڑا منکر اور برائی کا کام ہے.(تفسیر الکبیر: ۱۸۰-۸)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو حکم دیا ہے اور ان پر یہ فرض کیا ہے کہ ان میں سے ایک جماعت داعیان دین کا گروہ ایسا ہونا چاہیے جو نیکی اور معروف کا حکم دے اور برائی اور منکر سے روکے.اس آیت کے متعلق عبداللہ بن عباس کی تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ سب سے بڑی نیکی کلمہ توحید اور دعوت الوہیت وحاکمیت کا قیام ہے اور سب سے بڑی برائی جس سے روکنے کا حکم ہوا ہے وہ شرک اور طاغوت ہے.طاغوت جو اللہ کی توحید الوہیت وحاکمیت کو غصب کرتا ہے اور لوگوں کو شرک میں ملوث کرنے کا سب سے زیادہ باعث ہے.اس شرک اور طاغوت کا انکار وخاتمہ اور کلمہ توحید'اللہ کی الوہیت وحاکمیت کو لوگوں میں پھیلانا سب سے بڑا معروف ہے.ہر دور میں طاغوت ہی سب سے بڑا شر رہا ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی عبادت اور بندگی سے نکال کر غیر اللہ کی عبادت وبندگی اور شرک میں ڈالا ہے.آج بھی جو منکر اور گمراہی سب سے بڑھ کر امت میں پھیلی ہوئی ہے وہ طاغوت اور اس کے نظام کا شرک ہے جو اس نے اللہ کے دین وشریعت کو ترک کر کے اپنی حاکمیت اور احکام وقوانین کے ذریعے پھیلایا ہے.آج امت مسلمہ کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ اس سب سے بڑے منکر اور شرک طاغوت کے خلاف زبان وعمل سے داعی بنیں اور لوگوں کو اس کے کفر وشرک سے نکالیں.آج سب سے بڑا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ یہی ہے جس معروف کو سب سے زیادہ پھیلانے کی ضرورت ہے وہ خدا کی توحید

اور اس کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین اور شریعت کو معاشرے میں پھیلانے اور قائم کرنے کیلیے اور جس منکر کے خاتمے اور انکار کا حکم ملا ہے وہ شرک و طاغوت 'غیر اللہ کی الوہیت و حاکمیت اور ان کے نظام و قوانین کا خاتمہ ہے.

لیکن آج سادہ لوح مسلمانوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انفرادی معاملہ سمجھ لیا ہے. اور ان میں سے زیادہ تر خدمت دین کے نام سے معمولی وعظ و تلقین اور درس و تدریس میں مصروف ہیں. اور چھوٹی چھوٹی برائیوں کے خلاف آواز اٹھانا ہی اصل نیکی 'خدمت دین اور تبلیغ دین شمار کرتے ہیں. جبکہ دین کی اساس مٹائی جارہی ہے اور اس کی جڑا کھاڑی جارہی ہے. اور طواغیت اللہ کی الوہیت و حاکمیت کو چھین رہے ہیں. اور طاغوتی اور شرکیہ احکام و قوانین جس کا انکار کرنے کا انہیں حکم ملا ہے وہ انسانوں کے معاشروں ان کے ملکوں اور ان کے انفرادی و اجتماعی زندگی پر چھائے ہوئے ہیں. لیکن اس کے باوجود لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام قائم ہے اس لیے ان لوگوں نے محض ذاتی اصلاح و تبلیغ کو اسلام جان لیا ہے. ان کا خیال ہے کی الٰہی احکام کی زمین میں اقامت اس امت کی ذمہ داری سے خارج ہے. یہ ایک بڑی خطرناک غلط فہمی ہے اسے مان لینے سے اسلام ایک انفرادی مذہب بن جاتا ہے. اس آیت سے اس بات کا استدلال غلط ہے. اس آیت نے افراد اور جماعت اور ساری امت مسلمہ سے شر اور طاغوت کا مقابلہ کرنے کی ذمہ داری ساقط نہیں کی. سب سے بڑا منکر اور شر یہ ہے کہ اللہ کی الوہیت پر تجاوز کیا جائے اور اس کی حاکمیت اور اقتدار کو چھیننے کی کوشش کی جائے اور انسانوں کو اس کی شریعت کے سوا کسی اور کی شریعت اور احکام و قوانین کا بندہ بنایا جائے. اب اس سب سے بڑے منکر اور شر کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے. جب اسلامی معاشرے میں اللہ کی حاکمیت اور شریعت قائم ہو گی تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس معاشرے کے اندر ہوگا. اس وقت داعیان دین ہر مسلمان اور اسلامی جماعت کیلئے ضروری ہے کہ وہ زمین پر اللہؒ کی الوہیت

اور عبودیت پر مبنی معاشرہ ترتیب دینے کی کوشش کرے۔اس کیلئے ایک منظم تحریک کی ضرورت ہے جو متحد ہو کر یہ فرئضہ ادا کرے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت دین کیلئے جہاں ایک مکمل تحریک کی ضرورت ہے جو متحد ہو کر یہ فرئضہ ادا کرے وہاں قوت واقتدار کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرئضہ بغیر قوت واقتدار کے انجام نہیں پاسکتا کیونکہ طاغوت اس دعوت کو قوت و سختی سے روکے گا جو اس کی خدائی اور اقتدار کو ملیامیٹ کرے۔اس لئے صحیح اسلامی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلئے اقتدار و قوت ناگزیر ہے۔تاکہ اس اقتدار کے ذریعے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام بغیر کسی رکاوٹ کے آسانی سے کیا جاسکے۔

جب زمین پر طاغوت کی حاکمیت کا خاتمہ ہو جائے اور اللہ کی حاکمیت اور نظام قائم ہو جائے تو علماء معاشرے کی اندرونی غلطیوں اور منکرات کی اصلاح کریں گے۔ مگر جب زمین میں کوئی اسلامی معاشرہ قائم نہ ہو جہاں پر اللہ کی توحید اور اس کی شریعت حاکم ہو۔تو اس وقت واجب ہے کہ امر بالمعروف سب سے بڑے معروف کی ہو۔یعنی پہلے اللہ کی حاکمیت اور شریعت کو دنیا میں قائم کیا جائے اور صحیح اسلامی معاشرہ برپا کیا جائے اور نہی عن المنکر سب سے بڑے منکر کی ہو یعنی طاغوت کے حکم کو مٹایا جائے اور لوگوں کو شرک اور طاغوت کی عبادت واطاعت سے نکالا جائے۔رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی دعوت میں بھی اسی کو فوقیت دی۔مکہ میں آپ کی دعوت یہی تھی اور مدینہ ہجرت کر کے پہلے اللہ کی حاکمیت پر اسلامی نظام ومعاشرہ قائم کیا۔جب یہ بنیادی عقیدہ توحید عملی طور پر معاشرے میں قائم ہو گیا اس کے بعد ان جزئیات اور معاشرتی اخلاق وآداب کی اصلاح فرمائی۔جو مسلمان اسلام کے اس عقیدے کو جانتا ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منہج اور طریقے سے واقف ہو اس کا سب سے پہلا ہدف یہ ہو گا کہ وہ اللہ

تعالیٰ کی عبودیت واطاعت اور حاکمیت کو قائم کرے گا. کیونکہ اللہ پر ایمان اور توحید ربانی کا یہی ہر مسلمان سے سب سے پہلا تقاضا ہے.

آیت: ۱۹۷

قل هذه سبيلى ادعوالى الله على بصيرة انا ومن اتبعنى وسبحن الله وماانا من المشركين.(یوسف:۱۰۸)

تو کہہ یہ ہے میرا راستہ جس کی طرف علی وجہ البصیرت میں اور میرے متبعین دعوت دیتے ہیں. اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور داعیان توحید جو دین اسلام اور شریعت کے متبعین ہیں ان کے راستے کی صداقت کی گواہی دی ہے. اللہ کی توحید اور دین اسلام کی طرف دعوت دینے والے مومنین اپنے راستے کی سچائی پر پختہ اعتقاد رکھتے ہیں اور وہ توحید کا مکمل علم اور بصیرت رکھتے ہیں. توحید کے علم وتفصیلات پر بصیرت رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور یہ بھی مسلمان پر فرض ہے کہ وہ دعوت توحید کو اپنا بنیادی موضوع بنائیں اور لوگوں کو اللہ کی الوہیت وربوبیت اور حاکمیت وشریعت کو مدلل اور واضح انداز سے پیش کریں تاکہ لوگ شرک سے بچ سکیں اور اس نظام اطاعت واتباع کی طرف لوٹ آئیں جس پر اہل توحید عمل پیرا ہیں اور جس کیلئے وہ دعوت 'جدوجہد اور ہر قسم کی قربانی دیتے ہیں. داعیان توحید کیلئے ضروری ہے کہ وہ توحید کی دعوت کو واشگاف انداز میں پیش کریں. اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شرک

سے پاک ٹھرائیں اور شرک سے برأت اور علیحدگی کو واضح انداز میں بیان کریں تاکہ دعوت توحید کی شرک سے علیحدگی واضح ہو جائے اور شرک اور طاغوت کی صف نمایاں ہو جائے. جیساکہ نبی کریم کو حکم ملا کہ تو اعلان کر۔ وماانا من المشرکین؛اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں.

اس آیت میں توحید کے داعیوں کیلئے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انھیں دین کے بنیادی عقائد توحید اور آج کے معاشرے اور حکومت کی اس رو گردانی کو واضح انداز میں بیان کرنا چاہیے کہ الوہیت وحاکمیت فقط اللہ کی ہے اور اسی سے لازم آتا ہے کہ اطاعت واتباع بھی فقط اللّٰہ کے احکام و قوانین کی ہو. توحید کے داعی اس دعوت کو نہ چھپائیں نہ موخر کریں اور نہ مصلحت پسندی اختیار کریں. حکمت و مصلحت یہ ہر گز نہیں ہے. کہ ان بنیادی عقائد توحید کو چھپایا جائے اور ان کو پیش کرنے میں طاغوت سے ڈر کر مداہنت اختیار کی جائے یہ سوچ کر کے زمینی طاغوت 'اسلام شریعت اور توحید کے ان حقائق کی اعلانیہ دعوت دینے والوں کو اذیت دیتے ہیں.

داعیان توحید کیلئے ضروری ہے کہ وہ علی وجہ البصیرت اس راستے پر عزم واستقلال 'پختگی اور ثابت قدمی سے چلتے رہیں اور دعوت کے اس طریقے سے پیچھے نہ ہٹیں. یہی دعوت توحید کا طریقہ ہے جس پر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے حکم سے چلتے رہے اور اس کے علاوہ کوئی طریقہ دعوت کامیاب وکامران اور اللہ کے ہاں مقبول نہیں.

آیت:۱۹۸

فلولاکان من القرون اولوبقیة ینھون عن الفساد فی الارض الاقلیلا ممن انجینا منھم واتبع الذین ظلموا ما اترفوفیہ وکانومجرمین.(ھود:١١٦)

پھر ان امتوں میں جو تم سے پہلے گزریں ایسے نیکی والے کیوں نہ ہوئے جو زمین میں (لوگوں) کو فساد سے روکتے مگر تھوڑے ہی ان میں سے جنہیں ہم نے نجات دی اور اتباع کی ظالموں نے اس کی جو انھیں مال و دولت دی گئی تھی اور وہ تھے ہی مجرم.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان ایمان والوں کا ذکر کیا ہے جو ہر دور میں لوگوں کو ظلم و فساد سے روکتے ہیں. سب سے بڑا ظلم اللہ کے ساتھ شرک ہے اور سب سے بڑا فساد اللہ کی حاکمیت میں فساد ہے. پس اللہ کی الوہیت و حاکمیت کو جو انسان خود اختیار کرے گا وہی سب سے بڑا ظالم اور فسادی ہو گا. جس قوم میں غیر اللہ کی حاکمیت اور بندگی و اطاعت رائج ہو جائے وہ قوم فساد کا شکار ہو جاتی ہے لیکن ہر قوم میں کچھ ایسے اہل ایمان موجود ہوتے ہیں جو بہت قلیل تعداد میں ہوتے ہیں جو لوگوں کو اس ظلم و فساد سے روکتے ہیں. اور لوگوں کو اللہ کے دین اور توحید کی دعوت دیتے ہیں. اللہ تعالیٰ یہاں ان لوگوں کی تعریف فرما رہا ہے اس طرح کے یہی لوگ اولو بقیۃ؛ عقل و بصیرت اور ایمان والے ہیں .

پس امت کیلئے غیر اللہ کی حاکمیت اور بندگی سے بچاؤ کا ذریعہ وہ اصحاب دعوت و جہاد ہیں جو ایک اللہ کی شریعت اور عبادت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور زمین کو اس فساد سے پاک کرتے ہیں جو عبادت غیر اللہ اور شرک کے باعث آتا ہے. دراصل یہی لوگ قوموں 'ملتوں اور امتوں کے بچاؤ کا ذریعہ ہیں یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کی الوہیت و حاکمیت کا اعلان کرنے والے اور اس کی خاطر جہاد کا علم اٹھانے والے لوگ کس قدر قیمتی ہیں. یہ لوگ اپنا فریضہ ہی ادا نہیں کرتے بلکہ یہ قوموں کے بچاؤ اور غضب الٰہی سے حفاظت کا سبب بھی ہیں. جو غضب الٰہی ان ظالموں اور مجرموں کے باعث آتا ہے جو اپنے دنیاوی مفادات کیلئے غیر اللہ کی حاکمیت کی اتباع کرتے ہیں تو یہ عذاب الٰہی کا حقدار ٹھرتے ہیں اور اس عذاب کو آخرت سے پہلے

یہ دنیا میں بھی اس کا مزہ چکھتے ہیں جس کا انجام دنیا بھر کا فساد ہے جس کے باعث ہر شخص بدبخت ہو جاتا ہے۔ غیر اللہ کی عبادت اور ہوس مال کا شکار ہو جاتا ہے۔ تو اس فساد کا مقابلہ کرنے کیلئے وہ اہل ایمان اٹھتے ہیں جو معاشرے کو اس فساد 'بدبختی اور زندگی کی کمینگی اور طاغوت کی غلاظت اور پلیدی سے بچا کر اور اس کا خاتمہ کر کے زمین پر اللہ کی حاکمیت و شریعت قائم کر کے امن قائم کرتے ہیں۔

آیت: ۱۹۹

وانّنا لفی شك مما تدعونا الیه مریب. (ھود: ٦٢)

تو جس طریقے کی طرف ہمیں بلا رہا ہے اس کے بارے میں ہمیں شبہ ہے جس نے ہمیں خلجان میں ڈال رکھا ہے۔

وضاحت:

اس آیت میں کافروں کو اسلام کی دعوت دینے پر ان کی طرف سے جس شبہ اور خلجان کا ذکر کیا گیا ہے وہ شبہ اور خلجان اس امر اور نوعیت کا تھا کہ یہ دعوت حق کی خصوصیت میں سے ہے کہ جب وہ اٹھتی ہے تو لوگوں کا اطمینان قلب رخصت ہو جاتا ہے اور ایک عام بے کلی پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ ہر ایک کا تجربہ اور احساسات مختلف ہوتے ہیں مگر اس بے کلی میں سے سب کو کچھ نہ کچھ حصہ ضرور مل کر رہتا ہے اس سے پہلے جس اطمینان کے ساتھ لوگ اپنی ضلالتوں میں منہمک رہتے تھے اور کبھی یہ سوچنے کی ضرورت محسوس ہی نہ کرتے تھے کہ یہ ہم کیا کر رہے ہیں ہم کس نظام کے تحت چل رہے ہیں وہ اطمینان اس دعوت کے اٹھنے کے بعد باقی نہیں رہتا۔ نظام طاغوت اور جاہلیت پر اسلام پسندوں کی بے رحم تنقید 'بے

رحم رویہ 'اثبات حق کیلئے اس کے پر زور اور دل لگتے دلائل پھر اس کا بلند اخلاق 'اس کا عزم 'اس کا حکم 'اس کی شرافت نفس اس کی جدوجہد اور قربانیاں جس کا سکہ بڑے بڑے ہٹ دھرم مخالف کے دل پر بیٹھ جاتا ہے. پھر وقت کی سوسائٹی میں سے بہترین لوگوں کا اس سے متاثر ہوتے چلے جانا اور ان کی زندگیوں میں دعوت حق کی تاثیر سے غیر معمولی انقلاب رونما ہونا یہ ساری چیزیں مل کر ان سب لوگوں کے دلوں کو بے چین کر ڈالتی ہیں جو حق آ جانے کے بعد پرانی جاہلیت کا بول بالا رکھنا چاہتے ہیں.

آیت: ۲۰۰

هزابلغ للناس ولینذ روبه ولیعلموانماهواله واحدولینذ کراولوالباب.(ابراھیم:۵۲)

یہ قرآن لوگوں کیلئے ایک پیغام ہے تاکہ اس کے ذریعے سے انہیں ڈرایا جائے اور تاکہ انھیں معلوم ہو جائے کہ بیشک وہی الٰہ واحد ہے اور تاکہ عقل مند نصیحت حاصل کریں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل کرنے کا مقصد یہ بیان کیا ہے کہ اس نے قرآن کو لوگوں کیلئے بطور دعوت اور پیغام نازل فرمایا ہے. تاکہ اس قرآن کے ذریعے سے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قرآن کی دعوت توحید کیا ہے. توحید الوہیت وعبودیت اور حاکمیت کس چیز کا نام ہے اور انسان پر اس کے حقوق وفرائض کیا ہیں. قرآن کے اس پیغام اور دعوت کو سمجھنے کے بعد ہر مسلمان خاص کر علمائے دین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قرآن کی اس دعوت توحید سے لوگوں کو آگاہ کریں انھیں شرک اور طاغوت سے ڈرائیں تاکہ لوگ شرک سے بچ سکیں. آج داعیان توحید کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ اس

سب سے بڑے منکر اور شرک طاغوت کے خلاف زبان و عمل سے داعی بنیں تاکہ وہ طاغوت کی عبادت سے بچ کر خالص توحید میں داخل ہو سکیں.

آیت: ۲۰۱

ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والھدی من م بعد ما بینہ للناس فی الکتب اولئك یلعنھم اللّٰہ ویلعنھم اللعنون.(البقرہ: ۱۵۹)

بیشک جو لوگ ہمارے نازل کردہ صریح دلائل اور ہدایت کو چھپاتے ہیں. اس کے بعد کہ ہم نے لوگوں کیلئے ان کو کتاب میں کھول کر بیان کر دیا ہے وہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ کے علم سے نوازا ہے. اس کے دلائل و براہین کو سمجھنے کی توفیق فرمائی ہے. اس علم و ہدایت کو سمجھتے ہوئے ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو اس کے دلائل و احکام سے روشناس کرائیں اور انہیں شرک' غیر اللہ کی حاکمیت اور عبادت سے بچانے کی کوشش کریں. اس کے برعکس ان لوگوں نے حق کا علم ہونے کے باوجود طاغوت کے ڈر اور اس کی سختیوں کے خوف سے حق اور دعوت توحید کو چھپایا ہے اور اسے لوگوں کو بتانے سے گریز کیا ہے. طاغوت کی مادی لالچ اور دنیاوی طمع نے ان لوگوں کو حق اور قرآن کی دعوت الوہیت وحاکمیت کو چھپانے پر مجبور کیا ہے. جو طاغوت کی حاکمیت اور اس کے باطل اقتدار کو ہرگز برداشت نہیں

کرتی. ایسے علماء سو حق کو چھپانے کی جسارت ہی نہیں کرتے بلکہ یہ اپنے دنیاوی مفادات کیلئے طاغوت کے ہمنوابن جاتے ہیں اوران کی جھوٹی خدائی کیلئے باطل دلائل تراشنے کی بھی جرأت کرتے ہیں. درحقیقت یہی لوگ ہیں جو سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اوراس کی تمام مخلوق کی لعنت کے مستحق ہیں۔

توحید حاکمیت اور جہاد و قتال

آیت: ۲۰۲

وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة ويكون الدين كله لله.(البقرہ:۱۹۳)

اوران سے جنگ کرو یہاں تک کے فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ کیلئے ہو جائے.

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

تومعلوم ہوا کہ جب تک اسلام کے احکامات کی(ملک و معاشرے) میں عملاً پابندی نہ ہو جائے اس وقت تک اسلام کو خالی اپنا لینے سے قتال ساقط نہیں ہو جاتا'اس لئے جب تک دین کل کا کل ایک اللہ وحدہ لاشریک کیلئے نہ ہو جائے اور جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے قتال واجب ہے. چنانچہ جب دین غیر اللہ کیلئے ہو جائے تو قتال واجب ہو جاتا ہے. وہ لوگ جو اسلام کے ظواہر و متواتر احکامات و قوانین کی پابندی نہیں کرتے ان سے قتال واجب ہونے پر علمائے اسلام میں کوئی بھی اختلاف نہیں جانتا. اللہ تعالیٰ کا حکم ہے. وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة ويكون الدين كله لله ﴿﴾...دین سے مراد اطاعت ہے جب کچھ

اطاعت اللہ کی ہو اور کچھ غیر اللہ کی ہو تو قتال واجب ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اطاعت اللہ ہی کی ہونے لگے۔(فتاویٰ ابن تیمیہ)

وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے قتال کو فتنے کے خاتمے کیلئے فرض کیا ہے۔فتنے سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی وہ نظام جو لوگوں کو غیر اللہ کی حاکمیت اور ان کے احکام و قوانین کے آگے سرنگوں کرتا ہو۔یہ نظام 'کفر و شرک' الحاد 'فسق و فجور اور جاہلانہ نظام و قوانین پر مشتمل ہوتا ہے۔اور یہ اس فتنے اور قوت کی صورت میں مسلمانوں کو دین اور اللہ کے احکام و شریعت اور اس کی خالص اطاعت و عبادت کی طرف آنے نہیں دیتا۔اللہ تعالیٰ نے قتال کو اس لیے فرض کیا تاکہ مومنوں کو کفر و شرک غیر اللہ کی حاکمیت اور ان کے نظام و ادیان اور قانون سے بچایا جائے اور جہاد و قتال کی قوت کے ساتھ اللہ کے دین اور اس کی شریعت کو قائم و نافذ کیا جا سکے اور اللہ کے دین کے پھیلاؤ میں موجود رکاوٹوں کو بزور قوت روکا جائے۔اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلمے کی سربلندی' اللہ کے دین کو نافذ کرنے اور اس کے بتائے ہوئے نظام زندگی کو برپا کرنے کیلئے اٹھایا ہے کہ وہ صرف اللہ کے دین کی حاکمیت کا جھنڈا بلند کرے اور دین میں جس قدر جاہلی نظام و قوانین' رسم و رواج' فلسفے اور افکار و نظریات ہیں سب کو مٹا کر اللہ کے دین اور شریعت کو غالب کر دے۔ آخر اس دین میں جہاد و قتال کو اتنی اہمیت کیوں دی گئی ہے کہ اس سے جی چرانے اور منہ موڑنے والوں پر قرآن مجید نفاق کا حکم لگاتا ہے۔جہاد نظام شریعت اور اللہ کی حاکمیت کے قیام کا ہی دوسرا نام ہے۔دین لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ طاغوت سے لڑنے کیلئے میدان معرکہ میں اتریں اور انسانوں پر اس کی حاکمیت و اقتدار کو چھین کر سارے کا سارا اقتدار اللہ کے حوالے کریں تاکہ لوگ طاغوت کی عبادت و حاکمیت سے آزاد ہو کر ایک اللہ کے عبادت گزار بن جائیں۔

قرآن نے جہاد و قتال کا مقصد اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنے اور غیر اللہ انسانوں کی حاکمیت کا خاتمہ بیان کیاہے. مومنین شرک کے تمام نعروں جاہلی دستورو قوانین'قوم وطن اور نسل کے تمام نعروں کو چھوڑ کر صرف اللہ کی شریعت وحاکمیت کا نعرہ بلند کرتے ہیں اور اسی نظام کو غالب کرنے نکلتے ہیں یہی مقصد جہاد و توحیدٰ اسلام کے ہر مجاہد کے پیش نظر رہا. ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا کہ کسی مجاہد فی سبیل اللہ سے دریافت کیا گیاہو کہ تم جہاد کیلئے کیوں نکلے ہو اور اس نے یہ جواب دیاہو کہ ہمارے وطن کو خطرہ درپیش تھاہم اس کے دفاع کیلئے اٹھے تھے یاہم مسلمانوں کو اہل روم اور فارس کی جارحانہ کاوائیوں کو روکنے کیلئے نکلے ہیں. یاہم ملک کے رقبے کی توسیع چاہتے ہیں. اس کے برعکس ان کا جواب یہ ہوتا تھا جو ربعی بن عامر 'مغیرہ بن شعبہ اور خزیفہ بن محصن نے رومیوں کو دیا تھا.

اللہ ؔ نے ہمیں حکم دیاہے کہ ہم انسانوں کو اپنے جیسے انسانوں کی غلامی سے نکال کر صرف اللہ ؔ وحدہ کی بندگی کی طرف لائیں اور انہیں ادیان کے ظلم وستم سے نجات دے کر عدل اسلام سے ہم کنار کریں.

اللہ کا نظام الوہیت وخلافت بیشک انسانیت کیلئے اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ضابطہ حیات اور قانون زندگی ہے. اور یہ دنیامیں صرف تبلیغ واخلاص سے قائم نہیں ہوتابلکہ یہ برپااس وقت ہوتاہے جب صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس کیلئے جہاد وقتال کیاجاتاہے تاکہ طاغوتی قوتوں اور نظاموں کو توڑا جائے. طاغیوں کی حاکمیت واطاعت اور نظام و قانون کو ختم کیاجائے اور اللہ کی حاکمیت وشریعت اور خلافت کو دنیامیں قائم کیاجائے.

آیت: ۲۰۳

واقتلوهم حيث ثقفتموهم واخرجوهم من حيث اخرجوكم والفتنة اشد من القتل.(البقرہ:۱۹۱)

اور تم انھیں جہاں بھی پاؤان کو قتل کر دو اور تم انھیں نکال دو جہاں سے انھوں نے تمہیں نکالا اور فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار سے قتال کا حکم دیا ہے اور ان کے فتنہ و شرک کو ان کے قتل سے زیادہ شدید جرم بتایا ہے۔ جس سے اسلام میں اللہ کے دین اور نظام حاکمیت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اس لئے جو لوگوں کو دین اور عقیدے سے منحرف کریں اور مسلمانوں کی تکلیف کا سبب بنیں انہیں انسانیت کا بد ترین دشمن قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ دشمنان اسلام انسانیت کو ایک بہت بڑی خیر کثیر اور فلاح عظیم سے محروم کر دیتے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ان لوگوں سے اس وقت تک لڑتے رہیں جب تک فتنہ فساد ختم ہو کر اللہ کا دین غالب نہ آجائے۔

دین اور اسلامی نظام سے گمراہ کرنا انسانی زندگی کی مقدس ترین شئے کو نقصان پہچانا ہے۔ اس لیے یہ زیادتی جرم قتل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ خواہ دین سے گمراہ کرنے کی صورت یہ ہو کہ ایسا نظام شرک وفساد قائم کر دیا جائے کہ جس کا مزاج ہی دین دشمنی ہو جو لوگوں کے سامنے کفر و شرک کی رنگینیاں پھیلائے الحاد اور غیر اللہ کی حاکمیت کی اشاعت کرے۔ آج غیر اللہ کا نظام جمہوریت ایک بڑے فتنہ وفساد کی شکل میں امت کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔ اس شرک اور فساد کو ختم کرنے کیلئے مسلمانوں پر قتال فرض کیا گیا ہے تاکہ وہ اسلام کو نافذ اور برپا کر سکیں۔

آیت: ۲٤٠

هوالزی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ.(التوبہ : ۳۳)

وہی(اللہ) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجاتا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکین کو برا ہی لگے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دین اسلام دے کر مبعوث فرمانے اور مومنین کو ہدایت سے نوازنے کا مقصد بتایا ہے کہ وہ اسلام کو دوسرے تمام ادیان اور نظاموں پر غالب کرناچاہتا ہے. نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس لیے بھیجا گیا کہ وہ غیر اللہ کی الوہیت وحاکمیت پر مبنی ہر دین اور نظام کو مٹا کر اس پر اللہ کی الوہیت وحاکمیت اور عبودیت پر مبنی دین اور نظام قائم کر دیں.

دین اسلام محض ایمان وعقیدے اور چند عباداتی شعائر کا نام نہیں بلکہ ایک وسیع عملی نظام ہے جو اس زمین پر برپا ہوناچاہتا ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک زمین پر قائم شدہ غیر اسلامی نظاموں کو بزور قوت ہٹانہ دیا جائے. کیونکہ اللہ کی الوہیت وحاکمیت کو غصب کرنے والے فرعون اور اپنے باطل ادیان ونظام کو زمین پر مسلط کرنے والے کبھی صرف دعوت وتبلیغ سے اپنی مسند اقتدار کو نہیں چھوڑتے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اسلام اور شریعت کے نفاذ کیلئے جہاد کو فرض کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے دین اسلام کو لیظھرہ علی الدین کلہ؛ تمام غیر اللہ کے قائم شدہ نظاموں اور سلطنتوں کا خاتمہ کر کے ایک اللہ کی حاکمیت اور دین کو قائم کر دیں. اسی لیے جہاد وقتال کو فرض کیا گیا کہ ان تمام قوتوں کو تہس نہس کیا جائے. جو زمین میں اپنی الوہیت وحاکمیت کا درجہ حاصل کرناچاہتی اور خدا کے بندوں کو اپنی حاکمیت اور عبادت پر قائم کرناچاہتی ہیں اور ایک اللہ کی الوہیت وحاکمیت اور شریعت کا اظہار نہیں چاہتیں تاکہ ان

کا نظام اقتدار و سلطنت قائم رہے. دین کا تعلق حقیقی اور واقعاتی زندگی کے ساتھ ہے یہ اس لیے آیا تھا کہ زندگی پر حکم کرے'حیات کے فیصلے کرے'لوگوں کو ایک اللہ کا عبادت گزار بنائے اور غاصبوں کے ہاتھوں سے اقتدار چھین کر اسے الٰہی اقتدار کے حوالے کر دے.

ہر گز نہیں واللہ ہر گز نہیں یہ دین جدوجہد اور جہاد کے بغیر ہر گز قائم نہیں ہو سکتا. یہ دائمی جدوجہد اور مقابلہ چاہتا ہے. اس کیلئے قربانی دینے والے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو لوگوں کو اس کی طرف لانے کی سعی وجہد کریں. انہیں لوگوں کی عبادت سے نکال کر ایک اللہ کی عبادت کی طرف لائیں. زمین میں اللہ کی الوہیت و حاکمیت قائم کرنے کی کوشش کریں. جن لوگوں نے اللہ کے اقتدار کو غصب کیا ہے ان سے اسے واپس حاصل کریں اور خدا کے حوالے کریں. لوگوں کی زندگیوں میں اللہ کی شریعت و قانون کو قائم کریں. اگر انفرادی طور پر لوگ گمراہ ہوں اور ہدایت و راہنمائی کے محتاج ہوں تو ان کی بہترین راہنمائی کریں. اگر کوئی باغی قوت دین حق کا راستہ روک رہی ہو تو اسے راستے سے ہٹا دیں تاکہ دین اسلام قائم ہو سکے اور خدا کا قانون برپا ہو سکے.

اسلام کیلئے کام کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ طاغوت کے نظام و قوانین زندگی کے تمام شعبوں میں قائم ہو چکے ہیں مسلمانوں پر طاغوتی احکام و قوانین کے خلاف جدوجہد کر کے اسے ملیامیٹ کرنا اور ان پر اللہ کے احکام و قوانین کو نافذ کرنا فرض ہے کیونکہ طاغوت ایسا کبھی آسانی سے نہیں ہونے دے گا. اس کیلئے طاغوت کے خلاف ہر سطح اور محاذ پر مقابلہ کرنا اور عملی اقدام اٹھانا ناگزیر ہے.

یہ دین اسلام ہر صورت میں اپنا غلبہ چاہتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا. الاسلام یعلو ولا یعلی علیہ؛ اسلام غالب ہونے کیلئے آیا ہے مغلوب ہونے کیلئے نہیں. ایک مسلمان جب دین اسلام کی اس حقیقت کو جان لیتا ہے تو وہ اس ذمہ داری کو نبھانے کیلئے تیار ہو جاتا ہے. وہ دین اسلام کو غالب کرنے

کے راستے میں ہر تکلیف اور مصیبت اٹھانے کیلئے کمر بستہ ہو جاتا ہے. دین اسلام کی یہی حقیقت ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قرآن مجید میں دی گئی اس ہدایت اور راہنمائی کے ذریعے تیار کرنا چاہتا ہے.

آیت: ۲۰۵

الذین امنویقاتلون فی سبیل اللّٰہ والذین کفرویقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوااولیاءالشیطان ان کیدالشیطان کان ضعیفا.(النساء: ٧٦)

جولوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیاوہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں. چنانچہ تم شیطان کے ساتھیوں سے لڑو بیشک شیطان کی چال بڑی کمزور ہے.

وضاحت:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل ایمان اور اہل کفر کے درمیان ایک معرکے کاذکر فرمایاہے. اہل ایمان جواللہ کی توحید'اس کے دین اور اس کی حاکمیت کیلئے لڑتے ہیں اور اہل کفار'شرک'طاغوت'غیر اللہ کی حاکمیت اور شیطان کے راستے میں لڑتے ہیں. یہ وہ معرکہ ہے جواہل ایمان اور اہل کفر کے درمیان ازل سے جاری ہے اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو یہ معرکہ لڑنے کیلئے تیار کررہاہے کیونکہ یہ اللہ کامعرکہ ہے جوزمین میں طاغوتوں سے برپاہے تاکہ زمین میں اللہ کی الوہیت وحاکمیت کو قائم کیاجائے اوران طاغوتوں کونیست ونابود کیاجائے جنہوں نے اللہ کی الوہیت وحاکمیت کو غصب کرر کھاہے اور انسانیت کواپنے احکام وقوانین کی بندگی وغلامی کے ذریعے اپناعبادت گزار بنار کھاہے. یہ معرکہ فقط اللہ کی شریعت اوراس کے

نظام حاکمیت خلافت کو قائم کرنے کیلیئے ہے. اور ایمان والوں کو اس کا حکم ہے کہ وہ اللہ کی شریعت اور اس کی حاکمیت کو زمین پر قائم کرنے کیلیئے قتال کریں تاکہ انسان غیر اللہ کی عبودیت سے نکل سکیں.

دنیا میں یہ انقلاب و تبدیلی فقط ایمان والی جماعت اور تحریک کے ذریعے ممکن ہے. وہ تحریک انسانوں کو اللہ کی توحید اس کے دین و شریعت اور اس کی حاکمیت کی دعوت دے اور مسلمانوں کو عملی طور پر طاغوتوں سے قتال فی سبیل اللہ کیلیئے نکالے تاکہ طاغوتوں کی حاکمیت' قوانین اور خدائی مٹے اور انسان غیر اللہ کی بندگی سے آزاد ہو اور انسانی زندگی کے تمام معاملات الٰہی قوانین کے تحت قائم ہوں تاکہ انسان انسانوں کی غلامی اور بندگی سے آزاد ہو کر صرف اللہ کا غلام بن سکے. اللہ تعالٰی نے مسلمانوں پر قتال فی سبیل اللہ اس لئے فرض کیا ہے تاکہ انسانوں کے خود ساختہ طریقوں پر اللہ کا طریقہ بلند کیا جائے. یہ کسی قوم و قبیلے' وطن و نسل کے اقتدار و غلبے کی کوشش نہیں بلکہ یہ صرف اور صرف انسانوں پر ایک اللہ کے حکم اور اس کے نظام حاکمیت کے غلبے اور قیام کیلیئے ہے.

اللہ تعالٰی نے اہل ایمان کو زمین پر اپنی حاکمیت کے دائمی اور سخت معرکے کیلیئے کھڑا کیا ہے جس کے ایک طرف اولیاءالرحمن اہل ایمان اور دوسری طرف اولیاءالشیطان اہل طاغوت ہیں. قیامت تک ان کے درمیان یہ معرکہ قائم رہے گا. اس کی شدت میں اضافہ ہو گا کمی نہیں ہو گی. ایک اسلامی نظام و معاشرہ جو الوہیت و حاکمیت اور قانون سازی کو اللہ کی ذات میں مرتکز مانتا ہے اور دوسرا طاغوتی اور جمہوری نظام ہے جو لوگوں کو غیر اللہ کی حاکمیت اور قانون سازی میں شریک مانتا ہے. ان دو متضاد نظاموں اور معاشروں میں پنجہ آزمائی اور لڑائی ضروری ہے.

پس اللہ کی حاکمیت کی بنیاد پر اہل ایمان کو ہر دور کے طواغیت اور مشرکین سے قتال کرتے وقت جھجکنا یا کسی مصلحت سے کام نہیں لینا چاہیے. کیونکہ یہ معرکہ دراصل افراد یا زمین کے حصول کیلیئے خانہ

جنگی نہیں بلکہ دومتضاداصولوں کے درمیان ہے ایک طرف توحید ہے اوردوسری طرف شرک ہے.اصل جنگ توحیداور شرک میں ہے'ایمان اور کفر میں ہے.شریعت اور جمہوریت میں ہے.یہ ایک دائمی معرکہ ہے جواللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام خلافت اور غیراللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام جمہوریت کے درمیان جاری ہے.جو اس جنگ کو فتنہ'خانہ جنگی یاسیاسی معرکہ قرار دیتے ہیں وہ دراصل دین اسلام اور توحید کی اصل سے ہی وقف نہیں.وہ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی گمراہ کررہے ہیں.یہ ایک نظریاتی جنگ ہے جو شریعتٰ اللہ کی حاکمیت اور جمہوریتٰ غیراللہ کی حاکمیت کے درمیان لڑی جارہی ہے.

لیکن مسلمانوں کواس جنگ میں شکست دینے کیلئے یہودونصاریٰ اس نظریاتی جنگ کو اپنے پروپیگنڈہ کے ذریعے پرفریب ناموں اور اصطلاحات سے بدلتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو گمراہ کرسکیں.یہودونصاریٰ کو پتہ ہے کہ مسلمان اپنے کلمے اور عقیدے پر لڑی جانے والی جنگوں میں بڑے پرجوش اور پکے ہیں.اس لیے انھوں نے اس جنگ کو کچھ پرفریب نام دیے ہیں.اور کھلم کھلا اسے نظریاتی جنگ نہیں بننے دیا.چنانچہ انھوں نے اس جنگ کوامن بقائے عالم'آزادی کااحیا'دہشت گردی کاخاتمہ'وطن وملک کاتحفظ اور جمہوریت کے قیام کے نامدیے ہیں.انھوں نے غیراللہ کی حاکمیت پر مبنی جمہوریت کو پرفریب اسلامی جمہوریت کانام دیاہے.تاکہ مسلمانوں کو دھوکادے کراپناہم نوابناسکیں.تاکہ مسلمان اپنے دین اور نظریے کونہ پہچان سکیں.اور غلط فہمی میں اسلام کے نام پران کے مفادات'نظام وقوانین اور جمہوریت کیلئے کام کریں.ان کے طاغوتی لشکر کاحصہ بن کر ان کیلئے اپنی کوششیں وکاوشیں اورمال وجان صرف کریں.اس طرح انھوں نے طاغوتی جمہوریت کواسلام اورامن کانام دے کر مسلمانوں کے ذہن میں اپنے تیئں اسلام کو مکمل کردیاہے.اس لیے اب اسلام'شریعت اورمزہب کے نام پر خون خرابہ کرنااور کوئی معرکہ برپاکرنا درست نہیں ہوسکتا.اس طرح دشمنان اسلام اپنے آپ کومسلمانوں کے مزہبی

جوش'ولولے اور اسلامی حمیت سے محفوظ کر لیتے ہیں. جبکہ وہ خود ہمیشہ شیطان کے راستے پر گامزن اپنے طاغوتی نظام و قوانین اور غیر اللہ کی حاکمیت اور تسلط قائم کرنے کیلئے مسلمانوں سے لڑتے رہتے ہیں. اور ہمیشہ مسلمانوں سے صرف اس لیے نبرد آزما ہوتے ہیں. تاکہ اصل اسلام اور شریعت کو ہٹا کر اللہ کی حاکمیت کو دنیا سے مٹا دیں. اور وہ دنیا میں جہاں جہاں اللہ کی حاکمیت اور شریعت کی بالادستی کا پیغام سنتے ہیں. اسے ختم کرنے کیلئے اپنے تمام لاؤلشکر جھونک دیتے ہیں. اور اس کیلیئے اپنے ساتھ ان نام نہاد کلمہ گو سلطنتوں کا بھی تعاون حاصل کرتے ہیں. جنہیں انھوں نے اپنی سازشوں اور فریب کاریوں کے ذریعے اپنے نظریے اور عقیدے میں رنگ لیا ہوتا ہے. یہ لوگ جمہوریت پر ایک مقدس لیبل لگا کر اس کے تحفظ کی خاطر جان و مال پیش کرتے ہیں لیکن مسلمان ان کے دھوکے اور مکر کو نہیں پہچانتے کہ یہ فی الحقیقت عقیدے کی جنگ ہے. اسلام اور کفر کی معرکہ آرائی ہے. خواہ اسے دشمنان اسلام کوئی بھی نام کیوں نہ دیں. یہ نام و لیبل وہ صرف اس لیے لگاتے ہیں. تاکہ ہم دھوکہ کھا جائیں. اور اسلام اور کفر'اللہ کی حاکمیت اور غیر اللہ کی حاکمیت اور شریعت و جمہوریت کے درمیان لڑی جانے والی جنگ کے حقیقی محور کو نہ جان سکیں. اور نہ سمجھ مسلمانوں کو اپنی جنگ کا ایندھن بنا سکیں. کفار یہ جنگ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف جاری رکھیں گے. دنیا دو گروہوں میں تقسیم ہو چکی ہے. ایک طرف اللہ کی حاکمیت اور شریعت کا نعرہ ہے اور دوسری طرف شیطانی خود ساختہ طاغوتی حاکمیت اور جمہوریت کا نعرہ ہے. آج ہر مسلمان کو سوچنا چاہیے کہ وہ کس جگہ کھڑا ہے. اہل ایمان اور توحید کے ساتھ یا اہل کفر اور طاغوت کے ساتھ لیکن آج نام نہاد مسلمان یہود و نصاریٰ کی فریب کاریوں کا شکار ہیں اور اللہ کے دین و نظام کو چھوڑ کر کفر کے نظاموں اور قومیت و وطنیت کے فتنے کا شکار ہیں.

اس وقت امت مسلمہ کیلئے ہمیشہ سے کہیں زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے عقیدے اللہ کی الوہیت و حاکمیت کے پیغام کو سمجھیں. اور اس پر اکھٹے ہو کر ہر طاغوتی نظام و حکومت کے ساتھ ٹکرا جائے. یہ میدان آج بھی

سجاہوا ہے اور آج بھی اہل ایمان اور اہل طاغوت بر سر پیکار ہیں. امت مسلمہ کو آج اس میدان میں اپنا کردار ادا کرنا ہو گا. اور طاغوت کے خلاف معرکہ آرائی کو گرم کرنا ہو گا. جب اہل ایمان اس میدان میں قربانیاں' تکلیفیں' اذیتوں اور آزمائشوں سے گزریں گے. تو شیطان کے دوست طاغوت کے لشکر ضرور اہل ایمان سے شکست کھائیں گے. کیونکہ شیطان کی تدبیر' مکر اور قوت ہمیشہ کمزور ہوتی ہے. جب اہل ایمان اللہ پر توکل کر کے طاغوت کے خلاف میدان میں نکل آتے ہیں. تو طاغوت کی قوت وطاقت مضمحل ہو جاتی ہے. اور اس کی تمام تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں. اور اہل ایمان اس معرکے میں کامیاب ہو جاتے ہیں.

آیت: ۲۰۶

ولایزالون یقاتلونکم حتی یردو کم عن دینکم ان استطاعو. (البقرہ: ۲۱۷)

اور یہ لوگ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر مقدور رکھیں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کافروں کے مسلمانوں سے لڑنے اور ان کے خلاف قتال کرنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اللہ کے دین و شریعت اور اطاعت و حاکمیت سے پھیر کر غیر اللہ کی حاکمیت اور اطاعت میں لے آئیں. کافروں کو مسلمانوں کے شعائر و عبادات سے کوئی سروکار نہیں انہیں اصل چڑ اور تعصب اس دین اور نظام سے ہے جو زندگی کے ہر پہلو پر اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنا چاہتا ہے. انہیں اصل خطرہ اسلام کے اس عقیدے اور سیاسی تصور سے ہے. جو زمین پر اللہ کی حاکمیت اور دین کا غلبہ

چاہتاہے۔ ان کا اپنے نظام جمہوریت کی داغ بیل ڈالنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو نظام خلافت اور دین سے پھر دیں۔ اس لیے جب کبھی مسلمان اللہ کی حاکمیت اور شریعت کو قائم کریں تو وہ اس کے خاتمے کیلئے مسلمانوں سے لڑائی اور جنگ شروع کر دیتے ہیں۔ لہذا کفار مسلمانوں کے خلاف اس لڑائی کو جو نام بھی دیں مسلمانوں کو ان کے دھوکے میں نہیں آنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالٰی نے ان کی حقیقت واضح فرمادی ہے۔

آیت: ۲۰۷

یریدون لیطفئونور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔ (الصف: ۸)

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور (دین اسلام) اپنے منہ سے بجھادیں جبکہ اللہ اپنا نور پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند ہی کریں۔

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ کافر لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں اور کوششوں سے بجادیں۔ اللہ کا نور اللہ کی توحید 'دین اسلام 'شریعت الٰہی اور وہ نظام قانون ہے جو اللہ کی حاکمیت پر قائم ہے۔ کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کے دین اور نظام کو تباہ کر دیں اسے پھلنے پھولنے اور زمین پر قائم اور غالب نہ ہونے دیں۔ کفار کے علاوہ بہت سے نام نہاد مسلمان بھی ہیں جو اسلامی نظام قانون کے غلبے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی زمین 'قوم 'وطن 'گروہ 'سرداری ولیڈری اور باطل آئین کیلئے لڑتے ہیں۔ سبب اس کا یہ نہیں کہ وہ اسلامی نظام قانون پر ایمان نہیں رکھتے ہیں بلکہ سبب یہ ہے کہ اسلام ان کے بہت سے

خودساختہ پسندیدہ جاہلی امتیازات کو ختم کرناچاہتاہے.انھیں خطرہ ہے کہ اسلام اگراگرزمین پر قائم ہوگیاتوان امتیازات سے جنگ کرے گا.افراد' جماعتیں'حکومتیں اوران کے وضع کردہ جعلی نظریات وقوانین اپنی بقااسی میں دیکھتے ہیں کہ اسلام کوناکام کیاجائے.یہ قوتیں کمزورنفوس کواسلام کی طرف بڑھنے سے روک دیتی ہیں.موروثی تعصبات اورمادی مفادات ان قوتوں کی مدد کرتے ہیں.کیونکہ انہوں نے انسانوں پر غفلت وجہالت کے پردے ڈال رکھے ہیں.اورانہیں دعوت وتبلیغ کی صورت میں حق کی روشنی ونورپسند نہیں.انہیں اس نورروشنی میں اپنی اصلی شکل وصورت کے بے نقاب ہونے کااندیشہ ہے.

پس طاغوت چاہتاہے کہ اس دعوت حق کواپنی پوری طاقت سے مکمل طورپردبالے اورکسی صورت میں اسے ثمرآورنہ ہونے دے لیکن ایساہوناناممکن ہے.لہذااسلام اورشریعت کاکام کرنے والے داعیان حق کواسلحہ'قوت اورجہادوقتال کی ضرورت ہے تاکہ ان قوتوں پرغالب آسکیں اوران کاقلع قمع کرسکیں.یہ قوتیں مزاحمت کے بغیرمیدان چھوڑنے کوتیارنہیں ہوتیں.الٹاوہ اسلام ہی کومٹانے کے درپے ہوجاتی ہیں.پس اس وقت معرکہ قتال گرم ہونالازم ہے اورحق اوراہل حق کیلئے اپناکام کرناضروری ہوجاتاہے اورجہادوقتال ناگزیرہوجاتاہے.

آیت:۲۰۸

وان طائفتن من المؤمنین اقتتلوافاصلحوابینهما.فان بغت احداهما علی الاخریٰ فقاتلواالتی تبغی حتی تفیءالی امراللّٰه فان فاءت فاصلحوابینهمابالعدل واقسطوان اللّٰه یحب المقسطین.(الحجرات:۹)

اور اگر مومنوں میں سے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان کی صلح کرادو. پھر ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو تم اس سرکشی کرنے والے کے ساتھ لڑو حتی کہ وہ اللہ کے فیصلے کے سامنے جھک جائے. پس اگروہ جھک جائے تو ان دونوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو اور پورا عدل کرو بلاشبہ اللہ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے.

وضاحت:

دنیا پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین پر قائم اجتماعی نظام خلافت و شریعت اللہ کی عبودیت کا مظہر ہے. اور اللہ تعالیٰ نے اس کائنات'زمین وآسمان اور جن وانس کو اپنی عبادت کیلئے ہی پیدا کیا ہے. اس لیے وہ نظام خلافت جو اللہ کی حاکمیت اور عبودیت پر قائم ہو اس کی حفاظت اللہ کے ہاں ہر چیز پر مقدم ہے حتی کہ مسلمانوں اور مومنین کی جانوں پر بھی. اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کوئی مومن مسلمان جو دل سے تو اللہ کی حاکمیت اور اس کے قانون کی اطاعت پر ایمان لاتا ہے. لیکن کسی غلط فہمی یا کسی جاہلی'قبائلی'قومی یا نسلی تعصب کی وجہ سے اللہ کی حاکمیت پر قائم نظام خلافت کے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا ہے. جس کی وجہ سے اللہ کی حاکمیت اور اس کے نظام و قانون کی حد شکنی ہوتی ہے اور مجموعی طور پر مسلمانوں سے اللہ کے احکام وقوانین کی حاکمیت'اطاعت اور عبادت مٹ جانے کا عملاً خطرہ پیدا ہو جاتا ہے. تو اللہ کی حاکمیت اور اسلامی نظام قانون خلافت کے خلاف اٹھنے والی اس بغاوت کا قلع قمع کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس باغی گروہ کے خلاف قتال کا حکم دیا ہے. اللہ کے قانون اور اس کی حاکمیت کے خلاف اٹھنے والی ہر قوت اور گروہ کو بزور تلوار مٹایا جائے گا اور ان باغی گروہوں کے خلاف جو اسلام اور شریعت کے خلاف جنگ کریں اس وقت تک لڑا جائے گا جب تک وہ اللہ کے فیصلے اور اس کے حکم و قانون کے آگے جھک نہ جائیں اور بغاوت وفساد سے کنارہ کش ہو جائیں. اور اللہ کی حاکمیت اور قانون الٰہی

کی رفعت و عظمت کو مکمل طور پر قائم نہ کر دیا جائے. کیونکہ جب تک ملک و معاشرے کے تمام گروہ اللہ کے قانون کے سامنے جھک نہ جائیں اس وقت تک امن اور اللہ کی زمین پر اللہ کی عبادت اور حاکمیت قائم نہیں ہو سکتی.

اسلام کا یہ نظام تحکیم اور باغی مسلم گروہ کے خلاف تمام مسلمانوں کا اجتماعی طور پر لڑنا جب تک کہ وہ حکم الٰہی کی طرف لوٹ نہ آئے اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کی حاکمیت اور اس کے قانون کو زمین پر قائم کرنے کیلئے ہر قوت سے ٹکرا جانا چاہیے وہ اسلام اور ایمان کا دم ہی کیوں نہ بھرے ایک خدائی حکم اور فریضہ ربانی ہے جس پر زمین کی اساس قائم ہے. کہ اس پر اللہ کی خلافت قائم کی جائے اور غیر اللہ کی حاکمیت اور وضع قوانین ودساتیر و نظام اطاعت کو ملیامیٹ کیا جائے.

جب یہ سزا ان لوگوں کیلئے ہے جو باغی ہوں اور امام کی اطاعت سے خارج ہوں تو اس نظام کا حکم کیا ہوگا جو غیر اللہ کی حاکمیت اور عبادت کو قائم کرے اور اللہ کے حکم و قانون کی بجائے لوگوں سے اپنے خود ساختہ دستور و قوانین کی اطاعت کرائے. کیا یہ اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت نہیں ہے. یقیناً ایسے لوگوں سے باغیوں کی نسبت بالاولٰی قتال فرض ہے.

توحید حاکمیت اور میزان شریعت

آیت: ۲۰۹

لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس.(الحدید: ۲۵)

بلاشبہ ہم نے رسولوں کو کھلے دلائل دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور ترازو اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اتارا جس میں شدید قوت اور لوگوں کیلئے فوائد ہیں.

وضاحت:

اس آیت میں انبیاء کو مبعوث فرمانے اور ان پر اپنی کتابیں اور احکام و قوانین اتارنے کا مقصد بتایا گیا ہے کہ تمام رسول اللہ پر ایمان اور اپنے رسول ہونے پر واضح دلائل و براہین لے کر آئے. دین اسلام محض اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کیلئے نہیں نازل کیا گیا بلکہ فرمایا وانزلنا معھم الکتاب؛ کہ رسولوں کی رسالت کے ساتھ ان پر کتابیں بھی نازل کی گئیں جن میں انسانوں کے لیے زندگی گزارنے کے احکام و قوانین ہیں اور ان کتابوں اور ان احکام و قوانین کے اتارنے کا مقصد یہ تھا کہ انسانوں کیلئے ایک مرجع و مصدر' ایک حاکم اور قانون ساز اور ایک فیصل اور میزان قائم کر دیا جائے.

کتاب کے ساتھ میزان اتارنے کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر انسانوں کی زندگی میں ایک ثابت و قائم اور فیصل نظام قانون قائم ہو. جس پر انسانیت اپنی زندگی گزارنے کا فیصلہ کرے' اپنے تمام معاملات کو پرکھے' حق اور باطل کو جانے' احکام و قوانین اور اختلاف و فیصلے کیلئے اس میزان یعنی شریعت کی طرف رجوع کرے.

اس طرح انسان اپنی اجتماعی زندگی میں اضطراب' فساد اور جنگ وجدل سے محفوظ رہے گا جو مختلف خواہشات اور مزاجوں کے اختلاف سے پیدا ہوتا ہے. اللہ تعالیٰ نے جو میزان اور شریعت اتاری ہے یہ انسانیت کے لیے ظلم و ستم اور بے انصافی سے بچاؤ کا واحد ذریعہ ہے. بشرطیکہ انسان اس میزان اور شریعت

کی طرف رجوع کریں. یہ میزان کسی کالحاظ کرتا ہے اور نہ کسی کے ساتھ بے انصافی کرتا ہے. بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ سب کا فیصلہ حکم الٰہی کے مطابق کرے اور اللہ کی ساری مخلوق کے ساتھ انصاف کرے اور کسی پر ظلم نہ کرے. اللہ کی یہ میزان عدل وانصاف پر مبنی ہے.

اس لئے فرمایالیقوم الناس بالقسط؛تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں. اس دنیا میں ہر دور میں ایسے جابر وظالم اور اللہ کی حاکمیت غصب کرنے والے طاغوت رہے ہیں جو دنیامیں عدل وانصاف نہیں دیکھ سکتے. کیونکہ عدل وانصاف کی صورت میں ان کی ناجائز جاہ حشمت کی موت ہے. اس لئے وہ اللہ کی اس میزان اور شریعت کو قائم نہیں ہونے دیتے اور اس کیلئے اپنی تمام طاقت صرف کر دیتے ہیں. تو اللہ تعالیٰ نے عدل وانصاف قائم کرنے کیلئے اور اپنی میزان اور شریعت کے قیام میں رکاوٹ ڈالنے والے ان ظالم طاغوتوں سے مقابلے کیلئے مسلمانوں کو قوت 'طاقت' جنگ وجدل اور سامان حرب استعمال کرنے کا حکم دیا ہے.

اور فرمایاوانزلناالحدید فیہ باس شدید؛اور ہم نے لوہااتاراجس میں شدید قوت ہے. اللہ تعالیٰ نے لوہاجو سامان حرب بنانے میں استعمال ہوتا ہے اس لیے اتاراہے تاکہ اس کے ذریعے ظالموں 'غاصبوں اور طاغوتوں کوجواللہ کی میزان اور شریعت کے خلاف اٹھتے ہیں ان سے سخت اورشدید مقابلہ کیاجائے. کیونکہ دنیاپر غاصب 'جابر اور ظالم طاغوت کسی نرم انداز میں اسلام کی میزان عدل شریعت کو قبول کرنے اوراسے نافذ کرنے پر تیار نہیں ہوتے بلکہ مومنین کااس کیلئے ان کے خلاف جہاد وقتال کرنالازم ہے. جواللہ کی کتاب اس کی میزان اور شریعت کو زمین پر قائم کرنے کیلئے واحدراہ عمل ہے اوراس شریعت کے قیام کیلئے جہاد وقتال کے اس طریقے اور راستے کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آیت میں خوب واضح انداز میں بیان فرمادی ہے.

توحید حاکمیت اور خلافت فی الارض

آیت: ۲۱۰

واذقال ربك للملئكة انی جاعل فی الارض خلیفه. (البقرہ: ۳۰)

اور جب تیرے رب نے فرمایا کہ زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں.

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

خلیفہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر نبی کو زمین کی آبادی' انسانوں کی سیاست کرنے' ان کے نفوس کی تکمیل کرنے اور ان کے اندر اللہ کے حکم کو نافذ کرنے کیلئے اپنا نائب بنایا ہے. نہ کہ اللہ تعالیٰ اس کا محتاج ہے. (روح المعانی)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو پیدا کرنے اور انھیں زمین پر بھیج کر بسانے کا مقصد بیان فرمایا ہے اور وہ مقصد عظیم خلافت ہے. اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر خلیفہ کی حیثیت سے بھیجا. ایک نائب اور محکوم کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مالک کے احکام پر بے چوں چراں عمل کریں اور اس کی حاکمیت مکمل نظم و نسق سے قائم و نافذ کریں. زمین و آسمان' ملائکہ و فرشتوں پر اللہ کی حاکمیت قائم ہے اور وہ اللہ کے احکام سے ذرا بھی بے چوں چراں نہیں کرتے اور اس کی حاکمیت کے مکمل متبع ہیں. لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے زمین پر بھیج کر نفس و اختیار دیا ہے اور اس کے ذریعے آزمایا ہے کہ وہ اللہ کی حاکمیت

پر چلتاہے اور صحیح معنوں میں اس کا خلیفہ ہونے کا حق ادا کرتایااس کی حاکمیت سے انحراف کرکے اپنے منصب خلافت سے پہلو تہی کرتاہے. یعنی انسان کا زمین پر مقصد صرف خلافت فی الارض ہے کہ وہ اللہ کے احکام و قوانین پر چلے اس کی اطاعت واتباع اختیار کرے اور اس نظام اور شریعت کو زمین پر نافذ کرے جب انسان اس دنیاکے اندر اللہ کی خلافت کو قائم کرتاہے. تووہ غیر اللہ کی ہر نائبیت اور غلامی و محکومی سے آزاد ہو جاتاہے. انسان کو غیر اللہ کی بندگی اور عبادت سے بچانا مقصد خلافت ہے. لیکن آج کاانسان اپنے مقصد خلافت سے غافل ہو چکاہے اسلئے آج زمین پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اوراحکام و قوانین کی بجائے غیر اللہ کی خلافت اور نظام قائم ہے. اور انسان اللہ کے احکام و قوانین کی بجائے غیر اللہ کے احکام و قوانین کا متبع ہے.

خلافت فی الارض میں زمین پر اللہ کے احکام کو نافذ کرنے میں سارے احکام آتے ہیں جو اس نے انسان کو زمین پر بھیج کر اس کی معاشرت 'سیاست 'اخلاق اور عبادات کے متعلق نازل فرمائے ہیں۔

خلافت فی الارض انسان کا زمین پر اولین فریضہ ہے جس کو ادا کیے بغیر وہ اللہ کے مقصد تخلیق کو پورا نہیں کرسکتا. اس فریضے کو ادا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایاہے جنہوں نے اللہ کے احکام و قوانین کو بنی نوع انسان تک پہنچایااور لوگوں کو اللہ کے احکام پر چلایاہے اور اسی فریضے کو ادا کرنے کی خاطر اللہ کے احکام و قوانین کو زمین پر نفاذ کیلئے انہوں نے جہاد اور جدوجہد کی. اسی فریضے کا صحیح حق انبیاء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قرون اولیٰ کے مسلمان صحابہ کرام نے ادا کیااور انھوں نے زمین پر اللہ کا نظام خلافت قائم کیا.

فائدہ:

انی جاعل فی الارض خلیفه؛ میں نے زمین پر اپنا نائب ٹھرایا ہے. اس آیت سے بعض لوگوں نے خلیفہ سے مراد اللہ کا اپنے کاموں میں انسان کو شریک تصور کیا ہے. حالانکہ یہ تصور شرک پر مبنی ہے. اللہ تعالیٰ اپنے کسی کام اور حکم کیلئے کسی کا محتاج نہیں بلکہ خلیفہ اصطلاحی معنوں میں انبیاء کی نبوت سے تعبیر ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام بھیجنے کیلئے مبعوث فرمایا ہے. خلافت دراصل انبیاء کا منصب نبوت ہے. لیکن بعض حکام اپنے آپ کو خلیفۃ اللہ کہنا شروع کر دیتے ہیں جو صحیح نہیں. حضرت ابو بکر صدیق کو جب بعض لوگوں نے اس مناسبت سے خلیفۃ اللہ کہنا شروع کیا تو آپ نے اس کے استعمال سے روک دیا. اور کہا لست خلیفۃ اللہ ولکنی خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛ میں تو خلیفۃ اللہ نہیں ہوں میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نائب ہوں.

آیت: ۲۱۱

یداود اناجعلنك خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولاتتبع الھویٰ فیضلك عن سبیل اللّٰه.(ص:٣٦)

اے داود ہم نے تجھے زمین میں (حاکم) خلیفہ بنایا ہے. لہٰذا لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کر اور خواہش کی پیروی نہ کر ورنہ وہ تجھے راہ راست سے بھٹکا دیں گے.

وضاحت:

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے داود علیہ السلام کو جس مقصد کیلئے مبعوث فرمایا اور حکومت و خلافت ارضی سے نوازا وہ یہ تھا کہ زمین پر لوگوں میں اللہ کے حکموں اور عادلانہ الٰہی

فیصلوں کی حاکمیت کو قائم کرنا تھا. اس کے بعد آنے والے تمام مومنین سے بھی یہی مطالبہ ہے کہ وہ زمین پر اللہ کی خلافت اور حاکمیت و قائم کریں.

فرمایافاحکم بین الناس بالحق؛لوگوں کے درمیان حق کے مطابق فیصلے کر. اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب اور اس کے بیان کردہ قوانین اسی حق کا بیان ہیں. اللہ تعالیٰ کی شریعت اسی کا حصہ ہے جس پر کہ نظام الٰہی قائم ہے. یہ وہ حقیقی عدل وانصاف ہے جس کا مطالبہ زمین کے خلفاء اور حکام سے کیا جاتا ہے کہ وہ اس کو لوگوں کے درمیان قائم کریں. اللہ کی کتاب کے فیصلوں کو چھوڑ کر لوگوں پر زمانے کے رسم ورواج وخواہشات پر مبنی جدید نظاموں کو خود ساختہ احکام و قوانین کو اپنانا اللہ کی شریعت سے انحراف کرنا خلافت ارضی کے تقاضوں سے انحراف کرنا اور اللہ کی حاکمیت سے انحراف ہے. حالانکہ جس مقصد کیلئے انسان اور زمین وآسمان کو تخلیق کیا گیا وہ یہ تھا کہ وہ اللہ کی حاکمیت 'اطاعت اور عبادت میں زندگی بسر کریں.

ولاتتبع الھوی فیضلك عن سبیل اللّٰه؛اور خواہشات کی پیروی نہ کرورنہ وہ تجھے راہ خدا سے بھٹکا دیں گے. اس ناموس کائنات اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اس کے احکام و قوانین اور شریعت کے علاوہ جو راستہ بھی جاتا ہے وہ خواہشات گمراہی' شیطان اور غیر اللہ کی حاکمیت اور اس کی اطاعت وعبادت کی طرف جاتا ہے. جو کہ ناموس کائنات خلافت ارضی اور مبعوث انبیاء کے مقصد کے صریحا متصادم ہیں. اس وجہ سے کہ حاکم اس لیے حاکم بنتے ہیں کہ خدا ان کو اپنے بندوں کے معاملات بطور نیابت سپرد فرمادیتا ہے کہ وہ اس کے حکم و قانون کے مطابق اس کے بندوں کی دیکھ بھال کریں. اللہ اس لیے حاکم نہیں بناتا کہ انسان خدا کے بندوں کو اپنا بندہ اور غلام بنالیں اور اپنی مرضی سے قانون سازی کرکے ان کی گردنوں پر سوار ہو جائیں. انسان کو جو اقتدار ملتا ہے وہ اس حد تک ہے کہ وہ قانون الٰہی کو نافذ کریں اور قانون الٰہی کے مطابق کار خلافت انجام دیں.

آیت: ۲۱۲

وعداللّٰہ الذین امنوا منکم وعملوالصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من مر بعد خوفھم امنا.یعبدوننی لایشرکون بی شیاءومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون.(النور:۵۵)

اللہ نے وعدہ کیاان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اورانہوں نے نیک عمل کیے کہ ان کو ضرور زمین میں حکومت دے گا. جس طرح کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی. اوران کیلئے ان کے اس دین کو جمادے گا جوان کیلئے پسند کیاہے اور ضروران کے خوف کوامن میں تبدیل کرے گا. وہ میری ہی عبادت کریں گے'میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور جو شخص اس کے بعد انکار کرے تو یہی لوگ فاسق ہیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی کی طرف سے ایمان والوں پر عائد کردہ اس فریضے کی طرف اشارہ ہے جو زمین پر اللہ تعالٰی کے دین اور شریعت کو قائم کرنے اور خلافت کے قیام کے متعلق ہے. اللہ تعالٰی نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایاہے کہ اگروہ اللہ کے دین کو قائم کرنے کیلئے محنت و کوشش کریں گے اور قربانیاں دیں گے تو اللہ تعالٰی انہیں زمین میں ضرور خلافت اور حکومت کی نعمت سے نوازے گا. انھیں زمین میں قوت عطافرمائے گااوران کے خوف اور بدحالی کوامن اور سکون میں بدل دے گا. لیکن اس کیلئے شرط صرف ایک ہے.یعبدوننی لایشرکون بی شیاء؛کہ وہ صرف اللہ کی عبادت واطاعت کریں اوراس کی عبادت واطاعت اورحاکمیت میں کسی کو شریک نہ کریں'صرف اس کی حاکمیت اورشریعت

کاجھنڈابلند کریں'صرف اس کے احکام و قوانین کو نافذ کرنے کیلیئے لڑیں اور اپنی توحید میں مکمل اخلاص پیدا کریں تواللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو ضرور پورا فرمائے گااور انھیں فتح و غلبہ نصیب فرمائے گا. پس اگر مسلمان اللہ کی حاکمیت اور شریعت کو لے کر اٹھیں گے تو دنیامیں مسلمانوں کو ضرور غلبہ حاصل ہوگا. جس طرح اس امت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غلبہ عطافرمایا تھا. جب اس امت نے اللہ کی حاکمیت اور توحید خالص کو تھام لیااور خلافت و شریعت کو قائم کیاتو چار دانگ عالم میں ان کاذکر گونج اٹھا'وہ فاتح عالم بن گئے. او نٹوں کے چرواہے دنیاکے سیاسی واخلاقی قائد بن گئے. پھر جب اس امت نے آہستہ آہستہ اللہ کی حاکمیت اوراس کے نظام عبادت خلافت کو چھوڑ دیاتو دنیاسے ان کاذکر مٹتا چلا گیا. آج دنیاکے مسلمان اہل مغرب اوران کے خود ساختہ نظاموں کے غلام بن کراللہ کی عبودیت پر مبنی نظام خلافت اور شریعت کو چھوڑ بیٹھے ہیں. اس لیے پوری دنیامیں مار کھارہے ہیں. اگر مسلمان اللہ کی حاکمیت پر ایمان لاتے اوراس کیلیئے جدوجہداور کوشش کرتے تواللہ تعالیٰ انھیں ضرور غلبہ اور قوت عطافرماتا.

تاریخ میں یہ کبھی نہیں ہوا کہ کوئی جماعت اللہ کے دین اور شریعت کاعلم بلند کرے اس پر ثابت قدمی اختیار کرے'آزمائشوں اور قربانیوں سے گزرے اور آخر کاراس کو سرداری'قوت اور زور نہ ملاہو. اللہ تعالیٰ کاان سے یہ وعدہ سچاہے کہ دنیاکی امامت'خلافت ارضی ان کو سونپ دی گئی جب انھوں نے اللہ کے دین پر ثابت قدمی اختیار کی اوراس کی خاطر مصائب وپریشانیاں'تکلفیں اور قیدوبند اٹھائیں. جب انھوں نے اپنے ایمان کی یہ گواہی ثابت کردی تو پھر خواہ وہ کمزور ہی کیوں نہ ہوں'اللہ کاہاتھ ضرور ان کی فتح ونصرت میں داخل ہوتاہے اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو غلبہ عطافرماتاہے.

آیت: ۳۱۳

قال عسى ربكم ان يهلك عدوكم ويستخلفكم في الارض فينظر كيف تعملون.(اعراف: ۱۲۹)

موسٰی نے کہا امید ہے تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کردے گا اور تمہیں زمین میں جانشین بنادے گا' پھر دیکھے گا تم کیسے عمل کرتے ہو.

وضاحت:

اللہ کی حاکمیت کی طرف دعوت دینے والوں کیلئے ضروری ہے کہ معاملات وامور کے ظواہر کو نہ دیکھیں. کیونکہ بظاہر تو یہی نظر آتا ہے کہ طاغوت زمین پر چھایا ہوا ہے اور مضبوط ہے اسے ہلایا نہیں جاسکتا مگر حقیقت یہ ہے کہ زمین اللہ کی ہے. ہر طاغوت ایک عارضی وقفہ کا مہمان ہے. اللہ جسے چاہے اپنی زمین کی خلافت ووراثت دے دے. سب کچھ اس کی سنت وحکمت کے مطابق ہوتا ہے. پس زمین کے مالک کا یہی کام ہے کہ طاغوت کو زمین سے اکھاڑنا کب مقدر ہے. آخری فتح ایمان والوں کی ہے. عرصہ طویل ہو یا مختصر' ایمان والوں کو طاغوت کے مقابلے میں جنگ سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے.

قرآن نے عقیدہ حاکمیت پر مبنی ان آیات کے ساتھ اسلام کی ابتداء میں اہل ایمان کی وہ جماعت برپا کی تھی جس نے رسول ؐ کی نگرانی میں قرآن کے اس واضح پیغام کو سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہوئے زمین میں اللہ کے حکم سے ایک عقیدہ وتصور قائم کیا. اسلامی نظام اور تہزیب کو قائم کیا. یہ جماعت اور طائفہ منصورہ اللہ کی ایک تقدیر تھی جس کو اس نے زمین پر مسلط و قائم فرمایا تھا. اس جماعت نے بامر الٰہی اللہ کی حاکمیت اور اس کے حکم کو زمین پر نافذ کیا. آیات قرآنی کے صحیح فہم کو سمجھ کر دنیا کو غیر اللہ کی حاکمیت اور اطاعت سے نکال کر اللہ کی حاکمیت اور اطاعت میں لے آئے. اس قرآن میں جو کلام الٰہی ہے اب بھی یہ قوت

موجود ہے بشرطیکہ کوئی جماعت اس کو اپنے دلوں میں جما کر اسے زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالے اور خود عملی قرآن بن جائے.

آیت: ٢١٤

ولقد کتبنافی الزبور من مبعد الذکر ان الارض یرثھاعبادی الصلحون. (الانبیاء: ١٠٥)

اور بلاشبہ ہم زبور میں نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ بیشک میرے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے ان اہل ایمان کو تسلی دی ہے جو زمین پر اللہ تعالٰی کی حاکمیت کے قیام کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں. وہ مایوس نہ ہوں بلکہ جان لیں کہ اس کا یہ وعدہ اٹل ہے. جس کا ذکر اس سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں میں بھی کیا ہے کہ زمین پر خلافت کے وارث وہ صالح صفت لوگ ہیں جو زمین پر اللہ کی حاکمیت وعبودیت کے قیام کیلئے جدوجہد کرتے ہیں. اللہ تعالٰی کا ان سے وعدہ جلد پورا ہوگا اور وہ انہیں جلد زمین پر غلبہ اور قوت عطا فرمائے گا.

آیت: ٢١٥

وشددناملکه واتیناالحکمة وفصل الخطاب. (ص: ٢٠)

ہم نے داؤد کی بادشاہت کو مضبوط کیا اس کو حکمت عطا فرمائی اور اس کو فیصلہ کن گفتگو کی قوت بخشی.

وضاحت:

اس آیت سے معلوم ہواکہ اللہ رب العزت نے حضرت داؤدعلیہ السلام کومضبوط بادشاہت عطافرمائی. جس کووہ اللہ کی حکمت اوراس کے حکم و قانون کے مطابق چلاتے. اس بادشاہت کی اللہ رب العزت نے تعریف فرمائی ہے. اس سے مسئلہ معلوم ہوتاہے کہ مسئلہ طرز حکمرانی کانہیں کہ اسے کونسانام دیاجائے بلکہ اصل قضیہ اللہ کی حاکمیت کاہے. اگروہ نظام اوراس کا قانون اللہ کی حاکمیت 'حکم الٰہی اوروحی الٰہی کے تابع ہے. اوراس میں کسی انسان یاحاکم کے ارادے اورخواہش کو حاکم اور قانون نہیں بنایاگیاتویہ یقیناً مشروع الٰہی نظام ہے کوئی بھی نظام حکمرانی اس وقت شرک وکفراورطغیان کے راستے پرگامزن ہوگا جب وہ انسانوں کووحی الٰہی کی بجائے انسانوں یاانسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی اتباع کی دعوت دے گااورلوگوں کواللہ کی اطاعت اوربندگی سے نکال کرغیراللہ کی اطاعت وبندگی میں داخل کرے گا. حضرت داؤدکوجس مقصدکیلئے بادشاہت دی گئی اس کامقصدبھی لوگوں کوغیراللہ کی بندگی اورغلامی سے نکال کراللہ کی حاکمیت اوراس کے احکام وقوانین اورفیصلوں کوزمین میں قائم کرناتھاتاکہ زمین پرصرف ایک اللہ کی عبادت اورحاکمیت قائم ہو.

اللہ کی حاکمیت کاقیام

آیت: ۲۱٦

شرع لكم من الدين ماوصى به نوحاوالذى اوحينااليك وماوصينا به ابراهيم وموسٰى وعيسٰى ان اقيموالدين ولاتتفرقوافيه.(الشوریٰ: ۱۲)

اس نے تمہارے لیے دین کاوہیطریقہ مقرر کیاہے جس کااس نے نوح کو حکم دیا تھااور جسے (اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم)اب تمہاری طرف بھیجاہے جس کی ہدایت ہم ابراہیم اور موسٰی اور عیسٰی کو دے چکے ہیں.اس تاکید کے ساتھ کہ اس دین کو قائم کرواوراس میں متفرق نہ ہو جاؤ.

وضاحت:

ہم دین کامطلب سمجھ چکے ہیں کہ دین صرف عقائد اور چند بدنی عبادات نماز'روزہ'حج وغیرہ کانام نہیں بلکہ دین زندگی کے تمام قوانین اور احکام کے مجموعے کانام ہے. یہ آیت چونکہ دین کے اس مقصد اور اللہ کی حاکمیت پر بڑی واضح روشنی ڈالتی ہے.اس لئے ضروری ہے کہ اس پر مکمل غور کرکے اسے سمجھا جائے.

فرمایاشرع لکم؛مقرر کیاتمہارے لیے. شرع کے لغوی معنی راستہ بنانے کے ہیں اوراصطلاحاًاس سے مرادزندگی کاطریقہ'ضابطہ اور قاعدہ و قانون مقرر کرناہے.اس طرح شرع کامطلب قانون اور تشریع کامطلب قانون سازی اور شارع کامطلب قانون سازہے.اوراس سب کواللہ رب العزت نے اپنے لیے خاص کرلیاہے اور صرف اپنے سے منسوب بتایاہے.اس لیے وہی اس کاحق رکھتاہے کہ انسانوں کیلئے قانون وضابطہ بنائے اورانسانوں کویہ قانون وضابطہ دے دینے کی ذمہ داری بنتی بھی اسی کی ہے جوانسانوں پرلازمی حق اطاعت وبندگی رکھتاہو. چنانچہ اپنی ذمہ داری کو اللہ رب العزت نے دین کی صورت میں اداکردیاہے.

آگے فرمایا من الدین؛ از قسم دین. دین کی تشریح جو ہم پہلے کر چکے ہیں کہ دین کے معنی اللہ تعالیٰ کے قوانین اور اس کی حاکمیت کو تسلیم کر کے اس کے احکام کی اطاعت کرنے کے ہیں. اسلام میں دین کے احکام و قوانین محض سفارش اور وعظ و نصیحت کیلئے نہیں ہیں جیسا کہ اس کے متعلق نظام جمہوریت کے ماننے والوں کے طرز عمل سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ یہ بندوں کیلئے ان کے مالک اور حاکم کا واجب الاطاعت قانون ہے. جس کی پیروی نہ کرنے کے معنی بغاوت اور فتنہ فساد کے ہیں اور جو شخص اس کی پیروی نہیں کرتا اور اس کو اپنے معاشرے اور ملک میں لاگو نہیں کرتا وہ دراصل اللہ کی حاکمیت اور اس کی بندگی کا انکار کر کے لازماً غیر اللہ اور طاغوت کے احکام و قوانین کی بندگی کا مرتکب ہو رہا ہے.

اس کے بعد فرمایا کہ ان سب انبیاء سمیت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اہل ایمان کو دین کی نوعیت رکھنے والا قانون ہدایت اس تاکید کے ساتھ دیا گیا ہے. ان اقیموالدین؛ قائم کرو دین کو. کہ لوگوں پر اللہ کی شریعت اور اس کے قانون کو قائم کرو. اقامت دین سے مراد محض اس چیز کی تبلیغ کرنا نہیں بلکہ اس سے مراد اعتقادات اور عبادات سے لے کر شخصی کردار' اجتماعی اخلاق' تہزیب وتمدن' معیشت ومعاشرت' سیاست وعدالت اور صلح وجنگ تک زندگی کے تمام گوشوں پر اسے حاوی کرنا' اس پر عملدر آمد کرانا اور اسے عملاً نافذ کرنا ہے. دین کے ان قوانین کے تحت زکوۃ کی تحصیل و تقسیم ہے' سود کو بند کرنے کا حکم ہے اور سود خوروں کے خلاف اعلان جنگ ہے' قاتل سے قصاص لینے کا حکم' چوری پر ہاتھ کاٹنے' زنا پر کوڑوں اور سنگساری کا حکم' کفار سے قتال کا حکم' اہل کتاب سے جزیہ لینے کا حکم ہے. اللہ کے دین کو قائم کرنا اور اس کے احکام و قوانین کو نافذ کرنا اور اس کی حاکمیت کو قائم کرنا صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ملک کا نظام اہل ایمان کے ہاتھ میں ہو اور جب وہ ہر اس رکاوٹ کو بزور قوت روکیں جو دین و شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ ڈالے. اسی لیے اس کیلئے اللہ نے جہاد و قتال کی شرط لازم کر دی ہے.

یہ دین جد وجہد اور جہاد کے بغیر ہر گز قائم نہیں ہو سکتا. یہ دائمی جد وجہد عمل اور مقابلہ چاہتا ہے اس کے لیے قربانی دینے والے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو انبیاء کے منہج اور طریقے پر عمل کرتے ہوئے دین کو قائم کرنے کی سعی وجہد کریں لوگوں کو دین غیر اللہ اور خود ساختہ نظام و قوانین سے نکال کر ایک اللہ کے احکام و قوانین کی طرف لائیں'انہیں غیر اللہ اور لوگوں کی اطاعت وعبادت سے نکال کر ایک اللہ کی اطاعت وعبادت کا حکم دیں. زمین میں اللہ کی الوہیت وحاکمیت کو قائم کرنے کی کوشش کریں. جن لوگوں نے اللہ کے اقتدار کو غصب کیااور اپنے قوانین جاری کیے ہیں ان کو ختم کریں'لوگوں کی زندگیوں میں اللہ کی شریعت کو قائم کریں اور لوگوں کواللہ کے قانون پر قائم کریں.اس مقصد کیلئے جدوجہد ضروری ہے.اگرانفرادی طورپرلوگ گمراہ ہوں اورارشادوراہنمائی کے محتاج ہوں توانہیں بہتر راہنمائی کریں.اگرکوئی باغی قوت حق کاراستہ روک رہی ہے تواسے قوت سے درست کریں یاراستے سے ہٹادیں.تاکہ دین قائم ہوسکے اور خدا کا قانون برپاہوسکے.

آیت: ۲۱۷

قل یااھل الکتاب لستم علی شیءحتی تقیموالتورۃ والانجیل وماانزل الیکم من ربکم ولیزیدن کثیرامنھم ماانزل الیك من ربك طغیاناوکفرافلاتاس علی القوم الکفرین.(المائدہ:٦٨)

کہواے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں جب تک نہ قائم کروتورات اورانجیل اور جو تم پر اتراتمہارے رب کی طرف سے اوران میں سے بہتوں کو بڑھے گی اس کلام سے جو تجھ پراتراتیرے رب کی طرف سے طغیانی اور کفر سوتوافسوس نہ کراس قوم پر.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو ان کے دین و ایمان کی حقیقت بتلائی ہے کہ وہ کسی ہدایت کی راہ پر نہیں اور نہ ان کا ایمان معتبر ہے جب تک تورات و انجیل اور اللہ کی کتاب کے قوانین کو نافذ نہ کریں اور اللہ کی حاکمیت کو قائم نہ کریں. اللہ کے دین و شریعت پر عمل کیے بغیر ان کا ایمان کا دعویٰ کچھ حقیقت نہیں رکھتا. ایمان کیلئے صرف اللہ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین پر اعتقاد کافی نہیں بلکہ ایمان اسی صورت میں وجود آتا ہے جب عملاً اللہ کی حاکمیت کو قائم کیا جائے اور اس کے نظام کی اتباع کی جائے.

اہل کتاب کے متعلق اس حکم سے آج کے ان نام نہاد مسلمانوں کو بھی اپنے ایمان و اسلام کی حقیقت جان لینی چاہیے جنہوں نے اللہ کی حاکمیت و شریعت اور کتاب اللہ کے قوانین کو پرے پھینک دیا ہے اور غیر اللہ کے نظام و قوانین کی پیروی کرتے ہیں اور پھر بھی اپنے ایمان و اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں. لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں میں ایمان کا ذرا بھی باقی ہونے کی نفی کر دی ہے جب تک یہ اللہ کے دین کی حاکمیت قائم نہ کر دیں.

آیت: ۲۱۸

ولوانھم اقاموالتورۃوالانجیل ومآانزل الیھم من ربھم لاکلومن فوقھم ومن تحت ارجلھم منھم امۃ مقتصدۃ وکثیرمنھم ساءمایعملون.(المائدہ: ٦٦)

اور اگر وہ تورات و انجیل اور اپنے رب کی طرف سے نازل کی گئی (دوسری) کتابوں کے احکام کو قائم کرتے تو انھیں اپنے اوپر اور نیچے سے (وافر رزق) کھانے کو ملتا. ان میں سے ایک گروہ درمیانی راہ پر چلنے والا ہے اور ان میں سے زیادہ تر لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وہ بہت برا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے فرمایاہے کہ اگراہل ایمان اللہ تعالٰی کی طرف سے نازل شدہ دین وشریعت اوراس کی کتاب میں بیان کیے گئےاحکام و قوانین کی حاکمیت کواپنے ملک و معاشرے میں قائم ونافذ کریں تواللہ تعالٰی ان پراپنی نعمتوں'رحمتوں اوررزق کے دروازے کھول دے.ان کوامن وسکون سے نوازے.اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالٰی کااپنی کتابوں اورقرآن مجید کونازل کرنے کامقصد کیاتھا.ان کتابوں کے نزول کامقصد یہ نہیں تھاکہ ان پرعقیدہ وایمان لایاجائے یاان کی تلاوت کرکے برکت حاصل کی جائے بلکہ اس کامقصد یہ تھاکہ ان کتابوں اوران میں بیان کردہ اللہ تعالٰی کے احکام و قوانین کی حاکمیت کوزمین پر قائم کیاجائے یہ کتابیں معاشرے کادستوراور آئین ہیں جن کی اطاعت واتباع معاشرے پر فرض کی گئی ہے.

جس قوم میں اللہ کی شریعت قائم ہواوروہ اس کے قانون کی اطاعت وعبادت کرے.اس کی شرع و قانون کو قائم کرےاورسب لوگوں کیلئے عدل وامن برپاکرے تواس قوم پرانعامات کی بارش ہوتی ہے.اللہ تعالٰی اسے زمین میں حکومت دیتاہے اوروہ زمین کی آبادی اوراصلاح کاباعث بنتی ہے.جب قرون اولٰی کے مسلمانوں نے اس کتاب کی حاکمیت کو قائم کیاتواللہ تعالٰی نے انہیں حکومت وخلافت عطافرمائی اوران کوامن وسکون'عدل وانصاف اورنعمتوں سے بہرہ ورفرمایا.اورجب امت نے اس قرآن کے احکام وشریعت کو قائم کرنے کی بجائے صرف تلاوت وترتیل کی کتاب بنالیاتواس پراللہ کی نعمتوں کی بجائے غضب نازل ہوا.امت میں اختلاف وافتراق'فتنہ وفساد'ظلم وزیادتی'تنگدستی'ذلت وفقرپیداہوئی.آج امت کی کثیر تعداداللہ کی شریعت اور قانون کو چھوڑ کر غیراللہ کے نظام و قانون کواپنے ملک و معاشرے پر قائم کرچکے ہیں.جس کی وجہ سے ان کے معاشرے'ظلم وزیادتی اور تنگدستی اور فقرکی آماجگاہ بنے

ہوئے ہیں. اللہ کی حاکمیت اور شریعت کو چھوڑنے سے ہی سب پریشانیاں 'بیماریاں اور الجھنیں در پیش ہیں. اللہ تعالیٰ کی شریعت سے پہلو تہی ہی سب سے بڑا جرم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا. وکثیرمنهم ساء مایعملون؛ اور ان میں سے زیادہ تر لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وہ بہت برا ہے.

توحید حاکمیت اور اسلامی معاشرہ

آیت: ۲۱۹

قل انما حرم ربی الفواحش ماظهر منهاومابطن والاثم والبغی بغیرالحق وان تشرکوبالله مالم ینزل به سلطاناوان تقولوعلی الله مالاتعلمون. (اعراف:۳۳)

کہو بیشک میرے رب نے بے حیائی کے کام حرام کیے ہیں ظاہری ہوں یا باطنی اور گناہ اور ناحق سرکشی اور یہ کہ تم شریک بناؤ اللہ کا جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری. اور تم اللہ پر وہ بات کہو جو تم نہیں جانتے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حرام کاموں کا تزکرہ فرمایا اور مسلمانوں کو حرام کاموں سے بچنے کا حکم دیا ہے. اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کو ایک ایک حکم الگ الگ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی معاشرے کا ایک ایک معاشرتی حکم و آداب اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی الٰہی کے ذریعے ترتیب دیا ہے. اس بناپر اسلامی معاشرہ اخوت و محبت 'خیر خواہی 'حفاظت و کفالت کا ایک بہترین نمونہ اور نظام ہوتا ہے. یہ معاشرہ عزت

وعفت اور شرم وحیا پر مبنی پاکیزہ ترین معاشرہ ہوتا ہے. اس معاشرے میں خواہشات نفس کی آوارگی نہیں ہوتی' سماجی برائیاں نہیں رینگتیں' اس معاشرے میں قتل وغارت' چوری' ڈاکازنی' لوٹ مار' ظلم وزیادتی کا نام ونشان نہیں ہوتا. کیونکہ یہ معاشرہ اللہ کی حاکمیت اور قانون پر قائم ہوتا ہے. لیکن جس معاشرے میں اللہ کی حاکمیت میں غیر اللہ کو شریک کر لیا جائے خواہشات نفس کو معبود بنالیا جائے. تو وہ معاشرہ ہر قسم کے گناہ و جرائم اور ظلم وفساد سے بھر جاتا ہے.

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام حلال و حرام دینے کے بعد فرمایا. وان تشرکوباللّٰہ مالم ینزل بہ سلطانا؛ اور یہ کہ تم شریک بناؤ اللہ کا جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری. اس سے واضح ہوتا ہے کہ غیر اللہ کے احکام و قوانین اور حلال و حرام کو جس کی اللہ تعالیٰ نے دلیل نہیں اتاری اپنے لیے قانون ٹھہرالینا اللہ تعالیٰ کی عبادت وحاکمیت میں شرک ہے. اس آیت سے توحید حاکمیت کے فہم پر روشنی پڑتی ہے.

توحید حاکمیت اور اختلافات کا حل

آیت: ۲۲۰

وما اختلفم فیہ من شیءفحکمہ الی اللّٰہ ذلکم اللّٰہ ربی علیہ توکلت والیہ انیب. (الشوریٰ: ۱۰)

تمہارے درمیان جس معاملے بھی اختلاف ہوا اس کا فیصلہ اللہ کے حکم سے ہو گا وہی اللہ میرا رب ہے' اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کے آگے جھکتا ہوں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسانوں کے درمیان جس قسم کا بھی تنازع ہو اس کا فیصلہ اللہ کے حکم اس کے قانون اور اس کی شریعت کے مطابق ہو گا. اللہ کی یہ حاکمانہ حیثیت صرف چند مسائل نہیں بلکہ جو لوگ اسے چند عقائد اور چند مزہبی عبادات اور فقہی مسائل تک محدود سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں. قرآن مجید کے الفاظ عام ہیں وہ صاف الفاظ میں علی الاطلاق تمام نزاعات واختلافات میں اللہ کو فیصلہ کرنے کا اصل حق قرار دے رہے ہیں چاہے وہ اختلافات جرم وسزا کے ہوں'لین دین کے ہوں یا معاشرت وتمدن اور سیاست واخلاق کے ہوں حتی کہ اللہ کو تمام عدالتی قوانین میں حاکم ماناجائے اور اسی کے فیصلے کواٹل تسلیم کیاجائے.

کائنات کی اولین حقیقت اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے اپنے احکام و قوانین اپنی وحی الٰہی کی صورت میں انسانوں کی ہدایت اور ان کے اختلافات کے فیصلے کیلئے انبیاء کرام پر نازل فرمائے ہیں. انسانوں کو اپنے عقائد اور تصورات اور اپنے اختلافات کا حل اسی میں ڈھونڈناچاہیے. اللہ تعالیٰ نے قرآن اتارا ہی اسی لیے ہے کہ لوگوں پر اپنی حاکمیت قائم کرے. فحکمه الی اللّٰہ؛ پس حاکمیت صرف اسی کیلئے خاص ہے اور اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کے سیاسی'سماجی اور معاشرتی معاملات اور اختلافات کا فیصلہ بھی اس قرآن اور اللہ کے حکم کے مطابق ہوناچاہیے تاکہ لوگ اللہ کی حاکمیت اور اس کی عبادت اور اطاعت کے دائرہ کار میں اپنی زندگی بسر کریں اور غیر اللہ کی حاکمیت سے نجات حاصل کریں.

اللہ کے علاوہ انسانوں کے اختلافات کا فیصلہ کرنے کی اہلیت کوئی نہیں رکھتا. کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور وہی اس کی فطرت اور رجانات کو جانتا ہے. اور اس نے اس فطرت پر ہی قوانین اور موازین کو نازل کیا ہے تاکہ معاشرے کے اختلافات کا فیصلہ کرے جس سے زمین میں امن قائم

ہو. دنیاکاعاقل سے عاقل ترین انسان بھی اللہ کا مقابلہ نہیں کر سکتااور انسانوں کے مسائل اور اختلافات کا حل نہیں ڈھونڈ سکتا. یہ اللہ رب العالمین کے احکام و قوانین ہی ہیں جن میں تمام انسانیت کے اختلافات کا حل اور بہترین نتیجہ ہے. رہے انسانی قوانین توانھوں نے اختلافات کواور وسیع کیاہے اور معاشرے کو مکمل تفریق واختلاف' جنگ وجدل' دائمی پریشانیوں اور اضطراب میں مبتلا کر دیاہے.

انسانوں کے ہر اختلاف کا حقیقی حل اللہ کے پاس ہے اس کا قطعی اور آخری فیصلہ وحی حق کے ساتھ قرآن میں نازل ہو چکاہے. اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح فرمادیاہے کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب کے خلاف فیصلہ کرنے والے کافر' ظالم اور فاسق ہیں. دنیاوآخرت کی زندگی میں قرآن کا قول اور فیصلہ برحق ہے. زندگی کاہر معاملہ انفرادی ہویااجتماعی اسی کتاب کے سامنے آناچاہیے. زندگی عباداتی ہو' عقائدی ہو' معاشی ہو' معاشرتی ہو' اخلاقی ہو بہر صورت فیصلہ کن وحی خداوندی کا حکم ہے جو قرآن میں ہے. سیاست ہو یاعدالت کوئی پہلو زندگی کااس سے باہر نہیں.

نیز اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کی طرف رجوع کرنااللہ کی حاکمیت کے اقراراوراس کی اطاعت اور عبادت کا باعث ہے. اور غیر اللہ کے قوانین سے اپنے فیصلے ڈھونڈنا' غیر اللہ کو اللہ کے مقابل فیصل بنانااور انہیں اللہ کے مقابل حاکم اور شریک بناناہے. جبکہ اہل توحیداور اللہ کے حکموں پر ایمان لانے والے کا عمل ایساہر گز نہیں ہو سکتا.

توحید حاکمیت کے اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان سے توحید ربوبیت کااعلان کروایا. ذلکم اللّٰہ ربی علیہ توکلت والیہ انیب؛ یہی اللہ میرا رب ہے اور میں اسی کے آگے جھکتاہوں. یعنی اس کے حکموں کی اطاعت کرتاہوں. جب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ اعلان ہے کہ وہ اپنا فیصلہ اللہ کے حکموں کے مطابق کرتے اور ان کی مکمل اطاعت کرتے ہیں. تو پھر کسی اور کو یہ حق

کہاں پہنچتا ہے کہ وہ اپنے کسی اختلاف کا فیصلہ کسی اور عدالت سے کرائے. اصل حاکم و منصف اللہ تعالٰی ہے. جس کا فیصلہ اٹل ہے اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود اپنے فیصلے کو خدا کا فیصلہ قرار دینے پر مامور ہیں. اب زندگی کے کسی معاملے میں خدا اور رسول کے سوا کسی اور کو فیصلہ کن ماننا شرک نہیں تو اور کیا ہے. کلمہ اسلام پڑھ کر ایسا کرنا نفاق نہیں تو اور کیا ہے. نبی کا توکل اللہ پر ہے اس کا جھکاؤ اللہ کے آگے ہے تو کسی اور کو یہ حق کہاں کہ غیر اللہ پر بھروسہ کرے یا اس کی اطاعت کرے.

مسلمانوں کے زوال کا سبب یہی ہے کہ ان کی زندگی میں نفاق رائج ہو چکا ہے. کلمہ اسلام کو تو زبان سے پکارتے ہیں لیکن ان کی عملی زندگی کے معاملات جھوٹے خداؤں حاکموں اور طاغوت کے سپرد ہیں. حکم مانتے ہیں تو ان کا 'اطاعت کرتے ہیں تو ان کے قوانین کی' جبکہ اللہ کے قوانین کو پس پشت ڈال دیتے ہیں. اس نفاق نے ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کو کھوکھلا کر دیا ہے. ہر بات کا بیان مکمل طور پر کتاب وسنت میں ہے اور ان سے باہر جو کچھ ہے وہ غیر اللہ کا ہے' کفر اور شرک ہے. یہ قرآن انسانی زندگی کا دستور العمل ہے جو دنیا کے ہر دستور سے زیادہ کامل اور محیط ہے.

آیت: ۲۲۱

وما انزلنا علیك الکتاب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیه وهدی و رحمة لقوم یومنون. النحل: ٦٤

ہم نے آپ پر کتاب صرف اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ ان لوگوں کیلئے ان اختلافی مسائل کی وضاحت کریں. یہ ہدایت و رحمت ہے ایمان والی قوم کیلئے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ قرآن مجید کے نزول کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگوں کے اختلاف ومسائل کا فیصلہ فرمائے ان پر حکم کرے اور ان کی زندگیوں میں اس کتاب کی حاکمیت کو قائم کیا جائے. یہی کتاب ان کا آئین وستور اور قانون ٹھرے جس کے مطابق وہ اپنے فیصلے کریں. لیکن آگے اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ یہ کتاب ان کیلئے ہدایت ورحمت ہے جو ایمان والے ہیں. اس کتاب کے مطابق وہ لوگ ہی فیصلے کرتے اور اسے اپنے ملک ومعاشرے کا قانون بناکر اس کی حاکمیت قبول کرتے ہیں جو ایمان والے ہیں. اور غیر ایمان والوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ اس کتاب کو حکم اور قانون نہیں بناتے.

نیز یہی وہ کتاب ہے جو لوگوں کے درمیان اختلافات' جھگڑوں اور فساد کو ختم کرسکتی ہے اور ان کے مسائل کو حل کرسکتی ہے. کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے اور انسانوں کا وضع کردہ کوئی قانون انسانوں کے درمیان صلح صفائی اور بھائی چارے کا سبب نہیں بن سکتا.

آیت: ۲۲۲

فان تنازعتم فی شیءفردوہ الی اللّٰہ والرسول ان کنتم تومنون باللّٰہ والیوم الاخر ذلک خیروا حسن تاویلا.(النساء:۱۵۹)

پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہی ایک صحیح طریق کار اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نظام حیات اور قانون الٰہی اتارنے کے بعد واضح فیصلہ فرمادیا کہ جو اللہ کو الٰہ اور حاکم تسلیم کرتے ہیں ان کے ایمان کی اثبات کی شرط اللہ و رسول کے مطابق اپنے ہر قسم کے فیصلے کرنا ہے۔ اپنے فیصلوں کو اسی کی طرف لے کر جانا' اللہ کی حاکمیت کا اقرار کرنے اور اس پر ایمان رکھنے کی دلیل ہے اور یہ غیر اللہ کی حاکمیت سے انکار اور کافرانہ نظام زندگی اور احکام و قوانین سے برأت کا باعث ہے. کیونکہ اسلامی نظام میں اللہؐ کا حکم اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا طریقہ بنیادی قانون اور آخری سند کی حیثیت رکھتا ہے. مسلمانوں کے درمیان یا حکومت اور رعایا کے درمیان جس مسئلہ میں بھی نزاع واقع ہوگا اس میں فیصلہ کے لیے قرآن وسنت کی طرف رجوع کیا جائے گا اور جو فیصلہ وہاں سے حاصل ہوگا اس کے سامنے سب سر تسلیم خم کردیں گے. اس طرح تمام مسائل زندگی میں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کو سند اور مرجع اور حرف آخر تسلیم کرنا اور اس کے مطابق تمام فیصلے کرنا ایمان کی وہ لازمی خصوصیت اور رکن ہے. جو اسے اللہ کی الوہیت اور حاکمیت کے کفر سے بچاتی ہے اور جس اہل ایمان میں یہ چیز نہ پائی جائے وہ بالیقین ایمان سے تہی دامن ہے. کیونکہ اللہ کی حاکمیت کو نہ ماننے والے اہل کفر ہی اپنے سارے معاملات کا فیصلہ خود اپنے بتائے ہوئے اصول اور قوانین وضوابط کے مطابق کرتے ہیں. اور کافر اپنے فیصلوں کیلئے کسی الہامی قوانین کی طرف رجوع نہیں کرتا اس کے برعکس مسلمان اور اہل ایمان اپنے ہر معاملے میں سب سے پہلا اور آخری فیصل خدا اور اس کے رسول کے احکامات اور قوانین ہی کو مانتے ہیں اور ان کی طرف رجوع کرتے ہیں. اور یہ ایمان کا لازمی تقاضا ہے مسلمان ہونے کا دعویٰ اور ان اصول واحکام سے انحراف یہ دونوں چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں. دوسرا یہ کہ ان احکامات شرعیہ اور قوانین کے مطابق فیصلہ کرنے ہی میں مسلمانوں کی بہتری بھی ہے اور صرف یہی ایک چیز ان کو دنیا میں کفر اور جاہلیت کی بجائے ایمان اور صراط مستقیم پر قائم رکھ سکتی ہے اور اسی سے ان کی عاقبت بھی درست ہوسکتی ہے.

توحید حاکمیت اور کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ سازی

آیت: ۲۲۳

انا انزلنا الیك الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما ا راك الله.(النساء: ۱۰۵)

اے نبی ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمہاری طرف نازل کی ہے. تا کہ جو راہ راست اللہ نے تمہیں دکھائی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو.

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی حکم فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ ہم اور تمام انسانیت کو تو بطریق اولیٰ یہ حکم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم کے مطابق اپنے فیصلے کریں.(تفسیر طبری)

وضاحت:

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کی کتاب کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا تو ہم تمام مسلمانوں پر تو یہ واجب ہے کہ ہم اپنے فیصلے صرف کتاب وسنت کے مطابق کرائیں. اللہ کی کتاب کے احکام و قوانین کو اپنے ملک و معاشرے میں قائم کریں اور اس کتاب کو ہی اپنا دستور اور قانون مانیں لوگوں کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کرنا اللہ

تعالیٰ کی الوہیت وحاکمیت پر ایمان لانا ہے. تحکیم ایک طرح کی عبادت ہے. اور غیر اللہ کے قوانین کے مطابق فیصلے کرنا اللہ کی عبادت میں شرک ہے. لوگوں کے درمیان تنازعات اور جھگڑے صرف اسی صورت میں ختم ہو سکتے ہیں جب وہ کتاب اللہ کو اپنا قانون مانیں اور اپنے تمام فیصلے اس کے مطابق کریں. کتاب اللہ کے علاوہ انسانوں کا وضع کردہ کوئی قانون انسانیت کے جھگڑوں کو حل کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا بلکہ وہ منبع شر وفساد ہے. انسانیت کے تمام مسائل کا حل کتاب اللہ میں ہے. آج انسانیت جن مسائل میں گرفتار ہے وہ صرف کتاب اللہ کے قانون کو چھوڑنے کی وجہ سے ہیں.

آیت: ٢٢٤

الم ترالی الذین اوتونصیبا من الکتب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینھم ثم یتولی فریق منھم وھم معرضون. (آل عمران: ٢٣)

تم نے دیکھا نہیں کہ جن لوگوں کو کتاب کے علم میں سے کچھ حصہ ملا ہے ان کا حال کیا ہے. انھیں جب کتاب الٰہی کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق پہلو تہی کرتا ہے اور اس فیصلے کی طرف آنے سے منہ پھیر لیتا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا تزکرہ فرما رہے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان عظیم کیا لیکن انھوں نے اللہ کے احسان عظیم کو قبول کرنے کی بجائے ناشکری اور اس سے کفر کا راستہ اختیار کیا. وہ احسان عظیم یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف انبیاء کے ذریعے اپنی کتابیں نازل فرمائیں اور اس کتاب پر ایمان لائے

اوراس کے علم اور سمجھ بوجھ کی توفیق بھی عطافرمائی جس کے اندر ان کی راہنمائی اور بھلائی کیلئے اپنے قوانین 'احکام اور فیصلے نازل فرمائے تاکہ وہ اس پر چل کر دنیاوآخرت میں کامیاب ہوسکیں. لیکن ان لوگوں کاحال یہ ہے کہ جب عمل کی باری آتی ہے اوران کوکتاب اوروحی الٰہی کی طرف بلایاجاتاہے کہ وہ ان احکام و قوانین اور فیصلوں کواپنے ملک کے نظاموں اور عدالتوں میں قائم کریں اوراس کے مطابق فیصلے کریں. تواس سے انکار کر دیتے ہیں اور پہلو تہی اختیار کرتے ہیں.

توحید حاکمیت اور عدل وانصاف

آیت: ۲۲۵

واذاحکمتم بین الناس ان تحکموبالعدل ان اللّٰہ نعمایعظکم بہ ان اللّٰہ کان سمیعابصیرا.(النساء: ۸۵)

اورجب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگوتوانصاف سے فیصلہ کیاکرو خداتعالٰی تمہیں بہت نصیحت فرماتاہے. بیشک اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم دیاہے کہ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کروتوعدل وانصاف کے ساتھ کرو. لوگوں کے درمیان عدل وانصاف اسی وقت ہوگا جب ان کے

درمیان اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین کے مطابق فیصلے ہوں گے. کتاب اللہ کے احکام و قوانین کے علاوہ کوئی اور آئین ودستور نہیں ہو سکتا جو انسانیت کے درمیان عدل وانصاف قائم رکھ سکے. بلکہ اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام کے علاوہ ہر نظام ظلم وستم کا پیش خیمہ ہے. اس لیے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر حکم دیا کہ اس کے احکام کے مطابق فیصلے کروتاکہ زمین پر عدل وانصاف اور اللہ کی حاکمیت قائم ہو سکے.

اللہ کی حاکمیت اور اقتدار کا حصول

آیت: ۲۲٦

واجعل لی من لدنك سلطنانصیرا.وقل جاءالحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا.(بنی اسرائیل:۸۰)

اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرامددگار بنااوراعلان کردو کہ حق آگیااور باطل مٹ گیا.بیشک باطل تو مٹنے ہی والا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین وشریعت اور حق کو غالب کرنے کیلئے اور دنیا سے باطل اور جاہلانہ نظام کو ختم کرکے اپنی حاکمیت کے قیام کیلئے مسلمانوں کو اللہ سے مدد طلب کرنے کی تلقین کی ہے اور دعا سکھلائی ہے کہ مجھے خود اقتدار عطافرمایا کسی حکومت کو میرامددگار بنادے تاکہ اس کی طاقت سے

میں دنیا کے اس بگاڑ' فتنہ وفساد اور غیر اللہ کے اس جاہلانہ قوانین اور نظام باطل کو ختم کر سکوں اور تیری حاکمیت پر مبنی عادلانہ نظام شریعت کو قائم کر کے لوگوں کو تیری اطاعت وعبادت کی دعوت دے سکوں.

یہی اس آیت کی تفسیر ہے جس کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے. ان اللہ لیزع بالسلطان مالایزع بالقرآن؛بیشک اللہ تعالیٰ حکومت کی طاقت سے ان چیزوں کاسدباب کرتاہے جن کاسدباب قرآن سے نہیں کرتا.اس سے معلوم ہواکہ اسلام دنیا میں جو حق قائم کرنااور اصلاح چاہتاہے اس پر صرف ایمان لاناکافی نہیں اور نہ یہ صرف دعوت وتبلیغ اور وعظ وتذکیر سے قائم ہوسکتاہے بلکہ اس کو عمل میں لانے کیلئے سیاسی طاقت اور عسکری قوت بھی درکار ہے. پھر جب کہ اللہ تعالیٰ یہ دعاخود مسلمانوں کو سکھارہاہے.اس سے یہ بھی ثابت ہواکہ اقامت دین'نفاذ شریعت اوراجرائے حدوداللہ کیلئے حکومت چاہنااوراس کی کوشش کرناتاکہ نظام باطلہ کی حکومت کوزیر کیاجاسکے بالکل جائز بلکہ واجب اور مطلوب ومندوب ہے اور وہ لوگ غلطی پر ہیں جواسے دنیاطلبی یادنیاپرستی سے تعبیر کرتے ہیں اوراس سے پناہ مانگتے ہیں. دنیاپرستی اگر ہے تو یہ کہ کوئی شخص اپنے لیے یاغیر اللہ کے نظام کیلئے حکومت کاطالب ہو. لیکن دین کیلئے حکومت کی تگ ودو کرنااوراس کاطالب ہوناجائز ہے اوراسی کیلئے کفار کاقتل مشروع ٹھرایاگیا.اگر جہاد کیلئے تلوار کاطالب ہوناگناہ نہیں بلکہ ضرورت ہے تواسی طرح دین کے احکام اوراجرائے شریعت کیلئے بھی سیاسی اقتداراور قوت کاہونالازمی اور ضروری ہے. بہر حال جب اسلامی اقتدار غالب آجاتاہے اوراس کی حکومت قائم ہوجاتی ہے تواسی صورت میں حق کاظہور ہوتاہے اور باطل اور طاغوت کی حاکمیت اوراقتدار ختم ہوجاتاہے.

البتہ یہ بات نہایت غلط ہے کہ دعوت حق کوبلند کرنے اور دین اسلام اور شریعت کی مددونصرت کیلئے قوت اقتداراور حاکم وقت کے آگے بالکل بچھ جایاجائے اوراس کیلئے اسلام کے اصولوں سے بھی چشم پوشی کرلی

جائے. ہاں دعوت کبھی کبھی ارباب اقتدار کے دل جیت لیتی ہے اور وہ دعوت حق کا خادم بن جاتا ہے. لیکن دعوت حق کسی اقتدار کی خادم بن کر کبھی کامیابی نہیں پا سکی. کیونکہ وہ امر اللہ سے متعلق ہے اور دنیوی جاہ وجلال اور شان وشوکت سے بلند تر ہے اور یہ ہر صورت میں غالب آکر رہتی ہے چاہے حکومت واقتدار اس کا ساتھ دے یا نہ دے.

توحید حاکمیت اور مصلحت پسندی

آیت: ۲۲۷

وان احکم بینھم بماانزل اللّٰہ ولاتتبع اھواءھم واحزرھم ان یفتنوك عن بعض ماانزل اللّٰہ الیك.(المائدہ: ٤٩)

اور آپ ان لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے (آپ پر) نازل کیا ہے. اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے ہوشیار رہیں کہیں وہ آپ کو کسی ایسے حکم سے پھیر نہ دیں جو اللہ نے آپ پر اتارا ہے.

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

بعض یہودی سردار اور علماء جمع ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ آؤ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ان کے دین کے بارے میں فتنہ میں ڈالتے ہیں. چنانچہ وہ جمع ہو کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے محمد آپ جانتے ہیں کہ ہم یہودیوں کے معزز اور مزہبی پیشوا ہیں اگر ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو تمام یہود ہمارے پیچھے آپ پر ایمان لے آئیں گے. مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا اور ہماری قوم کے مابین

جھگڑا ہو گیا ہے۔ ہم آپ سے اپنا فیصلہ کرواتے ہیں آپ ہمارے حق میں فیصلہ دے دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ (تفسیر طبری)

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے احکام اور شریعت کو لوگوں میں نافذ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام و قوانین کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں۔ اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ اللہ کی شریعت کو لوگوں کے درمیان قائم فرمائیں۔ اس کے احکام و قوانین کو نافذ کریں اور اس میں لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کریں اور اللہ کی شریعت کے نفاذ میں لوگوں کی رائے کا احترام نہ کریں۔ ان کی پسند ناپسند کو نہ دیکھیں بلکہ ہر صورت میں ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام و قوانین کی حاکمیت کو قائم کریں۔ لوگ تو چاہتے ہیں کہ ان کو شریعت کے معاملات میں نرمی دے دی جائے۔ شریعت کو توڑ مروڑ اور تاویل کر کے بدل دیا جائے اور آسان کر دیا جائے اور کسی طرح انہیں شریعت کے سخت احکامات سے چھٹکارا مل جائے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کی مخالفت سے نہ ڈریں بلکہ مکمل شریعت کو قائم کریں۔

اس آیت کی تفسیر میں جیسا کہ امام طبری نے یہود کے واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ یہود چاہتے تھے کہ آپ ؐ کو شریعت اور اس کے بعض احکام سے پھسلا دیں اور اس میں تھوڑی نرمی لے آئیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے باوجود کہ ان کے حق میں فیصلے کی صورت میں ان کی قوم کے ایمان قبول کرنے کی مصلحت موجود تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھر بھی اللہ کے حکم میں نرمی قبول نہ کی۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو لوگ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ لوگوں میں شریعت کے احکام کی

مقبولیت اور بتدریج نفاذ کیلئے دین اور شریعت کو نرم انداز میں پیش کیا جائے تا کہ لوگ دین کی طرف راغب ہو سکیں. اس واقعہ میں ان لوگوں کا رد موجود ہے اور ان لوگوں کا بھی جو شرکیہ پارلیمنٹ میں اس لیے جاتے ہیں تا کہ اسلام کی معتدل تصویر کے ذریعے لوگوں کو شریعت پر آمادہ کر دیں. اللہ تعالٰی کی نازل کردہ محکم شریعت سے ان باطل تاویلات کے ذریعے رو گردانی کرنا کسی صورت جائز نہیں. اللہ کی حاکمیت اور شریعت کے قیام کی خاطر کسی قسم کی مداہنت اور مصلحت اختیار کرنا جائز نہیں. قرآن مجید کی یہ آیت اور دیگر آیات اسی عقیدے کے اعلان اور وضاحت کو بیان کرتی ہیں.

آیت: ۲۲۸

وان کادولیفتنونك عن الذی اوحیناالیك لتفتری علیناغیره واذالاتخذوك خلیلا. ولولاان ثبتنك لقدکدت ترکن الیهم شیاءقلیلا. اذالاذقنك ضعف الحیوة وضعف الممات ثم لاتجدلك علینانصیرا. (الاسراء:۷۳)

اور قریب تھا کہ وہ تجھ کو فتنہ میں ڈال دیں اس کتاب کے بارے میں جو ہم نے تیری طرف وحی کی تا کہ تو اس کے سوا کسی اور کو ہم پر از راہ بہتان پیش کرے. اور تب وہ تجھے دلی دوست بنا لیتے. اور اگر ہم تجھ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو ہو سکتا تھا کہ تو ان کی طرف تھوڑا سا جھک جاتا. تب ہم تجھ کو زندگی میں دگنا اور موت کے بعد دگنا عذاب چکھاتے پھر تو کسی کو ہمارے خلاف مددگار نہ پاتا.

وضاحت:

قرآن مجید کی یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین مکہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے چاہاکہ آپ قرآن مجید کے کچھ احکام کو موقوف کر کے کچھ باتیں ان کی مان لیں تواللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرماکر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تنبیہ فرمائی کہ آپ اللہ کے احکام و قوانین میں ذرا بھی مصلحت و مداہنت سے کام نہ لیں اوران کے فریب کی طرف مائل نہ ہوں.

اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین میں تبدیلی پرجب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کواس قدر سخت وعید فرمائی گئی اس سے ان لوگوں کو سخت نصیحت پکڑنی چاہیے جواللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین میں جدید دور کے مطابق اصلاحات چاہتے ہیں اورانھوں نے اللہ کے اٹل احکام و قوانین تبدیل کر کے اپنے خودساختہ احکام و قوانین نافذ کررکھے ہیں.اور کافروں کے نظام وتہزیب کواپنا چکے ہیں. کیاایسے لوگ اللہ کے غضب اور عزاب کے مستحق نہیں.!

توحید حاکمیت اوراستقامت

آیت:۲۲۹

فلذلك فادع فاستقم كما امرت ولاتتبع اهواءهم وقل امنت بما انزل الله من كتاب وامرت لاعدل بينكم الله ربنا وربكم.(الشوریٰ: ۱۵)

پس اسی (دین) کی طرف دعوت دے اور ڈٹا رہے جس طرح کے مجھے حکم دیا گیا ہے اور تو ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چل اور کہہ کہ میں اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے اتاری اور مجھے حکم ملا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں اللہ ہی ہمارا رب ہے اور تمہارا بھی.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ تعالٰی کے دین کی لوگوں کو دعوت دیں اور اس کی کتاب کے احکام و قوانین کے مطابق لوگوں میں فیصلے کریں. اور اس کے دین اور احکام پر مظبوطی سے قائم رہیں اور لوگوں کی خواہشات کی وجہ سے اس دین کے احکام و قوانین کو نافذ کرنے سے پیچھے نہ ہٹیں. بلکہ اس کی حاکمیت کا واضح اعلان کریں کہ اللہ تعالٰی نے اپنی کتاب میں جو نازل فرمایا ہے میں اس پر ایمان لایا ہوں 'اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں اس کے مطابق تمہارے درمیان فیصلے کروں. اس کتاب کی حاکمیت کو قائم کروں جو عدل وانصاف پر مبنی ہے.

آگے فرمایا. اللہ ربنا وربکم؛ کہ اللہ تعالٰی کے احکام و قوانین کے مطابق فیصلے کرنا ہمارے لیے اس لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالٰی کی حاکمیت اور ربوبیت پر ایمان لے آئے ہیں اور اس کا تقاضہ ہے کہ ہم اس کے فیصلوں کو تسلیم کریں. اس آیت میں اللہ تعالٰی نے جو راستہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے متعین کیا ہے ہر مسلمان کو اسی راستے کی اتباع کرنا ہے کہ وہ اللہ کے دین اور اس کی کتاب کے قوانین عدل کے نفاذ کیلئے جدوجہد کرے اور اس پر مضبوطی اور استقامت سے قائم رہے اور جان لے کے اللہ کی حاکمیت کا قیام اس کی توحید الوہیت اور ربوبیت پر ایمان لانا ہے.

آیت: ۲۳۰

فاستقم كما امرت ومن تاب معك ولا تطغوا انه بما تعملون بصير.(ھود:۱۱۲)

چنانچہ آپ ثابت قدم رہیں جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جنہوں نے آپ کے ساتھ توبہ کی اور تم سرکشی نہ کرو. بیشک تم جو عمل کر رہے ہو اللہ انہیں دیکھ رہا ہے.

وضاحت:

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کی پیروی کرنے والے اہل ایمان کو حکم ہوا ہے کہ وہ اللہ کے دین پر استقامت اختیار کریں اور اس کے دین پر ڈٹے رہیں. کفار و مشرکین انہیں اللہ کے دین سے روکنے کی جس قدر بھی کوشش کریں. طاغی اور باغی خواہ کتنے قوی ہوں اور دین کا راستہ خواہ کتنا مشکل اور طویل ہو وہ اللہ کے دین میں مداہنت اور مصالحت سے کام نہ لیں بلکہ اللہ کے دین نظام شریعت اور اس کے احکام و قوانین پر استقامت سے قائم رہیں جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے.

آیت: ۲۳۱

فاصبرلحكم ربك ولا تطع منهم اثما او كفورا.(الدھر: ٢٤)

اپنے رب کے حکم پر صبر کریں اور ان میں سے کسی گنہگار یا کافر کی بات نہ مانیں.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے احکام و قوانین کو استقامت اور صبر کے ساتھ اختیار کیے رکھیں اور اس کی دعوت کو جاری رکھیں اور فاسق

وفاجرلوگوں کی مخالفت اور طعنہ زنی سے گبھراکراس راستہ کونہ چھوڑدیں اور باطل نظام و قانون کی اطاعت نہ کریں. بلکہ اللہ کے دین اوراس کے احکام و قوانین کو مضبوطی اور صبر سے تھام کراس پر قائم ودائم رہیں کیونکہ دین اسلام کی اساس اور بنیاد اسی چیز پر قائم ہوتی ہے.

آیت: ۲۳۲

ولاتطع الکفرین والمنفقین ودع اذھم وتوکل علی اللّٰہ وکفی باللّٰہ وکیلا.(احزاب:٤٨)

اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کیجئے اوران کی ایذارسانی نظرانداز کردیجئے اور اللہ پر توکل کیجئے اور اللہ کارساز کافی ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانیں ان کے راستے وشریعت اوراحکام و قوانین کی اطاعت نہ کریں. کافروں اور منافقوں کے قوانین اوران کے رسم ورواج کی اطاعت سے اس لیے منع کیاگیاہے کہ کافراور منافق اللہ کی حاکمیت پر مبنی اسلامی قوانین وشعائر کوانسانی زندگی میں کسی قیمت پر عائد ہوناپسند نہیں کرتے بلکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کواللہ کی حاکمیت پر قائم نظام اطاعت شریعت پر چلنے سے بزور قوت وطاقت روکتے ہیں. اور یہ کافراور منافق مسلمانوں اوراسلامی نظام کے داعیوں کواللہ کے قوانین اوراس کی شریعت سے روکنے کیلیئے ہر قسم کی اذیت اور تعزیب و تشدد کانشانہ بناتے ہیں کہ مسلمان ان کے جبر اور قہر تلے اللہ کی

شریعت کو چھوڑ کران کے ظلم و تشدداوران کی قوت و نظام کا مقابلہ کرتے ہوئے اس کاانکار و بغاوت کرنے کا حکم دیا گیااوراس کی اطاعت سے منع کیا.

مسلمانوں کو یہ خطاب اس لیے تھا کہ عنقریب مسلمانوں کی اجتماعی و معاشرتی زندگی کے متعلق ایسے قوانین وضوابط بیان کیے جانے والے ہیں. جن کو اعدائے اسلاماوراللہ کے دشمن طواغیت پسند تو کجاعداوت وتکذیب اوراظہار مخالفت کاذریعہ بنالیں گے. کیونکہ ان پر ہی ان کی سیاست وسلطنت اور حاکمیت قائم ہے. جن کو اسلام مٹانے آیاہے. اور یہ بات وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اسلامی نظام اور شریعت کا کیا مطلب ہے اس میں ان کے اقتدار اور جاہ و حشمت کی موت ہے اس لئے وہ اسے روکنے کے ہر ممکن وسائل استعمال کرتے ہیں.

لیکن اس کے مقابل مسلمانوں کو حکم دیاجارہاہے. کہ وہ اللہ کے دین اوراس کی شریعت سے چمٹ جائیں. اللہ پر توکل کریں طاغوت کی قوت اور تعزیب و تشدد کی پروانہ کریں. ان کے قوانین واحکام کو نہ مانیں اوران سے عملًااظہار برأت کریں اور کافروں اور منافقوں نے جواپنے نظام و قانون کی حفاظت کیلئے تمام وسائل اکھٹے کر لیے ہیں. مسلمان اللہ کے دین اوراس کے نظام شریعت کے دفاع کیلئے ثابت قدمی سے اللہپر توکل کرتے ہوئے مقابلے کیلئے کھڑے ہو جائیں.

آیت: ۲۳۳

فاستقیماولاتتبعن سبیل الذین لایعلمون. (یونس:۸۹)

ثابت قدم رہواوران لوگوں کے طریقے کی ہر گز پیروی نہ کروجو علم نہیں رکھتے.

وضاحت:

جولوگ اللہ کی مصلحت کو نہیں جانتے وہ طاغوت کے مقابلے میں حق اور اہل شریعت کی کمزوری اور اقامت حق کیلئے سعی کرنے والے اہل حق کی مسلسل ناکامیاں اور ائمہ باطل کے ٹھاٹھ اور ان کی دنیوی سرفرازیاں دیکھ کر یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ شاید ہدایت حق ان کے ساتھ نہیں یا اقامت حق کی کوشش لاحاصل ہے اب مناسب یہ ہے کہ اس ذراسی دینداری پر راضی ہو کر بیٹھ رہاجائے جس کی اجازت کفر وطاغوت کی سلطانی میں مل رہی ہے۔ ان مشکل حالات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ صبر واستقامت کے ساتھ انہی ناموافق حالات میں کام کیے جاؤ۔ باطل کے جبر اور قوت سے خوف کھا کر ان کے باطل راستے کی پیروی نہ کرو۔ ان کے دین دشمن اور غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام و قوانین کے آگے ہتھیار نہ پھینکو۔ بلکہ استقامت سے اللہ کے دین کے راستے پر گامزن رہو۔ اس وقت جو مصائب وشدائد تم پر گزر رہے ہیں جن مشکلات سے تم دوچار ہو۔ تمہاری دعوت کو دبانے میں تمہارے مخالفوں کو بظاہر جو کامیابی ہوتی نظر آرہی ہے اس پر بددل نہ ہو بلکہ ہمت 'صبر اور استقامت کے ساتھ حق پر ڈٹے رہو۔

توحید حاکمیت اور عمل

آیت: ۲۳۶

ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین۔ (آل عمران: ۵۳)

اے ہمارے رب جو تونے نازل فرمایا ہے ہم اس پر ایمان لائے اور تیرے پیغمبر کے متبع ہو چکے تو ہمیں شہادت دینے والوں میں لکھ رکھ.

امام ابن القیم فرماتے ہیں:

روایات سیر اور صحیح احادیث کے غائر مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بے شمار اہل کتاب اور مشرکین آپ کی رسالت کی گواہی دیتے اور آپ کو صادق تسلیم کرتے تھے مگر ان کی شہادت نے انہیں دائرہ اسلام میں داخل نہیں کیا. اس سے معلوم ہوا کہ اسلام صرف معرفت واقرار کا نام نہیں ہے. بلکہ معرفت واقرار کے ساتھ تابعداری اور مکمل اطاعت کا نام ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والے اور ماننے والے شاھدین کیلیۓ دو شرائط کا ذکر کیا ہے. ایک یہ کہ اللہ نے جو شریعت 'احکام و قوانین اور عقیدہ و منہج نازل کیا ہے اور اس کے ساتھ دوسری شرط کا ذکر کیا ہے کہ اعتقاد کے ساتھ ان رسولوں اور شرعی احکام و قوانین کی اطاعت واتباع کرے. اگر کوئی اللہ کے نازل کردہ احکام پر ایمان تو لاتا ہو لیکن احکام الٰہی کو اپنی معاشرتی اور سیاسی زندگی میں کوئی جگہ نہیں دیتا بلکہ اس کی زندگی کا یہ رخ غیر اللہ کے نظام حاکمیت کی پیروی کرتا ہے تو ایسا شخص ایمان والا اور ماننے والے شاھدین میں سے ہے.

اللہ کے دین کے ماننے والوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اپنے ایمان کی شہادت دیں تو پھر ان کا ایمان قابل قبول ہے. وہ شہادت اس صورت میں ادا ہو سکتی ہے کہ جب انسان اپنی معاشرتی وسیاسی واجتماعی زندگی کو اللہ کی حاکمیت اور اس کے رسولوں کی اطاعت میں گزارتا ہے. یہ شہادت اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتی

جب تک دین زندگی کا نظام اور معاشرے کا قانون بن جائے اور جب تک الٰہی نظام اطاعت کو معاشرے میں قائم کرنے کیلئے عملی جدوجہد اور جہاد نہ کرے. اور وہ اللہ کے کلمے اس کے دین اور شریعت کو بلند کرنے کیلئے خون بہا کر شہادت دے اور شہید کہلائے. لیکن غیر اللہ کے نظام اطاعت کی غلامی قبول نہ کرے. البتہ جو اسلام کا دعوے دار ہو اور اللہ کے بتائے ہوئے نظام زندگی اور اس کی شریعت کو برپا کرنے کیلئے جہاد نہ کرے بلکہ الٹا اس کے خلاف کھڑا ہو جائے تو ایسے شخص کی شہادت دین اللہ پر نہیں بلکہ غیر اللہ کے نظام اور طاغوت پر ہے. اللہ کے دین اور شریعت کیلئے شہادت دینے والوں کو اللہ اپنے پاس لکھ لیتا ہے اور طاغوت کیلئے شہادت دینے والوں کو ان کے جھوٹے الٰھوں اور حاکموں کی طرف سے تمغوں سے نوازا جاتا ہے.

ہر زمانے میں ایسے بے شمار لوگ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں مگر وہ عملًا اس کی الوہیت وحاکمیت میں شرک کرتے ہیں اور اللہ کے حکم اور قانون میں غیر اللہ کے فیصلوں کی آمیزش کرتے ہیں. ان لوگوں کی پیروی کرتے ہیں جو خود رسول اور کتاب کی پیروی نہیں کرتے اور شریعت کے علاوہ تصورات' اخلاق اور اقدار بنا لیتے ہیں. یہ سب امور اس قول سے متصادم ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اس لیے ان کا عمل ان کی شہادت سے ہم آہنگ نہیں ہے.

آیت: ۲۳۵

انی کفرت بما اشرکتمون من قبل ان الظلمین لھم عذاب الیم. (ابراہیم: ۲۲)

(شیطان کہے گا) اس سے پہلے جو تم مجھے خدائی میں شریک بنا رکھا میں اس سے بری الزمہ ہوں. ایسے ظالموں کیلئے تو دردناک سزا یقینی ہے.

وضاحت:

اس آیت میں شرک اعتقادی کے مقابلے میں شرک کی ایک مستقل قسم یعنی شرک عملی کے وجود کا ایک ثبوت ملتا ہے. ظاہر بات ہے کہ شیطان کو اعتقادی حیثیت سے تو کوئی بھی نہ خدائی میں شریک ٹھراتا ہے اور نہ اس کی پرستش کرتا ہے بلکہ سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں. البتہ اس کی اطاعت اور غلامی اور اس کے طریقے کی اندھی یا آنکھوں دیکھے پیروی ضرور کی جارہی ہے اور اسی کو یہاں شرک کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے.

اس مثال سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شرک کی صرف یہی ایک صورت نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے عقیدے میں غیر اللہ کو اللہ کے ساتھ شریک گردانے. اس کی ایک دوسری صورت یہ بھی ہے کہ وہ خدائی سند کے بغیر یا احکام خداوندی کے مقابل اس کے احکام وقوانین کی پیروی اور اطاعت کرتا چلا جائے. ایسا پیرو اور مطیع اگر اپنے باطل حاکم اور قانون ساز پر لعنت بھیجتے ہوئے بھی عملاً یہ روش اختیار کرے تو قرآن کی رو سے وہ اس کو خدائی میں شریک بنائے ہوئے ہیں.

آیت: ۲۳۶

یایھا الذین امنوا دخلو فی السلم کافۃ ولا تتبعو خطوت الشیطن انہ لکم عدو مبین. (البقرہ: ۲۰۸)

اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالٰی نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسلام اور توحید میں پورے کے پورے داخل ہو جائیں. اور اللہ کے تمام احکام و قوانین کی اطاعت کریں. اس کے پسند کیے گئے نظام اسلام کو مکمل طور پر اپنی زندگی اور معاشرے پر نافذ کریں. اگر وہ اسلام پر اپنے اعتقاد میں ایمان لاتے ہیں کہ یہی دین حق ہے جو معاشرے کیلئے دستور العمل ہے. تو وہ عملی طور پر شیطان کے راستے پر چلتے ہوئے اسلام کے نظام شریعت اور اس کے احکام و قوانین کی اطاعت سے پہلو تہی نہ کریں. کیونکہ شیطان بھی اس عملی انحراف کے کفر میں مرتکب ہوا تھا. وہ اللہ تعالٰی کے مقربین میں سے تھا لیکن جب اللہ تعالٰی نے اسے آدم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے اللہ کے حکم کو چھوڑ کر اپنی عقل اور نفس کی پیروی کی تو اللہ تعالٰی نے اسے مسلمین کی بجائے کافرین میں لکھ دیا. اس ذکر سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام اور اللہ کی حاکمیت پر ایمان لاتے ہوئے اس سے عملی انحراف اور کفر سب سے پہلے شیطان نے کیا. لیکن آج کثیر مسلمان شیطان کو اپنا پیرو بنائے ہوئے ہیں. اور وہ اللہ کے دین اور اس کے احکام و قوانین پر ایمان لانے کے باوجود عملاً اس کی حاکمیت کو اپنی زندگیوں اور اپنے ملک و معاشرے پر نافذ کرنے سے انکاری ہیں. اور سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کے چند احکام پر عمل پیرا ہو کر اس میں داخل ہیں. لیکن اللہ تعالٰی نے واضح حکم فرما دیا ہے کہ جب تک وہ عملی طور پر اسلام کے تمام احکام و قوانین کی طرف رجوع نہیں کرتے وہ اسلام اور توحید میں داخل نہیں بلکہ شیطان کے راستے پر گامزن ہیں.

عقیدہ حاکمیت کے اہل ایمان پر اثرات

آیت: ۲۳۷

ولاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولاصلبنکم فی جزوع النخل ولتعلمن اینااشدعزاباوابقی.قالولن نوثرك علی ماجآءنامن البینت والذی فطرنافاقض ماانت قاض انماتقضی هزہ الحیوۃ الدنیاانااامنابربناگ.(طٰہ:۷۲)

لہذامیں تمہارے ہاتھ ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے ضرور کٹواؤں گااور تمہیں کھجور کے تنوں پر ضرور سولی دوں گااور تمہیں ضرور معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کا عزاب سخت اور دیر پا ہے.وہ کہنے لگے ہم تجھے کبھی ترجیح نہیں دیں گے ان واضح دلائل پر جو ہمارے پاس آ چکے اور نہ اس ذات پر جس نے ہمیں پیدا کیا.لہزاتوجو کر سکتا ہے کر گزر پس تو تو اس دنیاوی زندگی میں ہی حکم چلا سکتا ہے یقیناً ہم ایمان لائے ہیں اپنے رب پر.....

وضاحت:

اس آیت میں فرعون ان جادو گروں کو جو اس کی الوہیت و حاکمیت کا انکار کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب کی الوہیت و حاکمیت پر ایمان لائے اس چیز کی دھمکی دیتا ہے کہ اگر وہ اس کی حاکمیت پر ایمان نہ لائے تو وہ ان کو سخت تعزیب و تشدد کا نشانہ بنائے گا. لیکن جادو گر جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر دل و جان سے ایمان لے آئے تھے انہوں نے فرعون کی کسی بھی دھمکی کی پروا کرنے سے انکار کر دیا اور ایمان پر ڈٹ گئے چاہے وہ انہیں موت کی سزا ہی کیوں نہ دے.ان کا یہ پختہ عمل اور قربانی دراصل ان کے پختہ عقیدے اور ایمان کی نشانی ہے.آج جو لوگ قلیل اور کمزور ہوتے ہوئے بھی اللہ کی توحید اور شریعت کی خاطر طاقتور اور ظالم طاغوت سے ٹکرا جاتے ہیں اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرتے.ان لوگوں کو دین پر ثابت قدم رکھنے کا داعیہ ان کا عقیدہ اور ایمان ہے.جب وہ ایک اللہ کی الوہیت و حاکمیت پر ایمان لے آتے ہیں.تو وہ طاغوت کی طاقت اور حاکمیت سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں.

جب ایمان اور توحید کی حقیقت دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو وہ اس کو عمل پر اکساتی ہے تاکہ واقعاتی اور عملی زندگی میں اپنا فرض ادا کرے. دنیامیں عقیدے کے عملی معجزات ماضی اور حال میں بہت سے ہوئے ہیں اور مستقبل میں بھی ہوں گے. ان معجزات نے دنیامیں انقلاب برپاکئے ہیں. دراصل عقیدہ انسان میں ایک عظیم قوت پیدا کرتا ہے. اس قوت کے باعث نفس انسانی بڑے بڑے کارنامے انجام دینے کے قابل ہوجاتاہے. عقیدہ فرداور جماعت کو حیرت انگیز قربانیوں پر آمادہ کرتاہے. عقیدے اورایمان وتوحید کے زور سے دنیاکی رنگینیاں ٹھکرادی جاتی ہیں. اسلامی عقیدہ توحیدانسان کومال ودولت 'لوہے اور آگ کی قوتوں کے آگے کھڑا کر دیتاہے پھر عقیدے اور ایمان کی طاقت ان تمام قوتوں کو شکست دیتی ہے اور ان پر غالب آجاتی ہے. اگر ہم اسی ایمان اور توحید کے حامل ہیں اور اسی راہ کے مسافر ہیں جس پر صحابہ کرام کی بے مثال جماعت چل چکی ہے. اگر ہم ان کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاکیزہ وبرتر نظام کو دنیا کے اندر جاری فرمایاتو پھر ہمیں سب کچھ سنناہوگا ہمیں جبر وتشدد قید وبند اور تکلیف و مصائب کا سامنا کرنالازمی امر ہے.

آیت: ۲۳۸

قل هل تربصون بنا الا احدی الحسنیین. (التوبہ: ۵۲)

کہہ دیجئے تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے بس ایک کا انتظار کرتے ہو.

وضاحت:

اہل ایمان اگر اللہ کے نظام اور اس کے قانون و شریعت کو دنیا کے تمام نظاموں پر غالب کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس کی بھلائی ہونا تو صاف ظاہر ہے. لیکن اگر وہ اپنے مقصد کی راہ میں جانیں لڑاتے ہوئے وہ سب کے سب پیوند خاک ہو جائیں تب بھی دنیا کی نگاہ میں چاہے یہ انتہائی ناکامی ہو مگر حقیقت میں یہ بھی ایک دوسری کامیابی ہے. اس لیے مومن کی کامیابی و ناکامی کا معیار یہ نہیں ہے کہ اس نے کوئی ملک فتح کیا ہے یا نہیں کوئی حکومت قائم کر دی ہے یا نہیں بلکہ جو اللہ کو مطلوب ہے اس کا معیار یہ ہے کہ وہ خدا کے کلمے کو بلند کرنے کیلئے اپنے دل و دماغ اور جسم و جان کی ساری قوتیں لڑادے. یہ کام اگر اس نے کر دیا تو در حقیقت وہ کامیاب ہے خواہ دنیا کے اعتبار سے اس کی سعی کا نتیجہ صفر ہی کیوں نہ ہو.

غیر اللہ کی حاکمیت ضرور برباد ہو گی.

آیت: ۲۳۹

واتخزو من دون اللّٰہ الہۃ لعلھم ینصرون. لایستطیعون نصرھم وھم لھم جند محضرون. (یسین: ۵)

اور انہوں نے اللہ کے سوا معبود بنا لیے ہیں تا کہ ان کی مدد کی جائے وہ ان کی مدد کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ معبودان باطلہ کیلئے حاضر کیا ہوا لشکر ہے.

وضاحت:

جس طرح قدیم زمانے کے مشرکین بتوں'انسانوں' بادشاہوں'فرعونوں اپنے کاہنوں اور پروہتوں کو اللہ کے مقابل جھوٹے معبود اور شریک بنار کھا تھا اور وہ ان بتوں اور انسانوں کی اطاعت وعبادت میں غرق رہتے تھے. ان جھوٹے خداؤں کے پجاری یہ عوام کالانعام اس احمقانہ مقام پر تھے کہ جب وہ دیکھتے کہ ان فرعونوں جنہوں نے اللہ کی الوہیت وحاکمیت کو غصب کرر کھا تھا'حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کرام کی توحید کی ضرب کاری کی وجہ سے ان کی سلطنت لڑکھڑا رہی ہے اور ان کی حکومت گرنے کو ہے تو یہ عوام اپنے ان معبودوں کی حفاظت اور مدد کی خاطر لشکر کی صورت میں نکل آتے تاکہ اپنے ان معبودوں کی حفاظت اور مدد کر سکیں اور تاکہ اپنے بنائے ہوئے جھوٹے اور خود ساختہ الٰہوں جو حاکمیت اور قانون سازی پر قابض ہیں کی حفاظت کر سکیں اور اس کی خاطر قربانی دیں.

اس قدیم زمانے کی مثال بعینہ آج بھی موجود ہے.اس جدید دور کے مشرکوں کا حال بھی جھوٹے الٰہوں'ان کی پرستش اور ان کی اطاعت وعبادت میں ان پہلے مشرکوں سے کچھ مختلف نہیں.ان لوگوں نے بھی جمہوریت کے نام پر بعض باغی وطاغی انسانوں کو عملاً معبود بنار کھا ہے جنہوں نے اللہ کا حق حاکمیت'اطاعت اور قانون سازی غصب کرر کھا ہے. یہ لوگ بھی اس شرکیہ نظام کا دم بھرتے ہیں اس کیلئے ہر قسم کی دوڑ دھوپ قربانی اور معاشرے پر اس کی اطاعت وعبادت کو قائم کرنے کیلئے ہر قسم کی تگ ودو کرتے ہیں.اس جھوٹے جمہوری معبود کے یہ لشکر طاغوت کے آگے سرنگوں ہوتے ہیں. طاغوت کے یہ عبادت گزار لشکر بھی قدیم زمانے کے فرعونوں کے عبادت گزاروں کے مانند ہیں. شرک ہر صورت میں شرک ہے خواہ وہ بت کے سامنے سجدہ ریزی کی صورت میں ہو یا کسی انسان کے مقرر کردہ احکام وقوانین کی اطاعت اور اس کے آگے تسلیم خم کرنے کی صورت میں ہو.

آج کل جمہوریت بے شمار لوگوں کا معبود بنا ہوا ہے جس نے جمہور' پارلیمان اور ان کی رائے اور وہم وگمان کو اطاعت کے لائق بنا کر اللہ کی حاکمیت اور اس کی اطاعت وعبادت میں ملاوٹ اور شرک کرنے کی کوشش کی ہے. لیکن اللہ کا وعدہ لایستطیعون نصرھم؛ یہ ان کی مدد کی طاقت نہیں رکھتے کہ یہ جھوٹے طاغوت ونظام اور ان کے مددگار حمائتی لشکر کبھی ہمیشہ کیلئے کامیاب نہ ہوں گے اور آخر کار اہل ایمان اور اہل توحید کے ہاتھوں طاغوتی لشکر ناکام ونامراد ہو جائیں گے. اور اہل ایمان زمین میں صرف اللہ کی الوہیت وحاکمیت قائم کردیں گے.

طاغوت اور ان کے لشکر اہل حق کو روکنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں. دلائل کے میدان میں بھی. لیکن جب دلائل کے میدان میں یہ ناکام ہو جائیں تو یہ طاغیوں کی مانند طاقت استعمال کرتے ہیں. جیساکہ فرعون نے کہا. قالوابنولہ بنیانافالقوہ فی الجحیم. الصفت:۹۷؛انہوں نے کہا اس کیلئے ایک عمارت بناؤ اور اس کو آگ میں ڈال دو. طواغیت جب دلیل وحجت کے میدان میں ناکام ہو جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ لوگوں پر قائم ان کی جھوٹی خدائی اور تسلط ختم ہو رہا ہے تو وہ ظلم وتشدد اور اپنی قوت وطاقت کے استعمال سے گریز نہیں کرتے. اور اللہ کے دین کی حاکمیت اور شریعت کے داعیوں کو جھکانے کیلئے ہر قسم کا حربہ استعمال کرتے ہیں. جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے. فارادوبہ کیدافجعلنھم الاسفلین. الصفت:۹۸؛پس انہوں نے اس کے خلاف خفیہ تدبیر کی تو ہم نے ان کو سخت ناکام کر دیا.

ان طواغیت کی قوت وطاقت کسی کا کیا بگاڑ سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کرنا چاہے. ظالم طواغیت حکومت 'اسباب وآلات' جبر وتشدد ان کا کیا نقصان کر سکتے ہیں جو دین حق اور شریعت محکم پر کھڑے ہوں ان کی حفاظت ونگرانی اور مدد خود اللہ وحدہ لاشریک کرتے ہیں. اور ظالم طواغیت اپنے

لاؤلشکراور قوت سمیت ہمیشہ ناکام ونامراد ہوتے ہیں یہی اللہ کی سنت ہے جواس نے حق والوں کے ایمان ویقین میں اضافے کیلئے بیان فرمائی ہے.

آیت: ۲٤۰

انهم لهم المنصورون وان جندنالهم الغلبون. الصفت: ۲-۷

ان کی ضرور مدد کی جائے گی اور ہمارالشکر ہی غالب ہوگا.

وضاحت:

یہ اللہ تعالٰی کاوعدہ ہے کہ وہاپنے لشکروں کوجواس کے دین وشریعت اوراس کی الوہیت وحاکمیت کوبلند کرنے نکلے ہیں. اللہ ان کی ضرور مدد کرے گاچاہے وہ قلیل تعداد میں ہی کیوں نہ ہوں. اللہ کاوعدہ ماضی میں بھی برحق ثابت ہوااور زمین پر طواغیت کاخاتمہ ہوااور اللہ کاحکم اوراس کانظام خلافت وشریعت قائم ہوا. اسلام کے داعیوں اور مجاہدوں کومارا پیٹا گیااورانھیں ظلم وتشدد کانشانہ بنایا گیامگراس کے باوجوداسلام سربلند ہوااور غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام کوشکست کاسامنا کرناپڑا. آج بھی زمین پر مختلف طواغیت اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جواپنی خدائی اور حاکمیت کااعلان کرتے ہیں. بہت سارے لوگ ان پرایمان لے آتے ہیں. لیکن ان کے مقابل مٹھی بھر مجاہدین کالشکر جن سے اللہ نے اپنی مدد کاوعدہ کیاہے برسرپیکار ہیں۔اللہ کایہ وعدہ برحق ہے وہ اپنے علم اور تقدیر کے مطابق جب چاہے اسے برپااور ثابت کردیتاہے. یہ اللہ کی غیر متبدل شدہ سنت ہے کہ جب بھی کوئی مسلم جماعت سنت انبیاءانکار بالطاغوت

اور اللہ کی الوہیت وحاکمیت کیلئے اٹھے اور اسی کے مطابق کام کرے جد وجہد کرے قربانیاں دے تو نصرت اور غلبہ ضرور آتا ہے.

قرآن میں ان آیات اور مضامین میں فضا میدان معرکہ کی فضا ہے. اور وہ حق و باطل کا معرکہ ہے. ایمان وطغیان کا مقابلہ ہے. طاغوتوں اور معبودان باطلہ سے قتال کا حکم ہے جب مومنین اللہ کے حکم سے ان سے قتال کیلئے نکلیں گے تو یہ نظام باطل طاغوت مضمحل اور پوشیدہ ہو جائے گا اور طاغیوں اور فاجروں کا کہیں نام ونشان نظر نہ آئے گا. قرآن معرکہ حق و باطل کی اس تصویر کو بار بار بیان کرتا ہے تاکہ اس کی حقیقت اور انجام لوگوں کو ذہن نشین ہو جائے اور خاص کر وہ لوگ اس کو اچھی طرح جان لیں جو ہر زمان ومکان میں دین حق اور شریعت کے داعی رہے ہیں تاکہ باطل اور طاغوت کی ظاہری شان وشوکت ان کو پریشان نہ کرے. جب کسی خاص وقت یا کسی خاص علاقے میں نظر آتا ہے کہ قوت وشوکت تو کفر کی قوتوں اور علمبرداروں کے پاس ہے اور ہر قسم کی بیچارگی اور بے بسی ایمان والوں میں نظر آتی ہے تو اللہ کی حاکمیت اور شریعت کا علم بلند کرنے والے اہل ایمان ان حالات میں ہمت نہ ہاریں اور قرآن کے اس وعدے کو ذہن نشین رکھیں.

وحدت امت صرف اللہ کی حاکمیت پر ممکن ہے

آیت: ۱٤۲

كان الناس امة واحدة فبعث الله النبين مبشرين و منذرين وانزل معهم الكتب ليحكم بين الناس فيم اختلفوفيه. وما اختلف فيه الا الذين اوتوه من م بعد ماجاءتهم البينت بغيا م بينهم فهدى الله الذين امنولما اختلفوفيه من الحق باذنه. والله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم. (البقرہ:۲۱۳)

پہلے توسب لوگ امت واحدہ تھے لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے توخدانے ان کی طرف بشارت دینے والے اورڈرانے والے پیغمبر بھیجے اوران پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں. تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کاان میں فیصلہ کردے اوراس میں اختلاف بھی انہی لوگوں نے کیاجن کوکتاب دی گئی تھی باوجود یہ کہ ان کے پاس کھلے ہوئے احکام آچکے تھے. اور یہ اختلاف بھی انہوں نے آپس کی ضد سے کیاتوجس امر حق میں وہ اختلاف کرتے تھے خدانے اپنی مہربانی سے مومنوں کواس کی راہ دکھادی اور خداجس کوچاہتاہے سیدھی راہ دکھاتاہے.

وضاحت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے کہ پہلے توسب لوگ امت واحدہ تھے ایک ہی منہج اور عقیدہ تھا'ایک ہی ملت تھے'ایک ہی پیغام تھاجسے تمام انبیاءاور رسول لے کرآئے. ان انبیاءپراللہ تعالیٰ نے جو کتابیں نازل فرمائیں وہ بھی یکساں عقیدہ توحیدپر مشتمل تھیں. سب ایک رب'ایک معبود'ایک قانون اور ایک اطاعت کی دعوت دیتی تھیں. سب کاپیغام اور بنیادی اصول ایک ہے اگرچہ زمانے کی ضرورتوں اور مختلف قوموں ونسلوں کے طبائع کے لحاظ سے تفصیلات مختلف ہوتی رہی ہیں.

لیکن جب انسانوں نے اس یکساں بنیادی عقیدے اور توحید کو بھلادیااور اس میں اختلاف کرنے لگے تواللہ تعالٰی نے انھیں دوبارہ آگاہ کرنے کیلئے مختلف انبیاء مبعوث فرمائے اوران کو کتابیں اور نظام شریعت دیا یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مبعوث فرمایااوران پر اپنی آخری شریعت اور دین نازل فرمایااور اپنی آخری کتاب نازل فرمائی. یہ کتاب لوگوں کے اختلافات کے درمیان فیصلہ کرتی ہے اور لوگوں کے تمام معاملات زندگی کے متعلق 'لیحکم بین الناس؛یہی کتاب حاکم ہے. انسانوں کیلئے ان کے عقائد'معاشرت ومعیشت'سیاست اور تجارت کے اصول اس کتاب میں نازل فرمادیے گئے ہیں. غرض انسانی زندگی کے ہر معاملہ کے متعلق اللہ تعالٰی نے اس کتاب کے ذریعے ان کے تمام اختلافات کا فیصلہ فرمادیاہے اوران پر شریعت نازل فرمادی ہے لیکن لوگوں نے اس شریعت'اس کے قیام اوراس کے احکام کے متعلق جواختلاف پیدا کیاہے وہ ان کااپناپیدا کیاہوا ہے. اس کی وجہ بغیابینھم؛ان کی آپس کی ضد اور تعصب ہے. ہر بندہ اپنی رائے اور فیصلے کی حاکمیت چاہتاہے.

جبکہ قرآن اس لئے آیاتھا کہ لوگوں کی رائے اور حاکمیت کو ختم کرکے اللہ کے دین اور شریعت کی حاکمیت کو قائم کرے. کہ لوگ غیراللہ کے احکام وقوانین چھوڑ کر صرف اللہ کے دین'شریعت اس کی توحید اور حاکمیت پر اکٹھے ہوجائیں اوراس کے دین اور شریعت کے غلبے کیلئے کوشش کریں. اس کیلئے اللہ تعالٰی نے اہل ایمان کی جماعت کو منتخب کیاجواللہ کے دین وشریعت اور توحید حاکمیت کی بنیاد پر اکٹھے ہوئے. اس کے دین اور خالص توحید کے قیام کیلئے قربانیاں دیں یہی لوگ ہیں جودین حق اور سیدھے راستے پر ہیں اور انہیں اللہ تعالٰی نے ہدایت سے نوازاہے. واللہ یھدی من یشاءالی صراط مستقیم؛اور اللہ جس کو چاہتاہے سیدھاراہ دکھاتاہے.

باب چہارم

توحید حاکمیت اور احادیث

عقیدہ توحید حاکمیت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے. اس عقیدے کی دعوت اور پہچان کیلئے جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اور اس کی کثیر آیات میں اس عقیدے کی وضاحت فرمائی. وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو اس عقیدہ توحید سے روشناس کرانے کیلئے اور اللہ کی حاکمیت میں شرک سے بچانے کیلئے اپنی احادیث میں اس عقیدے کی تشریح فرمائی تاکہ یہ امت اللہ کی حاکمیت میں شرک سے بچ سکے. یہاں پر ہم ان احادیث کو ذکر کریں گے جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اس کی حکومت' قانون اور شریعت کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمائیں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی احادیث میں اللہ کی توحید حاکمیت کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور اللہ کی حاکمیت میں شرک کی تفصیل سے آگاہ فرمایا ہے.

پہلا اور بنیادی شرک

حدیث قدسی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

انی خلقت عبادی حنفاء کلھم وانھم اتتھم الشیاطین فاجتالتھم عن دینھم وحرمت علیھم ما احللت لھم وامرتھم ان یشرکوا بی ما انزل بہ سلطانا.(صحیح مسلم: ٢٨٦٥)

بیشک میں نے اپنے تمام بندوں کو حنیف (موحد) پیدا کیا تھا. ان کے پاس شیاطین آئے اور انہوں نے انہیں ان کے دین سے گمراہ کر دیا اور جو میں نے ان کیلئے حلال کیا تھا انہوں نے ان پر اسے حرام کر دیا اور انہوں نے انہیں حکم دیا کہ میرے ساتھ شریک بنائیں جس کی میں نے دلیل نہیں اتاری.

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بتلایا کہ انسانیت کو اللہ تعالیٰ نے توحید پر پیدا کیا تھا اور شروع سے انسانیت اللہ کی خالص توحید اور دین پر قائم تھی لیکن ان میں جو شرک سب سے پہلے پیدا ہوا اور جو گمراہی انسانیت میں سب سے پہلے در آئی کہ جس سے انسانیت اللہ کی توحید کو چھوڑ کر شرک میں مبتلا ہو گئی وہ اللہ کی توحید حاکمیت میں شرک تھا کہ انسانیت نے شیطان کے بہکانے پر اللہ کے دین کے احکام و قوانین اور شریعت کو چھوڑ کر غیر اللہ کے احکام و شریعت کو اختیار کر لیا جبکہ اللہ کی توحید و حاکمیت کے مطابق صرف اللہ ہی احکام و قانون سازی اور حلال و حرام کا اختیار رکھتا ہے لیکن انسانیت نے غیر اللہ اور انسانوں کے وضع کردہ حلال و حرام کو اختیار کر کے اللہ کی حاکمیت میں شرک کا ارتکاب کیا.

شیطان کا کاری وار

شیاطین کی سب سے پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ انسانوں کو اللہ کی توحید سے پھیر کر شرک میں داخل کریں اس لئے یہ سب سے پہلے غیر اللہ کی محبت 'تعظیم اور عبادت میں شرک کو مزین کرتا ہے' اگر اس میں ناکام ہو جائے تو اللہ کی حاکمیت 'تحاکم و تشریع' تحلیل و تحریم اور اطاعت واتباع میں شرک کو مزین اور استوار کرتا ہے تاکہ اس ذریعہ سے لوگوں سے اللہ کی الوہیت اور عبادت میں شرک کرا سکے. اس

حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو شیطان کے اس کاری وار سے متعارف کروایاہے جو وہ لوگوں کو اللہ کی الوہیت اور حاکمیت میں شرک کروانے کیلئے اختیار کرتا ہے.

اہل کتاب کا شرک

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمام لوگوں اور اہل کتاب کو سب سے پہلے اللہ کی توحید حاکمیت اور عبادت کی دعوت دی اور انہیں اللہ کی حاکمیت اور عبادت میں شرک سے روشناس کروایا.

مسند احمد اور ترمزی میں روایت ہے کہ حضرت عدی بن حاتم جو عیسائی سے مسلمان ہوئے تھے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قرآن مجید کی آیت. اتخذواحبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ...کے متعلق پوچھا کہ عیسائیوں نے تو اپنے علماء ورھبان کو اللہ کے علاوہ رب نہیں بنایااور نہ ان کی عبادت کی.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا.

بلی انھم حرمواعلیھم الحلال واحلوالھم الحرام فاتبعوھم فذلك عبادتھم ایاھم.(ترمزی: ۳۰۹۵)

کیوں نہیں وہ ان پر حلال کو حرام کرتے اور حرام کو حلال کرتے تو وہ تسلیم کر لیتے یہ ان کی عبادت ہی تو ہی.

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللّٰہ کی عبادت میں اصل شرک کی پہچان کرائی کہ یہ بھی اللہ کی عبادت میں شرک ہے کہ اس کی حاکمیت میں شریک ٹھرایاجائے اوراحکام و قانون

سازی'حلال و حرام اور اطاعت واتباع کا حق کسی اور کو دے دیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور عبادت میں شرک ہے.

بعثت پیغمبر کا اہم ہدف

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بعثت بین یدی الساعۃ بسیف حتی یعبد اللّٰہ وحدہ لاشریك لہ.(مسند احمد:۲/ ۹۲-۵۰)

مجھے قیامت کے دن تک تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے یہاں تک کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہ بنایا جائے.

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کفار و مشرکین سے لڑائی کا مقصد یہ تھا کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور غیر اللہ اور انسانوں کی حاکمیت اور ان کے احکام و قوانین کی اطاعت چھوڑ دیں تا کہ ان کی عبادت صرف ایک اللہ کے ساتھ خاص ہو سکے.

مشرکین مکہ سے جب پوچھا جاتا کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم تم کو کیا بتاتا ہے تو وہ یہ جواب دیتے کہ وہ ہم کو کہتا ہے:

اعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہ شیئاً واترکوا ما یقول اباءکم.(صحیح بخاری:۷)

تم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور اپنے آباؤاجداد کے حکموں کو چھوڑ دو.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مشرکین کو صرف بتوں اور مورتیوں کی عبادت سے منع نہیں کرتے تھے بلکہ وہ انہیں غیر اللہ کی عبادت کی ہر قسم سے بچانا چاہتے تھے 'الغرض صرف اللہ کی حاکمیت و اطاعت اور احکام و قانون سازی اختیار کرنا عبادت کی اولین قسم ہے.

طاغوت کی عبادت

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع کرے گا ان سے کہے گا جو شخص جس چیز کی عبادت کرتا تھا وہ اس کے پیچھے جائے تو سورج کے پجاری سورج کے پیچھے جائیں گے چاند کے پجاری چاند کے پیچھے جائیں گے اور طاغوت کی پرستش کرنے والے طاغوت کے پیچھے جائیں گے. (صحیح بخاری: ٧٤٣٧)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ غیر اللہ اور طاغوت کے احکام و قوانین کی حاکمیت تسلیم کر لینا اور ان کی اطاعت کرنا غیر اللہ کی عبادت ہے. جو شخص اللہ کی حاکمیت اور قانون کو چھوڑ کر انسانوں کی حاکمیت اور قانون کی اطاعت کرتا ہے وہ طاغوت ہی کی عبادت کرتا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ویتبع من یعبدالطواغیت لطواغیت. (صحیح بخاری: ٧٤٣٧)

طاغوتوں کی عبادت کرنے والے طاغوتوں کی ہی اطاعت کرتے ہیں.

اس حدیث سے پتہ چلتاہے کہ اللہ کے علاوہ جس کواطاعت واتباع کاحق دیاجائے یااللہ کے احکام و قوانین کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے تووہ طاغوت کی عبادت ہے اور یہ اللہ کی حاکمیت میں شرک ہے.

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی دعوت توحید کی دعوت ہے. اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جابجااپنے فرامین میں اس کاتعارف کرایاہے تاکہ مسلمان اللہ کی توحید حاکمیت کو پہچان جائیں اوراس میں شرک سے بچ سکیں.

نام ولقب میں بھی احتیاط

حضرت ہانی بن زید بیان کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی قوم کے ساتھ وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے توآپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں سے سناکہ وہ ان کوابوالحکم کہہ کرپکارتے ہیں توآپ نے ان کواپنے پاس بلایااور فرمایا. حکم تواللہ ہے اور اسی کو حکم کاحق حاصل ہے تونے کیوں اپنی کنیت ابوالحکم رکھی ہے. انہوں نے عرض کیایہ بات نہیں بلکہ ہمارے مابین جب کسی بات پراختلاف ہوتاہے تولوگ میرے پاس آتے ہیں اور میں (عدل کے ساتھ) فیصلہ کردیتاہوں دونوں فریق راضی ہوجاتے ہیں. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایاکیاخوب. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایاتیری اولاد کے نام کیاہیں. انہوں نے کہاکہ میری اولاد کے نام شریح' عبداللہ اور مسلم ہیں. آپ نے فرمایاان سے بڑاکون ہے. انہوں نے کہاشریح. توآپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایاتوتم ابوشریح ہو. پھرآپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کیلئے اوران کی اولاد کیلئے دعافرمائی. (ابوداؤد: ٤٩٥٥- نسائی: ٥٣٨٩)

اس حدیث سے توحید حاکمیت کی اہمیت کس قدر واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کا نام ابوالحکم سن کر وضاحت فرمائی کہ حکم اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لئے احکام و قانون اور فیصلہ سازی اسی کا حق ہے.

حکم صرف اللہ کا

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ هو الحکم والیه الحکم.(ابوداؤد:٤٩٩٥)

بیشک اللہ حکم ہے اور حکم اسی کی طرف لوٹتا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ فرمان اللہ تعالیٰ کی حاکمیت عالیہ کو بیان کرتا ہے اور حکم اور اس کے تمام متعلقات کو اللہ تعالیٰ سے خاص کرتا ہے. اللہ تعالیٰ ہی حاکم مطلق ہے. انسانوں کے متعلق حکم و قانون کا اجراء اور صدور صرف اس کا حق ہے وہی حکم و قانون ساز ہے. انسانوں کو اپنے ہر قسم کے معاملے اور فیصلے کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا چاہیے. کیونکہ حکم و قانون کا منبع صرف وہی ہے. اس طرح تمام انسانوں پر اس کے احکام و قوانین کی اطاعت و اتباع واجب ہے. اللہ کے علاوہ کسی انسان کو حکم و قانون سازی اور اطاعت کا حق دینا شرک ہے اور اللہ کی خاص صفت اسے دینے کے مترادف ہے جو انسان احکام و قوانین کیلئے اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی اور کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ اللہ کی حاکمیت سے بغاوت اور کفر کرنے والے ہیں.

جس کی خلق اس کا امر

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے

ومن زعم ان اللّٰہ جعل للعباد شیئا من الامر فقد کفر بما انزل اللّٰہ علی انبیائہ لقولہ الالہ الخلق والامر. (تفسیر طبری و تفسیر ابن کثیر)

اور جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے امر کی صفت میں سے بندوں کیلئے کچھ اختیار دیا تو تحقیق اس نے کفر کیا. ان تمام باتوں کا جو اللہ نے اپنے نبیوں پر نازل فرمائی ہیں اللہ کے اس قول کی رو سے کہ خبر دار پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا اسی کیلئے روا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس حدیث سے اللہ کی توحید حاکمیت پر روشنی پڑتی ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے امر یعنی حکم و قانون سازی کا حق انسانوں کو دیا تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے کفر کا مرتکب ہوا وہ شخص اپنے ایمان کو کھو بیٹھا کیونکہ اللہ کی حاکمیت کو اس کیلئے خاص کرنا اور حکم و قانون ساز صرف اسی کو ماننا اللہ کی توحید پر ایمان لانا ہے اور اگر اللہ کا یہ حق غیر اللہ کو بھی دے دیا جائے تو یہ اس کی حاکمیت میں شرک ہے اور اس شرک سے آدمی اسلام اور ایمان سے خارج ہو جاتا ہے.

نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے ان لوگوں کو جان لینا چاہیے جو جمہوری نظام پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے مطابق حکم و قانون سازی کا حق اہل پارلیمان کو دیتے ہیں اور ان کے بنائے ہوئے قوانین کی اطاعت واتباع کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نازل کردہ دین سے کفر کرنے والے ہیں چاہے وہ اپنے ایمان اور اسلام کے جس قدر بھی دعوے کریں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس صریح حکم سے وہ ایمان اور اسلام سے خارج ہیں.

ایمان کی بنیاد

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے.

لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ.(مشکوۃ: ۱۴۴)

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی خواہش کو میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ کرلے.

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کے اعمال اور اسلام کو اس بات پر موقوف کیا ہے کہ جب تک وہ اللہ کی حاکمیت' دین اور احکام و قوانین پر ایمان لا کر اپنے نفس و خواہش کو اللہ کے نازل کردہ احکام و قوانین اور شریعت کی حاکمیت کے تابع نہیں کر دیتے اور شریعت کی اطاعت واتباع اختیار نہیں کر لیتے وہ ایمان والے اور مسلمان ہو ہی نہیں سکتے.

اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایمان میں داخلے کیلئے صرف اللہ تعالٰی کے دین' اس کی حاکمیت اور احکام و قوانین پر ایمان لانا کافی نہیں بلکہ اس کیلئے ضروری ہے کہ اللہ تعالٰی کے نازل کردہ تمام احکام و قوانین اور شریعت کو اپنے نظام زندگی میں نافذ کیا جائے اور جو اس دین اور اس کے احکام و قوانین کو چھوڑ کر غیر اللہ کے وضع کردہ نظام و قوانین کی اتباع کرتے ہیں ایسے لوگ ایمان سے تہی دامن ہیں' اللہ تعالٰی کے احکام و قوانین کی اطاعت کرنا اور اس کی حاکمیت کا اقرار کرنا ایمان کیلئے لازمی امر ہے.

احکم الحاکمین

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا. جب تم یہ سورۃ پڑھو اور الیس اللّٰہ باحکم الحاکمین پر پہنچو تو یہ کہو. بلی وناعلی ذلك من الشاھدین؛ہاں کیوں نہیں اور میں اس کی شہادت دینے والوں میں سے ہوں.(ابوداؤد:۸۸۷-ترمزی:۳۳٤۷)

اللہ تعالٰی کی حاکمیت پر اقرار و شہادت صرف کافی نہیں بلکہ ایمان کیلئے ضروری ہے کہ اللہ تعالٰی کی حاکمیت اوراحکام و قوانین پر عملی شہادت دی جائے. جس نے اللہ تعالٰی کی حاکمیت پر ایمان کا عملی ثبوت نہ دیا تو اس نے اس دین اور اس فوز و فلاح سے انکار کیا. جس کا حصول ہر ایمان والے کی چاہت ہے.

جنت میں جانے سے انکاری

ابو ھریرہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا.میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جو انکار کرے. عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول جنت میں جانے سے کون انکاری ہو گا فرمایا: من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقدابی؛جو شخص میری اطاعت کرے گا تو وہ جنت میں جائے گا اور جو میری نافرمانی کرے 'تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا.(صحیح بخاری: ۷۲۸۰)

تو جس شخص نے اللہ تعالٰی کی حاکمیت اس کے احکام و قوانین اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل کردہ شریعت کی اطاعت کو اپنی زندگی میں عملی طور پر قائم نہ کیا تو ایسے ہی ہے جیسے اس نے اپنی زبان سے انکار کر دیا.

ضلالت و گمراہی سے بچاؤ کا طریقہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

قد ترکت فیکم مالم تضلو بعدہ ان اعتصمتم بہ کتاب اللّٰہ.

میں تمہارے درمیان ایک قانون چھوڑے جارہاہوں اگر تم اسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھوگے تو کبھی نہیں بھٹکوگے. یہ قانون اللہ کی کتاب ہے.(ابوداؤد:۱۹۰۵-

مسند احمد:3-26)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی اور انہیں یہ پیغام دیا کہ اگر مسلمان اللہ تعالٰی کے احکام و قوانین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شریعت کی پیروی کریں گے اور کتاب اللہ کی حاکمیت کو اپنے نظام زندگی پر قائم کریں گے تو وہ اللہ کے دین اور اس کی توحید پر قائم رہیں گے اور کبھی گمراہی اور شرک میں گرفتار نہیں ہوں گے. لیکن اگر انہوں نے اللہ تعالٰی کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین کو چھوڑ کر غیر اللہ کی حاکمیت اور احکام و قوانین کو اختیار کر لیا تو وہ ہدایت کی بجائے گمراہی اور شرک و کفر کے راستے پر چل پڑیں گے.

اللہ کی حاکمیت و شریعت اور احکام و قوانین کا قیام اللہ تعالٰی کی توحید اور عبادت کا راستہ ہے:

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ حکومت اچھی چیز ہے یا بری. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بغیر کسی تردد کے فرمایا: "یہ تو نعمت خداوندی ہے."

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکومت کو اللہ کی نعمت قرار دیا ہے. اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو نظام اور احکام و قوانین اس لئے دیے ہیں تا کہ انسان ان کی اطاعت کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالائے. اس طرح نظام حکومت میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین کا قیام اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مظہر ہے. جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے.

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

امام عادل کا ایک دن افضل ہے ستر سال کی عبادت سے اور زمین پر ایک حد کا قیام چالیس سالوں کی بارش سے زیادہ خوشحالی کا باعث ہے.

اس حدیث سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ امام عادل کی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر مبنی ایک دن کی حکومت ستر سال کی عبادت سے افضل ہے. کیونکہ اللہ کی شریعت اور اس کے احکام و قوانین کے نفاذ سے تمام معاشرہ اور لوگ اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بن جاتے ہیں جو کہ انفرادی عبادت سے افضل ہے. اور جب زمین پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت 'اس کے احکام و قوانین اور حدود کا نفاذ ہوتا ہے تو سارا معاشرہ اجتماعی طور پر اس کے فیوض و برکات حاصل کرتا ہے اور زمین صحیح معنوں میں امن و سلامتی کا گہوارہ بن جاتی ہے. اور جب اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی بجائے غیر اللہ کی حاکمیت کا تسلط ہو اور زمین پر اللہ کی حدود کی بجائے غیر اللہ کے قوانین جاری و ساری ہوں تو زمین غیر اللہ کی عبادت اور شرک میں گرفتار ہو جاتی ہے جس سے زمین پر فتنہ و فساد 'قتل و غارت اور تباہی و بربادی پھیل جاتی ہے.

غیر اللہ کی حاکمیت موجب تباہی وفساد

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے:

ماحکم بغیرماانزل اللّٰہ الافشافیھم الموت.(المعجم الکبیر الطبرانی:۱۰۹۹۲-۱۱)

کوئی قوم فیصلے نہیں کرتی اللہ کے نازل کردہ(حکم) کے برخلاف مگر یہ کہ اس میں موت پھیل جاتی ہے.

غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام و قوانین کی وجہ سے زمین میں فتنہ وفساد اور قتل وغارت پھیل جاتی ہے. ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے.

ماحکم بغیرماانزل اللّٰہ الافشافیھم الفقر.الطبرانی فی الکبیر:۱۰۹۹۲-۱۱'سلسلة الصحیحه:-۱ ۲۱۹

کوئی قوم فیصلے نہیں کرتی اللہ کے نازل کردہ کے برخلاف مگر یہ کہ اس میں فقیری وغربت پھیل جاتی ہے.

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ زمین پر ہر قسم کے فتنہ وفساد'ظلم وستم'بیماری وتنگدستی'غربت وافلاس کی وجہ اللہ کی حاکمیت اور اس کی شریعت سے روگردانی ہے. جبکہ اللہ کی شریعت زمین پر امن وسلامتی اور ترقی وکامیابی کی ضامن ہے. لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ آج کے لوگ اللہ کی شریعت کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں اور اس سے خوف کھاتے ہیں. اور اپنی ترقی اور کامیابی کیلئے مغربی نظام و قوانین کی طرف بھاگتے ہیں'ان کے دستور و قوانین کو اپناتے ہیں جو اللہ کے دین اور اس کے قرآن سے مخالفت پر مبنی ہیں.

آخری اور محکم دستور

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر کے ہاتھ میں تورات کے چنداوراق دیکھ لئے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ دیکھ کر غضب ناک ہوگئے اور غصے سے آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس لئے غضب ناک ہوگئے کہ حضرت عمراللہ کے دین اور قرآن کی بجائے ایک دوسرے دین وشریعت اور احکام وقوانین کے ماخز کی طرف مائل ہوئے۔حالانکہ اسے قبول واتباع میں نہ لائے۔تو آج کے نام نہاد مسلمان جواللہ کی شریعت اور احکام وقوانین کو چھوڑ کر مغربی نظام وقوانین میں سرتاپاغرق ہیں۔ان کی حیثیت کیاہوگی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہودیوں اور عیسائیوں کے طریقےاور نظام کی اتباع سے منع فرمایاہے۔

اہل کتاب کی پیروی سے اجتناب

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کافرمان ہے:

لاتسالوااهل الكتب عن شیء فانهم لن يهدوكم وقد ضلوءوانكم اماان تصدقو بباطل واماان تكذبوبحق وانه واللّٰه لوكان موسى حيابين اظهركم مامل له الاان يتبعنى.(مسند احمد:۳۸۷-۳'مشکاۃ:۱۷۵)

اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں دریافت نہ کرو یہ تمہیں سیدھی راہ نہ بتائیں گے یہ توخود راہ گم کردہ ہیں اگران کی بات پر گئے تو یاتو تم کسی باطل کی تصدیق یا کسی صحیح بات کی تکزیب کردوگے۔اللہ کی قسم اگر

موسیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی تمہارے درمیان زندہ ہوتے تو ان کیلئے بھی میری اتباع کے سوا کوئی اور راستہ اختیار کرنا جائز نہ ہوتا.

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں کو اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے احکام و مسائل دریافت کرنے سے منع فرمایا ہے. کیونکہ اگر مسلمانوں نے ان کے احکام و قوانین کو اختیار کیا تو مسلمان اللہ کے دین اور شریعت کو چھوڑ بیٹھیں گے اور اللہ کی حاکمیت اور اطاعت کی بجائے غیر اللہ کی حاکمیت اور ان کے احکام و قوانین کے اطاعت گزار بن کر گمراہی اور شرک میں گرفتار ہو جائیں گے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کی اطاعت تو درکنار مسلمانوں کے حکام بھی اگر اللہ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین کے خلاف اطاعت کا حکم دیں تو ان کی اطاعت سے منع کیا ہے. عقیدہ توحید حاکمیت اس چیز کا مطالبہ کرتا ہے کہ اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کے حکموں کی کی جائے اور اطاعت واتباع کے لائق صرف اسے ٹھرایا جائے اور کوئی بھی اطاعت جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف ہو اس کی اطاعت کرنا اللہ کی حاکمیت واطاعت میں شرک ہے. اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس اطاعت سے منع فرما دیا. اس سلسلے میں کثیر احادیث مزکورہ ہیں.

اللہ کے حکم کے منافی کسی کی اطاعت جائز نہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں. (ابن حبان: ٤٥٦٨)

نیز ارشاد فرمایا:

معصیت میں کوئی اطاعت نہیں ہے اطاعت توصرف معروف میں ہے.(صحیح بخاری:۷۲۵۷'مسلم: ۱۸٤۰)

نیزارشادفرمایا:

کوئی اطاعت اس شخص کیلئے نہیں ہے جواللہ کانافرمان ہو.(طبرانی)

نیزارشادفرمایا:

تمہارے حکمرانوں میں سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کاحکم دے اس کی بات ہر گزنہ مانو.(السلسلۃ الصحیحۃ)

نیزارشادفرمایا:

ہر مسلمان کافرض ہے کہ وہ امیر کی بات سنے اور مانے خواہ وہ اسے پسند کرتاہو یاناپسند جب تک اسے اللہ کی نافرمانی کاحکم نہ دیاجائے.اگراسے اللہ کی نافرمانی کاحکم دیاجائے تواس کیلئے امیر کی بات سنااور ماناجائز نہیں.(صحیح بخاری:٧١٤٤'صحیح مسلم:۱۸۳۹)

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتاہے کہ اسلام عقیدہ توحید حاکمیت پر کس قدر زور دیتاہے اوراس کامقصد یہ ہے کہ انسان صرف اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مانیں اوراس کی اطاعت کریں اور غیر اللہ کی حاکمیت اور اطاعت سے بچ جائیں.کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مقابل انسانوں کے وضع کردہ احکام وقوانین کی مستقل اطاعت اختیار کرلینااللہ تعالیٰ کی توحید حاکمیت کے منافی ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پشین گوئی

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میرے بعد تمہارے معاملات کے ذمہ دار ایسے لوگ ہوں گے جو سنت کو مٹائیں گے اور بدعت پر عمل کریں گے اور نماز دیر سے پڑھائیں گے. عبداللہ بن مسعود نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر میں ان کا زمانہ پالوں تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. اے ام عبد کے بیٹے تو مجھ سے پوچھ رہا ہے کہ تو کیا کرے. اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوتی. (مسند احمد)

حضرت ابی بردۃ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا کہ میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے جن کی اگر تم اطاعت کروگے تو وہ تمہیں کافر بنادیں گے اور اگر ان کی بات نہ مانوگے تو تمہیں قتل کردیں گے. کفر کے امام اور گمراہوں کے سردار ہوں گے. (طبرانی)

سیدنا معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سنو اسلام کی چکی گھوم رہی ہے تو جس طرف قرآن کا رخ ہو تم بھی ادھر گھوم جاؤ. سنو قرآن اور اقتدار عنقریب الگ الگ ہوجائیں گے. خبردار تم قرآن کو نہ چھوڑنا. آئندہ ایسے حکمران ہوں گے. جو تمہارے بارے میں فیصلے کریں گے اگر تم ان کی اطاعت کروگے تو وہ تمہیں گمراہ کردیں گے اور اگر تم ان کی نافرمانی کروگے تو وہ تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے. سیدنا معاذ بن جبل نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تب ہم کیا کریں. فرمایا وہی کرو جو عیسیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حواریوں نے کیا. وہ لوگ آروں پر چیرے گئے' سولیوں پر لٹکائے گئے (مگر کفر کا دین اور قانون

اختیار نہ کیا)خدا کی نافرمانی سے بہتر ہے کہ آدمی خدا کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے جان دے دے.(طبرانی'مجمع الزوائد)

ان احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے بعد ایسے حکمران کی پشین گوئی فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور شریعت سے ہٹ جائیں گے اور مسلمانوں کو دین کے مخالف احکام و قوانین کی اطاعت کا حکم دیں گے اور وہ اپنی حاکمیت کو قائم کرنے کیلئے ہر قسم کا ظلم و ستم کریں گے'لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے احکام و قوانین کی اطاعت کرنااور ان کی پیروی کرنا کفر ہے. کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخالف ہیں.اس لئے ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی حاکمیتاوراطاعت میں شرک ہے. چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی اطاعت سے منع فرمایا کہ ان کی اطاعت سے بہتر ہے کہ آدمی اپنے ایمان کو بچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کیلئے جان دے دے.

سب سے شدید فتنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کواپنے بعد آنے والے تمام فتنوں سے خبر دار کیاہے اور فرمایاہے کہ لوگوں پرآنے والاسب سے بڑااورشدید فتنہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے کفروشرک ہوگااور طاغوتی حکمران آئیں گے جواللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو غصب کریں گے اوراس کی حاکمیت کا حق غیر اللہ کو دے دیں گے.

نبی کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

انها ستكون الملوك ثم الجابرة ثمه الطواغيت. مصنف ابن ابي شيبه('كنزالعمال)

عنقریب بادشاہ آئیں گے پھر اس کے بعد جبار حاکم آئیں گے پھر طواغیت کی حکمرانی ہو گی.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ حدیث بعد میں آنے والے زمانے پر مکمل صادق آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر 'حضرت عمر 'حضرت عثمان اور حضرت علی کا دور دور خلافت پر مشتمل رہا. اس کے بعد بنوامیہ اور بنو عباس کا طویل دور بادشاہت شروع ہوا. پھر ظالم و جبار حکمرانوں کا بھی دور گزرا اور اس کے بعد طاغوتی حکمرانوں کا دور آیا. جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے کفر اختیار کیا اور اللہ کی شریعت کو معطل کر کے اپنے وضع کردہ دستور و آئین اور احکام و قوانین کو مسلمانوں پر مسلط کیا ہے. یہ دور آج کا طاغوتی دور جمہوریت ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں شرک کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق قانون سازی انسانوں اور اہل پارلیمان کو دے دیا ہے. اس طرح یہ دور دور طواغیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی بجائے غیر اللہ کی حاکمیت قائم ہے.

اسلام کا پہلا کڑا

حضرت ابن عباس سے مروی ہے. رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ

اسلام کے کڑے ایک ایک کر کے ٹوٹتے جائیں گے جب ایک کڑا ٹوٹ جائے گا تو لوگ اس سے متصل کڑے سے چمٹ جائیں گے اور جو پہلا کڑا ٹوٹے گا وہ تحکیم (حاکمیت) کا ہو گا اور آخری کڑا نماز کا ہو گا. (مسند احمد: ۲۵۱-۵)

اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ فرمان بالکل صادق ہے اور ان لوگوں کے باطل دعوے کا رد کرتا ہے. جو مسلم خطوں میں قائم جمہوری حکومتوں کے عملاً اللہ کی حاکمیت سے کفر و انحراف

اور شریعت کے احکام و قوانین سے رو گردانی کے باوجود ان کے زبانی دعوے اور ان کے وضع کردہ آئین ودستور کے دعوے کی بنیاد پر انھیں اللہ کی حاکمیت کا متبع نظام مانتے ہیں.

باب: پنجم

توحید حاکمیت اور صحابہ کرام

صحابہ کرام جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تربیت پائی دین اسلام اور توحید کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے. تمام صحابہ کرام دین اسلام کے اس بنیادی عقیدہ توحید پر مکمل فہم اور عبور رکھتے تھے. جہاں صحابہ کرام نے اللہؐ تعالیٰ کے احکام و قوانین اوراس کی شریعت کی اطاعت اور حاکمیت کو عملاًاپنے نفوس پر قائم کیااور دین کے حکم و قانون کی مکمل اطاعت واتباع کی وہیں صحابہ کرام نے اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین اوراس کی حاکمیت کے زمین پر قیام کیلئے بے حد کوششیں اور محنتیں کیں. بلکہ اس مقصد کیلئے انہوں نے اپنی جانیں قربان کردیں تاکہ انسانوں کو غیر اللہ کی حاکمیت اور اطاعت سے نکال سکیں وہ دین اسلام کے فہم اور مقصد کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ یہ غیر اللہ کی حاکمیت کا خاتمہ چاہتاہے. وہ جانتے تھے کہ توحید الوہیت وعبادت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کیا جائے اوراس کے تمام احکام و قوانین کواپنے نظام زندگی میں لاگو کیا جائے.اسی دعوت توحید کو قائم کرنے کیلئے وہ ساری زندگی زمین کے مشرق و مغرب میں مصروف جہاد رہے.

حضرت ربعی بن عامر کا ببانگ دہل اعلان

اس توحید کا اعلان حضرت ربعی بن عامر نے رستم کے دربار میں ان الفاظ سے کیا:

جب اس نے پوچھا کہ تم یہاں کیا لینے آئے ہو توانہوں نے جواب دیا کہ ہم اس لئے آئے ہیں تاکہ بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال سکیں اور تاکہ زمین پر مخلوق کی بجائے خالق کی اطاعت ہو.

حضرت عمر کا فیصلہ

صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی اطاعت کو ہی ایمان واسلام جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین کی اطاعت سے عملی انکار کو نقض ایمان تصور کرتے تھے. ان کے دل اللہ تعالیٰ کے دین اس کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین کی محبت سے سرشار تھے. یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر نے اس منافق کی گردن تن سے جدا کردی. جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم اور فیصلے کو ماننے سے تامل کیا.

کتب احادیث میں یہ واقعہ مزکورہ ہے. جس کی تفصیل درج ذیل ہے.

مدینے میں ایک یہودی اور ایک مسلمان (منافق) کا کسی معاملے میں نزاع ہو گیا. یہودی کو معلوم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم حق فیصلہ کریں گے اور رعایت سے کام نہیں لیں گے اس لئے اس نے منافق سے کہا کہ چلو محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فیصلہ کروالیں. منافق نے کہا. ہم یہودیوں کے عالم اور سردار کعب بن اشرف کے پاس چلیں. آخر دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے. نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بیان سن کر یہودی کو سچا قرار دیا. منافق نے باہر آکر کہا. اچھا اب عمر کے پاس چلیں. یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے مدینہ میں فیصلے کرتے تھے. منافق نے غالباً یہ خیال کیا کہ حضرت عمر حمیت مذہبی کے باعث یہودی کے مقابلہ میں اس کی رعایت کریں گے. چنانچہ وہ دونوں حضرت عمر کے پاس آئے. یہودی نے سارا ماجرا سنایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس سے آئے ہیں اور انہوں نے مجھے سچا قرار دیا ہے. حضرت عمر یہ سن کر گھر کے اندر تشریف لے گئے اور تلوار لا کر منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ پسند نہ کرے اس کے بارے میں میرا فیصلہ یہی ہے.

تصدیق وحی

منافق کے ورثا حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت عمر پر قتل کا دعویٰ کر دیا اور قسمیں کھانے لگے کہ حضرت عمر کے پاس تو اس لئے گئے تھے کہ شاید باہم صلح کرادیں. رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں یقین نہیں کر سکتا کہ عمر کسی مسلمان کو ناحق قتل کر دے. اس پر یہ آیات نازل ہوئیں.

واذاقیل لھم تعالواالیٰ ماانزل اللّٰہ والی الرسول رایت المنافقین یصدون عنك صدودا. فکیف اذااصابتھم مصیبۃ بماقدمت ایدیھم ثم جآءوك یحلفون. باللّٰہ ان اردناالااحساناوتوفیقا. (النسآء: ٦١)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا اور آؤ رسول کی طرف تو آپ منافقوں کو دیکھتے ہیں وہ آپ کی طرف آنے سے کتراتے ہیں پھر ان کا کیا حال ہوتا ہے جب ان کے ہاتھوں کی لائی ہوئی مصیبت ان پر آپڑتی ہے تو پھر وہ قسمیں کھاتے ہوئے آپ ؐ کے پاس آکر کہتے ہیں اللہ کی قسم 'ہم نے تو بھلائی اور صلح صفائی کا ارادہ کیا تھا.

حضرت جبرائیل صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بتایا کہ عمر نے حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے. چنانچہ اس روز سے آنحضرت نے حضرت عمر کو فاروق کا لقب عطا فرمایا. (فتح الباری 'تفسیر قرطبیؒ 'تفسیر ابن کثیر)

توحید حاکمیت کے سچے شیدائی

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا کیا تصور پایا جاتا تھا. صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین کو نہ ماننے والوں کو اسلام سے خارج اور مرتد تصور کرتے تھے اسی وجہ سے جب منکرین زکوۃ نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکر نے ان سے قتال کا حکم دیا. اور حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ جو اونٹ کی رسی کی زکوۃ بھی نہیں دے گا میں اس سے قتال کروں گا. صحابہ کرام کے مانعین زکوۃ سے قتال کی وجہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کی شریعت کے ایک حکم سے انکار تھا.

حضرت ابو بکر صدیق کا مانعین زکوۃ کے متعلق یہ فیصلہ ان لوگوں کیلئے قابل توجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے تمام احکام و قوانین اور شریعت کو اپنے نظام و معاشرے پر نافذ کرنے سے انکاری ہیں. صحابہ کرام نے اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین اور اس کی شریعت و حاکمیت کے قیام کی سچی تڑپ پائی جاتی تھی اور وہ اللہ کی حاکمیت اور اس کے احکام و قوانین کو نہ ماننے والوں کو کافر گردانتے تھے.

حضرت ابو بکر صدیق کا عزم

سیدنا ابو بکر صدیق ایک خطبہ میں فرماتے ہیں کہ

جو لوگ مسلمان ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیئے ہوئے احکام و قوانین اور قانون اسلام کا انکار کرے تو میرا فرض ہے کہ میں ان کے خلاف جہاد کروں. اگر میرے مقابلہ پر تمام جن و انس اور شجر و حجر سب کو جمع کر لائیں اور میرا کوئی ساتھی نہ ہو تب بھی تنہا اپنی گردن سے اس جہاد کو انجام دوں گا. (معارف القرآن: ۳۔۱۷۶)

مرتد قبائل سے قتال کی وجہ

اس طرح حضرت ابو بکر صدیق اور صحابہ کرام کا مسیلمہ کزاب کا ساتھ دینے والے ان قبیلوں سے قتال جنہوں نے مسیلمہ کا ساتھ دیا حالانکہ وہ اس کی نبوت کو نہ مانتے تھے. اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے مسیلمہ کی اطاعت اور حاکمیت قبول کر لی تھی.

امام ابن جریر اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں:

کہ مسیلمہ کزاب کے بعض تابعدار اس کی تکذیب کا اقرار کرتے تھے 'مگر وہ اس کے گروہ میں شامل تھے. صحابہ کرام نے ان سب کو کافر قرار دیا.

امام ابن القیم فرماتے ہیں کہ

صحابہ کرام نے جب مسیلمہ کزاب اور ان کے متبعین کو مرتد قرار دیا تو وہ صرف تابعداری کی وجہ سے ہی تھا کہ انہوں نے مرتدوں کی تابعداری کی تھی اور اپنے قول و فعل سے ان کی مدد کی تھی یہ کہیں ثابت نہیں کہ صحابہ کرام نے ان کا عقیدہ معلوم کیا تھا. پہلے بتایا جاچکا ہے کہ مسیلمہ کزاب کے تابعداروں کی تعداد ایک لاکھ تھی. (منھاج السنہ :۷-۲۱۷)

حکام کی اطاعت

صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اطاعت کے بارے میں اسلام کے عقیدہ سے واقف تھے اور اسی کی پیروی کرتے تھے. اور انہوں نے اپنے قول و فعل سے مسلمانوں کو بھی اسی بات کی تعلیم دی کہ حاکمیت

اور اطاعت صرف اللہ تعالٰی کیلئے ہے اور اس کے علاوہ کسی کیلئے جائز نہیں کہ اللہ تعالٰی کے احکام کے مخالف اس کی حاکمیت اور اطاعت کی جائے.

حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے انتخاب کے فوراً بعد تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

اگر میں ٹھیک کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر برا رویہ اختیار کر لوں تو مجھے سیدھا کر دو. جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تم پر میری اطاعت فرض ہے. اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو میری کوئی اطاعت تم پر فرض نہیں.

حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ

جب تک اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں'تب تک میری اطاعت کرو'میں اتباع کرنے والا ہوں'کوئی نئی راہ دکھانے والا نہیں ہوں.

صحابہ کرام کے ان اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ جب امت کے یہ عظیم ترین اشخاص اس بات کا حکم دیں کہ اللہ تعالٰی کے حکم کے مخالف ان کی اطاعت نہ کی جائے تو یہ کس طرح جائز ہے کہ ان کے علاوہ مسلمانوں کے کسی دوسرے رہنما کی ہر بات کو لائق اطاعت ٹھرایا جائے یا حکمرانوں کے غیر شرعی نظام و قوانین کی اطاعت کی جائے تو جس نے اللہ تعالٰی کے احکام و قوانین کے مخالف اطاعت کی تو اس نے اللہ تعالٰی کی حاکمیت میں شرک کیا.

حضرت علی کا فہم

صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلقہ کے بارے میں مکمل فہم رکھتے تھے. حضرت علی کے زمانے میں جب خوارج نے حاکمیت کا نعرہ بلند کیااور یہ نظریہ اپنایا کہ تمام معاملات کا فیصلہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم اور قانون کے مطابق ہوناچاہیے.لیکن انہوں نے اس میں لوگوں کے فیصلے اورثالثی کو کفر گردانا. توحضرت علی نے خوارج کی یہ بات سن کر فرمایا:

کلمۃ حق ارید بھاالباطل.(صحیح مسلم:۱۵۷-۱۰۶۶)

کلمہ تو حق ہے مگر مقصوداس سے باطل ہے.

حضرت علی اور حضرت معاویہ کے لشکر کے درمیان فیصلے کیلیئے جب ثالثی کے طور پر حضرت عمروبن العاص اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو مقرر کیاگیاکہ وہ انصاف کے ساتھ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں. توخوارج نےاس کواللہ کی حاکمیت سے کفر گردانا. حالانکہ انہیں اللہ کی حاکمیت اور قرآن کے مطابق فیصلہ اورثالثی کرنے کیلیئے منتخب کیاگیاتھا.اس طرح کسی کوثالث مقرر کرنا کسی طرح بھی اللہ کی حاکمیت سے کفر کی ذیل میں نہیں آتابلکہ اللہ تعالیٰ نے اس ثالثی کو مشروع ٹھرایاہے.اللہ تعالیٰ نے قرآن میں میاں بیوی کے درمیان جھگڑے کے حل کیلیئے دونوں کے خاندان کی طرف سے ثالث مقرر کرنے کا حکم دیاہے.

وان خفتم شقاق بینھما فابعثوحکمامن اھلہ وحکمامن اھلھا.(النساء:۳۵)

اوراگر تمہیں دونوں میاں بیوی میں جھگڑے کاڈر ہوتوایک شخص مرد کے کنبے سے اورایک عورت کے کنبے سے منصف مقرر کرو.

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے کفر تو اس ثالثی کو کہا جائے گا جس میں فیصلہ کیلئے اللہ کے قرآن کی بجائے اس کے مخالف قوانین کے مطابق ثالثی کرنے یا کرانے کیلئے رجوع کیا جائے.

باب: ششم

اللہ کی حاکمیت اور اسلاف امت

علمائے اسلام کا شروع سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور شریعت کے قیام کیلئے جدوجہد میں قابل عزیمت کردار رہا ہے۔ انہوں نے ہر دور میں اللہ کی حاکمیت اور شریعت سے انحراف پر معاشرہ اور حکمرانوں کی اصلاح کی۔ حکمرانوں کی طرف سے اللہ کے احکام و قوانین میں پہلو تہی پر گرفت کی اور ان کے سامنے ہمیشہ اللہ کے دین و شریعت اور حق کی آواز بلند کی' اسلئے اہل حق علمائے اسلام کو ہمیشہ ظالم حکمرانوں کی طرف سے تعزیب و تشدد کا نشانہ بنایا جاتا رہا لیکن انہوں نے اس ظلم و سختی سے گھبرا کر کبھی دین کے احکام و قوانین کو بدلنے یا مصالحانہ رویہ اپنانے کی کوشش نہ کی بلکہ ہر دور میں اللہ کے دین اور اس کی حاکمیت و شریعت کی آواز کو بانگ دہل بلند کیا اور اپنی زندگیوں کو اللہ کے دین اور شریعت کی خدمت کیلئے وقف کر دیا۔

فتنہ تاتار

اسلامی تاریخ میں ایسا وقت بھی آیا جب ساتویں صدی ہجری میں تاتاریوں کا فتنہ اٹھا۔ تاتاری بظاہر اسلام قبول کر چکے تھے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور شریعت کے احکام و قوانین کو قائم کرنے سے انکاری تھے اور انہوں نے مسلمان خطوں میں اللہ کے قرآن کی بجائے اپنے بادشاہ کے وضع کردہ دستور "الیاسق" کو نافذ کیا۔ یہ دراصل ان قوانین کا مجموعہ تھا جنہیں چنگیز خاں نے ترتیب دیا تھا۔ اس طرح یہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے کفر اور غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی تھا۔ اس لئے مسلمان علماء اور قاضیوں نے "الیاسق" کے اصولوں کے تحت فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا اور تاتاریوں کے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور شریعت کو معطل

کرنے پر ان کے کفر وارتداد کے فتاویٰ جاری کئے. اور اس بنیاد پر علمائے دین اور امام ابن تیمیہ نے ان کے خلاف علم جہاد بلند کیا.

امام ابن تیمیہ کا فتویٰ

امام ابن تیمیہ سے جب سوال کیا گیا کہ جو تاتاری کلمہ شہادت کا اقرار کرتے ہیں. ان سے جنگ کرنی چاہیے یا نہیں اس کے جواب میں شیخ نے فرمایا:

ہر فرقہ جو اسلامی شریعت کے ظاہری احکام کا التزام نہیں کرتا چاہے وہ تاتاری ہوں یا کوئی اور ان سے قتال کرنا چاہیے جب تک کہ وہ احکام شریعت کے پابند نہ ہو جائیں اگرچہ وہ کلمہ شہادت کا اقرار کرنے والے ہوں اور شریعت کے کچھ احکام کی پابندی بھی کرتے ہوں جیسا کہ ابو بکر صدیق اور دیگر صحابہ کرام نے مانعین زکوۃ کے ساتھ کیا تھا صحابہ کرام کے بعد آنے والے فقہاء بھی اس بات پر متفق ہیں. (الصارم المسلول)

امام ابن کثیر کا فتویٰ:

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ

اللہ کا حکم جو ہر طرح کی چیز پر مشتمل ہوتا ہے اور ہر طرح کی برائی سے منع کرتا ہے جو اس سے اعراض کر کے اس کے علاوہ دیگر آراء یا خواہشات واصطلاحات کی جانب متوجہ ہو جائے جنہیں انسانوں نے اللہ کی طرف سے کسی سند کے بغیر بنایا ہو جیسا کہ اہل جاہلیت کیا کرتے تھے. جن گمراہیوں اور جہالتوں کو وہ خود اپنی آراء اور خواہشات کے مطابق بناتے 'انہی کے مطابق فیصلے کرتے یا جس طرح تاتاریوں نے ملکی

سیاست میں وہ احکامات اختیار کئے. جو ان کے بادشاہ چنگیز خان نے بنائے تھے جن میں ان کیلئے یاسق نامی دستور بنایا تھا. جو کہ کتابی صورت میں ایسے احکام وقوانین کا مجموعہ تھا جو اس نے مختلف ادیان یہودیت 'عیسائیت اور اسلام وغیرہ سے اخز کئے تھے اور اس کے اکثر قوانین محض اس کی اپنائی رائے اور خواہش کے مطابق تھے اور وہ اس کی نسل میں ایک ایسی شریعت (قانون) کی حیثیت اختیار کر گئی جسے انہوں نے اللہ تعالٰی کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت سے بھی بڑھادیا تو جو کوئی بھی اس طرح کچھ کرے وہ کافر ہے اس سے اس وقت تک لڑنا فرض ہے جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف پلٹ نہ آئے. (تفسیر ابن کثیر)

نیز امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ

جو بھی وہ پائیدار قانون چھوڑ دے جو محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین پر نازل کیا گیا اور اس کے سوا دیگر منسوخ قوانین سے فیصلے چاہے اس نے کفر کیا. جو یاسق کا فیصلہ چاہے اور اسے اللہ کے قانون پر ترجیح دے اس کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے. اور جو بھی ایسا کرے اس نے تمام مسلمانوں کے نزدیک کفر کیا. (البدایہ والنہایہ)

شیخ حامد کی نظر میں قوانین فرنگ

شیخ حامد الفقی ابن کثیر کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

جو شخص قتل 'زناکاری یا چوری کے مقدمات میں فرنگیوں کے قوانین کے ذریعے فیصلہ کرتا ہے اور ان قوانین کو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر مقدم کرتا ہے وہ بھی تاتاریوں جیسا ہے بلکہ ان سے بھی بدتر ہے ایسا شخص اگر اس طریقہ پر ڈٹا رہے اور اللہ تعالٰی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے

کاراستہ اختیار نہ کرے تو وہ بلاشک وشبہ کافر اور مرتد ہیں. اسے نہ تو مسلمانوں کا کوئی نام فائدہ دے سکتا ہے اور نہ ہی ظاہری اعمال مثلاً نماز' روزہ' حج اور زکوۃ وغیرہ کا اسے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے. (فتح المجید: ۳۹۶)

امام محمد بن عبدالوہاب کا ایک حوالہ

امام محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ

بنوعبید القداح جو عباسیوں کے دور حکومت میں مصر اور مغرب پر قابض ہو گئے تھے وہ سب کے سب کلمہ توحید "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادت دیتے تھے. اسلام کے دعوایدار تھے. نماز جمعہ اور باجماعت نمازیں پڑھتے تھے لیکن جب انہوں نے بعض امور میں شریعت کی مخالفت کی جو زیر بحث مسئلہ کی بانسبت بہت ہی کم اہمیت رکھتے ہیں. بایں ہمہ علماء نے ان کے کفر اور ان سے جنگ کرنے پر اتفاق کیا اور ان کے شہروں کو دار لحرب قرار دیا. چنانچہ مسلمانوں نے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ تمام شہر آزاد کرا لئے جو ان کے زیر تصرف تھے. (کشف الشبھات)

نیز امام محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ

کفر اور گمراہی کی فہرست میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کہتے ہیں کہ موجودہ دور میں چوری اور زناکاری کرنے کی قرآنی سزائیں دینا مناسب نہیں کیوں کہ یہ دور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دور جیسا نہیں ایسا کہنے والا سمجھتا ہے کہ موجودہ دور کے قوانین رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکامات سے بہتر ہیں لھٰذا اس دور میں غیر اللہ کے قوانین نافذ کرنے چاہییں. نواقض الاسلام

شریعت سے پہلو تہی امام ابن تیمیہ کی نظر میں

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ

دنیا کی ہر قوم کے نزدیک ان کے اندر ہونے والے فیصلوں کی بنیاد عدل پر ہوتی ہے. ایسے لوگوں کے ہاں عدل ان کے آباؤاجداد کے نظریات کا نام ہوتا ہے. بلکہ اکثر لوگ اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اپنے قبائلی رسم ورواج کے مطابق فیصلے کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کئے ہوتے. پھر یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن وسنت کی بجائے انہی کے ساتھ فیصلہ کرنا زیادہ مناسب ہے. یہ بات کفر ہے. ان لوگوں کو جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے خلاف فیصلہ کرنا درست نہیں تو وہ پھر اس کا التزام نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے خلاف فیصلہ کرنے کو حلال کرلیں یہ لوگ کافر ہیں. ورنہ پھر وہ جاھل گمراہ اور حقیقت سے ناواقف ہیں. (فتاویٰ ابن تیمیہ)

نیز امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ

اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ نبی ؐ کی رحلت کے بعد کسی اور کو حلال وحرام قرار دینے کا حق ہے جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی میں نہیں تھا یا کسی حد کو لازم قرار دے. جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھی یا ایسا شرعی قانون بناتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی میں نہیں تھا تو وہ شخص کافر ومشرک ہے اس کی جان ومال کا حکم مرتد کا ہے. (مجموع الفتاویٰ)

علامہ احمد شاکر کے بقول واضح ترین کفر

علامہ احمد شاکر فرماتے ہیں کہ

میں کہتا ہوں کہ اس دوٹوک حکم اور بیان کے ہوتے ہوئے مسلمان اس بات کی جرأت کیسے کرتے ہیں کہ وہ شریعت اسلامیہ کو چھوڑ کر یورپ کی لادین اوراوثان پرست شریعتوں سے لئے ہوئے قانون اپنے ممالک میں اپنائیں ایسی شریعت کہ جس میں خواہشات اور غلط آراء کو داخل کر دیا گیا ہے جیسے ان کے دل میں آئے اس میں تغیر و تبدیلی کرتے رہتے ہیں. اس کے بنانے والوں کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ ان کی شریعت 'شریعت اسلامیہ کی موافقت کرتی ہے یا مخالفت. ان وضعی قوانین کا معاملہ تو بالکل اظہر من الشمس ہے کہ یہ قوانین کفر بواح ہیں. یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ وہ ڈھکی چھپی ہو اور نہ ہی اس میں کوئی توجیہ پیش کی جاسکتی ہے.... پس اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرنے والے کسی بھی شخص کیلئے خواہ وہ کوئی بھی ہو ان قوانین پر عمل کرنے ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے یا انہیں ماننے کا کوئی جواز نہیں. ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اس فتنے سے بچنے کی فکر کریں. اور ہر شخص خود ہی اپنا محاسبہ کرے. بالخصوص علمائے حق کی یہ ذمہ داری ہے کہ آج وہ ہر خوف وخطرات سے بے پرواہ ہو کر حق بات اعلانیہ کہہ ڈالیں اور کسی تاخیر و تقصیر کے بغیر اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچائیں. (عمدة التفسیر)

صریح اور بواح کفر

حضرت عبادہ بن صامت بیان کرتے ہیں کہ

ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تنگی اور آسانی پسند اور ناپسند پر اطاعت کی بیعت کی اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم اقتدار کو حکمرانوں سے نہیں چھینیں گے سوائے اس صورت کے کہ تم ان میں کفر بواح دیکھو جس کی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل ہو. (صحیح بخاری و مسلم)

ابن بطال کا بیان

ابن بطال فرماتے ہیں کہ

فقہاء نے ایسے حکمرانوں کی اطاعت پر اجماع کیا ہے جس کی برائیاں اچھائیوں سے زیادہ ہوں. اس کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پر بھی اجماع ہے. اس کی اطاعت اس کے خلاف بغاوت سے اس لئے بہتر ہے کہ بغاوت میں لوگوں کا خون بہے گا. اس کی دلیل یہ مزکورہ حدیث اور اس جیسی دیگر روایات ہیں البتہ وہ حکمران اس سے مستثنٰی ہیں جو ایسے کفریہ کام کریں جن کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو یعنی صریح کفر کریں تو ان کی اطاعت جائز نہیں' بلکہ طاقت و قدرت ہو تو اس کے خلاف جہاد کرنا چاہیے. (فتح الباری)

قاضی عیاض کا فرمان

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ

اگر حاکم پر کفر و بدعت اور تحریف طاری ہو تو وہ حکم و اطاعت سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کی اطاعت ساقط ہو جاتی ہے اور مسلمانوں پر اس کے خلاف کھڑے ہونا اور اسے مسترد کرنا فرض ہو جاتا ہے اور اگر ایسا کرنا کسی گروہ کے بس میں ہو تو ان پر اس کافر کو ہٹا دینا فرض ہو جاتا ہے. (شرح مسلم للنووی)

امام ابن تیمیہ کا فرمان

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ

مسلمانوں کے علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ جب کوئی گروہ اسلام کے ظاہری اور متواتر چلے آنے والی ذمہ داریوں اور واجبات کی ادائیگی سے دست کش ہو جائے ان سے قتال کرنا واجب ہو جاتا ہے. مجموع الفتاویٰ

امام ابن حجر کا فتویٰ

امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسے حکمران جن سے کفریہ افعال کا ظہور ہو ہر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے کہ اس بارے میں اپنی ذمہ داری نبھانے کیلیئے اٹھ کھڑا ہو. جس میں طاقت و قوت ہو گی اسے ثواب ملے گا جو طاقت کے باوجود سستی کرے گا اسے گناہ ملے گا اور جس کی طاقت نہ ہو اسے چاہیے کہ ایسے ملک سے ہجرت کر جائے اس پر اجماع ہے. (فتح الباری)

امام شوکانی کا فیصلہ

امام شوکانی فرماتے ہیں کہ

ان لوگوں کے بارے میں جو اپنے فیصلے طاغوتی حکام کے پاس لے جاتے ہیں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ لوگ اللہ اور اس کی شریعت کے منکر ہیں وہ شریعت جس کی اتباع کا حکم اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبانی دیا ہے بلکہ یہ لوگ آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک تمام آسمانی شریعتوں کے منکر ہیں 'ان کے خلاف جہاد لازم ہو گیا ہے جب تک یہ اسلام کے احکام کو قبول نہ کریں اور ان پر یقین نہ

کرلیں اوراپنے باہمی معاملات کے تصفیے شریعت مطہرہ کے مطابق نہ کریں اوران تمام شیطانی طاغوتی امور کو چھوڑنہ دے جن میں یہ ملوث ہیں.(الدواءالعاجل)

شیخ عبدالرحمن سعدی کافرمان

شیخ عبدالرحمن سعدی فرماتے ہیں کہ

ہر شخص پرواجب ہے کہ وہ غیر اللہ کو فیصلہ کرنے والانہ بنائے اور جو بھی اختلافی معاملہ ہوا سے اللہ اوراس کے رسول کی طرف لوٹائے.اس طرح بندے کادین مکمل طورپراللہ کیلئے ہوگا.اور توحید خالص لوجہ اللہ ہوجاتی ہے اور جو بھی شخص اللہ اوررسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے علاوہ کسی اور طرف فیصلہ لے جاتاہے اورطاغوت کوحکم فیصلہ کرنے والابناتاہے اگرچہ وہ ایمان کادعویٰ کرے مگریہ دعویٰ جھوٹاہوگا.اس لئے کہ ایمان تب ہی مکمل اور صحیح کہلاتاہے جب دین کے اصول وفروع میں اللہ اوررسول کو فیصلہ کرنے والا تسلیم کیاجائے.جواللہ اوررسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے پاس فیصلہ لے جاتاہے تووہ اسے رب بناتاہے اورطاغوت کے پاس فیصلہ لے جاتاہے.(القول السدید علی کتاب التوحید)

امام محمد بن عبدالوہاب کافرمان

امام محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ

پس جواللہ تعالیٰ اوررسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مخالفت اس طرح کرتاہے کہ وہ کتاب وسنت کے علاوہ کسی اور جگہ سے فیصلہ کراتاہے یااپنی خواہشات کی تکمیل میں مگن ہے توگویااس نے اسلام اورایمان کی

رسی کو گردن سے اتار پھینکا. اس کے بعد خواہ وہ کتنا ہی ایمان کا دعویٰ کرے اس کا دعوی بے کار ہے. کیونکہ اللہ تعالٰی نے ایسے لوگوں کو جھوٹا قرار دیا ہے. حقیقت یہ ہے کہ طاغوت کا انکار کرنا توحید کا سب سے بڑا رکن ہے. جب تک کسی شخص میں یہ رکن نہ ہو گا وہ موحد نہیں کہلا سکتا. (ھدایۃ المستفید)

باب: ہفتم

توحید حاکمیت اور اطاعت رسول

توحید حاکمیت کے مطابق صرف اللہ تعالیٰ حاکم و قانون ساز ہے'جس طرح قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے'اسی طرح مطلق اطاعت کا حق بھی صرف اسی کا ہے۔وہی حاکم اعلیٰ اور مطاع اعلیٰ ہے۔توحید الوہیت کا بنیادی تقاضہ یہ ہے کہ مجرد و مستقل اور لازم و جامد اطاعت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو دیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والھکم الہ واحد فلہ اسلمو۔(الحج:٣٤)

اور تمہارا الٰہ ایک ہی الہ ہے پس تم صرف اس کی اطاعت کرو۔

نیز ارشاد فرمایا:

قل انما یوحی الی انما الھکم الہ واحد فھل انتم مسلمون۔(الانبیاء:١٠٨)

کہہ دیجئے کہ میری طرف تو یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ بلاشبہ تمہارا الٰہ ایک ہی الہ ہے پس کیا تم اطاعت گزار ہو گے۔

مجرد اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے 'اس طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کو بھی فرض قرار دیا ہے 'اور ان کو اللہ تعالیٰ نے معصوم عن الخطاء ٹھرایا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت فرض کی گئی ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کسی کی بھی غیر مشروط اطاعت جائز نہیں 'مطاع ٹھرانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے نبی کو مطاع ٹھرایا ہے اگر کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کسی اور کو مستقل مطاع ٹھراتا ہے تو اسے ثابت کرنا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے معصوم عن الخطاء اور مطاع ہونے پر کوئی سند نازل کی ہے 'ایسا شخص انبیاء ورسل کے علاوہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے فرض قرار دیا ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ. (النساء: ٦٤)

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے.

مولانا تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

اس بات سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا کہ دین کی اصل دعوت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے 'یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت بھی اس لئے واجب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے احکام الٰہی کی ترجمانی فرمائی ہے. کونسی چیز حلال ہے؟ کونسی چیز حرام ہے؟ کیا جائز ہے؟ ان تمام معاملات میں خالصتاً اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی بجائے کسی اور کی اطاعت کا قائل ہو 'اور اس کو مستقل بالذات مطاع

سمجھتا ہو وہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہے لہذا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ قرآن وسنت کے احکام کی اطاعت کرے. (تقلید کی شرعی حیثیت: ۷)

چونکہ مطلق اطاعت کا حق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے علاوہ کسی اور شخص کی معین مجرد و مستقل اور لازم وجامد اطاعت قرار دینا اللہ تعالیٰ کی الوہیت وحاکمیت اور اطاعت میں شرک ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللّٰہ. (التوبہ: ۳۱)

انہوں نے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا.

قرآن مجید کی اس آیت کے نزول پر حضرت عدی بن حاتم نے جو عیسائی سے مسلمان ہوئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ اس آیت میں ہمارے متعلق علماء ورھبان کو رب بنانے کا ذکر کیا گیا ہے حالانکہ ہم نے انہیں کبھی رب قرار نہیں دیا. نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا. کیا تم ان کے حلال وحرام کرنے میں اطاعت کرتے تھے انھوں نے کہا جی ہاں. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہی تو ان کی عبادت کرنا ہے.

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

جو شخص بھی رسول کے سوا کسی اور کی اطاعت کو اس کے ہر حکم اور نہی میں واجب قرار دے اگرچہ اس کا حکم یا نہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے خلاف ہو تو اس نے اسے شریک بنالیا اس نے وہی کام کیا جو نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ کیا تھا. (مجموع الفتاویٰ:10-267)

لیکن آج کے زمانے میں کچھ لوگوں نے ائمہ دین کی محبت اور اطاعت میں غلو سے کام لیا ہے. ان کا نظریہ یہ ہے کہ ہر خاص وعام مسلمان کیلیئے کسی خاص معین امام کی مجرد و مستقل اور لازم وجامد اطاعت و تقلید ضروری ہے.

یہ نظریہ اصول دین اور سلف صالحین کے عقیدے کے واضح طور پر مخالف ہے. ان تمام ائمہ دین پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے انہوں نے اپنی لازم و جامد اطاعت کا حکم نہیں دیا بلکہ قرآن و حدیث کی اتباع کا حکم دیا اور کہا کہ اگر ہمارا کوئی حکم اور فتویٰ قرآن و حدیث کے مخالف ہو تو اس کی اطاعت نہ کرنا.

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

اہلسنت کے ہاں ماسوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوئی شخص معصوم نہیں ہے. چنانچہ ان کے ہاں ائمہ معصوم نہیں ہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سوا ہر کسی کی بات لی بھی جاسکتی ہے اور رد بھی کی جاسکتی ہے. وہ اماموں کی بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کے تابع رکھتے ہیں نہ کہ اس پر مقدم سمجھتے ہیں. اہل حق اور اہلسنت کا پیشوا (امام) رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سوا کوئی شخص نہیں ہے. لہذا ایک اللہ کے رسول ہی ہیں کہ جو کچھ انہوں نے بتایا اس کی تصدیق اور جو حکم فرمایا ہے اس کی اطاعت و تعمیل فرض ہے. یہ مقام آپ کے علاوہ کسی امام کو حاصل نہیں ہے. (مجموع الفتاویٰ: ٣۔٦ ٤ ٣)

امام مالک فرماتے ہیں:

بیشک میں بشر ہوں غلطی بھی کر سکتا ہوں اور درست بات بھی کہہ سکتا ہوں لہذا تم میری آراء پر تحقیقی نظر ڈال لیا کرو' جو بات بھی کتاب وسنت کے موافق ہو اسے لے لو اور جو کتاب وسنت کے مخالف ہو اسے چھوڑ دو. (القول المفید للشوکانی:۲۳۵)

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

جو شخص میری دلیل سے واقف نہیں اس کیلئے لائق نہیں کہ میرے کلام کے مطابق فتویٰ دے. جب میرا قول قرآن کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو. لوگوں نے پوچھا جب آپ کا قول حدیث کے خلاف ہو؟ فرمایا اس وقت بھی چھوڑ دو. پھر پوچھا گیا جب صحابہ کے خلاف ہو تو کہا تب بھی چھوڑ دو' جب دیکھو کہ ہمارے اقوال قرآن و حدیث کے خلاف ہیں تو قرآن و حدیث پر عمل کرو اور ہمارے اقوال کو دیوار پر دے مارو' صحیح حدیث ہی میرا مزہب ہے. (میزان للشعرانی' عقد الجید:۵۳)

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

جب صحیح حدیث ملے اور وہ حدیث ہمارے مزہب کے خلاف ہو پھر حدیث پر ہی عمل کیا جائے گا اور امام ابو حنیفہ کا وہی مذہب ہو گا... کیونکہ امام صاحب کا فرمان ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مزہب ہے. (شرح عقود رسم المفتی لابن عابدین:۱۹)

صحابہ کرام نے بھی اسی بات کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مطابق چلیں تو ہماری اطاعت کرو اگر ہم ان کے حکم سے رو گردانی کریں تو ہماری اطاعت نہ کرنا.

حضرت ابو بکر صدیق فرماتے ہیں:

جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تم پر میری اطاعت فرض ہے اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو میری کوئی اطاعت تم پر فرض نہیں.

عبداللہ بن عباس سے کسی شخص نے مسئلہ پوچھا آپ نے حدیث رسول کی روشنی میں اس کا جواب دیا تو اس شخص نے کہا کہ ابو بکر اور عمر تو یوں کہتے ہیں. یہ سن کر عبداللہ بن عباس نے فرمایا. کچھ بعید نہیں کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یوں فرمایا اور تم کہتے ہو کہ فلاں اور فلاں نے یوں کہا. (مسند احمد: ۷-۳۳۳-۱)

یہ عقیدہ واضح ترین ہے کہ اولوالامر حکام اور علمائے دین جن کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے:

واطیعواللّٰہ واطیعوالرسول واولی الامر منکم. (النساء: ۵۹)

تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں.

اللہ تعالیٰ نے ان امراء کی اطاعت اللہ ورسول کی اطاعت سے مشروط کی ہے. ان کی اطاعت غیر مشروط ومستقل اور لازم وجامد نہیں ٹھہرایا بلکہ کئی قرآنی آیات اور احادیث میں حکم دیا ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مخالف حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کی جائے.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا.

تمہارے امراء میں سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دے اس کی بات ہر گز نہ مانو. (السلسلۃ الصحیحۃ)

چنانچہ اگر بعض امراءوحکام یاعلماءوفضلاء کی اطاعت کوہر حالت میں لازم ٹھرایاجائے تو یہ کسی بھی صورت جائز نہیں'لیکن آج کچھ لوگ ائمہ اربعہ کو مطاع ٹھراتے ہیں اوران کی جامد تقلید پر اجماع نقل کرتے ہیں جو کہ بالکل غلط ہے.

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

کتاب وسنت اور اجماع سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالٰی نے مخلوق پر اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کو فرض کیاہے. ان کے علاوہ امت پر بعینہ کسی اور کی اطاعت کرناواجب قرار نہیں دیا. رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کے ہر حکم کوماناجائے اور جس سے وہ منع کرے اس سے روکاجائے. یہاں تک کہ اس امت کے صدیق اور نبی کے بعد سب سے زیادہ افضل شخصیت (ابوبکر) کی بھی نہیں کی جائے گی'جو یہ کہتے تھے."میری اطاعت اس وقت تک کروجب تک میں اللہ کی اطاعت کرتاہوں اور اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں توتم پر میری کوئی اطاعت نہیں ہے. اس بات پر سب متفق ہیں کہ رسول اللہ کے علاوہ کوئی شخص ایسانہیں ہے جوکسی حکم دینے یاکسی کام سے روکنے میں غلطی کاارتکاب نہ کرے. اسی وجہ سے ایک سے زائد ائمہ نے یہ کہاہے کہ رسول اللہ کے علاوہ ہر کسی کی بات لی اور چھوڑی جاسکتی ہے. (مجموع الفتاویٰ: ۲۱۰-۲۰)

نیز امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

کسی ایک مسلمان پر علماء میں سے کسی ایک متعین عالم کی ہر بات میں تقلید واجب نہیں ہے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف کسی شخص متعین کے مزہب کاالتزام کسی ایک مسلمان پر واجب نہیں ہے کہ ہر چیز میں اس کی پیروی شروع کردے. (مجموع الفتاویٰ: ۲۰۹-۲۰)

نیز فرماتے ہیں:

'رہے بعض اماموں کے اقوال مثلاً فقہااربعہ وغیر ھم تو مسلمانوں کے اتفاق سے یہ نہ لازمی دلیل ہے اور نہ اجماع بلکہ ان(اماموں)سے اللہ راضی ہو یہ ثابت ہے کہ انہوں نے لوگوں کو اپنی تقلید سے منع فرمادیا تھا.(مجموع الفتاویٰ:۱۰-۲۰)

امام ابن حزم فرماتے ہیں:

اول سے آخر تک تمام صحابہ اور اول سے آخر تک تمام تابعین کا اجماع ثابت ہے کہ ان میں سے یا ان سے پہلے (نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ) کسی انسان کے تمام اقوال قبول کرنا منع اور ناجائز ہے. جو لوگ ابو حنیفہ 'مالک 'شافعی اور احمد میں سے کسی ایک کے اگر سارے اقوال لے لیتے ہیں. باوجود اس کے کہ وہ علم بھی رکھتے ہیں اور ان میں سے جس کو اختیار کرتے ہیں اس کے کسی قول کو ترک نہیں کرتے وہ جان لیں کہ وہ پوری امت کے اجماع کے خلاف ہیں. انہوں نے مومنین کا راستہ چھوڑ دیا ہے. ہم اس مقام سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں. دوسری بات یہ ہے کہ ان تمام فضیلت والے علماء نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے. پس جو شخص ان کی تقلید کرتا ہے وہ ان کا بھی مخالف ہے.(الرد علی من اخلد الی الارض للسیوطی:۱۳۱)

امام شافعی فرماتے ہیں:

اس چیز پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس شخص کے سامنے رسول کی سنت ظاہر ہو جائے تو اس کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ سنت رسول کو کسی شخص کے اقوال کے پیش نظر ترک کر دے.(صفۃ صلاۃ النبی للالبانی)

یہاں یہ یاد رہے کہ ہم علماء یاائم دین کی اس اطاعت و تقلید کو ناجائز نہیں ٹھرا رہے جو یہ یقین رکھتا ہے کہ ان مسائل میں ان کے دلائل قرآن وحدیث کے مطابق ہیں.

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

جمہور امت کا مذہب یھی ہے کہ فی الجملہ اجتہاد بھی جائزہےاور تقلید بھی. ایسا نہیں کہ ہر ایک پر اجتہاد واجب ہے اور تقلید حرام ہواور نہ ہی ہر ایک پر تقلید واجب ہے اور اجتہاد حرام ہے بلکہ جو اجتہاد پر قدرت رکھتا ہواس کیلئے اجتہاد جائزہے اور جو اجتہاد سے عاجز ہواس کیلئے تقلید کرنا جائزہے.(مجموع الفتاوی:۲۰-۱۴)

نیز فرماتے ہیں:

اگر مقلدین کو یقین ہو کہ وہ جس کی تقلید کر رہاہے وہ خود راہ راست پر ہے تو یہ تقلید درست ہے کہ تقلید مع الدلیل ہے. جیسے صحابہ کرام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تقلید کرنااور عام مومنین کااہل اجماع کی تقلید کرنا.(مجموع الفتاویٰ: ٤ ١ـ ٢ ٠)

البتہ اہلسنت کے مایہ ناز ائمہ کرام تقلید جامد سے کوسوں دور رہے. اور امام ابن تیمیہ اور دوسرے ائمہ کرام نے اسی کی طرف دعوت دی.

شافعی امام قاضی ابو بکر قفال فرماتے ہیں:

ہم شافعی کے مقلد نہیں بلکہ ہماری رائے شافعی کی رائے سے متفق ہو جاتی ہے اور یہی حال امام طحاوی(حنفی) کا ہے وہ بھی مقلد نہ تھے بلکہ ان کی رائے ابو حنیفہ کی رائے سے موافق ہو جاتی تھی۔(رسائل قاضی ابو بکر)

امام ابن القیم فرماتے ہیں:

امام ابن تیمیہ سب سے پہلے قرآن کریم کو دیکھتے پھر حدیث سے راہنمائی لیتے پھر ان کے بعد ائمہ کی باری آتی۔ اگرچہ کہ امام خود شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرح حنبلی تھے مگر وہ اقوال ائمہ میں صرف انہی کو ترجیح دیتے جو انھیں قرآن وحدیث سے قریب تر معلوم ہوتے تھے۔ ان کا کہنا تھا اگر کوئی مفتی اپنے مسلک کے امام کو قرآن وحدیث پر ترجیح دیتا ہے تو وہ دراصل اپنے ہی امام کی پیروی کرتا ہے۔ چونکہ ہر اک امام نے کہا تھا کہ جب کسی کو کوئی صحیح حدیث مل جائے وہ ہمارے فیصلے مسترد کر دے۔(اعلام الموقعین: ٤-٢٠٧)

امام ابن حزم فرماتے ہیں:

اور عامی وعالم اس میں برابر ہیں۔ ہر ایک اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق اجتہاد کرے گا۔(النبذة الاکافیة:١٧)

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

اور اگر کوئی شخص امام ابو حنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد رحمہم اللہ کا متبع ہو: اور بعض مسائل میں دیکھے کہ دوسرے کا مذہب زیادہ قوی ہے اور اس کی اتباع کرلے تو اس کا یہ کام بہتر ہو گا اور اس سے اس

کے دین یا عدالت میں بالاتفاق کوئی عیب نہیں لگے گا، بلکہ یہ شخص زیادہ حق پر اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زیادہ محبوب ہوگا اس شخص کی بنسبت جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی معین (امام) کے لئے تعصب رکھے۔

مثلا کوئی امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد یا امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا متعصب ہو اور یہ سمجھے کہ اس معین امام کا قول ہی درست ہے اور اسی کی اتباع کرنی چاہئے نہ کہ اس کے مخالف کسی دوسرے امام کی، "تو جو شخص بھی ایسا کرے وہ جاہل اور گمراہ ہے بلکہ بعض صورتوں میں وہ کافر ہو جاتا ہے" چنانچہ جب وہ یہ اعتقاد رکھے کہ لوگوں پر ان ائمہ (اربعہ) میں سے کسی ایک معین امام ہی کی اتباع کرنی ہے اور دوسرے کسی امام کی نہیں، تو ایسی صورت میں واجب ہوگا کہ اس شخص سے توبہ کرائی جائے، پھر اگر توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کردیا جائے گا. (مجموع الفتاوی: ۲۲_۲۴۹)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ آگے فرماتے ہیں:

زیادہ سے زیادہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ عام آدمی کے لئے جائز ہے یا مناسب ہے یا واجب ہے کہ بغیر زید، عمرو(حنفی' شافعی) کی تعین کے کسی بھی شخص کی تقلید (یعنی تقلید غیر شخصی) کرے، رہا کسی کا یہ کہنا کہ کہ عام آدمی پر واجب ہے کہ فلان یا فلاں ہی کی تقلید (یعنی تقلید شخصی' معین اور جامد) کرے تو یہ بات کوئی مسلمان نہیں کہہ سکتا۔(مجموع الفتاوی: ۲۲_۲۴۹)

امام ابن تیمیہ مزید فرماتے ہیں:

میں نے ساری زندگی آج تک اصول دین میں کبھی کسی کو مذہب حنبلی یا غیر حنبلی کی طرف دعوت نہیں دی' نہ ہی اسے درست ثابت کرنے کیلیئے زور لگایا ہے. اور نہ اپنی گفتگو میں اسے بیان کرتا ہوں. میں صرف وہ کچھ بیان کروں گا جس پر امت کے سلف اور ائمہ نے اتفاق کر رکھا ہے. (مجموع الفتاویٰ)

مگر افسوس ہے کہ آج خاص وعام توحید حاکمیت واطاعت سے لاعلمی کی وجہ سے کسی خاص امام کی معین اور جامد تقلید کا قائل ہیں. اور اس کے ساتھ سخت عصبیت اور غلو میں بہت ہی آگے نکل چکے ہیں.

امام کرخی بیان کرتے ہیں:

ہر وہ آیت جو ہمارے ائمہ کے قول کے خلاف ہو اس آیت کو منسوخ سمجھا جائے گا یا اسے مرجوع قرار دیں گے اور بہتر یہ ہے کہ اس آیت کی ایسی تاویل کی جائے کہ وہ ہمارے ائمہ کے قول کے مطابق ہو جائے. (اصول کرخی: ۱۲)

شیخ الہند محمود الحسن کہتے ہیں:

قول مجتہد بھی قول رسول اللہ ہی شمار ہوتا ہے. (تقاریر شیخ الہند: ٤ ٧ طبع ادارہ اشرفیہ)

نیز شیخ الہند محمود الحسن خیار مجلس (البیعان بالخیار مالم یتفرقا) کے مسئلے میں لکھتے ہیں:

حق اور انصاف یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی کو ترجیح حاصل ہے مگر ہم ابو حنیفہ کے مقلد ہیں ہم پر ان کی تقلید واجب ہے. (تقریر ترمزی: ۳۹)

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

اکثر مقلد عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث بھی کان میں پڑتی ہے تو ان کے قلب میں انشراح وانبساط نہیں رہتا بلکہ اول استنکار قلب پیدا ہوتا ہے' پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید کیوں نہ ہو' خواہ دوسری دلیل قوی اس کے معارض ہو بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلے میں بجز قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ خود دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگر نصرت مزہب کیلئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں' دل نہیں مانتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیح صریح پر عمل کریں.(تزکرۃ الرشید:۱۳۰)

علامہ محمد حیات سندھی لکھتے ہیں:

آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ احادیث کی کتابیں پڑھتے ہیں. ان کا مطالعہ کرتے ہیں. انہیں پڑھاتے بھی ہیں لیکن اس لئے نہیں کہ ان احادیث پر عمل کریں بلکہ اس لئے کہ ان کے امام کے دلائل معلوم ہو جائیں اور جو حدیث امام کے قول کے خلاف ہوں ان کی تاویل کریں اور تاویلیں بھی بڑی دور کی کرتے ہیں اور جب تاویل سے عاجز آ جائیں تو کہتے ہیں کہ ہمارا امام ہم سے زیادہ حدیث کو جانتا تھا.(تحفۃ النام: ٢٦)

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

جسے معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرامین کو سمجھنے میں غلطی کر رہا ہے وہ اس غلطی کے باوجود اس کی پیروی کرتا ہے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان سے روگردانی کرتا ہے اس کا بھی اس شرک میں حصہ ہے.(فتاویٰ ابن تیمیہ)

امام ابن القیم فرماتے ہیں:

اللہ کے دین پر راضی ہونے کا اور اسے پسند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ کوئی حکم کرے یا منع کرے تو ان سب کو تسلیم کرے اور دل میں اس حکم سے متعلق کوئی تنگی نہ رہے 'اسے مکمل طور پر اپنائے اگرچہ دلی خواہشات کے خلاف ہو یا اپنے شیخ اور گروہ کے خلاف ہو.(اعلام الموقعین)

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:

حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم دونوں اہلسنت والجماعت کے اکابر میں اور اس امت کے اولیاء میں تھے.(جمع الوسائل:۲۰۸-۱)

چونکہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور قرآن وحدیث کی اطاعت کو مستقل ٹھرانا دین اسلام اور اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت وحاکمیت اور اطاعت کا بنیادی مسئلہ ہے اس لئے اس واضح عقیدے کو چھوڑ کر مسلکی عصبیت کی پیروی کرنا جائز نہیں.

باب: ہشتم

توحید حاکمیت اور جمہوریت

جمہوریت "Democracy" یونانی زبان کالفظ ہے."Demo" کامطلب ہے'عوام' اور "Crate"کامطلب ہے'حکومت'یا'قانون'.جمہوریت کوعوامیت بھی کہتے ہیں اوراس سے مرادعوامی حاکمیت یاعوامی اقتداراعلیٰ ہے.جمہوری نظام اہل یونان کے مفکرین اور فلسفیوں کی پیداوا ہے اور یہ یونان اور برطانیہ کے عوامی طبقے اور سرمایہ دار و حکمران طبقے کی سیاسی اور معاشی مفادات کی کشمکش کے نتیجہ میں ظہور پزیر ہوا. جس میں عوام نے حکمران طبقہ کے برابر حقوق حاصل کئے اور عوام کو بھی حکومت اور قانون سازی میں حق دیا گیا.

جمہوریت کی تعریف

جمہوری نظام کی تعریف یوں ہے...

A system of government based on the principle of 19.P:Democrate.majority decision making

"ایک ایسا نظام حکومت جو اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ سازی کے اصولوں پر قائم ہو."

جمہوری ملک میں ہر شہری کواپنی آزادانہ رائے اور ووٹ کاحق حاصل ہوتاہے اوروہ اپنی مرضی کے نمائندے منتخب کرتاہے. جس کے نتیجہ میں پارلیمنٹ کاقیام عمل میں آتاہے جس کے اراکین عوامی رائے

سامنے رکھتے ہوئے اکثریت کی بنیاد پر قوانین سازی کرتے ہیں. اس طرح ملک کے قوانین عوامی خواہش کا مظہر ہوتے ہیں.

جمہوریت عصر حاضر کا عظیم ترین فتنہ

جمہوریت عصر حاضر کا فتنہ ہے. یہ مخلوق کی الوہیت وحاکمیت کی بنیاد رکھتی ہے اور فیصلہ قانون سازی اور تشریع کی خاصیت اللہ تعالیٰ کی بجائے مخلوق کے سپرد کرتی ہے اور مخلوق کی خواہش اور فیصلے کو اللہ کے حکم اور فیصلے پر فوقیت دیتی ہے.

جمہوریت کی بنیاد

اگر ہم جمہوریت کے ان نظریات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جمہوریت کے یہ نظریات مختلف طبقات کے درمیان صرف مفادات کے ٹکراؤ کا نتیجہ نہیں بلکہ ان کا ظہور اور بنیاد مغربی مفکرین اور فلسفیوں کے نظریات پر ہے.

جمہوریت کا نظریہ عوامی اقتدار یا عوامی آزادی دراصل نہایت قدیم موجودیت یا انسانیت پسندی کے نظریات کے بانی اہل فلسفہ سے ہے. جس کے مطابق ہر انسان آزاد ہے اور اپنے اعمال میں مطلق العنان ہے اور اپنے قانون بنانے اور فیصلے کرنے کا اختیار ہر انسان خود رکھتا ہے. اس نظریہ کو سب سے پہلے نظریہ موجودیت کے بانی 'کیرک گرد نے پیش کیا وہ کہتا ہے کہ

میرا انتخاب اور میرا فیصلہ شخصی ہے کوئی ذات مطلق میرے لئے کسی قسم کا فیصلہ نہیں کرتی 'میں خود اپنی مرضی اور اختیار سے اپنے فیصلے کرتا ہوں."

'ژاں پال سارتر' نے 'کیرک گرد' کے اس نظریہ کی بنیاد پر اپنا نظریہ انسانی قدر واختیار دیا یہ انسان پسندی اور انسانی آزادی کی دعوت دیتا ہے.

'سارتر' کہتا ہے کہ

''سوائے انسانی کائنات کے اور کوئی کائنات نہیں اور نہ انسان کے سوا کوئی اور قانون ساز ہے. انسان کی آزادی یہ ہے کہ وہ اپنی اخلاقی قدریں خود تخلیق کرے اس لئے کہ وہ اپنے اعمال میں مطلق العنان ہے اور جس راہ عمل کو چاہے بلا روک وٹوک منتخب کر سکتا ہے. ہم نے مزہب کو کھودیا لیکن انسان پسندی کو پالیا. اب مقصد انسان کو آزاد کرانا ہے تاکہ انسان وجود مطلق بن جائے.

اس طرح موجودیت پسند اپنی قدریں اور قانون خود تخلیق کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور اس کو آزادی اور فطرت پسندی کا نام دیتے ہیں. اس طرح قانون فطری خواہش یا قانون فطرت کو فروغ حاصل ہوا. اس کا مطلب یہ تھا کہ انسان کی جو فطرت ہے وہی قانون کا بہترین ماخز ہے.

بیڈن ہیومر لکھتا ہے

فطرت کا تقاضہ ہے کہ ہر شئے پر حکومت کا حق خود اسی کے فطری تقاضوں اور رہنما اصولوں کو پہنچتا ہے اور انسان کیلئے قدرت نے یہ رہنما اصول اس کی عقل کی شکل میں پیدا کیا ہے. لہذا انسان پر حکومت خود اپنی عقل کے زور پر ہو سکتی ہے.

یونان اور یورپ کے مفکر اور فلسفیوں نے انہی قدیم نظریات کی بنیاد پر جمہوری نظریات اور جمہوری نظام حکومت کی بنیاد رکھی ہے.

بینتھم کا نظریہ ہے:

اقتدار اعلیٰ اہل دماغ وعقل کے پاس ہونا چاہیے.

لاک کا نظریہ ہے:

اقتدار اعلیٰ افراد کی اکثریت کے پاس ہونا چاہیے.

روسو کا نظریہ ہے:

اقتدار اعلیٰ ریاست کے تمام افراد کی مشترکہ ملکیت اور اکثریت کا ہی قول فیصل ہوگا اور خلق در حقیقت خدا کی آواز ہے.

ان مغربی مفکرین کے نزدیک ریاست ایک زندہ شے ہے 'اپنی جداگانہ حیثیت اور تشخص رکھتی ہے. اس نظریہ کی رو سے ریاست کو الوہیاتی مقام تفویض کر دیا گیا ہے. اس نظریہ کو Division of state کہتے ہیں.

موجودیت پسندوں کے یہ نظریات بھی ہر جمہوری حکومت اور معاشرے کی بنیاد ہیں. بلکہ 'فرائڈ' کا آزادی اظہار جنس کا نظریہ بھی انہی نظریات کا شاخسانہ ہے جو مغرب میں جنسی بے راہ روی کا باعث ہے.

جمہوریت کا ارتقاء

جمہوریت کا دوسرا محرک یورپ اور برطانیہ میں حکمران طبقہ کی آمرانہ بادشاہت کے سائے میں عوام اور جاگیر دار طبقہ کی حق تلفی تھا. بادشاہ طبقہ عوام اور جاگیر دار طبقہ کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتا اور ان کی محنت

اور حقوق پر ظلم کرتا.اس وجہ سے حکمران طبقے اور نظام بادشاہت کے خلاف بغاوت پیدا ہوئی اور ان مطلق العنان اور جابر بادشاہوں کے ظلم و ستم کے خلاف عوامی بیداری پیدا ہوئی. جس سے عوامی اقتدار اعلیٰ کے نظریے کو فروغ ملا. عوام اور جاگیر دار طبقہ نے حکومت اور قانون سازی میں اپنے حق کا مطالبہ کیا اور اس کیلئے کوششیں شروع کر دیں. جاگیر دار طبقہ نے حکومت پر سخت دباؤ ڈالا اور بادشاہوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ان کی مسلسل کوششوں سے بالآخر تیرھویں صدی میں سلطنت برطانیہ میں "House of commens" کا قیام عمل میں آیا' جس میں جاگیر داروں کی مشاورت سے بادشاہ قانون سازی کرتے تھے. چودھویں صدی میں سلطنت برطانیہ میں پارلیمان باقاعدہ طور پر ایک ایسے ادارے کا روپ دھار چکا تھا جس میں عوام کے نمائندے اور لارڈز قانون اور بل پاس کرتے تھے. پندرہویں صدی میں پارلیمان میں دو قسم کے لارڈز شامل ہوتے تھے. ایک مزہبی لارڈز 'بشپ اور پادری وغیرہ اور دوسرے شاہی لارڈز. مزہبی لارڈز پوپ اور بشپ قانون سازی کے عمل میں حاوی ہوتے تھے. سولہویں صدی میں شاہ انگلستان ہنری ہشتم اور اس کی اہلیہ کیتھرین کے درمیان طلاق کے قضیئے نے سر اٹھایا تو اس پر پاپائے روم نے تنازعات اور مناقشات کا دروازہ کھول دیا. بادشاہ کیلئے مصیبت کھڑی ہوگئی. اس موقع پر اس نے پارلیمان کا اجلاس طلب کیا تاکہ اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کر سکے. ہنری ہشتم کی اس پارلیمنٹ کو "Reformation Parliment" کا نام دیا جاتا ہے. اس پارلیمنٹ نے مزہبی بے لگامی کو قابو میں لانے کیلئے بادشاہ کا ساتھ دیا اور قوانین مرتب کئے. جس کی مدد سے مزہبی معاملات جو چرچ اور پوپ کے ہاتھ میں تھے لارڈز کو منتقل ہوگئے. اس طرح پارلیمان کو حکومت اور سماج کے ہر شعبہ میں برتری حاصل ہوگئی. اس طرح جمہوریت کا تیسرا محرک کلیسائی نظام کا ظلم بنا. جس نے لوگوں پر غلط دین کے نام پر ظلم و ستم کیا تو لوگ کلیسا اور ان کے ظالم و منجمد مزہب کے خلاف بغاوت پر اتر آئے اور انہوں نے مزہبی احکام کے خلاف مکمل بغاوت کر کے سیاسی و ملکی قوانین میں

حاکمیت مزہب کی بجائے انسانوں کو سونپ دی اور مزہب کو سیاست سے علیحدہ کر دیا. مزہبی قوانین کے خلاف پروپیگنڈہ اور نفرت پھیلائی گئی. یعنی جب لوگوں نے اس کلیسا پر شورش برپا کی اس سے باغی ہوا تو اللہؑ سے بھی باغی ہو گئے. نتیجتاً اللہؑ کی بجائے انسانوں کو بے قید آزادی اور اختیار حاصل ہوا. اس وقت لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ اس جمہوریت کے سائے میں اپنے حقوق حاصل کریں گے اور بادشاہوں اور کلیسا کہ ظلم و ستم سے نجات حاصل کریں گے. غرض یہ جمہوری پارلیمانی نظام یورپ بھر میں مقبول و معروف ہوا.

جمہوریت بمقابلہ اسلام

یورپ نے مسلم خطوں پر فتح اور قبضہ کیلئے اپنے اس جمہوری نظام کے غلبہ کیلئے مسلم خلافت کے خلاف اسی پروپیگنڈا سے آغاز کیا. جس پروپیگنڈہ کے ذریعے اس نے کلیسا پر فتح پائی تھی. اس کیلئے اس نے اپنے ایجنٹوں کو مسلم خطوں میں اسی پروپیگنڈہ سے لیس کیا' جنہوں نے مزہب و بادشاہت کو جبر واستبداد کا نام دے کر مسلم عوام میں اس کے خلاف نفرت پھیلائی اور اسلامی نظام خلافت توڑنے کی راہ ہموار کی. جس کو وہ کئی صدیوں پر مشتمل صلیبی جنگوں کے باوجود نہ توڑ سکا تھا. اس کا روح رواں کمال اتاترک تھا. جو آج بھی جمہوری نظام کے سائے تلے چلنے والے نام نہاد مسلم ممالک اوران کے سیکولر لیڈروں کا ہیرو ہے. وہ جمہوری نظریہ کی تبلیغ ان الفاظ میں کرتا ہے.

پانچ صدیوں تک ایک عرب شیخ کے اصول ہماری قسمتوں کا فیصلہ کرتے رہے. بے کار مولوی ہمارے سول اور تعزیراتی قانون بناتے رہے ہم کیا کھائیں' کس وقت سوئیں' کب نیند سے بیزار ہوں' لباس کی تراش خراش کیسی ہو' سکول کا نصاب کیسا ہو' یہ سب ملاطے کرتا ہے.... اسلام کیا ہے؟ ایک بد اخلاق عرب (نعوز باللہ) کا گھڑا ہوا فلسفہ مذہب.... یہ مزہب خانہ بدوش صحرا نشینوں کے کام تو آسکتا ہے' لیکن

جدید ترقی پسند مملکت کیلئے یہ بے کار ہے...(کہتے ہیں) اس کی بنیاداللہ تعالیٰ کی وحی ہے...کوئی خدا نہیں...مزہب ملاؤں اور حکمرانوں کی بنائی ان زنجیروں میں سے ایک ہے جن سے یہ لوگ عوام کو جکڑے رکھتے ہیں...اس لئے دقیانوسی مذہبی قوانین اور شرعی عدالتیں ختم کی جائیں اوران کی جگہ سائنٹیفک بنیادوں پر نئے قوانین لائے جائیں.239p:ray wolfG

اسلامی نظام خلافت کے خلاف اس بغاوت میں ضیاگوکلپ جس کے افکارنے نوجوان ترکوں کو متاثر کیا تھا. کہتا ہے. کہ

جب تک ترکوں کو جاگیرداروں اور ملاؤں سے نجات نہیں دلائی جائے گی وہ کبھی بھی ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکیں گے.

طاہر الحداد لکھتا ہے:

قرآن کے ایسے قوانین جن کا تعلق معاشرے سے ہے قطعی اٹل نہیں ہیں' بلکہ سیاسی ومعاشی احوال وظروف کے بدلنے کے ساتھ ان میں ترمیم کی جاسکتی ہے.

برصغیر میں ان جمہوری نظریات کو سرسید کی تحریک میں آگے بڑھایا. سرسید کا رفیق مولوی چراغ علی اس موضوع پر لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ

قرآن ہمیں تمدنی وسیاسی قانون نہیں سمجھاتا' اس میں شک نہیں کہ بعض امور سول اور پولیٹیکل لاء کے متعلق بیان کئے گئے ہیں لیکن یہ وہ مسائل ہیں جن کا اس زمانے میں نہایت خراب استعمال کیا گیا تھا. قرآن نے غیر مسلم اور بدوی عربوں سے ان کے ضعف اور خامی کی بناپر بعض سول اور معاشرتی امور میں

چند مناسب معقول اور بے ضرر رعائتیں بھی کی ہیں. لیکن جب ان کی حالت سدھری اور وحشیانہ حالت سے نکل کر اعلیٰ اور ترقی یافتہ مدارج پر پہنچے تو یہ رعائتیں بھی منسوخ ہو گئیں.اس سے ظاہر ہوا کہ یہ سو آیات قرآنی سول لاء کے متعلق کوئی خاص تعلیم یا محکم قوائد نہیں ہیں. (مقالات سرسید)

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اس طرح جمہوریت پسندوں نے دین کو سیاست سے علیحدہ قرار دیا اور مزہب کو معاشرتی 'معاشی اور سیاسی زندگی سے خارج کر دیا. سرسید احمد خاں اس موضوع پر لکھتے ہوئے کہتا ہے:

قدیم اصول یہ ہے کہ مذہب روحانی اور جسمانی یعنی دینی و دنیاوی کاموں سے متعلق ہے. جدید اصول یہ ہے کہ مذہب صرف روحانی کاموں سے متعلق ہے.

خلافت عثمانیہ کا اختتام

صلاح الدین بخش ساری تفصیل کا خلاصہ یوں بیان کرتا ہے:

ابتداء میں خلیفہ (خلافت) حکومت اور مزہب کا جامع تھا. پھر حکومت اور مذہب کا مبدا سلطان (بادشاہت) بنا. آخر میں وہ مرحلہ آیا جس کی بابت ابن خلدون نے کہا ہے کہ حکومت اور خلافت محض دنیاوی ادارہ ہے. مصطفیٰ کمال پاشا نے 3 مارچ 1924ء کو خلافت کی تنسیخ کر کے کسی مغربی رواج کو نہیں اپنایا بلکہ اسلامی دنیا ہی کے آخری رجحان کی ترجمانی کی تھی. البتہ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس وقت مغربی مفکرین اور عوام بھی کلیسائی مزہبی حکومت سے بغاوت کر کے اس راہ پر نکل چکے تھے.

عثمانی خلافت کے خاتمے کے ساتھ ریاست اورمذہب کوواضح طورپرایک دوسرے سے جداکردیاگیا.ترکوں نے اطالیہ کے ضابطہ فوجداری سوئٹزرلینڈکے سول قوانین اور جرمنی کے تجارتی قواعداپنے یہاں نافزکردیئے.ایسے ہی مغربی ممالک میں ریاست اورکلیسائی مزہب میں واضح طورپر تفریق کردی گئی اوراس کے ساتھ مغربی مفکرین کی پیداکردہ آزادرائے زنی'اکثریت پسندی کی بنیادپردنیاکوجدید نظام جمہوریت دیاگیااورمزہبی قوانین کوپرے پھینک دیاگیا'فی زمانہ اکثراسلامی ممالک میں یہی مغربی نظریات اور نظام جمہوریت رائج ہے اور مغرب سے اخزکردہ فوجداری ضابطے اورسول قوانین نافزکردیئے گئے ہیں جوبیشتررومن اور بریٹش لاءپر مبنی ہیں.

اس طرح کفارنے اپنےایجنٹوں کے ذریعے مسلم خطوں میں عرصہ ہائے درازسے قائم بادشاہی نظام کے ظلم ونقائص کوبنیادبناکراس کے خلاف عوامی بےزاری کواستعمال کرکے اسلامی نظام وقوانین اور خلافت کے خلاف شدیدپروپیگنڈاکیااوراپنے نظام قانون جمہوریت کومسلم عوام میں مقبول بناکراسے اسلامی خطوں پرمسلط کرکے اپنی نظریاتی حکومت قائم کردی جوہنوزجاری ہےاوراسی وجہ سے مسلمان آج پوری دنیامیں کفارکے غلام اورذلیل ہیں. حق تویہ تھاکہ مسلم عوام قرآن سے راہنمائی لیتے ہوئے ان کی چال سے باخبرہوکراس طاغوتی نظام کو پہچانتے اور ظلم ونقائص کے مقابل اللہ کے منصفانہ اورعادلانہ نظام وقوانین اوراللہ کی حاکمیت کے زیرسایہ اللہ کی طرف سے انسانیت کیلئے فیصل اور متعین کردہ نظام خلافت قبول کرتےاوراس کی طرف رجوع کرتے. لیکن اپنے مقصدحیات کوبھولی ہوئی مسلم عوام اسلامی نظام کی فرضیت واہمیت کااندازہ نہ کرسکی. بلکہ وہ کفریہ مغربی نظام جمہوریت کی طرف پلٹ گئے کیونکہیہ نظام بڑی خوش فہمی سے بادشاہوں کی آمریت اوران کے ظالمانہ پھندوں کواتارتاہےاوراپنی خواہش کے برعکس کسی بھی قسم کے حکم چاہے وہ مذہبی ہویاسیاسی کے جبر سے آزادی دلاتاہے اور عوام کی اکثریت کی رائے اورخواہش کوحاکم بناتاہے. سوشلزم اورکیمونزم کامقابلہ امت مسلمہ نے بہت صحیح اور بروقت کیالیکن

مغرب سے در آمد شدہ یہ نظام جو در حقیقت کس قدر اللہ کی بغاوت اور انسانوں کی خواہشات پر اللہ کے حاکم و قانون ساز ہونے کے انکار اور کفر پر مبنی ہے۔ اس سے مسلم ممالک کے علماء بھی ناواقف ہیں۔ بلکہ اسے "اسلامی نظام جمہوریت" کے نام پر قبول کر چکے ہیں۔

اسلامی جمہوریت کی حقیقت

اسلامی نظام جمہوریت کی اس نئی اصطلاح کا اگر ہم شریعت کی نظر میں جائزہ لیں بھی تو فقط یہ ہے کہ اسلام دین دار' عاقل اور صاحب فضیلت کو بادشاہ اور حاکم کے چناؤ اور انتخاب اور اس سے اپنی خواہشات کی بجائے اللہ کے احکام و قوانین کے مطابق اپنا جائز حق لینے کی اجازت دیتا ہے۔ جمہوریت کی حقیقت اتنی ہی ہوتی تو ایسی بات ماننے میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ لیکن اسلامی جمہوریت کا اطلاق وہاں بھی مناسب نہیں الا یہ کہ تغلیباً کہا جائے۔

لیکن اس کے برعکس اسلام کے نام پر مسلم خطوں میں قائم شدہ جمہوریتیں عملاً اسی مغربی جمہوریت کے اصولوں پر چل رہی ہیں۔ یہاں پر ہم صرف تین اصولوں کا ذکر کریں گے۔

جمہوریت کا پہلا اصول

پہلے اصول کے مطابق حاکم کے چناؤ اور انتخاب کا اختیار تمام شہریوں کو ہے چاہے وہ بد عقیدہ و نظریہ ملحد' مشرک' بے دین اور فاسق و فاجر ہوں اور چاہے وہ بے عقل و شعور' ناخواندہ اور جاہل ہوں۔

جمہوریت کے اس غیر شرعی اصول کے تحت بے دین'فاسق وفاجر'مشرک اور غیر اہل حکمران کاانتخاب ممکن ہے جبکہ اسلام یہ اختیار صرف اہل علم و عمل'اہل تقویٰ'عاقل'صاحب فراصت اور صاحب فضیلت و مرتبہ لوگوں کو دیتا ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم.(الحجرات:۱۳)

بیشک تم میں سے اللہ کے نزدیک صاحب فضیلت وہ لوگ ہیں جو تقویٰ والے ہیں.

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون.(الزمر:۹)

کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں.

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون.(القلم:٣٦)

کیا مسلمان اور مجرم برابر ہو سکتے ہیں؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو.

دوسرا اصول

دوسرے اصول کے مطابق حکمران کا چناؤاور انتخاب غیر تمیز یافتہ عوام کی اکثریت کی رائے اور ووٹنگ کی تعداد پر ہوتا ہے. یعنی اس جمہوری اصول کے تحت ووٹ کی اکثریت قطعی فیصلہ ہوتا ہے. چاہے وہ اکثریت بے دین فاسق و فاجر اور جاہل ہونے کی وجہ سے ان کی رائے باطل ہی کیوں نہ ہو.

جمہوریت کے اس غیر شرعی اصول کے تحت اہل حق کے قلیل تعداد میں ہونے اور باطل کی اکثریت ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اہل دین اور حق طبقہ پر باطل 'مشرک 'فاسق وفاجراوراہل ہواؤہوس کا غلبہ رہتا ہے. اور حق اور سچ کی آواز ہمیشہ کیلئے دب جاتی ہے. کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے.

اکثرھم لایعقلون. (المائدہ:۱۰۳)

اکثر لوگ ان میں سے عقل نہیں رکھتے.

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اکثریت کی پیروی کرنے سے منع فرمایا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وان تطع اکثرمن فی الارض یضلوك عن سبیل اللہ. (الانعام: ۱۱٦)

اور اگر آپ اہل زمین کی اکثریت کی اطاعت کریں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بہکادیں گے.

اس لئے اسلام اکثریت اور انسانوں کے سروں کی گنتی نہیں کرتا وہ یہ اختیار صرف عاقل 'دین دار 'اہل علم و عمل 'اہل تقویٰ اور صاحب فضیلت و مرتبہ لوگوں کو دیتا ہے چاہے وہ اقلیت یا گنتی کے چند افراد ہی کیوں نہ ہوں. اسلام کا اصول مشورہ اکثریت پر مبنی نہیں ہے. اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام کا طریقہ ایسا نہ تھا بلکہ اسلام میں بعض اوقات ایک فرد کی رائے اور مشورہ اکثریتاور سینکڑوں

افراد کے مشورہ پر وزنی تصور کیا جاتا ہے. مثلاًرسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیگر صحابہ کے مشورہ کے برعکس حضرت سلمان فارسی کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے خندق کھودنے کا حکم دیااور حضرت ابو بکر صدیق نے تمام صحابہ کرام کی رائے کے برعکس مرتدین زکوۃ کے خلاف قتال کو ترجیح دی.

قرآن مجید کی پچاسی سے زیادہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اکثریت کی مزمت کی ہے'جبکہ جمہوریت میں انسانوں کی عددی اکثریت کی رائے سے ہی قوانین وضع ہوتے ہیں چاہے وہ قوانین اخلاقی اور منطقی لحاظ سے کتنے ہی غیر مناسب اور مضحکہ خیز ہوں.

تیسرا اصول

تیسراا اصول جو جمہوریت کا بنیادی اصول ہے اور جو سب سے بڑھ کر کفریہ اور شرکیہ ہے. اللہ کی توحید کے مخالف اور کلمہ لاالہ الااللہ کی عمارت کو ڈھانے والا ہے. اس اصول کے تحت عوام کی جانب سے منتخب کردہ ارکان پارلیمان ہر معاملہ میں اپنی آزادانہ رائے دہی کے ذریعے قانون سازی کرتے ہیں اور وہ رائے ملکی قانون کا درجہ پاتی ہے. جو اکثریتی ارکان کی توثیق سے پاس ہواور اس پارلیمان میں ہر اس قانون پر رائے زنی کرائی جاتی ہے چاہے وہ قانون اسلام اور قرآن کے بنیادی اور اٹل قوانین ہوں کہ جن میں قانون سازی'اجتہاد وقیاس اور رائے زنی ممکن نہیں بلکہ شدید کفر ہے اور اللہ کے مقابل طاغوت بننے کے مترادف ہے. کیونکہ قانون سازی صرف اس کا حق ہے.

اس طرح جمہوریت کا یہ اصول اور کلمہ

Law of the people by the people for the people

اسلام کے کلمہ اور اصول توحید کے بالکل متضاد ہے جو اللہ کی حاکمیت کا اقرار ہے.

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے نام پر مسلم خطوں میں قائم شدہ جمہوریتیں عملًا اسی مغربی جمہوریت کے اصولوں پر چل رہی ہیں جو ملحد یورپی مفکرین کے پیداوار ہیں اور ان اصول و قوانین کے تحت مسلم خطوں میں اللہؐ کے اٹل حکم و قوانین کی اطاعت کی بجائے احکام و قوانین پر بحث و مباحثے اور رائے زنی کیلئے قانون سازاداروں "اسمبلی اور پارلیمان" کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور ان قانون سازاداروں کے ارکان کی اکثریتی رائے پر ہی قوانین کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے لیکن اس واضح کفر کے باوجود یہ لوگ اسلامی جمہوریت کے راگ الاپ رہے ہیں اور عوام کو محض جھوٹ میں اللہ کی حاکمیت کے زبانی کھوکھلے دعوؤں کی بنیاد پر الجھا کر ان کو اس کفریہ نظام کے متعلق گمراہ کر کے اللہ کی بجائے اپنی خواہش 'رائے اور اکثریت کی حاکمیت قائم کر کے اس کی اطاعت اور پرستش کروا رہے ہیں. موجودہ جمہوری حکومتوں کا مطمع نظر انسانی خواہشات کو پورا کرنا ہے. انسان کے بنائے ہوئے قوانین پر مبنی یہ حکومتیں دراصل انسانی خواہشات کی آئینہ دار ہوتی ہیں.

جمہوریت کا شرکیہ پہلو

اگرچہ ہم جمہوریت کے دیگر بے شمار غیر اسلامی اور کفریہ اصول و قوانین جو اقوام متحدہ کے جمہوری چارٹر کے تحت قبول کرنا ہر جمہوری حکومت کیلئے فرض ہے یا خود جمہوری حکومتیں اپنے آئین و دستور میں رکھتی ہیں. جس کے تحت صدر 'وزیر اعظم اور ارکان پارلیمان کو غیر شرعی اختیارات دیئے جاتے ہیں. مثلاً مال 'خون اور عزت کے متعلق قوانین 'قتل 'چوری 'زنا 'شراب 'سود 'فحاشی 'قصاص 'جزیہ و عائلی قوانین و غیرہ اور حدود اللہؐ کے متعلق اور ان کے علاوہ دیگر بے شمار غیر اسلامی قوانین کا ذکر تفصیل سے

کر سکتے ہیں'لیکن ہم صرف جمہوریت کے اس اصول پر ہی تفصیلاً گفتگو کریں گے جس نے مسلمانوں سے عملاً اللہ کی حاکمیت سے انکار کروا کر انہیں کفر و شرک کے گہرے گڑھے میں دھکیل دیا ہے لیکن مسلمان اس سے مکمل طور پر غافل ہیں. اس لئے یہ ان جمہوری حکومتوں کی تنکیر و تکفیر نہیں کرتے بلکہ جہالت میں ان کا ساتھ دینا ان کی حمایت کرنا اور ان کو ووٹ دے کر منتخب کروانا ایک مقدس فریضہ سمجھتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے. ووٹ دینے کا مطلب ہے کہ ہم کسی شخص کو اسمبلی کا ممبر منتخب کریں جو دستور کے مطابق قانون سازی کرے یعنی ووٹ کے بل بوتے پر کچھ انسانوں کو پانچ سال کیلئے اللہ کے حق حاکمیت کو غصب کرنے کا آئینی حق مل جاتا ہے. حقیقت میں عوام کا یہ اندازہ نہ کر سکنا کہ اللہ کی طرف سے حکم و قوانین نازل ہونے کے بعد عوام کا اپنا یا چند لوگوں یا ارکان پارلیمنٹ کا اپنی رائے اور عقل کو اللہ کے اٹل قوانین پر مقدم کرنا اللہ کی حاکمیت کے انکار کے مترادف ہے. کیونکہ الٰہ اور معبود تو ہوتا ہی وہ ہے کہ جس اکیلے کو قانون سازی کے اختیار کا حامل سمجھا جائے اور صرف اسی کا حکم واجب الاطاعت اور اٹل سمجھا جائے.

جمہوری شرک کو نہ پہچاننے کی وجوہات

اس کی وجہ عوام کی دین سے دوری اور قرآن کے اللہ کی الوہیت و حاکمیت کے پیغام'اس کے تعارف و پہچان اور اللہ ہی کیلئے خاص اس کی اس صفت عالیہ کی سمجھ نہ ہونا ہے. اور علماء کے اس مسئلے کو عصر حاضر کے کفریہ جمہوری نظاموں کے کفر کو پہچان کر اس پر اطلاق نہ کرنے اور اس کی اہمیت کا اندازہ نہ کر سکنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایسا نظام اس کفریہ نوعیت کے ساتھ یعنی باقاعدہ رائے پر قانون سازی کا عمل علمائے سلف اور مسلمانوں کے کئی سو سال نظام خلافت بنو امیہ و بنو عباس کے ادوار میں نہیں پایا گیا اور آج کے علماء کو ان واضح الجھی ہوئی اصطلاحات میں چھپے ہوئے اس کفریہ نظام کے متعلق علمائے سلف سے کوئی

رہنمائی اور طرز عمل نہیں ملتا۔ ان کا طرز عمل تو چند نقائص اور فسق وفجور میں ڈوبی ہوئی بنو امیہ اور بنو عباس کی حکومتوں کے متعلق ملتا ہے جس پر اسلام برداشت کرنے اور اطاعت کرنے کا درس دیتا ہے سوائے خوارج کے۔ علمائے سلف کا ان حکومتوں کے متعلق یہ درست طرز عمل اور آج کے علماء کا دور حاضر کی اسلام کے لبادے میں ملبوس کفریہ حکومتوں اور جمہوریتوں کے درمیان اصولی تفریق نہ کر سکنے کی وجہ یہی ہے۔ جبکہ یہی نظام جمہوریت ہی اسلام خلافت کو توڑ کر اس کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے اور دوسری وجہ آج کے دور میں اس نظام کے وسیع غلبے اور لوگوں میں اس کی مقبولیت کی وجہ سے علماء پر اس نظام کی چھائی ہوئی مرعوبیت اور خوف ہے اور یہ نظام نفسیاتی اور معاشی طور پر مسلم خطوں پر اپنا تسلط مکمل طور پر جما چکا ہے۔

جمہوریت کا خالق کائنات سے بغاوت

لیکن اگر ہم آج بھی اس واحد ہدایت ربانی قرآن مجید سے رہنمائی لیں اور اس نظام کا جائزہ لیں تو یہ نظام بھی اس خواہش پرستی کے اندھیرے میں نظر آتا ہے جس میں انسانیت کی پچھلی گزری ہوئی "مغضوب علیہم" اقوام نے بھی اللہ کی طرف سے نظام حیات اور قوانین نازل ہونے اور اس پر ایمان لانے اور یقین رکھنے کے باوجود اس کے قطعی قوانین کو پامال کر کے اپنی ہر دل پسند خواہش کو معبود بنا کر اس پر جمے رہے۔ اور اللہ کے منتخب کردہ انبیاء کے لائے ہوئے قوانین میں حیل وحجت اور تاویلات سے کام لے کر عملاً اپنی زندگیوں اور ملک وقوم کے نظام سے اتار پھینکا۔ اور آج کے انسانوں کا پسند کردہ نظام جمہوریت تو سرکشی کی آخری حدوں کو بھی توڑتے ہوئے شرک وکفر کے دیگر مزاہب سے بھی آگے نکل گیا ہے کہ یہ نظام آئینی اور قانونی نظریہ کی بنیاد اور قبول شدہ دستور اصطلاحات کے مطابق اور آزادی ورائے کے احترام کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ انسانوں کو ان کی خواہش اور رائے کے مطابق احکام وقوانین کے

تعین کرنے کااختیاراور حق اللہ کی بجائے انسانوں اورانسانوں کے منتخب کردہ چندارکان اورحکام کودیتاہے. یہ نظام چونکہ خودکواس اکیلے تمام جہانوں کے رب العالمین جوانسانوں پرواحد حکم سازاور قانون سازہے اس کے مقابل انسانوں کو حکم سازاور قانون سازبنانے کی دعوت دیتاہے. اس لئے اللہ کے مقابل یہ واضح طاغوت ہے جس کاانکار کرناہر مسلمان پر فرض ہے.

جمہوریت اسلامی نظام ہر گزنہیں

یہ نظام جمہوریت عوام کو من پسند حکمران کے انتخاب کے باوجود اس حکمران کو مطلق العنان ہونے اوراپنی خواہش کے مطابق قوانین عوام پر نافذ کرنے کامکمل اختیار نہیں دیتا. بلکہ عوام اپنی رائے کی تائید کرنے والے ممبران کو منتخب کرکے اسمبلی یاپارلیمنٹ میں پہنچاتے ہیں. یہ اراکین اسمبلی اور پارلیمنٹ تمام قوانین پراپنی آزادرائے دیتے ہیں جب یہ قوانین اکثریتی رائے پرپاس ہوجاتے ہیں تو یہ دستور کاباقاعدہ حصہ بن جاتے ہیں توعدلیہ اور حکمران بھی ان قوانین کوعوام پرلاگو کرنے اوران کے مطابق ان میں فیصلہ کرنے کے پابند ہو جاتے ہیں. چاہے یہ قوانین اسلام کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں. کیونکہ اس میں اٹل چیزاللہ کاواضح حکم نہیں بلکہ اکثریت رائے دوسرامعبوداور حاکم ہے جس کی اللہ کے مقابل اطاعت اور پرستش ہوتی ہے اور یہ اللہ کے احکام کے ساتھ کفراور انکار ہے اور قانون سازی کے ان طریقوں اوراصولوں پر چلنے والا نظام ہر گزاسلامی نہیں ہو سکتابلکہ واضح طور پر کفریہ اور طاغوتی نظام ہے.

ایک شبہ اوراس کی حقیقت

بعض لوگ یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ تمام مسائل زندگی کے فیصلے اور قوانین میں اللہ تعالٰی کی حاکمیت کی طرف کیسے رجوع کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ ٹریفک'ریلوے اور میونسپلٹی کے قوانین کا قرآن وحدیث میں وجود ہی نہیں لیکن درحقیقت یہ شبہ اصول دین کو نہ سمجھنے سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ کسی معاملے کے متعلق حکم الٰہی نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے بندے کو ایسے امور کے متعلق حکم الٰہی نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے بندے کو ایسے امور کے متعلق احکام وتعزیرات وضع کرنے کا اختیار دیا ہے جو قرآن وسنت کی صریح نص سے ٹکراتے نہ ہوں. کچھ سادہ لوح کہتے ہیں کہ انہی معاملات کے متعلق جمہوریت میں قانون ساز ادارہ پارلیمنٹ تشکیل دیا گیا ہے جو کہ جائز ہے. لیکن عملی صورتحال یہ ہے کہ یہ قانون ساز ادارے انسان کے مال وجان اور عزت کی حدود کے متعلق قوانین مثلاً سود'قصاص'زنا وغیرہ تمام معاملات میں اللہ کے واضح حکم کے برعکس اپنی آزادرائے اوراکثریت سے قانون پاس کرتے ہیں اورانگریزوں کے بنائے ہوئے قوانین کو دستور وآئین کا حصہ بنا چکے ہیں. حتٰی کہ یہ عصر حاضر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد اوران کی "لاجسٹک سپورٹ" کے واضح کفر کو بھی پارلیمنٹ سے منظور کراوتے ہیں اور کئی نام نہاد جمہوری مسلم ممالک میں زنااور ہم جنس پرستی بھی اس نظام سے منظور ہو چکی ہے.

جمہوریت اور شورائیت میں فرق

پارلیمنٹ کے اس واضح کفر کے باوجود بعض کم عقل اسے اسلام کے نظام شورائیت سے موازنہ کرتے ہیں. جبکہ اسلام کا نظام شوریٰ مسلمانوں کے معاملات چلانے میں مطلق العنان اور مختار کل نہیں ہے بلکہ لازماً اس دین کی حدود سے محدود ہے جو اللہ تعالٰی نے خود اپنی قانون سازی سے مقرر فرمایا ہے اور قرآن کے اس اصل الاصول کا پابند ہے.

وما اختلفتم فیه من شئی فحکمہ الا اللہ.

اور جس چیز میں بھی تم نے اختلاف کیا تو اس کا فیصلہ اللہ کے حکم سے ہے.

اس قاعدہ کلیہ کے لحاظ سے مسلمان شرعی معاملات میں اس امر پر تو مشورہ کر سکتے ہیں کہ کسی نص کا صحیح مفہوم کیاہے اوراس پر عملدرآمد کس طریقے سے کیاجائے؟تاکہ اس کا منشاٹھیک طرح سے پوراہو. اوراس کے مجاز بھی صرف متقی اہل حل وعقد ہو سکتے ہیں لیکن اس غرض سے کوئی مشورہ نہیں ہو سکتا کہ جس معاملہ کا فیصلہ اللہ اوراس کے رسول نے کر دیا ہو. اس میں وہ خود کوئی اپنی آزادانہ رائے یااپنے کسی وضعی اصول سے ترمیم کرے جیسا کہ جمہوریت میں ہے'اس سے ثابت ہوا کہ اسلامی نظام شوریٰ کا پارلیمنٹ یاجمہوریت سے موازنہ درست نہیں. جمہوری پارلیمانی نظام تو دراصل وہ شیطانی چکر ہے جو اللہ کے حکم کو ختم کرنے اور انسانی خواہش کے قوانین کو دنیا میں رائج کرنے کیلئے چلایا گیاہے اوراس میں قوانین سازی قرآن کی بجائے ملکی دساتیر اور آئین و قوانین کے مطابق ہوتی ہے. اوراگراس میں نہ ہو تو ارکان پارلیمان کی ووٹنگ اوراکثریتی رائے کی بنیاد پر قانون طے پاتاہے.

جبکہ اسلامی نظام شوریٰ اور اللہ کی حاکمیت پر ایمان لانے والا مسلمان اپنے ہر معاملہ میں سب سے پہلے خدا اوراس کے رسول کی طرف رجوع کرتاہے اوراس کے حکم میں کوئی حیل وحجت 'تغیر و تبدیلی' رائے وخواہش اور قانون سازی اختیار نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتاہے کہ اللہ احکم الحاکمین کا اس کے متعلق حکم دینے کا مطلب ہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اس کے متعلق اپنی رائے کے قانون کا اختیار سلب کر لیاہے. اس لئے اسلامی اٹل قوانین میں اجتہاد کا حق کسی کو بھی نہیں ہے جیسا کہ سیکولر سیاستدان ان میں جدید دور کے تقاضہ کے نام پر اصطلاحات کا دعویٰ کرتے ہیں اوراگر وہ ان اٹل قوانین میں کسی باطل تاویل

واجتہاد کا سہارا لیتے ہوئے تغیر و تبدیلی کرتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے کفر و شرک اور اس کے مقابل طاغوت ہیں. جنہوں نے اللہ کا حق حاکمیت استعمال و غصب کیا ہے.

جمہوریت میں حاکمیت الٰہیہ کا دھوکا

یہاں پر ہم اس شبہ کا بھی رد کر دیں کہ مسلم خطوں میں قائم شدہ جمہوری نظاموں اور آئین و دستور میں زبانی حد تک "اللہ کی حاکمیت" پر مبنی شق داخل کر دینے سے بھی یہ آئین و ستور اسلامی ثابت نہیں ہوتے کیونکہ قانون ساز اداروں میں عملاً اس شق کی کوئی حیثیت نہیں اور اصل و عملی حیثیت تو اللہ کی حاکمیت سے مخالف ان جمہوری شقوں کی ہے جو ارکان پارلیمان کو آزادانہ رائے زنی اور اکثریت پر قانون سازی کی اجازت دیتی ہیں. ان شقوں کے مطابق جو کہ ہر جمہوری دستور کا حصہ ہے.

1- قومی اسمبلی کا ہر ممبر اس معاملہ میں آزاد ہوگا کہ وہ اپنی رائے افکار یا نظریہ 'اسمبلی میں پیش کرے اور کسی بھی حالت میں اس کا مواخزہ نہ کیا جائے گا.

2- دستور میں ترامیم کرانے اور نئے قوانین صادر کرانے کا حق نمائندگان پارلیمان کی غالب اکثریت کو ہوگا.

اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ قوانین ودساتیر واضح طور پر غیر اسلامی ہیں اور ان کا زبانی طور پر دستور میں یہ بات شامل کرنا کہ اللہ کی حاکمیت کو مانا جائے گا اور قرآن و سنت کی حدود میں رہ کر قانون سازی کی جائے گی اور کوئی ایسا قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو اسلامی احکام کے مخالف ہو. یہ بات بھی ان کے جمہوری نظام ودستور کو اسلامی ثابت نہیں کرتی کیونکہ ان کی حیثیت معتبر قانون کی بجائے محض سفارشات کی ہے. اور دوسری طرف یہی دستور عوامی نمائندوں کی رائے اور اکثریت کی بنیاد پر قانون سازی کے عمل

کو جائز ٹھراتا ہے اور ان کا طرز عمل بھی کئی دہائیوں سے اسی اصول پر ہے اور یہ اللہؑ کے احکام کے صریحاً مخالف انگریزی قوانین اس مغربی اصول پر عمل کرتے ہوئے ان اسمبلیوں اور پارلمینٹ میں اکثریت کی بنیاد پر پاس کر رہے ہیں اور اسلامی قوانین سے کھلم کھلا نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور قتل 'زنا اور چوری کی اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیتے ہیں. اور انہیں جدید اکیسویں صدی سے نامناسب قرار دے کر ان میں اصلاحات جائز قرار دیتے ہیں.

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا نظریہ حاکمیت صرف اعتقادی اور نظریاتی تصور نہیں بلکہ اسلامی قانون کا بنیادی اصول ہے اور عملی زندگی کا مستقل پیمانہ اور عملی انقلاب ہے.

جمہوریت نفاذ اسلام میں سب سے بڑی رکاوٹ

یہی وجہ ہے کہ اسلامی نظریہ حاکمیت سے متضاد اکثریت پر مبنی اس جمہوری نظام تلے کئی دہائیوں سے کسی بھی مسلم خطے میں اللہؑ کی شریعت اور اس کی حدود اللہ اس وجہ سے نافذ نہ ہو سکیں کہ پارلیمان کے اکثریتی ارکان کی تائید اسے حاصل نہ ہو سکی اور انہوں نے اللہ کے حکم کے مخالف دنیا میں کثیر الرائج خاص کر برطانوی وہندوستانی تعزیرات و قوانین کو پسند کیا اور اسی کو اکثریت حاصل ہوئی اور اسی بنیاد پر قوانین کو وضع کر کے اسے آئین اور دستور کا حصہ بنا دیا گیا اور اس طرح اللہ کی کتاب قرآن مجید کے آخری دستور و آئین اور قانون ہونے کا انکار کیا گیا.

اس سے ثابت ہوا کہ یہ جمہوریتں "اسلامی جمہوریت" کے جھوٹے دعویٰ کی آڑ میں اسی مغربی جمہوریت کے کفریہ اصول یعنی رائے زنی اور اکثریت سازی پر ہی عملدرآمد کر رہی ہیں اور اللہ کے حکم کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں اور کوئی بھی قانون چاہے وہ اسلامی ہی کیوں نہ ہو اس وقت تک پاس نہیں

ہو سکتا اور نہ ملک میں نافذ ہو سکتا ہے جب تک اس پر تین ایوانوں میں رائے زنی نہ کرا لی جائے. تین مہینے کی مدت میں اللہ کی حکم کے متعلق قانون ساز ادارے ایوان زیریں یعنی صوبائی اسمبلی کے تمام اراکین سے آزاد رائے لی جاتی ہے. پھر یہ اللہ کا قانون تین مہینے کی مدت کیلئے دوسرے قانون ساز ادارے یعنی پارلیمنٹ کے اراکین کی رائے اور پسند وناپسند پر چھوڑ دیا جاتا ہے. پھر یہ قانون تیسرے جھوٹے معبود یعنی صدر کے پاس اس کی رائے اور آمادگی کیلئے پیش کیا جاتا ہے. اگر صدر اس کو اپنی پسند سے مان لے تو یہ قانون دستور کا حصہ بن کر عوام پر نافذ العمل ہو جاتا ہے اور اگر صدر اپنی پسند سے اس قانون کو نہ پاس کرے تو عوام پر اللہ کا یہ قانون نافذ ہونے کے قابل نہیں رہتا. تو کیا کوئی مسلمان ایسے نظام کو جس میں اللہ 'حکیم و علیم' کے احکام و قوانین کو اس قدر ٹھکرایا جائے اور مزاق کا نشانہ بنایا جائے کہ اس کو قبولیت وعدم قبولیت کیلئے تین درجات میں اللہ کے غلام انسانوں کی رائے اور عقل پر پرکھا جائے'... کیا ایسے نظام کو کوئی اسلامی نظام یا اللہ کی حاکمیت ماننے والا نظام کہہ سکتا ہے کیا اللہ کے دین کو زندگی پر نافذ کرنے کیلئے بحث کرنا کسی مسلمان کیلئے جائز ہے. حقیقت یہ ہے کہ اس میں اللہ کے دین کی شدید تزلیل ہے. یہ جرأت تو فرعون نے بھی نہ کی کہ شریعت کو اللہ کی طرف سے تسلیم کرکے اس پر بحث کرتا کہ اس کو انسانوں پر نافذ کروں یا نہ کروں مگر جمہوریت کے طاغوتی نظام سلطنت میں 217 انسانوں کے ارادے کو اللہ کے ارادے پر فوقیت حاصل ہے. انہیں شریعت اسلامی کے نفاذ یا عدم نفاذ پر بحث و فیصلے کا اختیار حاصل ہے.

جمہوریوں کا حال

در حقیقت اس نظام کو ماننے والے اور اس پر چلنے والے اللہ کی حاکمیت کا قلادہ اپنے گلوں سے اتار چکے ہیں. اللہ کی حاکمیت پر ان کا ایمان اور مسلمان تو یہ تب ثابت ہوں گے جب یہ جمہوری اصولوں کا انکار کرکے بغیر کسی رد و قدح 'چوں چراں' رائے زنی 'عقل پرستی' مصلحت و مفاد اور تاویل کے قرآن کے

ہر حکم کو اپنا آئین و قانون اور دستور مانیں اور اس کو لوگوں پر نافذ کریں۔ اللہ کے کسی حکم کی حکمت پر شک کرنا اور اس پر رائے زنی کرنا کفر اکبر میں سے ہے۔ اور آج کی جمہوریت کے اصولوں کے مطابق رائے زنی عوام اور عوامی نمائندگان کا قابل احترام حق اور اختیار سمجھا جاتا ہے اور اس کو مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے' چاہے وہ دین کی نظر میں کس قدر شدید جرم ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی واضح مثال یہ جمہوری نظام کئی ممالک میں سود' زنا اور ہم جنس پرستی جیسے لعین عمل کو بھی جواز فراہم کر چکا ہے۔ آج کے معاشرے میں ظلم وفساد اور بدامنی کی اصل وجہ یہی جمہوری نظام ہے۔ جمہوریت نے انسان کو کیا دیا' عالمی جنگیں' سرمایہ دارانہ نظام' بھوک' افلاس' قتل جرائم' اخلاقی زوال' خاندانی نظام کی تباہی اور انسان کو معاشی اور شہوانی مشین بنادیا۔ آج جمہوریت زیادہ تر ممالک میں خاندانی بادشاہت' فسطائیت اور شدید قسم کی آمریت کا کمبل اوڑھ چکی ہے لیکن عوام کو بیوقوف بنانے کیلئے کچھ بیوقوف ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ یہ عوامی جمہوریت ہے۔

اس کے باوجود آج کل یہ نظام جمہوریت بے شمار لوگوں کا معبود بنا ہوا ہے حالانکہ یہ بنی اسرائیل کی صفت اور یہودیوں کی خطرناک سازش ہے۔ جس نے جمہور (عوام) کو یا ان کے وہم و گمان کو خدا بنا کر اسلام کے عادلانہ نظریہ حکومت کی نفی کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ نظام دین کلیسائی اور نظام خلافت سے بغاوت کے طور پر معرض وجود میں آیا جیسا کہ ہم نے پیچھے بیان کیا اور اس نے مزہبی قوانین سے بغاوت اختیار کرتے ہوئے اللہ کا حق حاکمیت جمہور کو سونپ دیا۔

جمہوریت مشرف بااسلام ہرگز نہیں ہوسکتی

یہ بھی جان لیں کہ اگراس نظام رائے زنی کے تحت کوئی ایک آدھ اسلامی قانون پاس ہوا بھی ہے یا آئندہ پاس ہونے میں آتا ہے تو بھی یہ نظام اسلامی یااللہ کی حاکمیت کے دائرے میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ یہ قانون اس لئے نہیں مانا گیا کہ یہ اللہ نے ہمارے لئے پسند کیااور ہم اسے بے چوں چراں قبول کریں. بلکہ اس لئے مانا گیا کہ اکثریت نے اسے قبول کیا. یعنی اس میں اللہ کی حاکمیت کی بجائے لوگوں کی رائے کو ہی حاکم بنایا گیاہے یعنی جمہوریت کسی بھی معاملہ میں لوگوں کی رائےاور خواہش کاانکار نہیں کرتی اور عملاًلوگوں کی رائے کو ہی ہر معاملہ میں مقدم رکھتی ہے.

کیااللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے منافی ایسے غیر اسلامی نظام کواسلامی جمہوریہ کالقب دینے سے وہ اسلامی کہلاسکتاہے بلکہ ایسا عمل یہود ونصاریٰ کی روش ہے کہ جو کفر ومعاصی کے نام تبدیل کرکے ان کاجواز پیدا کرتے تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فبدل الذین ظلموا قولا غیرالذی قیل لھم. (البقرہ:۵۹)

توجن لوگوں نے ظلم کیا' انھوں نے بات بدل دی جوان سے نہیں کہی گئی تھی.

یہ کیسے ہو سکتاہے کہ ایک عمل یہود ونصاریٰ اپنائیں تووہ کفر وشرک کہلائے اوراسے نام نہاد مسلمان کرے تو عین اسلام ہو. مغربی جمہوریت توشرک ہو لیکن مشرک میں یہی جمہوریت اسلام کہلائے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اکفارکم خیرمن اولئکم امرلکم برأۃ فی الزبر. (البقرہ: ٤٣)

کیا تمہارے کفر کرنے والے ان سے بہتر ہیں یا تمہارے لئے آسمانی صحیفوں میں کوئی برأت نامہ لکھ دیا گیا ہے.

علمائے دین کی نظر میں جمہوریت

سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں:

جمہوریت اور جمہوری عمل کا اسلام سے کیا تعلق اور خلافت اسلامیہ سے کیا تعلق' موجودہ جمہوریت تو سترھویں صدی کے بعد پیدا ہوئی. یونان کی جمہوریت بھی موجودہ جمہوریت سے الگ تھی. لہذا اسلامی جمہوریت ایک بے معنی اصطلاح ہے ہمیں تو اسلام میں کہیں بھی مغربی جمہوریت نظر نہیں آتی اور اسلامی جمہوریت تو کوئی چیز ہے ہی نہیں. معلوم نہیں اقبال مرحوم کو اسلام کی روح میں یہ جمہوریت کہاں نظر آگئی. جمہوریت ایک خاص تہزیب و تاریخ کا ثمرہ ہے. اسے اسلامی تاریخ میں ڈھونڈنا معزرت خواہی ہے. ماخوذ از امالی

علامہ البانی فرماتے ہیں:

جمہوریت میں سب اختیارات mandate and power کا سرچشمہ عوام ہے. اس لحاظ سے جمہوریت اسلام کی شریعت اور اسلام کے عقیدے کے منافی اور ضد ہیں. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے. ان الحکم الا اللہ. حکم و قانون سازی صرف اللہ کا حق ہے.... جمہوری طریقہ سے عمل میں آنے والے انتخابات بھی حرام اور ناجائز ہیں یہ انتخابات اس طریقے سے اس بات کا سبب بنتے ہیں کہ مسلمانوں پر اقتدار کا حق ان لوگوں کو ملنے لگے جن کو اقتدار سونپنا جائز نہیں بلکہ ان کو شریک مشورہ تک کرنا جائز نہیں. مزید براں یہ کہ اس کو منتخب کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ قانون ساز مجلس نمائندگان کا رکن بنے جو اپنا فیصلہ کتاب اللہ

اور سنت رسول سے نہیں بلکہ اکثریت سے طے کرتے ہیں اس لئے یہ طاغوتی ایوان ہیں ان کو سرے سے ہی تسلیم کرنا جائز نہیں کجا یہ کہ ایک مسلمان ان کو وجود میں لانے کیلئے دوڑ دھوپ کرے اور ان کو قائم کرنے میں تعاون کرے حالانکہ یہ ایوان اللہ کی شریعت سے مصروف جنگ ہیں. مزید یہ کہ یہ مغربی طریقہ کار ہے اور یہود و نصاریٰ کی پیداوار ہے.

ڈاکٹر سفر بن عبدالرحمٰن الحوالی فرماتے ہیں:

لادین حکمران اللہؑ کے نازل کردہ دین کی بجائے نیا نظام حکومت نئے قوانین بناتے ہیں اور اس کو صرف بے دینی کی زندگی گزارنا کہتے ہیں. درحقیقت یہی تو وہ نظام جاہلیت ہے جس کی اسلام کے ساتھ مطابقت ناممکن ہے. چنانچہ اسے دائرہ اسلام میں لانا کسی بھی صورت جائز نہیں. اس لئے قرآن نے اس کی واضح تردید کی ہے. (العلمانیہ)

مولانا عبدالرحمن کیلانی کا بیان

مولانا عبدالرحمن کیلانی فرماتے ہیں:

جمہوریت ایک لادینی نظام ہے اور اس کے علمبردار مزہب سے بیزار تھے. جبکہ خلافت کی بنیاد ہی اللہؑ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آخرت کے تصور پر ہے اور اس کو اپنانے والے انتہائی متقی اور بلند اخلاق تھے ہمارے خیال میں جیسے دن اور رات یا اندھیرے اور روشنی میں سمجھوتہ ناممکن ہے. ایسے ہی دین یا لادینی 'خلافت یا جمہوریت میں مفاہمت کی بات ناممکن ہے. لہزا اگر جمہوریت کو بہر حال اختیار کرنا ہے تو اسے توحید ورسالت سے انکار کے بعد ہی اپنایا جا سکتا ہے. (خلافت و جمہوریت)

توحید حاکمیت اور شبہات

توحید حاکمیت جس کے مطابق اللہ تعالیٰ کو ہی حاکم و قانون ساز ماننا اور اطاعت کے لائق ٹھرانا توحید الوہیت میں سے ہے. اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور قانون سازی کا حق کسی اور کو دے دینا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مخالف وضع کردہ دستور و قوانین کو انسانوں کیلئے مستقل لازم اطاعت کا درجہ دینا اللہ تعالیٰ کی الوہیت وحاکمیت میں شرک وکفر ہے. لیکن آج کے دور میں اللہ تعالیٰ کی اس توحید کی اہمیت کو کم کیا جارہا ہے اور مختلف اشکال اور شبہات کے ذریعے اللہ کی حاکمیت میں شرک وکفر کو کم درجہ کے عصیان اور گناہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے.

اور آج کی طاغوتی حکومتوں کی اللہ کی حاکمیت میں شرک وکفر'انسانوں کی قانون سازی اور تشریعی حکم بغیر ما انزل اللہ کو کفر دون کفر یعنی چھوٹے درجہ کا کفر اور گناہ بنایا جارہا ہے. بعض لوگ مرجئہ فرقہ کے باطل عقائد کے ذریعے مسئلہ حاکمیت کے ضمن میں غیر اللہ کی قانون سازی اور ان باطل قوانین کے مطابق فیصلہ سازی میں اعتقاد اور عمل کی تفریق کرتے ہیں اور اللہ کی حاکمیت پر ایمان لاتے ہوئے عملاً اللہ کی حاکمیت میں شرک'غیر اللہ کی قانون سازی اور غیر اللہ کے قوانین کے نفاذ کو کفر و شرک نہیں گردانتے اور اس پر دلی انکار اور استحلال کی شرط لگاتے ہیں.

ان ابواب میں ہم حاکمیت کے ضمن میں خوارج اور مرجئہ کی گمراہیوں اور شبہات کا رد کریں گے اور ان اعتراضات کا جواب اہلسنت اور سلف صالحین کے عقیدے اور نظریے سے دیں گے. خوارج اور مرجئہ نے اصول ایمان کے متعلق اعتقاد و عمل کی حدود و قیود میں بدعت اختیار کی ہے. خوارج ایمان کے عمل پر انحصار میں افراط سے کام لیتے ہیں اور مرجئہ ایمان کے صرف اعتقاد پر انحصار میں افراط کرتے ہیں.

باب: نہم

توحید حاکمیت اور خوارج

خوارج نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام کے اجماع کردہ احکامِ دین کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی عقل اور رائے سے متعین کردہ زہد و تقویٰ کی پیروی کرتے ہیں. خوارج کا سب سے پہلا پیشرو ذوالخویصرہ تمیمی ہے. جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مال غنیمت کی تقسیم میں مخالفت کی اور کہا: اے محمد اللہ سے ڈرو.

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جب میں ہی اللہ کی نافرمانی کرنے لگوں تو اس کی اطاعت کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے امانتدار بنایا ہے زمین والوں پر اور تم مجھے امانتدار نہیں سمجھتے... حضرت خالد بن ولید نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس کے قتل کی اجازت مانگی. آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منع فرمادیا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی نسل میں یا اس کے پیچھے ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن کو پڑھتے ہوں گے لیکن قرآن ان کے خلق سے نہیں اترے گا. (ابوداؤد: ۴۷۶۴)

خوارج سب سے پہلے فرقہ تھا جس نے گمراہی اختیار کی. جیسا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ بہت زیادہ عبادت اور قرآن کی تلاوت کرنے والے تھے ظاہراً ان کا مقصد قرآن مجید کی اتباع تھا. یہ صحابہ کرام کے فہم کو چھوڑ کر قرآن و حدیث کے مفاہیم کی اپنی عقل اور رائے سے ظاہری مفہوم اور بے جا تاویلات اخز کرتے تھے. اور جو ان کی رائے کے خلاف ہوتا اسے کافر قرار دے کر قتل کرنا جائز سمجھتے

تھے. اس طرح انہوں نے صحابہ کرام کی پیروی کی بجائے ان کے خلاف عداوت وبغض اور بداعتمادی کااظہار کیااور مسلمانوں میں فتنہ وفساداور قتل وغارت کی. جس طرح خوارج کے پیشرو نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ناانصافی کاالزام لگایااس طرح انہوں نے حضرت عثمان کے دور خلافت میں ان پر ناانصافی اور اقربا پروری کاالزام لگا کر ان کے قتل کے درپے ہوگئے. عبداللہ بن سبانے بھی مدینہ میں اس فتنے کو ہوادینے کی کوشش کی اس کے علاوہ اس نے مصر'شام اور کوفہ میں بھی یہ پروپیگنڈا کیا. جس کی وجہ سے ان علاقوں کے لوگ بھی ان میں آکر شامل ہوگئے. حضرت عثمان نے ان فتنہ باز لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن یہ فتنہ حضرت عثمان کی شہادت پر منتج ہوا. اس کے بعد خارجی تتر بتر ہوگئے اور اپنے آپ کو چھپالیا. انہی کی وجہ سے حضرت علی اور امیر معاویہ کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہوئیں. اور خوارج دھوکے سے حضرت علی کے لشکر میں شامل ہوگئے.

خوارج کا باطل نظریہ حاکمیت

جب حضرت علی اور معاویہ کے لشکروں کے درمیان لڑائی بہت مدت تک قائم رہی تو حضرت معاویہ کے لشکر والوں نے قرآن مجید کو بلند کیااور کہاکہ اس پر ہم دونوں فیصلہ کر لیتے ہیں. تو اس ثالثی کیلئے حضرت معاویہ کی طرف سے عمرو بن العاص اور حضرت علی کی طرف سے ابو موسٰی اشعری کو منتخب کیا گیا. اس پر خارجیوں نے کہاکہ تم لوگ اللہ کے حکم میں لوگوں کو ثالث بناتے ہو. جبکہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے.

ان الحکم الاللہ. (یوسف: ٤٠)

بیشک اللہ کے علاوہ کوئی حکم کے لائق نہیں.

خوارج میں سے حرقوص حضرت علی کے پاس آیااور کہالا حکم الااللہ. حضرت علی نے فرمایا: کلمۃ حق اریدبھاالباطل؛ کلمہ توحق ہے مگر تمہارااس سے استدلال غلط ہے. اس نے کہاکہ آپ اس ثالثی کاانکار کیجئے اور ہمارے ساتھ امیر معاویہ کے لشکر کی طرف لڑنے کیلئے چلیے. اگرآپ یہ نہیں کرتے توہم آپ دونوں کے خلاف لڑیں گے. یوں خوارج بارہ ہزار کی تعداد میں حضرت علی کے لشکر سے علیحدہ ہو کر حروراکے مقام پر جمع ہو گئے.

خوارج نے اپنی کج فہمی کی بناپر اللہ کی حاکمیت سے یہ اخزاور استدلال کیا کہ اس کے مطابق انسانوں کی ثالثی اور تصفیہ کفر ہے. چاہے ثالثی کیلئے قرآن کو ہی حاکم کیوں نہ ٹھرایاجائے. اس بنیادپر وہ حضرت علی سے لڑنے کیلئے تیار ہو گئے. قبل اس کے حضرت عبداللہ ابن عباس خوارج کی اصلاح کیلئے ان کے لشکر میں گئے اور قرآن مجید میں ثالثی کے احکام ان کو پڑھ کر سنائے. اللہ تعالیٰ فرماتاہے.

و من قتلہ منکم متعمداًفجزآء مثل ماقتل من النعم یحکم بہ ذواعدل منکم. (المائدہ: ۹۵)

اوراگرکسی نے (احرام کی حالت میں) جرم کیامثلاًایک خرگوش ماراتوفرمایاکہ تم میں دوعادل مرداس موقع پرجہاں جانور ماراہے اس کی قیمت کافیصلہ کریں.

نیزاللہ تعالیٰ نے عورت اوراس کے شوہر کے جھگڑے کے بارے میں فرمایا:

وان خفتم شقاق بینھمافابعثوحکمامن اھلہ وحکمامن اھلھا. (النساء: ۳۵)

اوراگر تمہیں ان کے درمیان جھگڑے کاخطرہ ہوتومرد کی برادری سے ایک مرداور عورت کی برادری سے ایک مرد بھیجووہ دونوں ان کے معاملے میں حکم (ثالثی) کریں. (تلبیس ابلیس: ١٤٦)

ان دلائل کو سن کر ۲۰۰۰ ہزار خوارج تائب ہو گئے۔

خوارج نے قرآن وحدیث کے ظاہری مفہوم سے اپنی ذاتی رائے اور باطل مفہوم کا استدلال جاری رکھا اور صحابہ کرام کی تفسیر و تشریح کو ترک کر کے مختلف باطل اعتقاد اپنا لیے اور مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے. ان فرقوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

محکمیہ: ان کا کہنا ہے جو کسی مخلوق کی طرف ثالثی وفیصلہ کیلئے جائے تو وہ کافر ہے.

ازرقیہ: ان کے نزدیک گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے اور کہتے ہیں جب تک ہم ملک شرک میں رہیں تب تک مشرک ہیں اور جب وہاں سے نکل جائیں تو مومن ہیں.

خلفیہ: جس کسی نے جہاد چھوڑا تو وہ کافر ہے چاہے مرد ہے یا عورت.

میمونیہ: کوئی امام نہیں ہو سکتا جب تک ہمارے چاہنے والے اس پر راضی نہ ہوں.

حازمیہ: ہم نہیں جان سکتے کہ ایمان کیا چیز ہے اور مخلوق بیچارے سب معزور ہیں.

ثعلبیہ: خدا نے نہ کچھ جاری کیا اور نہ کچھ تقدیر میں مقدور کیا.

ان کے علاوہ **کوزیہ 'کنزیہ 'احنسیہ 'مشبیہ** اور **شمراخیہ** فرقے دیگر بدعتی عقائد کے حامل تھے.(تلبیس ابلیس: ۱٤٦)

خوارج نے اپنی رائے سے قرآن وحدیث کے ظاہری مفہوم کو لیتے ہوئے تمام اعمال اسلام نماز'روزہ وغیرہ اور دیگر اعمال صالحہ جن کی نسبت ایمان کی طرف کی گئی تھی اصل ایمان سمجھ لیا اور چونکہ ان اعمال میں نافرمانی پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے. اس لئے ان کی نافرمانی کرنے والا ان کے نزدیک کافر ہے. مثلاً

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

الاحیاء من الایمان.(صحیح بخاری: ٢٤)

حیا ایمان کا حصہ ہے.

تو خوارج نے سمجھا کہ حیا ایمان ہے اور بے حیائی زنا وغیرہ سے ایمان ختم ہو جاتا ہے. نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ومن یقتل مومن متعمدا فجزآءہ جھنم خلدا فیھا.(النساء:۹۳)

اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا.

اس سے خوارج نے سمجھا کہ ناحق قتل کرنے والا کافر'ایمان سے خارج ہے کیونکہ اس پر جہنم میں ہمیشگی کی وعید سنائی گئی ہے.

علامہ شہرستانی خوارج کے فرقہ ازارقہ کے متعلق فرماتے ہیں:

ازارقہ کااس بات پر اتفاق ہے کہ جس نے گناہ کبیرہ کاارتکاب کیاوہ ایسے کفر کامرتکب ہوا جس سے آدمی مکمل طور پر اسلام سے خارج ہو جاتاہے اور وہ تمام کافروں کے ساتھ ہمیشہ جہنم میں رہے گا.(الملل والنحل:۱۱۵-۱)

خوارج کے نظریہ کے مطابق تمام اعمال اسلام اصل ایمان ہیں'اور عمل میں ان کی نافرمانی سے ایمان زائل ہو جاتاہے چاہے اعتقاد میں کوئی ان پر ایمان لاتاہو.اس طرح خوارج نے ایمان میں اہلسنت سے مخالفت کی.اہلسنت کے نزدیک اصل ایمان'اللہ کی توحید'فرشتوں'کتابوں'رسولوں'یوم آخرت اور تقدیر پر ایمان لاناہے اور اعمال اسلام نماز'روزہ اور دیگر اعمال صالحہ کمال ایمان ہیں.اعتقاد میں ان پر ایمان لاتے ہوئے صرف عمل میں اس کے خلاف کرنے سے ایمان ناقص ہوتاہے'دائرہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا.اہلسنت کے نزدیک ایمان صرف اللہ کے احکام کاانکار کرنے'شرک کاارتکاب کرنے اور خاص کفریہ اعمال مثلاً نواقض الاسلام وغیرہ سے خارج ہوتاہے.

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تین باتیں ایمان کی جڑ اور بنیاد ہیں'اول یہ کہ جو شخص لاالہ الااللہ کا قائل ہو اپنے ہاتھ اور زبان کو اس سے روک کر رکھنا'کسی گناہ کی بنا پر اس کی تکفیر نہ کرنااور کس(کبیرہ یا صغیرہ گناہ کے) عمل کی بنا پر اس کو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھنا.(ابوداؤد:۲۵۳۲)

اہلسنت کے نزدیک جیساکہ اس حدیث سے بھی ثابت ہوتاہے کہ ایمان کبیرہ وصغیرہ گناہوں کی بجائے صرف کفر اکبر کے اعمال سے خارج ہوتاہے.

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں جولوگ کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوئے میری شفاعت ان کیلئے ہو گی.(ترمزی۔٢٤٣٥'ابوداؤد: ٤٧٣٩)

خوارج کے نزدیک اللہ کی حاکمیت سے خلاف ورزی کی ہر نوعیت کفر ہے.اس لئے وہ مسلمانوں کی حکومتوں مثلاًبنوامیہ اور بنوعباس جواللہ کے احکام وشریعت پر ایمان لاتے اوراسے ہی اپنے نظام حکومت کامرجع ومصدر بناتے تھے مگر شریعت کے بعض معاملات میں ناانصافی اور ظلم کا رتکاب کرتے تھے.خوارج اس وجہ سے ان کو کافر سمجھتے تھے'اوران کے خلاف خروج اور قتال جائز سمجھتے تھے.ماضی کی تاریخ میں خوارج نے مسلمانوں اوران کی حکومتوں کے خلاف سخت فتنہ وفساداور قتل وغارت برپاکی.حالانکہ یہ حکومتیں اللہ کی شریعت اوراس کے قوانین کواجتماعی طورپر مرجع ومصدر ٹھراتی تھیں اللہ کی شریعت اوراس کے قوانین کوعدالتوں میں نافذ کرکے اس سے انفرادی پہلو تہی کواہلسنت کبیرہ گناہ'کفر اصغر یاکفر دون کفر قرار دیتے ہیں جس سے آدمی دائرہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا.خوارج نے جب ان حکومتوں کے اللہ کے حکم سے خلاف ورزی پر یہ دلیل پیش کی کہ اللہ تعالٰی قرآن میں فرماتاہے:

ومن لم یحکم بما انزل اللّٰه فاولئك هم الكفرون.(المائدہ:٤٢)

اور جواللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے توایسے لوگ کافر ہیں.

توحضرت عبداللہ بن عباس نےاس کی تردید کی اور فرمایا:

لیس الكفر الذی تزهبون هی كفر دون كفر.

یہ وہ کفر نہیں جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ یہ کفر دون کفر ہے.

خوارج کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہ اترے گا. یہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اوربت پرستوں کو چھوڑدیں گے. اگرمیں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح انہیں قتل کردوں. (صحیح بخاری: ٣٣٤٤)

نیز آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ان کا ایمان ان کے نرخرے سے آگے نہیں بڑھے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے تم انہیں جہاں پاؤ قتل کردو. (صحیح بخاری: ٣٦١١)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خوارج کی اس قدر مزمت اس لئے فرمائی کہ خوارج جہالت میں اللہ کی حاکمیت کے نام پر افراط کرتے ہوئے اللہ کی حاکمیت ماننے والے مسلمانوں سے قتال کریں گے. اور مسلم حکومتوں کے خلاف خروج کرکے اللہ کی حاکمیت پر قائم اسلامی معاشرے میں فتنہ وفساد پھیلائیں گے. لیکن خوارج دین اسلام سے خارج نہیں بلکہ وہ اہلسنت سے خارج ہیں. ان کا حکم بدعتی اور باغی کا ہے جو ناحق قتال کرتا ہے.

سیدنا علی سے پوچھا گیا:

کیا وہ مشرک ہیں؟ سیدنا علی نے فرمایا شرک سے ہی تو وہ بھاگے ہیں. کہا گیا کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا منافق تو اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں. (مگر یہ ایسے نہیں بڑے عبادت گزار ہیں) پوچھا گیا یہ کون اور کیسے ہیں

فرمایا.انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے اس لئے ہم نے ان سے قتال کیا.(مصنف ابن ابی شیبہ 'بیہقی)

جمہوریت کے حامی علماء کا اعتراض

آج جب غیر اللہ کی حاکمیت پر قائم جمہوری حکومتوں کا توحید حاکمیت میں شرک ثابت کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے ان کی تنکیر و تکفیر کی جاتی ہے تو کچھ لوگ اس کا رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خوارج کی روش ہے کہ وہ حاکمیت کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام اور بنوامیہ کے مسلمان حکمرانوں کی تکفیر اور ان کے خلاف خروج کرتے تھے.اس طرح آج کی جمہوری حکومتوں کا اللہ تعالیٰ کے حکم اور شریعت کے مخالف قوانین بنانا اور انھیں نافذ کرنا شرک و کفر نہیں بلکہ یہ کبیرہ گناہ یا کفر دون کفر ہے جس سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا.اور اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین اللہ کے حکم سے مخالف فیصلہ کرنے والے یا فیصلے میں ناانصافی اور ظلم کرنے والوں کو مشرک و کافر نہیں سمجھتے ہیں.اور انھوں نے خلافت بنوامیہ کی حکومتوں کی اللہ کے احکام سے کئی خلاف ورزیوں کے باوجود انہیں مشرک و کافر قرار نہیں دیا.اس لئے ایسے لوگ گنہگار مسلمان ہیں.

اس کی دلیل میں وہ حضرت عبداللہ بن عباس کا پیچھے مزکورہ اس قول کو ذکر کرتے ہیں جو انھوں نے اس وقت فرمایا جب خوارج نے بنوامیہ کے حکام کی اللہ کے احکام سے خلاف ورزی پر انھیں کافر قرار دیا تو حضرت عبداللہ بن عباس نے اس کی نفی کی.

فرمان ابن عباس کی حقیقت

حضرت عبداللہ بن عباس کابنوامیہ کے حکمرانوں کااللہ کے احکام سے انفرادی خلاف ورزیوں کوکفراکبرقرارنہ دینابلکہ اسے کفردون کفریاکبیرہ گناہ قراردینابالکل صحیح ہے.تمام صحابہ کرام اورسلف صالحین کااللہ تعالٰی کے احکام پرایمان لاتے ہوئے اوراسے حکم ٹھراتے ہوئے خواہش نفسانی کے زیراثراللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرنااوراس کے حکم کی نافرمانی کرنے والوں کے متعلق یہی عقیدہ ہے.

جوحکومت اللہ تعالٰی کی حاکمیت'اس کے احکام وقانون سازہونے'اوراس کے تمام احکام وقوانین اورفیصلوں پرایمان لائے'اوران کوہی اپنے ملک کے تمام محکموں میں حکم اورمرجع قانون ٹھراکرنافذکرے.پھراگرکوئی حاکم یاقاضی انفرادی طورپراپنی نفسانی خواہشات اوردنیاطلبی کی خاطراللہ تعالٰی کے احکام کی خلاف ورزی کرے اوراس کی شریعت کے فیصلوں میں ناانصافی کرے تویہ توحیدحاکمیت میں شرک یاکفراکبرنہیں.لیکن خوارج اس حکومت کوبھی جواللہ تعالٰی کے احکام وقوانین کومانتے ہوئے اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے اسے کافرسمجھتے تھے.اوراس کے خلاف قتال وخروج کرناجائزسمجھتے تھے.اوراسی بنیادپربنوامیہ کے مسلم حکمرانوں کے خلاف لڑتے رہے.جبکہ خلافت بنوامیہ اللہ کی حاکمیت سے کفروشرک کی مرتکب نہیں ہوتی.کیونکہ انہوں نے اللہ تعالٰی کے احکام وقوانین کے مخالف کبھی قانون سازی نہیں کی اورنہ ہی کوئی غیراسلامی احکام وقوانین مقررکیے.بلکہ ان حکومتوں کامرجع ومصدرقرآن وسنت اورشریعت کے احکام وقوانین تھے.لیکن بعض دفعہ وہ نفسانی خواہشات اوردنیاطلبی کی وجہ سے فیصلہ میں ناانصافی سے کام لے کراللہ تعالٰی کے حکم اورشریعت کی خلاف ورزی کرجاتے.اورانھیں پتہ بھی ہوتاکہ ہم نے اس فیصلے میں اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہے.

تو ایسی صورت میں جب مجموعی طور پر ملک کے تمام قوانین اسلامی مقرر ہوں لیکن کوئی حاکم یا قاضی اپنے ایماپر اس کی خلاف ورزی کرے اور اللہ کے حکم کی نافرمانی کرے' انسانوں کی حق تلفی اور ان پر ظلم کا مرتکب ہو تو یہ ظلم نافرمانی اور گناہ ہی کہلائے گا. اس صورت میں یہ اللہ کی حاکمیت میں شرک نہیں کہلائے گا.

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں شرک اس صورت میں ہوتا ہے جب ملک میں اسلامی قوانین کی بجائے انسانوں کے متعین کردہ غیر اسلامی قوانین کو اجتماعی طور پر نافذ اور حکم ٹھرایا جائے. جس کے مطابق ہر ایک کو فیصلہ کرنا اور کرانا لازم ہو. یعنی یہ حکم بغیر ماانزل اللہ کسی حاکم کا انفرادی طور پر نہیں ہے. بلکہ یہ شرکیہ تشریعی حکم بغیر ماانزل اللہ ہے جو خود ساختہ اور غیر اسلامی قوانین کی اطاعت میں کیا گیا. تو یہ اللہ کی حاکمیت میں شرک اور کفر اکبر ہے.

اس لئے ضروری ہے کہ اللہ کے حکم اور فیصلے میں نافرمانی اور اس کی حاکمیت میں شرک و کفر کا فہم جانیں' نہ کہ خوارج کی طرح انھیں خلط ملط کردیں. ایک وہ شخص ہے جو اللہ کے حکم کی نافرمانی کر کے خود کو گنہگار سمجھتا ہے اور ایک وہ شخص جو اللہ کے احکام و قوانین کو بدل دیتا ہے اور غیر اسلامی قوانین کو ملک کے ہر شعبے میں مستقل نافذ اور حکم ٹھراتا ہے فرق ہے. مثلاً شراب پینا اور سود کھانا محض ایک گناہ ہے لیکن شراب اور سود کی حدود کو ملکی قانون کے مطابق جائز ٹھرانا اور تبدیل کرنا محض گناہ نہیں بلکہ اللہ کی حاکمیت سے شرک و کفر ہے.

یہاں ہم دوبارہ اس مسئلہ کو بیان کرتے ہیں تاکہ مسلمان اس مسئلہ میں کسی ابہام کا شکار نہ ہوں.

خوارج حاکمیت کے ضمن میں غیر اللہ کی قانون سازی اور غیر اسلامی قوانین کو مستقل حکم ٹھرانا کے کفر وشرک کا فہم نہیں رکھتے تھے اور اللہ کی حاکمیت سے انحراف کی ہر نوعیت چاہے وہ اجتہادی غلطی ہو یا انفرادی فسق وفجور ہر ایک کو کفر گردانتے تھے۔اس طرح خوارج حکم بغیر ماانزل اللہ کی اس نوعیت کو بھی کفر گردنتے تھے جس میں اجتماعی طور تمام قوانین اسلامی کو قانون اور حکم ٹھرایا جائے۔ لیکن کوئی حاکم یا قاضی انفرادی طور پر فیصلہ میں ناانصافی اور ظلم کا مرتکب ہو۔ خلافت بنوامیہ وبنوعباس کے ادوار حکومت میں اللہ کے حکم سے انحراف کی اس نوعیت کی وجہ سے سلف صالحین نے اسے کفر نہیں گردانا اور سلف صالحین کے اس نوعیت کے کفر ہونے میں اعتقاد اور استحلال کی شرط لگائی ہے۔ کہ اگر وہ وہ اپنے فیصلے میں اس انفرادی ظلم اور خلاف ورزی کو اعتقاداً حلال جان لیں تو پھر کافر ہوں گے۔ سلف صالحین کے اللہ کی حاکمیت سے کفر کی صورت میں اعتقاد اور استحلال کی شرط کے ضمن میں فتویٰ ان ادوار (بنوامیہ وبنوعباس) کے اللہ کی حاکمیت سے انحراف کی نوعیت پر تھے۔ لیکن اللہ کی حاکمیت میں شرک کفر کی جو نوعیت آج در پیش ہے اگر ایسی صورتحال ان کے ادوار میں پیش آتی تو وہ بھی اس کے ساتھ ضرور وہی معاملہ کرتے جو حضرت عمر نے اس منافق کے ساتھ کیا جس نے نبی کریم ﷺ کو فیصلے کو قبول نہ کیا' یا جو حضرت ابو بکر صدیق نے مانعین زکوۃ سے کیا یا امام ابن تیمیہ نے تاتاریوں کے اپنے بادشاہوں کے وضع کردہ قوانین کو حکم ٹھرانے پر کیا۔

بنوامیہ اور بنوعباس کے حکام نے اپنے سب ظلم وناانصافی کے باوجود یہ جرأت نہیں کی تھی کہ وہ کسی معاملے میں اللہ کے حکم کے مخالف قانون کو فیصل اور حکم ٹھرائیں۔ یہ جرأت تو آج کے جمہوری نظام نے کی ہے جنھوں نے انسانوں کی رائے اور خود ساختہ وضع کردہ قوانین کو ہر معاملے میں اجتماعی طور پر فیصل اور حکم ٹھرایا ہے۔ جب کوئی ایسی صورت کا مرتکب ہو تو اسلامی نظریہ توحید اور سلف صالحین کے منہج کی اتباع میں یہ واضح طور پر شرک وکفر ہے۔ نہایت ہی افسوس ہے ان لوگوں پر جو ایسے نظام طاغوت کو

کفر ٹھرانے کو بھی خوارج کی روش قرار دیتے ہیں. جبکہ خوارج کا باطل نظریہ حاکمیت واضح ہے کہ وہ اللہ کی حاکمیت میں شرک اس صورت میں بھی مراد لیتے تھے جب اسلامی قوانین کو عملًا انفرادی اور اجتماعی طور پر نافذ کر کے اور فیصل و حکم ٹھرا کر کوئی انفرادی طور پر اس سے انحراف کرے. سلف صالحین ایسی صورت میں اللہ کی حاکمیت سے انحراف کو کبیرہ گناہ یا کفر دون کفر یعنی کفر اصغر مراد لیتے تھے. حضرت عبداللہ بن عباس کی کفر دون کفر کی تفسیر خوارج کے اس نظریے کے رد میں تھی جب انھوں نے بنو امیہ کے حکمرانوں کی ناانصافیوں اور غلطیوں پر انھیں کافر کہنا شروع کیا. اس کی تصدیق ابو مجلز (تابعی) اور خوارج کے درمیان اس مکالمے سے بھی ہوتی ہے.

ابو مجلز (تابعی) سے خوارج نے پوچھا کہ ان تینوں آیات؛ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم... کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ حق ہیں؟ ابو مجلز نے جواب دیا. جی ہاں' خوارج نے پوچھا تو کیا یہ (بنو امیہ کے) حکام اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا:

هو دينهم الذی يدينون به وبه يقولون اليه يدعون مَدَنِيَّةٌ فان هم تركوا اشيأ فيه عرفوقد اقبلوا ذنبا.

یہ شریعت ہی تو ان (بنو امیہ) کا دین اور نظام ہے جس کو وہ بطور دین اپناتے ہیں' اسی کے قائل ہیں اور اسی کی جانب لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور اگر اس میں سے کچھ چھوڑ دیں تو وہ جانتے ہیں کہ انھوں نے گناہ کا کام کیا ہے.

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کا مزکورہ آیت ومن لم یحکم... میں کفر دون کفر کا قول اس آیت کی مکمل تفصل و تفسیر نہیں بلکہ بنو امیہ کی اللہ کی حاکمیت سے انحراف کی صورت اور اس پر خوارج کی غلطی کی نشاندھی اور اصلاح کیلئے تھا. حضرت عبداللہ بن عباس کی اس قول سے غیر اللہؔ کی قانون سازی

کرنے والی اوران کے خود ساختہ قوانین کو مجموعی طورپر حکم اور قانون ٹھراکر صریح شرک وکفر کاارتکاب کرنے والی آج کی جمہوری حکومتوں کو بچانے کی کوشش کی جاتی ہے.

علامہ احمد شاکر فرماتے ہیں:

یہ آثار جوابن عباس وغیرہ سے مروی ہیں ان اقوال میں سے ہیں جن کے ساتھ ہمارے زمانے کے گمراہ کرنے والے بعض نام نہاداہل قلم اوران کے علاوہ دین پر جرأت کرنے والے کھیل رہے ہیں. یہ لوگ ان اقوال کوان خود ساختہ شرکیہ قوانین کیلئے عزر یاجواز کی دلیل بناتے ہیں جوآج کل اسلامی ممالک پر ٹھونس دیئے گئے ہیں. (عمدۃالتفسیر)

شیخ محمود شاکر فرماتے ہیں:

ان(خوارج) کاسوال اس چیز کے متعلق نہ تھاجس کے ساتھ ہمارے زمانے کے بدعتی لوگ دلیل پکڑتے ہیں یعنی لوگوں کی جان ومال اورعزت کے معاملات میں کسی ایسے قانون کی بنیادپر فیصلے صادر کرناجو شریعت کے مخالف ہواور ایسے قانون بناناجو مسلمانوں کواحکام الٰہی چھوڑ کر کسی دوسرے کے قانون کی طرف رجوع کرنے کا پابند کرتے ہیں. کیونکہ ایسا کرناتواللہ کے حکم اوردین سے سراسر اعراض وانکارہے اور اللہؐ کے دین پر کفار کے نظام کو ترجیح دیناہے جوکہ صریح کفر ہے. ایسے لوگوں کے کافر ہونے میں کسی بھی اہل قبلہ کو شک نہیں. (عمدۃالتفسیر)

شیخ عمر اشقر فرماتے ہیں:

اللہ کے نازل کردہ دین کے مطابق فیصلہ نہ کرنے سے آدمی اسلام سے خارج نہیں ہوتا کا مطلب یہ ہے کسی قاضی یا حکمران وقت کا کوئی ایسا وقتی فیصلہ جو اس نے اپنی خواہش یا ضرورت سے مغلوب ہو کر کیا ہو جبکہ تمام فیصلوں میں وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکامات کا پابند ہو ایسا آدمی اسلام سے خارج نہیں ہوتا. اس کے برعکس وہ لوگ جو مکمل طور پر کفار کے قوانین لا کر اسلامی ممالک میں نافذ کرتے ہیں یا کر چکے ہیں اور مسلم عوام کو مجبور کرتے ہیں کہ ان قوانین کو ہی تسلیم کریں. جو ان کی بات سے انکار کرتا ہے اسے ہر قسم کی سزا دینے پر بھی یہ حکمران ہر وقت آمادہ نظر آتے ہیں جو انھیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں انھیں بھی بدترین سزائیں دیتے ہیں ایسے حکمرانوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں. (العقیدہ فی اللہ)

علامہ حامد کمال الدین صاحب لکھتے ہیں:

یہاں وہ لوگ جو حاکمیت پر بات کرنے کو خوارج کا مزہب قرار دیتے ہیں ان کی رو سے تکفیری وہ ہوتے ہیں جو آج کے ان باطل نظاموں کی مخالفت کریں. وہ آج کے ان موحدین کو جو اللہ مالک الملک کی اتاری ہوئی شریعت کی جگہ انگریز کے دیے ہوئے قانون کو عباد اور بلاد پر مسلط کر رکھنے والے حکمرانوں کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں (ان کو) زمانہ اول کے ان خوارج سے جا ملاتے ہیں جنہوں نے عثمان اور علی ایسے خلفائے حق کے خلاف خروج کیا تھا. ان کے خیال کے مطابق شریعت غیر اللہ سے لی جائے تو بھی آدمی موحد رہتا ہے. (ایقاظ)

ومن لم یحکم... کے بارے میں ایک اور صحیح روایت حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے.

عبداللہ بن طاؤس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے ومن لم یحکم...کے بارے میں سوال کیا گیا.توآپ نے فرمایا.ھی کفر؛یہی کفر ہے.دوسری جگہ الفاظ ہیں.ھی بہ کفر؛یہی عمل اس کا کفر ہے.ایک اور جگہ الفاظ ہیں.کفی بہ کفر؛یہی عمل اس کے کفر کیلئے کافی ہے.

(اس روایت کو عبدالرزاق اور امام طبری نے اپنی تفاسیر اور وکیع نے اخبار القضاۃ میں ذکر کیا ہے.)

شیخ ابو محمد فرماتے ہیں:

یہی آیت ان طواغیت کے کفر پر دلیل نہیں.پہلی اوراعلٰی دلیل ان کا اصل توحید(الوہیت وحاکمیت)کا نقض ہے.جوانہوں نے داخلی طور پر یعنی اپنے ملک کے اندر جمہوریت وغیرہ کے ذریعے اللہ کے قانون کے مقابلے میں قانون سازی کرکے توحید کے اصل کو توڑدیااوراس کی بنیاد کومنہدم کردیا اورانہوں نے بین الاقوامی قوانین یعنی اقوام متحدہ کے قوانین مان کراللہ کے مقابلے میں اس اقوام متحدہ کو حاکم اور قانون سازمان لیااوران کا یہ طرز عمل کلمہ اخلاص اوراس اصل الاصول کو توڑنے والاہے جس کے گرد قرآن وحدیث کے دلائل اول سے آخر تک گھومتے ہیں.

باب: دہم

توحید حاکمیت اور مرجئہ

جہاں خوارج نے اللہ کی حاکمیت کی طرف رجوع کرتے ہوئے انفرادی طور پراس کے احکام کی خلاف ورزی کو کفرا کبر قرار دے کراللہ کی حاکمیت میں افراط سے کام لیا.وہیں مرجئہ نے اللہ کی حاکمیت کے مقابل غیراللہ کی قانون سازی اورغیراسلامی قوانین حکم ٹھرانے کوکبیرہ گناہ بتاکراوراس پراعتقاداوراستحلال کی شرط لگاکر تفریط سے کام لیا.مرجئہ اللہ کی حاکمیت پر صرف ایمان اوراعتقاد کوکافی قراردیتےہیں.اور کہتے ہیں کہ جواللہ کی حاکمیت اس کے قانون سازہونےاوراس کےاحکام وقوانین پردل اوراعتقادمیں ایمان لاتااور تصدیق کرتاہے وہ اگرعمل میں چاہے حاکمیت وقانون سازی کاحق خوداختیار کرے'غیراسلامی قوانین وضع کرے اور غیراسلامی قوانین نافذ کرکے ان کے مطابق فیصلے کرے تویہ کفرا کبر نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے.ان کے نزدیک اللہؐکی حاکمیت سے کفرا کبر صرف اس صورت میں ہوگا جب وہ دل اوراعتقادسے اللہ کی حاکمیت اوراس کے قانون سازہونے کاانکار کرے اوراسلامی احکام وقوانین کادل سےانکار کردے.اوراس کواعتقاداًاپنے لیے حلال ٹھرالے توپھریہ کفرا کبرہوگا.لیکن اگروہ دل سے اللہ کی حاکمیت اوراس کے احکام وقوانین پرایمان لاتاہے مگرعمل میں غیراللہ کی حاکمیت پرمبنی نظام وقوانین اختیار کرتاہے تویہ اللہ کی حاکمیت سے کفروشرک نہیں.

مرجئہ کاخطرناک فتنہ اوراس کی مزمت

مرجئہ کااللہ کی توحید حاکمیت اور ایمان وتوحید کے دیگر مسائل میں اعتقاداور عمل کی تفریق اور کفر کیلئے تکذیب وانکاراور استحلال کی شرط کا یہ عقیدہ و منہج صحابہ کرام اور سلف صالحین کے منہج کے بالکل خلاف ہے. ضروری ہے کہ ہم اس ضمن میں سلف صالحین کے منہج سے آگاہی حاصل کریں تاکہ مرجئہ کے اس فتنہ اور گمراہی سے بچ سکیں. مرجئہ کا فتنہ وقت کاسب سے بڑافتنہ ہے کیونکہ انہوں نے اللہؐ کے دین اور توحید پر صرف اعتقاد کوایمان کیلئے کافی قرار دے کراور عمل میں اللہ کی توحید سے منافی اعمال کو نقص ایمان (ایمان کے ٹوٹنے کا باعث) نہ قرار دے کرلوگوں کواللہ کے دین سے ہر سطح کے عملی انحراف کاجواز فراہم کیاہے. اس لئے یہ لوگ اللہ کی حاکمیت میں عملی شرک وکفر کے مرتکب لوگوں کی تنکیر وتکفیر نہیں کرتے جس کی وجہ سے آج کے ادوار میں مسلمانوں پر غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی جمہوری نظام وقوانین نے اپنے پنجے مضبوطی سے گاڑرکھے ہیں اور کثیر لوگ اللہ کی حاکمیت میں شرک میں مبتلاہیں. درحقیقت یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وهم ينهون عنه وينئون عنه وان يهلكون الاانفسهم ومايشعرون.

اوروہ اس امر حق کو قبول کرنے سے لوگوں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور بھاگتے ہیں تودر حقیقت اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں لیکن انھیں شعور نہیں.

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

میری امت کے دو گروہوں کااسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے مرجئہ اور قدریہ. (ترمزی: ۲۱٤۹'ابن ماجہ: ٦۲)

حضرت سہل بن سعد الساعدی فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ہر امت میں مجوسی طبقہ ہوتاہے اور ہر امت میں نصاریٰ کا طبقہ ہوتاہے اور ہر امت میں زفر (یہود) کا طبقہ ہوتاہے. اور میری امت کے مجوسی طبقہ قدریہ ہیں اور نصاریٰ کا طبقہ حشویہ اور یہودیوں کا طبقہ مرجئہ ہیں. (الطبرانی)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

سعید بن جبیر کا یہ قول بالکل سچ ہے کہ مرجئہ اہل قبلہ یہودی ہیں کیونکہ انہوں نے صریح شرک کو جہنم میں ہمیشہ دخول کا سبب نہیں مانا. (جیسا کہ یہود نے کہا تھا) وقالولن تمسنا النار الا ایاما معدودة؛ انہوں نے کہا ہمیں ہر گز آگ نہ چھو سکے گی مگر چند روز.

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے فرامین میں اور سلف صالحین نے مرجئہ کی سخت مزمت فرمائی ہے. مرجئہ کا فتنہ شروع سے نہایت قبیح رہاہے کیونکہ ان کا عقیدہ ایمان و عمل کے انہدام کا باعث ہے. مرجئہ شروع میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ایمان کیلیئے صرف اعتقاد کافی ہے اور عمل سے آدمی کا ایمان گھٹتا اور بڑھتا نہیں اور نہ ہی اکیلا کوئی عمل نقض ایمان اور ایمان سے خارج ہونے کیلیئے کافی ہے. آج کے مرجئہ اگرچہ عمل سے ایمان کے گھٹنے اور بڑھنے کو مانتے ہیں. لیکن وہ بھی قدیم مرجئہ کی مانند اللہ کی توحید کے منافی اعمال کفر پر ایمان سے خارج ہونے کا انکار کرتے ہیں. ان کے نزدیک ایک شخص نے اگر کلمہ کا اقرار کر لیا تو اس کے بعد چاہے وہ کتنا ہی افعال کفر و شرک کا ارتکاب کرتا رہے. بس دل میں اس کو صحیح نہ سمجھے اور زبان سے اس کو حلال کہنے کی بھی حماقت نہ کرے تو وہ گناہ گار مسلمان اور موحد ہی گنا جائے گا. یعنی کفر و شرک کے افعال بھی عام گناہوں کی طرح ایک گناہ ہیں اور اس پر بھی وہی اصول وضوابط لاگو ہوتے ہیں جو عام گناہوں پر ہوتے ہیں اور محض ان کے عملی ارتکاب سے کوئی شخص دائرہ

اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا. مرجئہ کے ان اعتقادات کے رد سے پہلے ہم مرجئہ کی تاریخ اور عقائد پر روشنی ڈالتے ہیں.

مرجئہ کا ظہور صحابہ کرام کے اخیر کے زمانہ میں ہوا'اس کی ابتدا جہم بن صفوان نے کی'اور بعد میں مرجئہ کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئے. انہوں نے عمل کے ایمان سے کسی بھی قسم کے تعلق کی نفی کر دی اور کہا کہ ایمان صرف اعتقاد کا نام ہے'اور صرف اعتقاد کے اقرار یا انکار سے وجود میں آتا اور خارج ہوتا ہے'اور کسی قسم کے نیک و بد عمل سے ایمان بڑھتا' گھٹتا یا ختم نہیں ہوتا.

مرجئہ نے صحابہ کرام کے فہم کو ترک کر کے ان آیات و حدیث سے دلیل لی جن میں صرف ایمان کے قبول کرنے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے. مثلاً

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا.

اللہؑ نے جہنم کی آگ ہر اس شخص پر حرام کر دی ہے جس نے اللہؑ کی رضامندی کے حصول کیلئے لاالہ الا اللہؑ کہا.(صحیح بخاری:٤٢٥)

مرجئہ کی بدعت اعمال کی مشقت سے چھٹکارے کو جواز بنانے کیلئے'اور بنوامیہ کے حکمرانوں کے خلاف خروج اور اس پر مرتب ہونے والی سزا اور سختی کا نتیجہ تھی. حجاج کی طرف سے بغاوتیں کچلنے کے نتیجے میں ارجاء کا بہت زیادہ پھیلاؤ ہوا'عبدالرحمن بن اشعث نے شکست کے بعد مرجئہ نظریہ اپنایا.

امام اوزاعی کہتے ہیں یحییٰ اور قتادہ کہتے تھے:

اس امت کیلئے ارجاء سے زیادہ بدعات میں سے کوئی اور چیز خطرناک نہیں.(کتاب السنہ:١-٣٨)

مرجئہ فرقوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

شاکیہ: یہ کہتے ہیں کہ نیک اعمال اور طاعات ایمان میں سے نہیں ہیں.

منقوصیہ: یہ کہتے ہیں کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا نہیں ہے.

تارکیہ: یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر صرف ایمان لانا فرض کیا ہے.

راجیہ: یہ کہتے ہیں کہ ہم کسی بدکار کو عاصی و نافرمان نہیں کہہ سکتے اور نہ کسی نیکوکار کو تابع و فرمانبردار کہہ سکتے ہیں کیونکہ ہم کو معلوم نہیں کہ اس کیلئے عند اللہ کیا ہے.

ان کے علاوہ انہی جیسے متفرق عقائد کے دیگر مرجئہ فرقوں کے نام ہیں. **سائبیہ 'بھیسیہ 'مستثنیہ 'مشبہ 'ظاہریہ 'بدعیہ.** (تلبیس ابلیس: ۵۳)

ارجاء کے معنی ہیں تاخیر کرنا اور پیچھے کرنا مرجئہ اس لیے کہا گیا کہ انہوں نے عمل کو ایمان سے پیچھے کر دیا.

مرجئہ کی اقسام

مرجئہ ایمان کے باب میں تین قسم کے ہیں:

۱- **متکلمین مرجئہ:** ان کے عقائد کی تفصیل درج ذیل ہے:

_ جہم بن صفوان کے پیروکار ہیں.

_ ایمان علم کا نام ہے اور اس کی دل سے تصدیق کرنا ہے.

_ کفر جہل کا نام ہے اور یہ دل سے جھٹلانا اور انکار کرنا ہے.

_ انسان اعتقاد سے بھی کامل مومن بن سکتا ہے.

_ عمل کو وہ ایمان شمار نہیں کرتے.

_ کفریہ عمل کفر کی علامت ہیں بزات خود کفر نہیں.

_ کفریہ عمل سے ایمان پر اثر نہیں پڑتا یہ ایمان کے منافی نہیں.

_ کفریہ اعمال کرتے ہوئے اعتقادی طور پر اللہؔ کے نزدیک مومن ہے.

_ کسی کفریہ عمل کے مرتکب کو کافر کہنا اس کے دل سے علم اور تصدیق کی نفی ہے.

متکلمین مرجئہ کے عقائد کا خلاصہ یہ ہے. کہ ایمان صرف اعتقاد کا نام ہے اور صرف اعتقاد میں کفر سے ختم ہوتا ہے' اور نیکی اور گناہوں سے بڑھتا گھٹتا نہیں.

۲-مرجئہ فقہاء

_ کوفہ کے فقہاء اور عابد تھے.

_ عمل ایمان کی تعریفمیں شامل نہیں.

_ ایمان صرف دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار ہے.

_ عمل سے ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں.

مرجئہ فقہاء کہ عقائد کا خلاصہ یہ ہے. کہ ایمان اعتقاد اور قول سے وجود میں آتا ہے'اور اعتقاد اور قول میں کفر سے ختم ہوتا ہے. نیکی اور گناہوں سے بڑھتا گھٹتا نہیں.

ان کا عقیدہ جہم بن صفوان کی طرح نہ تھا انھوں نے خوارج کے عقائد کے رد میں تطبیق کی خاطر ایمان کی تعریف میں عمل کو شامل نہیں کیا. البتہ یہ عمل کو ایمان کی شاخیں قرار دیتے ہیں.

۳۔ مرجیۃ العصر

_ ایمان کی تعریف صحیح کرتے ہیں.

_ ایمان دل کا اعتقاد' زبان کا قول اور اعضاء کا عمل ہے.

_ ایمان اطاعت سے بڑھتا اور نافرمانی سے گھٹتا ہے.

_ کفریہ عمل کرنے والے پر حکم اور تعامل میں متکلمین مرجئہ کی پیروی کرتے ہیں.

_ کفریہ عمل صرف کفر پر دلالت کرتا ہے بزات خود کفر نہیں.

_ کفریہ اعمال ایمان کو ناقص کرتے ہیں خارج نہیں.

_ کفر دل سے انکار کا نام ہے.

_ ان کے نزدیک کفر کیلئے کفریہ اعتقاد اور استحلال لازماً شرط ہے اور ایسا کوئی کفریہ عمل نہیں جو کفریہ اعتقاد اور استحلال کے بغیر اصل ایمان کو توڑ دے.

مرجئۃ العصر کے عقائد کا خلاصہ یہ ہے کہ 'ایمان اعتقاد' قول اور عمل سے وجود میں آتا ہے اور صرف اعتقاد و قول کے انکار سے ختم ہوتا ہے. ایمان اثبات سے وجود میں آتا ہے 'نیکی سے بڑھتا' گناہوں اور کفر سے گھٹتا اور ناقص ہوتا ہے.

امام محمد بن عبد الوہاب فرماتے ہیں:

جو (مرجئہ) کہتے ہیں کہ کفر صرف (اسلام کی) تکذیب اور انکار (کی صورت میں ہوتا) ہے. تو پھر اس باب (حکم المرتد) کا کیا مطلب ہے جو ہر مزہب کے علماء نے باندھا ہے اور مرتد ایسا مسلمان ہوتا ہے جو اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو جاتا ہے. حتی کہ علماء نے کئی اعمال بتائے ہیں جن کا (اعتقاد کے بغیر) محض ہنسی مذاق میں کرنے سے آدمی مرتد ہو جاتا ہے. (کشف الشبھات: ۳۲)

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

یہاں سے ہی جہم بن صفوان اور ان کے پیروکاروں کی خطا واضح ہوتی ہے 'انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ ایمان مجرد تصدیق اور دل کے علم کا نام ہے 'انہوں نے دل کے اعمال کو ایمان میں شمار نہیں کیا ان کا گمان ہے کہ انسان اپنے دل (اعتقاد) سے مومن ہو سکتا ہے 'خواہ (اپنے عمل سے) اللہ اور اس کے رسول کو گالیاں ہی کیوں نہ دیتا ہو 'خواہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اللہ کے دوستوں سے عداوت و دشمنی رکھتا ہو 'خواہ انبیاء کو قتل کرتا ہو 'مساجد کو مسمار کرتا ہو 'قرآن کی بے حرمتی کرتا ہو کافروں کا انتہائی اکرام و احترام کرتا ہو اور اہل ایمان کو رسوا اور ان کی اہانت کرتا ہو 'کہتے ہیں یہ سارے اعمال گناہ تو ہیں مگر اس ایمان کے منافی (خارج کرنے والے) نہیں جو دل میں ہے. (مجموع الفتاویٰ: ۷-۱۸۸)

نیز فرماتے ہیں:

جو عمل سے پھر گیااس نے ایمان کی نفی کی قرآن وسنت میں اس شخص کے ایمان کی نفی کی گئی ہے جو شخص دلی طور پر توحید سے واقف ہو مگر مخالفت ودشمنی کی بناپر وہ کبھی مومن نہیں کہلا سکتا جبکہ جہمیہ کے نزدیک اگر دل میں علم ہو تو وہ کامل مومن ہے. (فتاویٰ ابن تیمیہ)

امام ابن حزم فرماتے ہیں:

ان (مرجئہ) کی بات کی بنیاد ہی غلط ہے جو اہل اسلام کے اجماع سے خارج ہے اور وہ یہ کہ وہ کہتے ہیں ایمان صرف دل کی تصدیق کا نام ہے اگرچہ کفر کا اعلان ہو. (کتاب الفصل: ۳-۲۴۲)

امام ابن القیم فرماتے ہیں:

ایمان کے حصے دو قسموں پر ہیں قولی اور فعلی' اس طرح کفر کے حصے دو قسموں پر ہیں قولی اور فعلی... ان دونوں میں سے ایک حصہ زائل ہونے سے ایمان زائل ہو جاتا ہے. (کتاب الصلوۃ)

اہلسنت کے نزدیک ایمان کی تعریف اور اس کے اصول یہ ہیں:

_ ایمان اعتقاد' قول اور عمل کا نام ہے.

_ ایمان نیکیوں سے بڑھتا اور نافرمانیوں اور کبیرہ گناہوں سے گھٹتا اور ناقص ہوتا ہے.

_ ایمان کفریہ اعتقاد' قول اور عمل سے بھی خارج ہو جاتا ہے.

اہلسنت کے نزدیک ایمان کی تمام شاخیں برابر حکم نہیں رکھتیں'ایک اصل ایمان ہے جس کے منافی اعتقاد'قول اور عمل سے ایمان خارج ہو جاتا ہے اور دوسرا کمال ایمان ہے جس کے منافی عمل سے ایمان خارج نہیں ہوتا.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا.

ایمان کی سب سے بلند شاخ لا الہ الا اللہ ہے'اور سب سے ادنی شاخ راستی میں سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کی شاخوں میں سے ہے.(صحیح بخاری:۹)

اس حدیث میں مزکورہ کمال ایمان مثلاً حیا وغیرہ تو اس کے منافی عمل کی صورت میں بے حیائی اور زنا کے ارتکاب سے ایمان خارج نہ ہو گا جب تک کوئی اس کو اعتقاداً حلال نہ جان لے. کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ

میری امت میں جو لوگ کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوئے میری شفاعت ان کیلئے ہو گی.(ترمزی:۲٤۳٥)

حدیث میں حیا کو ایمان قرار دینے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ بھی ایمان(کے کمال)میں شامل ہیں جن کے کرنے سے ایمان بڑھتا ہے.

حدیث میں ایمان کی جو سب سے بلند شاخ لا الہ الا اللہ بیان ہوئی ہے وہ اصل ایمان کی ہے اس کے منافی شرکیہ عمل کی صورت میں ایمان خارج ہو جاتا ہے چاہے اعتقاد میں شرک کو پہچان کر اس کے حرام ہونے کا عقیدہ ہی کیوں نہ رکھے.

امام محمد بن عبد الوہاب فرماتے ہیں:

اس میں اختلاف نہیں کہ توحید لازماً دل'زبان اور عمل کے ذریعے سے ہوگی'اورا گران میں سے کوئی چیز کم ہوئی توآدمی مسلمان نہیں.اورا گرتوحید کو جان کراس پر عمل نہ کرے وہ سرکش کافر ہے فرعون اورابلیس اوران جیسے دیگر کافروں کی طرح اوراس میں بہت سے لوگ غلطی کر جاتے ہیں.(کشف الشبھات:۲۸)

توحید کے علاوہ اصل ایمان میں ایمان کے دیگرارکان فرشتوں پر'کتابوں پر'رسولوں پر'یوم آخرت پراور تقدیر پرایمان شامل ہیں.ان کے علاوہ "نواقض الاایمان" ایمان سے خارج کرنے والے کفریہ اعمال بھی اصل ایمان کے منافی ہیں چاہے ان کاارتکاب کرتے ہوئے اعتقاد میں ان کے حرام ہونے کاعقیدہ ہی کیوں نہ رکھاجائے.

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

جس نے کچھ ایسا کہایا کیاجو کفر ہے تواس سے وہ کافر ہوا'اگرچہ وہ کافر ہونے کاقصد نہ بھی کرے کیونکہ کوئی بھی کفر کاارادہ نہیں کرتا.(الصارم المسلول:۱۷۸)

ابن قدامہ المقدسی فرماتے ہیں:

جادوسیکھنااور سکھاناحرام ہے ہم نہیں جانتے کہ اس میں اہل علم(اہلسنت) کااختلاف ہو ہمارے ساتھی کہتے ہیں جادوگر جادوسیکھنے اور کرنے سے کافر ہوجاتا ہے چاہے اس کو حرام سمجھے یاحلال.(المغنی:۸-۵۱)

اللہ تعالیٰ نے کفروارتداد کے احکام کو ظاہری اعمال کامکلف بنایاہے نہ کہ اعتقادی.

رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دلوں کو کریدوں اور یہ کہ ان کے پیٹ پھاڑ کر دیکھوں.(صحیح بخاری: ٤٣٥١)

حضرت عباس بدر میں کفار کے لشکر کے ساتھ آئے وہ اسلام قبول کر چکے تھے لیکن مشرکین انھیں زبردستی ساتھ لے آئے' جنگ میں گرفتار ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انھیں دیگر کفار قیدیوں کی طرح فدیہ ادا کرنے کا حکم دیا.انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنا عزر بیان کیا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا عزر قبول نہیں فرمایا اور انہیں بھی دیگر قیدیوں کی طرح فدیہ ادا کرنے کا حکم دیا' اور فرمایا:

ہم تمہارے ظاہر پر فیصلہ کریں گے اور تمہارے باطن کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں.(تفسیر ابن کثیر)

حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کو فرماتے ہوئے سنا:

رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کا مواخزہ وحی کے ذریعے ہو جاتا تھا لیکن اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اب تو ہم ظاہری اعمال پر مواخزہ کریں گے جس آدمی کے ہمارے سامنے اچھے اعمال ظاہر ہوں گے تو ہم اس کو امن دیں گے اور ہمیں اس کے پوشیدہ اعمال کا کچھ واسطہ نہیں اس کے پوشیدہ اعمال کا محاسبہ اس سے اللہ کرے گا اور جو ہمارے سامنے ظاہراً برے اعمال کرے گا تو ہم اسے نہ امن دیں گے اور نہ اس کی بات مانیں گے اگرچہ وہ کہے کہ اس کی باطنی کیفیت اچھی ہے.(صحیح بخاری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین ارتدوعلی ادبارھم من بعد ماتبین لھم الھدی.(محمد:٢٥)

بیشک جو لوگ اس کے بعد کہ ان پر ہدایت ظاہر ہو گئی اپنی پیٹھوں کے بل پلٹ گئے.

امام ابن حزم اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

اللہ نے انہیں کافر قرار دیا بعد اس کے کہ انہیں حق کا علم ہو چکا تھا اور ہدایت واضح ہو چکی تھی صرف ان کے اس قول کی بنا پر جو انہوں نے کفار کو کہا تھا انہیں کافر کہا گیا ہے اور اللہ نے ہمیں بتادیا ہے کہ وہ ان کے دلوں کے راز جانتا ہے اور اللہ نے یہ نہیں کہا کہ یہ انکار یا تصدیق ہے بلکہ صحیح تو یہ ہے کہ ان کے باطن میں تصدیق ہے کیونکہ ہدایت ان پر واضح ہو چکی ہے اور جس پر ہدایت واضح ہو جائے تو اس کیلئے یہ ممکن نہیں کہ وہ دل سے انکار کر سکے. (کتاب الدرہ فیمایجب اعتقاد: ۳۲۹۰)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض لوگوں کو ایک کفریہ قول کہنے کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے حالانکہ وہ معزرتیں پیش کر رہے تھے کہ ہمارا مقصد یہ نہیں تھا.

ولئن سالتهم ليقولن انماكنانخوض ونلعب قل ابالله وايته ورسوله كنتم تستهزؤن لاتعتزروقدكفرتم بعدايمانكم. (التوبہ: ٦٥)

اور اگر آپ پوچھیں تو ضرور کہیں گے ہم تو صرف ہنسی مزاق اور دل لگی کر رہے تھے. کہہ دیجئے! کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ استہزاء کر رہے تھے' بہانے مت بناؤ بیشک تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو.

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

فبين انهم كفار بالقول مع أنهم لم يعتقدوا اصبحته. (مجموع الفتاویٰ: ۳-۱۷۳-۷)

پس یقیناً وہ اس قول ہی کی وجہ سے کافر ہو گئے باوجود اس کے کہ انہوں نے اس کے جائز ہونے کا عقیدہ نہیں رکھا تھا.

نیز امام ابن تیمیہ ومن یتولھم منکم فانه منھم, جو کافروں کے ساتھ دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہے۔ کی ذیل میں فرماتے ہیں۔

اس کا معنی یہ ہے کہ جو یہودیوں اور عیسائیوں کی موافقت کرتا ہے اور ان کی مدد اور تعاون کرتا ہے تو وہ ان میں سے ہی شمار ہو گا. تمام مفسرین کرام اس بات پر متفق و متحد ہیں کہ مزکورہ بالا آیت کا شان نزول ایک ایسی قوم کے افراد سے متعلق ہے جو بظاہر اسلام کا دعویٰ اور اظہار کرتے تھے مگر ان کے دلوں میں یہ خوف جا گزیں تھا کہ اگر بالفرض اہل اسلام کافروں کے ہاتھ شکست کھا گئے تو پھر ہمارا کیا بنے گا ہم کدھر جائیں گے. بس اس خوف سے وہ کلمہ پڑھنے کے باوجود یہودیوں 'عیسائیوں اور دیگر کافروں کے ساتھ بنا رکھتے تھے. ان کے دوستانہ تعلقات کی بنیاد فقط وہ خوف تھا جو ان کے دل ودماغ پر بری طرح سوار تھا. کافروں سے دوستیاں کرنے والے اور ان سے بنا کر رکھنے والوں کے دلوں میں یہ اعتقاد و نظریہ بالکل نہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم جھوٹے پیغمبر ہیں اور یہود و نصاریٰ سچے ہیں. (مجموع الفتاویٰ: ۱۹۳-۷)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما النسئ زیادۃ فی الکفر. (التوبہ: ۳۷)

بلاشبہ (کسی مہینے کو) آگے پیچھے کر دینا کفر میں زیادتی ہے.

توحید حاکمیت کے ضمن میں ارجاء

جب کہ مرجئہ اللہ تعالیٰ کے احکام وشریعت پر اعتقاد کے حوالے سے عمل میں اس کے مخالف قانون سازی اور تبدل کو محض ایمان میں نقص قرار دیتے ہیں. ان کے نزدیک اللہ کی حاکمیت سے کفر اعتقاد میں بھی احکام دین اور شریعت کاانکار کرنے یاقانون سازی یاتبدل کو حلال یاجائز سمجھ لینے کی صورت میں ہوتاہے 'اوراعتقاد سے مخالف اللہ کی حاکمیت کے ضمن میں محض عملی کفران کے نزدیک کوئی نہیں. یہ وہی قدیم متکلمین مرجئہ کاعقیدہ ہے. مرجئۃ العصر کاان کے مخالف محض ایمان کی تعریف میں اہلسنت کی پیروی کرنا بے فائدہ ہے. اہلسنت اور سلف صالحین نے اللہ کی حاکمیت پر اعتقاداً ایمان لانے اوراس کے احکام وقوانین کی تصدیق کرنے کے باوجود اللہ کی حاکمیت سے عملاً کفروشرک کی صورت کو صراحت سے بیان کیاہے.

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

جس نے عملاً حرام کو حلال قرار دیاوہ بالاتفاق کافرہے...اوراگروہ اس بات کاعقیدہ تورکھتاہے کہ یہ چیزاللہ اوررسول نے حرام قرار دی مگراس کے باوجود وہ اس کے حرام کو حلال سمجھتاہے توپہلے والے سے بھی شدید کافرہوگایااس شخص کاخیال ہوتاہے کہ اللہؐکی حرام کردہ کو حلال یاحلال کردہ کو حرام کرنے سے اللہ سزانہیں دے گا...تواس شخص نے رب کو پہچانانہیں'اگرسب سمجھتاہے پھر بھی ایساعمل(غیر اسلامی قانون نافذ) کرتاہے تویاتواپنی خواہشات کی اتباع کررہاہے یاشرعی احکام سے نفرت کی بناپرایساہے تواس کاکفر مکمل طورپر واضح ہے'ایسے لوگوں کے کفرپر قرآنی دلائل بے شمارہیں.(الصارم المسلول)

امام ابن حزم اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

توثابت ہوا کہ مہینوں کا آگے پیچھے کرنا کفر ہے' یہ بھی دیگر افعال کی طرح ایک فعل ہے' اس سے اللہؒ کے حرام کردہ کو حلال کرنا مراد ہے' پس جو اللہ کے حرام کردہ کو حلال کردے اور جانتا بھی ہو کہ اللہ نے اسے حرام کیا ہے تو وہ محض اس فعل کی وجہ سے کافر ہو گا.(الفصل:٣-٢٤٥)

صحابہ کرام کا طرز عمل

صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد اس عملی فتنہ ارتداد کا مقابلہ کیا اور ان لوگوں سے قتال کیا جو اسلام لانے کے بعد دین اسلام کے بنیادی مسائل ایمان و توحید میں عملی کفر کے مرتکب ہوئے. اور زکوۃ دینے سے انکار کیا یا جنہوں نے مسیلمہ کزاب کا ساتھ دیا. حالانکہ ان میں بہت سے اعتقادی طور پر وہ یہ کفریہ عقیدہ نہ رکھتے تھے لیکن حمیت اور عصبیت کی بنا پر انہوں نے اپنی قوم کا ساتھ دیا. لیکن وہ غیر اللہ کی عملی اطاعت واتباع کے کفر کی وجہ سے قتال کے حقدار ٹھرے. صحابہ کرام نے ان میں اعتقادی اور عملی کفر کی تفریق نہیں کی بلکہ سب سے یکساں قتال کیا. جیسا کہ پہلے نقل کیا جا چکا ہے.

امام ابن جریر فرماتے ہیں:

مسیلمہ کزاب کے بعض تابعدار اس کی تکزیب کا اقرار کرتے تھے مگر وہ اس کے گروہ میں شامل تھے. صحابہ کرام نے ان سب کو کافر قرار دیا.

امام ابن القیم فرماتے ہیں:

صحابہ کرام نے جب مسیلمہ کزاب یادوسرے مرتدلوگوں کے ساتھیوں اوران کے متبعین کومرتد قرار دیاتووہ صرف تابعداری کی وجہ سے ہی تھاکہ انہوں نے مرتدوں کی تابعداری کی تھی اوراپنے قول وفعل سے ان کی مدد کی تھی یہ کہیں ثابت نہیں کہ صحابہ کرام نے ان کاعقیدہ معلوم کیاتھاپہلے بتایاجاچکاہے کہ مسیلمہ کزاب کے تابعداروں کی تعداد ایک لاکھ تھی.(منهاج السنة:۲۱۷-۱)

اس طرح کتب احادیث میں حضرت عمر کے اس منافق کو قتل کرنے کاواقعہ موجود ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیصلے کو قبول نہ کیا. جبکہ قرآن مجید اس کے اس فعل کامنشاء یہ بیان فرماتاہے کہ وہ چاہتاتھاکہ اس کی صلح صفائی کرادی جائے. اس کے متعلق اللہ تعالٰی کافرمان ہے:

بااللّٰہ ان اردنااالااحساناوتوفیقا.(النسا٦:٦٢)

اللہ کی قسم! ہم نے بھلائی اور صلح وصفائی کاارادہ کیاتھا.

لیکن اس کے باوجود اللہ تعالٰی نے حضرت عمر کے عمل کی قرآن مجید میں تائید نازل فرمائی. اس سے ثابت ہوتاہے کہ صحابہ کرام اللہ تعالٰی کی حاکمیت اختیار کرنے اوراس کے احکام اور فیصلوں کی طرف رجوع کرنے کوایمان وتوحید کابنیادی مسئلہ سمجھتے تھے اوراس سے اعراض میں اعتقادی اور عملی کفر کی تفریق نہیں کرتے تھے.

اہلسنت توحید حاکمیت کوایمان باللہ توحید کے ضمن میں توحیدالوہیت'ربوبیت اوراسماء وصفات میں شامل سمجھتے ہیں'جس کے مطابق قانون سازی اوردستور ٹھہراناصرف اللہ کاحق ہے'اوروہ توحید حاکمیت کے منافی شرک'غیراللہ کی قانون سازی اور غیراسلامی قوانین کے نافزکرنے کوعمل میں بھی شرک

اور کفر اکبر قرار دیتے ہیں چاہے اعتقاد میں کوئی یہ عمل کرتے ہوئے اللہ کو قانون سازمانے اوراس کی شریعت پر ایمان کا دعویٰ کرے.

اسلامی احکام و قوانین کو چھوڑ کر خود ساختہ قوانین اپنانااور احکام الٰہی کو جانتے بوجھتے تبدیل کرنا یہود کا عمل ہے. ان کے اس عمل کو اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ رب بنانااوراس کی عبادت وحاکمیت میں شرک قرار دیا ہے. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله. (التوبہ: ۳۱)

انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا.

حضرت براء بن عازب بیان فرماتے ہیں:

رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک یہودی کے پاس سے گزرے جس کا منہ کالا کیا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ یہودیوں کو بلایا اور ان سے کہا تم لوگ زانی کی حد ایسی ہی پاتے ہو' انہوں نے کہا ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا اور اس سے کہا کہ میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے تورات کو موسی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا ہے. کیا تم زانی کی حد اپنی کتاب میں یہی پاتے ہو؟ وہ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم نہیں اور اگر آپ مجھے یہ اتنی عظیم قسم نہ دیتے تو میں آپ کو نہ بتلاتا ہم اپنی کتاب میں زانی کی حد رجم پاتے ہیں لیکن ہمارے شرفاء کے طبقے میں زناکاری کی کثرت ہو گئی پس جب ہم کسی معزز آدمی کو زنا کرتے ہوئے پکڑتے تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کسی کمزور کو پکڑتے تو اس پر حد قائم کرتے' پھر ہم نے کہا کہ آؤ ہم سب جمع ہو کر کسی ایسی سزا پر متفق ہو جائیں جسے ہم معزز' کمزور اور رزیل ہر ایک پر قائم کر سکیں' چنانچہ ہم منہ کالا کرنے اور کوڑے لگانے پر متفق

ہو گئے اور سنگساری کی سزا کو ترک کر دیا. پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا. اے اللہ بیشک میں پہلا شخص ہوں جس نے آپ کے حکم کو زندہ کیا جبکہ لوگوں نے اسے ضائع کر دیا تھا' پھر آپ ؐ نے رجم کا حکم دیا تو اسے رجم کیا گیا. پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی. یایھالرسول لایحزنك...اللہ تعالیٰ کے قول ان اوتیتم ھذا...اور اللہ تعالیٰ کے قول و من لم یحکم بماانزل اللہ فاولئک ھم الکفرون. یہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی،اور اللہ تعالیٰ کے قول و من لم یحکم بماانزل اللہؕ فاولئک ھم الظلمون یہ بھی یہود کے بارے میں ہے' اللہ تعالیٰ کے قول و من لم یحکم بماانزل اللہ فاولئک ھم الفسقون تک فرمایا یہ سب کفار (یہود کے اس واقعہ) کے بارے میں ہیں. (ابو داؤد: ٤٤٤٨)

ایک آدمی نے حضرت حزیفہ سے ان تینوں آیات کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ کہا جاتا کہ یہ تینوں آیات بنی اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئیں تھیں.

سیدنا حزیفہ نے فرمایا:

نعم الاخوۃ لکم بنواسرائیل ان کان لکم کل حلوۃ وبھم کل مرۃ.(مستدرک حاکم:-۲ ۳۱۳' تفسیر عبدالرزاق: ۱۹۱- او طبری)

کتنے ہی اچھے بھائی ہیں تمہارے یہ بنی اسرائیل کہ کڑوا کڑوا سب ان کیلئے اور میٹھا میٹھا سب تمہارے لیے ہے.

ان آیات میں لفظ 'من' عموم تمام امتوں پر دلالت کرتا ہے نہ کہ خاص یہودیوں پر. کیونکہ توحید الوہیت وحاکمیت کا عقیدہ سب امتوں کیلئے یکساں اور غیر متبدل ہے.

امام حافظ اسماعیل بن اسحاق القاضی (متوفی ۲۸۲ھ) فرماتے ہیں:

ومن لم یحکم... ظاہری آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جسنے کوئی ایسا فعل کیا جیسا یہودیوں نے کیا تھا اور کوئی ایسا حکم (قانون) اختراع کیا جو اللہ کے حکم کے خلاف ہو اوراسے دین (اجتماعی قانون) بنادیا تاکہ اس پر عمل کیا جائے تو اس پر وہی وعید لازم آئے گی جو ان یہودیوں پر آئی تھی وہ خواہ حکمران ہو یا کوئی اور ہو. (فتح الباری: ۱۲۹-۱۳)

ارشاد باری تعالی ہے:

وکیف یحکمونك وعندهم التورة. (المائدہ: ٤٣)

اور وہ آپ سے فیصلہ کس طرح لیتے ہیں جبکہ ان کے پاس تورات موجود ہے.

اس آیت کے ذیل میں امام طبری فرماتے ہیں:

ان (یہود) کے پاس تورات ہے جو موسیٰ پر نازل ہوئی اور جس کے حق ہونے کا اقرار کرتے ہیں... میرے حکم سے تو وہ اسے جانتے ہیں اور اس سے انجان نہیں ہیں اور نہ اسے دفعہ کرتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ اس میں میرا حکم شادی شدہ زانی کے بارے میں رجم کا ہے اپنے اس علم کے بعد وہ پھر جاتے ہیں اور اس حکم پر چلنے کو چھوڑ دیتے ہیں اس علم کے بعد کہ یہ میرا حکم ہے میری نافرمانی کرتے ہیں. (تفسیر طبری)

عبداللہ بن محمد القنائی فرماتے ہیں:

اس آیت کے سبب نزول ومن لم یحکم... میں یہ بات معلوم ہے کہ یہود نے تورات میں حکم کو حزف کئے بغیر بدل ڈالا اور بغیر اس اعتقاد کے کہ وہاں کوئی دوسرا نیا حکم اللہ کی طرف سے اترا ہے بلکہ انھوں نے اسے

اصل حکم مانتے ہوئے بدلا اور یہ صرف اس لئے کہ وہ حکم ان پر سخت تھا اور اس لئے کہ وہ اسے بجالانے پر اپنے فسق کی وجہ سے قدرت نہیں رکھتے تھے.(حقیقۃ الایمان:۵۹)

عبد المجید شاذلی لکھتے ہیں:

یہود نے اللہ کے احکام بدلے انہوں نے زنا کے حلال ہونے کا اعتقاد نہیں رکھا تھا بلکہ وہ تو اس کا اللہ کی طرف سے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے.انہوں نے (حکم بدل کر) یہ نہ کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے' یا یہ اللہ کے حکم سے افضل یا انصاف پر مبنی ہے' نہ یہ اعتقاد رکھا کہ انھیں حق تشریع (قانون سازی) حاصل ہے یا تشریع (قانون سازی) حلال و جائز ہے' بلکہ وہ رجم کی سزا بدل کر اپنے آپ کو گناہ گار سمجھتے تھے اور فقہی راستہ بھی ڈھونڈ رہے تھے اس لئے انہوں نے کہا اس نبی کی طرف چلو کیونکہ وہ تخفیف کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور اگر وہ تمہیں کوڑے اور منہ کالا کرنے کے بارے میں تائید کر دے تو اللہ کے ہاں تمہارے لئے حجت بن جائے گی.

امام صدر الدین ابن ابی العز فرماتے ہیں:

اگر حاکم یہ نظریہ رکھتا ہے کہ اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ کرنا واجب نہیں ہے وہ اس فیصلہ کرنے میں بااختیار ہے یا حاکم اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کو اہمیت نہ دے اگرچہ وہ اس بات کا یقین رکھتا ہو کہ یہ اللہ کا قانون ہے یہ تمام صورتیں کفر اکبر کی ہیں.

شیخ محمد ابراہیم فرماتے ہیں:

جس نے وضعی قانون کو حاکم بنایا اگروہ کہے کہ میں عقیدہ رکھتاہوں کہ یہ قانون باطل ہے تو اس کی اس بات کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ شریعت مطہرہ کو معزول کرنا ہے اور اس طرح ہے جیسے کوئی بتوں کی عبادت کرنے والا کہے کہ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ بتوں کی عبادت باطل ہے. (فتاویٰ شیخ محمد ابراہیم)

حافظ حکمی فرماتے ہیں:

کہ جن گناہوں کا ہم نے پہلے ذکر کیا ان کی وجہ سے ہم کسی کو کافر نہیں کہتے ان سے مراد شرک کے علاوہ کبیرہ گناہ ہیں ان سے نہ تو شرک لازم آتا ہے اور نہ ہی یہ قلبی و عملی اعتقاد کے منافی ہیں لیکن ہم ان کے فاعل کو فاسق کہیں گے. (معارج المقبول)

شیخ سیلمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں:

اللہ کے نازل کردہ کے خلاف دو احکام ہیں ایک وہ ہیں جو توحید کی ضد ہیں (مثلاً وضعی قانون کا نفاذ) اور دوسرا جو فروع میں ہیں (مثلاً فیصلہ میں انفرادی ظلم و ناانصافی)... خوارج جو اللہ کے نازل کردہ کے خلاف حکم دے کو کافر کہتے ہیں. اہلسنت کا اس کے خلاف اجماع ہے ہم صرف اسے کافر سمجھتے ہیں جو توحید میں اللہ کے نازل کردہ کے خلاف حکم کرے بلکہ اس کی ضد شرک کو جس نے اختیار کیا. (التوضیح عن توحید: ۱٦۱)

مرجئہ کی تلبیس سے ہوشیار...!

کفر کیلئے اعتقاد اور عمل کی تفریق اور انکار و استحلال کی شرط تو صرف صغیرہ و کبیرہ گناہوں کے ضمن میں ہے. یا اللہ کی حاکمیت سے انحراف کی اس صورت میں جس میں خوارج نے افراط کیا اور جسے ہم نے پیچھے

تفصیل سے بیان کیا ہے. جبکہ توحید اور اللہ کی حاکمیت سے صریح کفر و شرک میں اعتقاد اور عمل کی تفریق جائز نہیں. لیکن آج افسوس ناک صورتحال یہ ہے کہ اللہ کی حاکمیت میں صریح شرک و کفر کو بھی عام گناہ قرار دیا جاتا ہے اور جو اس شرک اور طاغوت کی تنکیر و تکفیر کرے اسے خوارج قرار دیا جاتا ہے.

امام محمد بن عبد الوہاب فرماتے ہیں:

یہ آپ لوگوں کا سب سے بڑا دھوکا ہے جس کے ساتھ آپ لوگ عوام کو دھوکے میں ڈالتے ہیں کہ اہل علم فرماتے ہیں کہ کسی بھی گناہ کی وجہ سے مسلمان کی تکفیر جائز نہیں حالانکہ یہ وہ (گناہ) نہیں جن کے بارے میں ہمارا نزاع ہے بلکہ ہماری بات ان سے بالکل مختلف ہے کہ خوارج ہر زانی 'چور اور قاتل کبیرہ گناہ کے مرتکب مسلمان کو کافر کہتے تھے اور اہلسنت کا مذہب ہے کہ مسلمان کو صرف شرک کی وجہ سے کافر قرار دیتے ہیں. (الرسائل الشخصیہ)

شیخ عبد اللطیف فرماتے ہیں:

جو آدمی بھی اہل علم کے کلام سے اعراض کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جو آدمی نماز پڑھتا ہے اور لا الہ الا اللہ کا اقراری ہے. اس سے خواہ کیسا بھی شرک اور دین اسلام کا ترک ظاہر ہو اہل قبلہ میں سے ہے. اس نے جہالت و گمراہی کی منادی کی ہے اور اس بات کے ساتھ اپنے علم و دین کا لباب ظاہر کر دیا ہے کہ اس نے ان (سلف صالحین) کے کلام کو غیر محل میں رکھا ہے.

توحید حاکمیت کا سبق جسے بھلانے کی وجہ سے...!

آج امت اللہ کی الوہیت اور عبادت میں شرک کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر چکی ہے.

اسی پیغام توحید کو ترک کرنے کی وجہ سے...!

امت اپنی شان و شوکت اور خلافت اسلامیہ سے محروم ہوئی.

اسی دعوت توحید سے پہلوتہی کی وجہ سے...!

طاغوت اور غیر اللہ کے نظام و قوانین بلاد اسلامیہ پر مسلط ہیں.

اسی نور توحید کو چھوڑنے کی وجہ سے...!

مسلمان شریعت اسلامیہ سے محروم ہیں اور ان کی وحدت پارہ پارہ ہو چکی ہے.

اسی سفینہ نجات سے اتر کر...!

آج امت تمام قسم کے دنیاوی عذابوں'غلامی و محکومی اور زوال و پستی کا شکار ہے.

اسی راہ مستقیم سے ہٹ کر...!

آج کے معاشرے بدترین ظلم و فساد کا شکار ہیں.

اسی دعوت حق کو ترک کرکے...!

امت جہاد و قتال جیسے عظیم عمل سے محروم ہوئی.

صرف قرآن کی اس بنیادی دعوت توحید کو سمجھ کر...!

یہ امت غلبہ اسلام کی کوششوں کو صحیح رخ پر ڈال سکتی ہے اور بے نتیجہ محنت و کاوش سے چھٹکارا حاصل کرسکتی ہے.اگر ہم آج بھی صحابہ کرام اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے توحید حاکمیت کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو اپنے آپ کو ایمان و توحید'علم و عمل اور اخلاق و کردار سے مزین کرسکتے ہیں.اور امت پھر سے اپنی کھوئی ہوئی عزت و کامرانی'زمین پر غلبہ و تمکن اور امن و سلامتی حاصل کرسکتی ہے.